Presented by: Rana Jabir Abbas

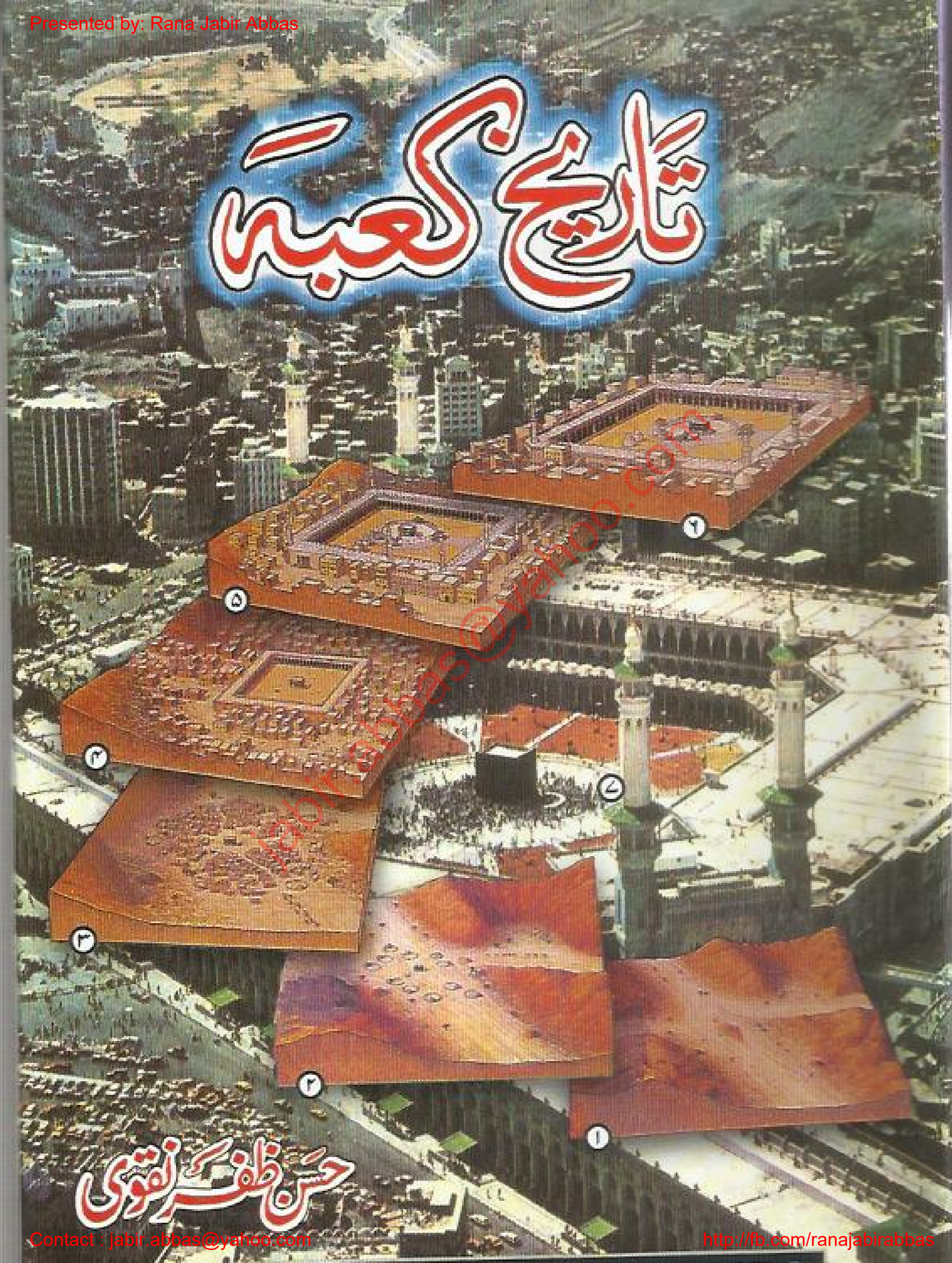

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخ کعبہ

مجموعۂ تقاریر

شاہ کربلا ٹرسٹ امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی

۱۴۲۱ھ

حسن ظفر نقوی

محفوظ بک ایجنسی ✿ مارٹن روڈ کراچی

محفوظ
MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- تاریخ کعبہ
مؤلف ---------- سید حسن ظفر نقوی
شائع کردہ ---------- محفوظ بک ایجنسی
کمپوزنگ ---------- احمد گرافکس، کراچی
طبع اول ---------- فروری ۲۰۰۲ عیسوی
طبع سوم ---------- مارچ ۲۰۰۸ء
تعداد ---------- ۱۰۰۰
قیمت ---------- [redacted]

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

انتساب

ہاتھیوں کے لشکر کو تباہ کرنے والی

ابابیلوں

کے نام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بنام حق وصداقت

میری یہ کوشش میری خطابت وطرزِ نگارش کی بجائے اِن موضوعات کی وجہ سے زندہ رہے گی اور پذیرائی حاصل کرے گی۔ کتاب کے محاسن ومُعائب پر گفتگو کرنا یا توجہ دلانا میرے اہل نظر قارئین کا کام ہے۔

"تاریخ کعبہ" عرصہ دو سال میں دوسری بار طبع ہو رہی ہے یہ اعزاز میرے لیے کیا کم ہے کہ لوگ میری آواز کو پوری توجہ سے سماعت فرما رہے ہیں اور میری تحریر کو غور وفکر کے ساتھ پڑھ رہے ہیں۔ ایک ایسے دور میں جب قوم کتابوں سے کوسوں دور ہوتی جارہی ہو جس کے منطقی نتیجے میں چراغ فکر کی روشنی ماند پڑ رہی ہے، الفاظ ومعنی کے طلسم ٹوٹ رہے ہیں۔ اُفق وقت پہ نہ اندھیرا ہے نہ اُجالا، بحرآلام میں نہ طوفاں ہے نہ ٹھہراؤ۔ خون روتی امیدیں ہیں اور ساحل چشم پر رُکے ہوئے چند آنسو۔

قوم صدیوں سے منزل امتحان میں ہے حسینؑ کے ماننے اور چاہنے والوں کو حسینؑ کی محبت کے جرم میں شہید کیا جارہا ہے ہم لب و گوش پر خاموشی سجائے چپ ہیں یہ دلیل کم نظری نہیں تو اور کیا ہے صحرائے غم کی جھلستی دھوپ میں نہ ہمیں شجر کی تلاش ہے نہ شجر اگانے کی فکر، درِ آل محمدؐ سے وابستگی اور درِ علم پر جبین سائی کے باوجود ہم علم کے مدفن پر کھڑے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری پیشانیاں درِ علم پہ نہیں علم کے مدفن پہ جھکی ہوئی ہیں ہم سب کے سامنے آئینہ ہے۔

کیا ہمارے لبوں پر منفعت کا ترانہ اور مفادات کے گیت نہیں، کاش کبھی ہم آنکھ کے آئینے سے روح کے اندر اور ضمیر کے اندر جھانک کر دیکھ سکتے کہیں ہم احساس سود وزیاں سے عاری تو نہیں ہو چکے ہیں ہم میں ہمت نہیں رہی یا قوم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اجتماعی طور پر حوصلہ ہار بیٹھی ہے۔

نہ یہ مولا علیؑ کا طریقہ کار رہا ہے نہ ان کے ماننے اور چاہنے والوں کا وطیرہ۔

کیا اسلام دشمن طاقتیں؟

کیا سامراجی و استعماری گماشتے، یوں ہی حد سے گزرتے رہیں گے؟

کیا ہم یوں ہی علمی و سیاسی، مذہبی و مسلکی دہشت گردی کا شکار ہوتے رہیں گے کیا ہمیں نئے عزم کے ساتھ مانند خورشید نہیں اُبھرنا چاہیے؟

کیا علم ہمارا ورثہ نہیں؟

کیا شجاعت ہمارا ورثہ نہیں۔ تو پھر ہم قار مذلت کی طرف کیوں جارہے ہیں۔

قوموں کی تاریخ میں عروج و زوال آتے رہتے ہیں۔ لمحاتی شکست دائمی فتح کی نوید ہوتی ہے بشرطیکہ ہم شکست سے درس لے سکیں۔

قوموں کا سب سے بڑا ہتھیار اتحاد و یقین و عزم و شعور ہوتا ہے جس قوم میں اس کا فقدان ہو جائے وہ برگ خزاں رسیدہ وراہ کا پتھر بن جاتی ہے..... آپ ہی مرے درد آشنا ہیں آپ ہی میرے غمگسار ہیں آپ کے سوا میں یہ حدیث دل کس سے کہوں۔

افسوس ہے کہ زندہ ہوں کہنا پڑا ہے حال
کیا مختصر جواب یہ ہوتا کہ........ مرگیا

تمام تر سنگ ملامت، تنقیدوں کے تیر، اور اپنوں کے زہر سے فقرے سن کر بھی یہ سوچتا ہوں

زندگی ہے تو بہر حال بسر بھی ہوگی
شام آئی ہے تو آئے کہ سحر بھی ہوگی

حسن ظفر نقوی

یکم اپریل ۲۰۰۴ء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قطعہ از قسیم ابن نسیم امروہوی

تصنیف کی ظفرؔ نے وہ اسلام کی کتاب
جس کا ہر اک ورق ہے حقیقت کا آفتاب
کیونکر نہ ہو بہ حُسنِ عقیدت بصدِ خلوص
"تاریخِ کعبہ" وارث کعبہؑ سے انتساب

●○●

قطعات از ریحان اعظمی

حیدرؑ کی ولادت کے سبب کہنا پڑے گا
آباد ہوا خانۂ رب کہنا پڑے گا
کعبے کی جو تاریخ حقیقت میں لکھو گے
کس کس نے لگائی ہے نقب کہنا پڑے گا

●○●

یہ کیسے مؤرخ ہیں قلم کار ہیں کیسے
تاریخ کی ہر بات مصدق نہیں لکھتے
مذکور تو کردیتے ہیں کعبے کے بتوں کا
حق نے کیا دیوار میں کیوں شق نہیں لکھتے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

پروفیسر سید محمد صادق رضوی

جناب مولانا السید حسن ظفر نقوی صاحب قبلہ دام مجدہ، گذشتہ چار، پانچ سال سے مختلف تاریخی موضوعات پر رضویہ سوسائٹی میں عشرہ ثانی سے خطاب فرما رہے ہیں جو ایک عظیم دینی خدمت اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ کسی بھی عالم کی علمی گفتگو یا دینی خدمات پر ایک کم علم ادنیٰ طالب علم کا تبصرہ کرنا یا کچھ لکھنا بہت مشکل اور دشوار امر ہے لیکن چونکہ یہ ایک کارِ خیر بھی ہے اور ایک بڑے علمی ذخیرے سے استفادے کا بہترین ذریعہ بھی لہٰذا ''ہمتِ مردان مددِ خدا'' کے تحت ہمت کر کے قلم اٹھا رہا ہوں اس لئے کہ اس علمی ذخیرے کی حفاظت کے لئے جو محنت اور کاوش کی جا رہی ہے اس کو اہم ترین دینی فریضہ جانتے ہوئے خواہش مند ہوں کہ میرا شمار '' تعاونو علی البر و التقویٰ '' یعنی نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں مددگار بنو، کے تحت اللہ کے اس حکم پر عمل کرنے والوں میں سے ہو۔ (آمین)

۱۴۲۱ ہجری کے اس عشرے کے لئے مولانا حسن ظفر صاحب کا '' تاریخِ کعبہ'' کو موضوع قرار دینا آپ کی علمی بصیرت اور اپنے فرائض و ذمہ داریوں کے ادراک کا واضح ثبوت ہے جس کی مومنینِ کرام جتنی بھی قدر کریں کم ہے۔

لغت میں تاریخ کا مطلب ملتا ہے ''کسی قوم یا ملک کے متعلقہ واقعات کا مسلسل تذکرہ'' اور کعبہ روئے زمین کا افضل ترین خطہ بلکہ کائنات کا دل ہے۔ پس اس بات میں قطعاً کسی شبے کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ موضوع بے حد اہم اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جس کا ہر طرح سے محفوظ کیا جانا ہم سب کا دینی فریضہ اور کارِ ثواب ہے یعنی جملہ مومنین کرام کے لئے اس کی کتابی شکل میں حفاظت اور اسی طرح اپنے ذہنوں میں محفوظ کرنا ضروری ہے۔

میں نے اکثر اوقات یہ بات سنی اور کہیں کہیں گمراہی پھیلانے والوں نے اسے تحریر بھی کیا کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ اب کیا کیا جائے عقلِ انسانی پر جو ہمیشہ سے شیطانیت سے مغلوب ہوتی نظر آئی لیکن جب میں نے غور کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ دراصل تاریخ، انسان کی روح کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

غذا" ہے اور خانہ کعبہ جو زمین کا مرکز ہے، وہ کائنات کا دل ہے۔ پس تاریخ کعبہ کا مطالعہ اور اس میں غور و فکر صرف مومنین یا مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ عالمِ انسانیت کے لئے بھی بے حد ضروری ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو گمراہی سے بچا سکیں اور قعرِ مذلت سے محفوظ رہیں۔

انسان، صاحبِ عقل و شعور ہے اور جب ہم تاریخِ انسانیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ "کائنات کی عدیم المثال ترین ہستی" حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات ہے کیونکہ آپؑ کی صفاتِ حسنہ کے اثرات اور آپؑ کے مثالی کردار کی چھوٹ بنی نوع انسان پر اس طرح پڑی کہ جوشؔ نے کہا

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

اور پھر ہر مذہب، ہر قوم اور ہر رنگ و نسل کے ہوش مند انسانوں نے تسلیم کیا کہ

دنیا حسینؑ کی ہے زمانہ حسینؑ کا

یعنی پیغام حسینی کی وسعت زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے جیسا کہ مشہور و معروف فرنچ اہل قلم مسٹر والٹیر نے لکھا ہے کہ "کربلا والے حسینؑ کے علاوہ دورِ تاریخ میں ایسی کوئی ہستی دیکھنے میں نہیں آئی جس نے بنی نوع انسان پر ایسے مافوق الفطرت اثرات چھوڑے ہوں۔"

پس ذاکرِ حسین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ بھی اپنے بیان اور اپنی گفتگو میں اتنی گنجائش اور وسعت رکھے کہ اصلاحِ نوعِ بشر بھی ہو سکے اور خدمتِ نوعِ بشر بھی اس لئے کہ یہی مقصدِ مجلس مظلوم کربلا ہے۔

خداوند عالم نے ہر خشک و تر کا علم قرآن مجید میں رکھا ہے مگر ہم اپنی محدود بصیرت کی وجہ سے یہ علوم از خود اس لئے حاصل نہیں کر سکتے کہ کلامِ الٰہی میں جو رموز ہیں وہ صرف معصومین علیہم السلام ہی سمجھ سکتے ہیں پس ہم حصولِ علم کے لئے تفسیر قرآن، سیرت معصومینؑ اور تاریخ کے محتاج ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں چودہ ہادیانِ برحق کا وسیلہ میسر ہے جو سب کے سب معصوم ہیں لہٰذا ان ہستیوں کے طفیل تاریخی حقائق آج تک محفوظ ہیں اور علماء کی تاریخی مجالس سے عوام تک پہنچ رہے ہیں چناں چہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ خدا نے جب زمین کو بچھایا تو پہلا پہلا ذرہ مٹی کا جس جگہ بنا وہ ٹھیک "کعبہ کا بیچ" ہے اور اسی سے باقی ذرے بنے۔ خدا نے اس کا نام رکھا "اُمّ قریٰ" یعنی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آبادیوں کی ماں۔یہیں سے زمین شروع ہوئی اور اسی وجہ سے رسول کو "اُمّی" کہتے ہیں۔

تاریخی حقائق میں کسی خاص فقہ یا فرقہ کی بات نہیں ہوتی لہٰذا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالتہ الخفاء میں تحریر فرماتے ہیں۔

قَد تَواتَرَتِ الاخبارُ علیٰ اَنَّ علیاً وُلِدَ فی جَوفِ الکَعْبَة

یعنی محدثین سے بالاتفاق ثابت ہے، متواتر ہے کہ حضرت علیؑ جوف الکعبہ یعنی ٹھیک بیچ کعبہ میں پیدا ہوئے۔انسان ذرا غور کرے کہ وہ "بیچ" کیا ہے؟

وہ مٹی کا ذرہ جہاں سے زمین بنی وہ ہے ٹھیک بیچ اور اس کو خدا نے "اُم" کہا جو تراب کا ذرّہ تھا لہٰذا وہ جس جگہ سے بنا وہ جگہ ہوئی "اُم تراب" اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو کہا ہے "ابو تراب" اس تاریخی حقیقت کی تائید حضور ختمی مرتبت کی دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا "اس امت پر علیؑ کا حق ایسا ہے جیسا بیٹے پر باپ کا حق ہوتا ہے"

عالی جناب تقدس مآب مولانا سید حسن ظفر نقوی صاحب قبلہ نے جس محنت اور جاں فشانی سے تحقیق کی ہے اور خوش قسمتی سے اب یہ عشرہ کتابی شکل میں پڑھنے والوں تک پہنچ رہا ہے اور اس سلسلے میں مولانا بھی شکریہ کے مستحق ہیں اور وہ سب حضرات بھی جنہوں نے کسی بھی طرح "تاریخِ کعبہ" نامی کتاب عمدگی کے ساتھ آپ تک پہنچانے میں معاونت فرمائی۔

چوں کہ خوشبو پھیل کر خود اپنا تعارف کرا دیتی ہے اور اسے نہ دبایا جا سکتا ہے، نہ چھپایا جا سکتا ہے لہٰذا اس علمی کاوش سے استفادہ کرنے والے ہی صحیح طور پر اس کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر اس کی قدر کر سکیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب ہر طبقے کے لوگوں کے لئے ہر طرح سے مفید و کارآمد ثابت ہوگی۔

خداوند عالم ہم سب کی سعی کو قبول و منظور فرمائے اور ہمارا شمار عزادارنِ شہدائے کربلا میں فرمائے۔(آمین ثم آمین)

پروفیسر سید محمد صادق رضوی

سابق چیئرمین سندھ بورڈ آف ٹیکنکل ایجوکیشن

۲۰-اگست ۲۰۰۱ء

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پہلی مجلس

أعوذُباللّٰهِ مِنْ ألشيْطٰنْ ألرَجيمْ

بِسْمِ أللّٰهِ ألرَّحْمٰنِ ألرَّحِيمْ

ألحَمْدُ لِلّٰهِ رَبُّ ألعَاْلَمِينْ وَألصَلوٰاةُ وَألسَلاَمُ عَلىٰ أشْرَفْ ألأنْبيَاءِ وَألمُرسَلِينْ سَيِّدِنَا وَنَبِينَا ابِى ألقَاسِم مُحَمَدْ وَآلِهِ ألطَيِّبِينَ ألطَاهِرِينَ ألمَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُاللّٰهِ عَلىٰ أعْدَائِهِمْ أجْمَعِين مِنَ ألآن اِلىٰ قِيَامِ يَوْمِ ألدِيْنْ أمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ أللّٰهُ فِى كِتَابِهِ ألمُبِين وَهُوَ أصْدَقُ ألقَائِلِينْ وَقَوْلَهُ ألحَقْ

بِسْمِ أللّٰهِ ألرَّحْمٰنِ ألرَّحِيمْ

اِنَّ أوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَ كاً وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ فِيْهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِناً ط

آپ لوگوں سے گزارش کروں گا کہ تمام مراجع عظام بالخصوص آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی علیہ الرحمہ اور تمام شہدائے اسلام بالخصوص شہدائے عزاداری کے ایصال ثواب لئے ایک سورہ فاتحہ کی تلاوت فرما کر بخش دیجئے۔

عنوان آپ کے سامنے اعلان ہو چکا **"تاریخ کعبہ"**۔ آج ابتدائی اور مقدماتی گفتگو ہوگی۔ یہی دستور ہے، یہی اصول ہے تا کہ پہلے دن ہی لوگ سمجھ لیں کہ گفتگو کی نہج کیا ہوگی؟ جہاں تک مجھے یاد ہے مجھے اسی جگہ تاریخی موضوعات پر مجالس پڑھتے ہوئے چوتھا یا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پانچواں سال ہے۔اس لئے لوگوں کو اندازہ ہوگا کہ میں تاریخ میں زبردستی کے مسائل شامل نہیں کرتا۔ان مجالس میں بھی میں زبردستی کے چٹخارے ڈالنے کی کوشش نہیں کروں گا۔میری کوشش یہ ہوگی کہ جس قدر بھی ہوسکتا ہے اپنے نوجوان ساتھیوں کو اور دوستوں کو موضوع سے متعلق مواد مہیا کیا جائے اور پھر اس کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مقصد صرف تاریخی مواد پہنچانا نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں ضرورت پڑے عصر حاضر کے تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بات کو آگے بھی بڑھایا جائے گا۔میری کوشش ہوگی کہ میں اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا چلا جاؤں اور اسی کے ساتھ میری یہ بھی خواہش ہے کہ آپ بھی بروقت تشریف لا کر کامل توجہ کے ساتھ میری معروضات کو سماعت فرماتے رہیں۔اس طرح اللہ ہمارے لئے کوئی بہتر صورت نکال دے گا۔

قرآن کریم سے سورہ آل عمران کی آیت ۹۶ کو مکمل اور آیت ۹۷ کے کچھ حصے کو میں نے اپنی ان مجالس کے لئے سرنامۂ کلام قرار دیا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ وہ پہلا گھر، وہ پہلا مبارک گھر، جو وضع کیا گیا، بنایا گیا لوگوں کے لئے وہ بکہ کی سرزمین ہے، بکہ آیا ہے آیت میں۔اس کی ان شاء اللہ بعد میں تشریح کردیں گے۔ایک جگہ بکہ آیا ہے ایک جگہ مکہ آیا ہے۔بکہ کی سرزمین پر وضع کیا گیا، یہ مبارک گھر بھی ہے اور اس میں ہدایت بھی ہے عالمین کے لئے اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ یہ پہلا گھر بھی ہے جو لوگوں کے لئے بنایا گیا اور اس میں ہماری بڑی روشن آیات چھپی ہوئی ہیں۔ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ آیات بینات جس میں لوگوں کے لئے بہت ہی روشن آیات ہیں، مَّقَامُ اِبۡرٰھِیۡمَ اور اس میں ابراہیمؑ کا مقام بھی ہے، وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا اور جو کوئی بھی اس میں داخل ہوگیا، وہ امن امان میں آگیا، وہ محفوظ ہوگیا۔

عزیزان محترم! تاریخِ کعبہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔دو حصوں پر مشتمل سے مراد یہ ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے بعد سے کعبے کی جو تاریخ شروع ہوتی ہے اس کے مستند اور معتبر استناد ہمارے پاس موجود ہیں کیونکہ کسی نہ کسی طرح بعد کی تاریخ ضبط تحریر میں آتی رہی ہے۔اختلاف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں اس میں لیکن بہرحال تاریخ بتاتی ہے کہ جناب ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کی جب کہ جناب ابراہیمؑ سے پہلے کعبہ کی تاریخ کے سلسلے میں ہمیں مختلف روایات پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور اُن روایات کی گواہی میں جو شواہد موجود ہیں ان پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس زمانے کی تاریخ تحریری صورت میں نہیں ہے۔

قرآن کریم میں بھی دو یا تین جگہ کعبے کے وجود کے لئے اشارہ موجود ہے کہ جناب ابراہیمؑ سے پہلے بھی کعبہ موجود تھا۔ جناب ابراہیمؑ سے پہلے کعبے کی موجودگی کی روایات میں ظاہر ہے بے انتہا اختلاف ہے۔ جناب ابراہیمؑ سے بھی پہلے کعبے کی موجودگی کے سب قائل ہیں کہ کعبہ تھا۔ جناب آدمؑ نے بھی کعبہ تعمیر کیا تھا بلکہ جناب آدمؑ سے بھی پہلے بیت المعمور کے بالکل نیچے اسی جگہ کعبہ موجود تھا جہاں آج ہے۔

قرآن کریم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ بیت المعمور کیا ہے؟ بیت المعمور افلاک میں، چوتھے فلک پر، چوتھے آسمان پر وہ گھر ہے جس کا فرشتے مسلسل طواف کرتے ہیں۔ جناب آدمؑ بھی اس گھر یعنی بیت المعمور کی عبادت کا مزہ چکھ چکے ہیں لہٰذا زمین پر آنے کے بعد جناب آدمؑ نے بھی یہ خواہش کی کہ پروردگارا! جیسا بیت المعمور میں گھر ہے ویسا ہی گھر یہاں زمین پر بھی بنا دے تو کعبہ کی فضا کو بھی اکثر حرم میں شامل کیا جاتا ہے ہمیشہ نہیں، اس کا سبب یہ ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ کعبے کے ہی بالکل اُوپر، عین اُسی مقام پر، چوتھے فلک پر، چوتھے آسمان پر بیت المعمور ہے۔ وہ بیت المعمور کہ جس کا ستر ہزار فرشتے روزانہ طواف کرتے ہیں یعنی ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو وہاں سے نہیں نکلتے۔ یہ روایات ہیں جن کا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہیں ان روایات کی تفصیلات بھی آگے چل کر پیش کریں گے۔ آج مقدماتی اور ابتدائی گفتگو ہے تاکہ آپ کا ذہن بن جائے۔

بیت المعمور وہاں چوتھے آسمان پر اور بیت اللہ یہاں زمین پر۔ کعبہ اس عمارت کا نام نہیں ہے۔ کعبۃ اللہ کہیں تو نام مکمل ہوتا ہے۔ کعبہ تو عربی میں ہر مکعب، چوکور یا چار کونوں کی عمارت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو کہا جاتا ہے۔ایک کمرہ یا قبہ سا بن جائے تو اصطلاحاً اُس مکعب کمرے کو کعبہ کہا جاتا ہے۔

بس یہ پہلا گھر ہے جو بنایا گیا۔مفسرین نے اس آیت کی اس طرح سے بھی تشریح کی ہے۔اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کہ جناب ابراہیمؑ نے پہلی بار یہ گھر بنایا۔اس سے پہلے نہیں تھا۔جناب ابراہیمؑ نے یہ گھر بنایا۔جناب ابراہیمؑ کی تعمیر پر قرآن کریم نے گواہی دی ہے۔اَوَّلَ بَیْتٍ یہ پہلا گھر وہ ہے جو جناب ابراہیمؑ نے بنایا لیکن آیت مطلق حکم دے رہی ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ جناب ابراہیمؑ سے پہلے بھی انسان تھے کہ نہیں؟جب انسان تھے تو ان کے لئے کیا تھا؟ان کے لئے کون سا گھر تھا؟پس یہی وہ کعبہ ہے۔

اس کی دلیل کیا ہے یہاں فقط خلاصہ بیان کریں گے تفصیلی واقعہ بعد میں اپنے مقام پر آئے گا۔جناب ابراہیمؑ جب حضرت ہاجرہؑ اور جناب اسمٰعیلؑ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو قرآن نے ان جملوں کو نقل کر دیا ہے۔رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ابھی کعبہ بنایا تو نہیں ہے۔جناب اسمٰعیلؑ ابھی شیر خوار ہیں۔ابھی کعبہ بنایا ہی نہیں ہے۔بیت اللہ بنایا ہی نہیں ہے لیکن جو جملے ہیں جناب ابراہیمؑ کے وہ یہ ہیں کہ پروردگارا! تو جانتا ہے کہ میں اپنی ذریت میں سے کچھ کو یعنی اپنی زوجہ اور اپنی اولاد کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔کہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں؟عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ تیرے پاک اور محترم گھر کے پاس یعنی بیت الحرام کے پاس۔جملے کا قرینہ بھی یہی بتا رہا ہے اور جناب ابراہیمؑ بھی جانتے ہیں کہ یہی بیت محرم ہے جس کی بعد میں انھیں بنیاد اٹھانی ہے،یا بعد میں اُس کو اٹھایا لیکن اُس وقت تو ابھی کعبہ نہیں بنایا،نہ بنیادیں کھڑی کیں کیونکہ دیواریں تو دونوں نے مل کے بنائی ہیں۔جناب ابراہیمؑ اور جناب اسمٰعیلؑ دونوں مشقت کر کے اینٹیں ڈھوتے تھے اور اس کو بناتے جاتے تھے۔

آیت کا مضمون جس بات کی نشان دہی کر رہا ہے وہ اس وقت کا ہے جب کہ ابھی آپؑ نے اپنے بیٹے کو شیر خواری کی حالت میں چھوڑا ہے۔ابھی تو بے آب و گیاہ بن میں چھوڑ کر جا رہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں اس میں لیکن بہر حال تاریخ بتاتی ہے کہ جناب ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کی جب کہ جناب ابراہیمؑ سے پہلے کعبہ کی تاریخ کے سلسلے میں ہمیں مختلف روایات پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور اُن روایات کی گواہی میں جو شواہد موجود ہیں ان پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس زمانے کی تاریخ تحریری صورت میں نہیں ہے۔

قرآن کریم میں بھی دو یا تین جگہ کعبے کے وجود کے لئے اشارہ موجود ہے کہ جناب ابراہیمؑ سے پہلے بھی کعبہ موجود تھا۔ جناب ابراہیمؑ سے پہلے کعبے کی موجودگی کی روایات میں ظاہر ہے بے انتہا اختلاف ہے۔ جناب ابراہیمؑ سے بھی پہلے کعبے کی موجودگی کے سب قائل ہیں کہ کعبہ تھا۔ جناب آدمؑ نے بھی کعبہ تعمیر کیا تھا بلکہ جناب آدمؑ سے بھی پہلے بیت المعمور کے بالکل نیچے اسی جگہ کعبہ موجود تھا جہاں آج ہے۔

قرآن کریم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ بیت المعمور کیا ہے؟ بیت المعمور افلاک میں، چوتھے فلک پر، چوتھے آسمان پر وہ گھر ہے جس کا فرشتے مسلسل طواف کرتے ہیں۔ جناب آدمؑ بھی اس گھر یعنی بیت المعمور کی عبادت کا مزہ چکھ چکے ہیں لہٰذا زمین پر آنے کے بعد جناب آدمؑ نے بھی یہ خواہش کی کہ پروردگارا! جیسا بیت المعمور میں گھر ہے ویسا ہی گھر یہاں زمین پر بھی بنا دے تو کعبہ کی فضا کو بھی اکثر حرم میں شامل کیا جاتا ہے ہمیشہ نہیں، اس کا سبب یہ ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ کعبے کے ہی بالکل اُوپر، عین اُسی مقام پر، چوتھے فلک پر، چوتھے آسمان پر بیت المعمور ہے۔ وہ بیت المعمور کہ جس کا ستر ہزار فرشتے روزانہ طواف کرتے ہیں یعنی ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو وہاں سے نہیں نکلتے۔ یہ روایات ہیں جن کا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہیں ان روایات کی تفصیلات بھی آگے چل کر پیش کریں گے۔ آج مقدماتی اور ابتدائی گفتگو ہے تاکہ آپ کا ذہن بن جائے۔

بیت المعمور وہاں چوتھے آسمان پر اور بیت اللہ یہاں زمین پر۔ کعبہ اس عمارت کا نام نہیں ہے۔ کعبۃ اللہ کہیں تو نام مکمل ہوتا ہے۔ کعبہ تو عربی میں ہر مکعب، چوکور یا چار کونوں کی عمارت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو کہا جاتا ہے۔ ایک کمرہ یا قبّہ سا بن جائے تو اصطلاحاً اُس مکعب کمرے کو کعبہ کہا جاتا ہے۔

بس یہ پہلا گھر ہے جو بنایا گیا۔ مفسرین نے اس آیت کی اس طرح سے بھی تشریح کی ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کہ جناب ابراہیمؑ نے پہلی بار یہ گھر بنایا۔ اس سے پہلے نہیں تھا۔ جناب ابراہیمؑ نے یہ گھر بنایا۔ جناب ابراہیمؑ کی تعمیر پر قرآن کریم نے گواہی دی ہے۔ اَوَّلَ بَیتٍ یہ پہلا گھر وہ ہے جو جناب ابراہیمؑ نے بنایا لیکن آیت مطلق حکم دے رہی ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ جناب ابراہیمؑ سے پہلے بھی انسان تھے کہ نہیں؟ جب انسان تھے تو ان کے لئے کیا تھا؟ ان کے لئے کون سا گھر تھا؟ پس یہی وہ کعبہ ہے۔

اس کی دلیل کیا ہے یہاں فقط خلاصہ بیان کریں گے تفصیلی واقعہ بعد میں اپنے مقام پر آئے گا۔ جناب ابراہیمؑ جب حضرت ہاجرہؑ اور جناب اسمٰعیلؑ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو قرآن نے ان جملوں کو نقل کر دیا ہے۔ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ابھی کعبہ بنایا تو نہیں ہے۔ جناب اسمٰعیلؑ ابھی شیر خوار ہیں۔ ابھی کعبہ بنایا ہی نہیں ہے۔ بیت اللہ بنایا ہی نہیں ہے لیکن جو جملے ہیں جناب ابراہیمؑ کے وہ یہ ہیں کہ پروردگارا! تو جانتا ہے کہ میں اپنی ذرّیت میں سے کچھ کو یعنی اپنی زوجہ اور اپنی اولاد کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ کہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں؟ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ تیرے پاک اور محترم گھر کے پاس یعنی بیت الحرام کے پاس۔ جملے کا قرینہ بھی یہی بتا رہا ہے اور جناب ابراہیمؑ بھی جانتے ہیں کہ یہی بیت محرم ہے۔ جس کی بعد میں انھیں بنیاد اٹھانی ہے، یا بعد میں اُس کو اٹھایا لیکن اُس وقت تو ابھی کعبہ نہیں بنایا، نہ بنیادیں کھڑی کیں کیونکہ دیواریں تو دونوں نے مل کے بنائی ہیں۔ جناب ابراہیمؑ اور جناب اسمٰعیلؑ دونوں مشقت کر کے اینٹیں ڈھوتے تھے اور اس کو بناتے جاتے تھے۔

آیت کا مضمون جس بات کی نشان دہی کر رہا ہے وہ اس وقت کا ہے جب کہ ابھی آپؑ نے اپنے بیٹے کو شیر خواری کی حالت میں چھوڑا ہے۔ ابھی تو بے آب و گیاہ بن میں چھوڑ کر جا رہے ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں اور کہہ بھی رہے ہیں کہ ابھی تو چھوڑ کر جا رہا ہوں؟ بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ تیرے بیت محرم کے پاس، تیرے پاک گھر کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

دیکھئے! ایک اور دلیل ہے یعنی اس مطلب کی کہ کعبہ پہلے سے موجود تھا۔ بعض مفسرین نے اس مقام پر یہ شک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ خانۂ خدا کی پہلی بار جناب ابراہیمؑ نے ہی بنیاد رکھی مگر جب ہم نے آیاتِ الٰہی کو ایک دوسرے سے مربوط کیا تو معلوم ہوا کہ نہیں یہ گھر تو پہلے بھی موجود رہا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ایک عمومی حکم ہے انسانوں کے لئے پہلا گھر۔ جناب ابراہیمؑ سے پہلے کتنی نسلیں گزری ہیں؟ جناب ابراہیمؑ تو طوفان نوحؑ کے بھی ایک ہزار اسی سال کے بعد متولد ہوئے ہیں۔ کتنی نسلیں درمیان میں اور گزر گئیں۔ نوحؑ سے پہلے جناب آدمؑ تک گزرنے والا نسلِ انسانی کا سلسلہ جس کے درمیان ڈھائی ہزار سال کا فاصلہ ہے، آیت میں عمومی حکم ہے کہ تمام انسانوں کے لئے ہم نے اس گھر کو بنایا۔ تو یہ دو حصوں میں ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے ایک یا دو مجالس آپ کو حوصلے سے سنا پڑیں گی اور روایات کے سلسلے کو شروع سے لے کر چلنا پڑے گا۔

اس سے بھی پہلے کچھ گفتگو اُس سرزمین کے بارے میں کرنا ضروری ہے۔ جہاں پر یہ خانۂ کعبہ بنا ہے۔ جہاں بیت اللہ ہے۔ جہاں یہ عمارت ہے جس کے لئے حکم ہے کہ سب جا کر اس کا حج کریں، اس کا طواف کریں۔ پھر حج کے مناسک اور مناسک کے بارے میں اس سوال کی بھی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حج کے مناسک کب ترتیب پائے۔ یہ ایک اور مسئلہ ہے کہ جناب آدمؑ نے حج کیا؟ جناب نوحؑ نے حج کیا؟ جناب شیثؑ نے حج کیا؟ جناب ابراہیمؑ نے جب جناب اسمٰعیلؑ کی قربانی کا ارادہ کیا تو شیطان نے بہکایا ہے جناب ہاجرہؑ کو جب ہی تو رمی جمرات مناسک حج میں شامل ہوئی۔

یہی وہ مسائل ہیں جنہیں ہم تاریخ کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

احکام الٰہی روز اوّل سے یہی تھے۔ جناب آدمؑ نے بھی اگر حج کیا ہوگا، تحقیق کی روشنی میں طے کریں گے کہ کیا یا نہیں کیا اور کیا تو ایسے ہی کیا؟ جناب نوحؑ نے کیا تو ایسے ہی کیا جیسے جناب آدمؑ نے کیا۔ اور جناب ابراہیمؑ نے بھی ویسے ہی کیا جیسے جناب نوحؑ نے کیا۔ سلسلہ وہی رہا۔ اگر سات چکر لگانا طواف کے لئے تعداد مقرر ہوئی ہے تو جناب آدمؑ نے بھی سات ہی چکر لگائے۔ جناب نوحؑ نے بھی سات ہی چکر لگائے۔ یہ باتیں مقدمے اور ابتداء کے طور پر بیان کی جارہی ہیں۔ ان کے بارے میں تاریخی دلائل سے کل بات کریں۔

آج آپ کے سامنے پوری گفتگو کا خلاصہ پیش کر دیا جائے اور کچھ گفتگو اس سرزمین کے بارے میں ہو جائے جو دنیا کی عجیب وغریب سرزمین ہے۔ یہ ذہن میں رہے کہ ابھی جو گفتگو ہم کر رہے ہیں وہ سعودی عرب کے بارے میں نہیں ہے کہ آپ کے ذہن میں سوال پیدا ہونا شروع ہو جائے کہ اتنی بڑی سرزمین تو سعودی عرب کی نہیں ہے، پھر یہ کس سرزمین کا تذکرہ ہے؟

سرزمین عرب جسے خطۂ عرب کہا جاتا ہے، جسے جزیرہ نمائے عرب کہا جاتا ہے۔ اس میں جتنے بھی عرب ممالک ہیں وہ سب شامل ہیں۔ جتنے بھی عرب ممالک ہیں وہ سب خطۂ عرب یا جزیرہ نمائے عرب میں شامل ہیں۔ اس لئے پوری مجلس میں، میں جہاں بھی کہیں سرزمین عرب کہوں تو اُسے آپ سعودی عرب نہ سمجھیے گا۔ جتنے بھی عرب ممالک ہیں وہ سب کے سب اُس میں آجاتے ہیں۔

اِس سرزمین عرب کا رقبہ کتنا ہے؟ اس کا رقبہ تیس لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ جزیرہ نما اسے اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تین اطراف سے پانی میں گھرا ہوا ہے۔ شمال کی سمت صرف اس کی صاف ہے لیکن وہ اس طرح سے ہے کہ پہاڑوں نے تین طرف سے اس سرزمین کو گھیر لیا ہے اور شمال سے جنوب کی طرف نشیب یا ڈھلان ہے۔ شمال کا جتنا علاقہ ہے، یہ وادی شام کا علاقہ ہے۔ اس لئے آج کی مجلس میں جب شام کہیں تو ملک شام مراد نہیں ہے بلکہ اس وقت شام، شمال کے اُس پورے علاقہ پر صادق آتا تھا۔ یہ اب ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ فلسطین، اُردن وغیرہ یہ سب علاقہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اُس وقت شامات کہلاتا تھا، وادی شام کہلاتا تھا یعنی وادی شام کا علاقہ تھا۔

یہ وادی شام کا علاقہ سرزمین عرب کے شمال کا سارا علاقہ ہے۔ جنوب میں اس کے خلیج عدن ہے۔ بحر عرب کا سارا علاقہ سرزمین عرب کے جنوب میں ہے۔ اس کے مغرب میں بحر احمر ہے۔ یہ سب کچھ ہم اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ کچھ تھوڑا سا اندازہ ہو جائے کہ ہم کس سرزمین کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ بہت زیادہ تو میں بھی جغرافیہ داں نہیں ہوں لیکن اس موضوع پر گفتگو کے لئے جو معلومات ضروری تھیں وہ آپ کو فراہم کرنے کے لئے میں نے سعی کی ہے تاکہ بات سمجھنی سمجھانی آسان ہو جائے۔

سرزمینِ عرب کے جنوب مین بحر احمر اور مشرق میں خلیج فارس، بحر عمان یا خلیج عمان اور عراق یہ سب باہم متصل نظر آئے گا اگر آپ نقشے پر اس علاقے کا مشاہدہ کریں گے۔ نقشے میں دیکھیں گے تو اس حصے کا کٹاؤ عجیب طرح سے ہے۔

کیسا علاقہ ہے یہ؟ اس علاقے کو جغرافیائی حساب سے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ لاکھوں کلومیٹر میں پھیلا ہوا ایک صحرائی علاقہ ہے۔ بے آب و گیاہ یعنی بحر احمر سے تھوڑا آگے دو سو کلومیٹر کے بعد میدانی علاقہ شروع ہوتا ہے اور عمان تک چلا گیا ہے۔ اس میدانی اور صحرائی علاقے کا رقبہ ہے پانچ لاکھ کلومیٹر۔ یہ دنیا کا عظیم ترین ریت کا صحرا ہے، جس کو شن کہتے ہیں۔ یعنی نرم ریت کا صحرا۔ یہ پانچ لاکھ کلومیٹر مربع کے علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں کوئی آبادی بھی نہیں ہے کیونکہ پانی نہیں ہے۔ آبادی ہوتی بھی تھی تو سردیوں میں جب کچھ لوگ وقتی طور پر آباد ہو جاتے تھے یا اپنے کچھ مخصوص ٹھکانے یا اڈے وغیرہ بنا کر آبادی بنا لیتے تھے لیکن حقیقی آبادی وہاں آج بھی نہیں ہے اور پہلے بھی نہیں تھی۔ آج جو عمارتیں اور مصنوعی آبادی کی صورت میں چھوٹے چھوٹے گاؤں آباد کئے گئے ہیں یا اڈے بنائے گئے ہیں انھوں نے نہ سہی دوسروں نے اپنے اڈے بنا لئے ہیں۔ اپنے آپ کو محفوظ کیا ہے۔ یہ اس علاقے کی بات ہے جو خلیج احمر سے تھوڑا بعد شروع ہوتا ہے اور آگے تک چلا جاتا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پہاڑی سلسلہ جو شام سے نیچے آتا ہے۔ یہ پوری سرزمین عرب کی بات ہے، سعودی عرب کی بات نہیں ہے، وہ تین طرف سے پہاڑوں کے ساتھ ساتھ بحر عرب کے ساحل تک آجاتا ہے۔ اس مقام کو جدہ کہتے ہیں۔ مکہ سے جب آپ جدہ آتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہوگا وہ آخری پہاڑی سلسلہ جو ساحل سے مل جاتا ہے۔ گرم ترین علاقہ، کبھی یہاں آبادی نہیں رہی یہ اب اس دور میں آباد ہوا ہے۔ یہ صرف گزرگاہ تھی جو شامات سے، عدن سے یا بحر احمر کے ساحل پہ جو آبادیاں تھیں، یمن وغیرہ کو اِن سے ملانے والی تھی۔

یمن جنت ارضی اس وقت بھی کہلاتا تھا۔ آج بھی اپنے وسائل کے اعتبار سے جنت ارضی ہے کیونکہ ساحل کے ساتھ ساتھ آبادی ہے، اس زمانے میں بھی ساحل کے ساتھ ساتھ آبادی تھی تو یہ جو ایریا ہے اس کے بیچ کے حصے کو کہا جاتا ہے حجاز۔ سرزمین حجاز میں فقط تین آبادیاں تھیں۔ ایک آبادی کا نام تھا یثرب۔ ایک آبادی کا نام تھا طائف اور ایک آبادی کا نام تھا مکہ یا پہلے بکہ۔

اس علاقے میں گذرگاہ کے پاس فقط انہی تین آبادیوں کا وجود تھا۔ مدینہ یعنی یثرب اور طائف میں اس لئے آبادی تھی کہ اس کی آب وہوا ذرا معتدل تھی۔ مکہ میں آبادی کی وجوہات بتادیں گے کہ کیوں ہوئی؟ یہ مشیت الٰہی تھی کہ مکہ آباد ہوگیا ورنہ پورا علاقہ غیر آباد صحرا تھا۔ کوئی یہاں پر نہ حملہ کرتا تھا نہ جنگ کرتا تھا۔ نہ یہاں قبضہ کرنے کی سوچتا تھا کیونکہ یہاں پر کچھ بھی نہیں تھا۔ انسانوں کے فائدے کے لحاظ سے کسی حکومت کو کچھ بھی نہیں نظر نہیں آتا تھا۔ تو یہ صرف تھی گذرگاہ کہ شامات، یمن یا خلیج فارس سے جو تاجر آتے تھے یا بڑے بڑے کاروان ساحل ساحل ہوتے ہوئے اس سرزمین سے گذرتے تھے تو قافلوں کے آنے جانے کی گذرگاہ کے طور پر حجاز کا یہ علاقہ جانا جاتا تھا۔

اب یہاں آبادی کا آغاز کیسے ہوا؟ سب سے پہلے تو خود جناب آدمؑ کا قصہ ہمارے پاس موجود ہے۔ جناب آدمؑ کا قصہ مختلف انداز میں آیا ہے۔ قرآن نے فقط اشارے کئے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واذ قال ربّک للملٰئِکة انّی جاعل فی الارض خلیفة اور جب پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے سوال کیا کہ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو فساد بھی برپا کرے گا اور خون بھی بہائے گا۔ اب یہاں سے ایک اور سوال پیدا ہو گیا ہے کہ فرشتوں کو کیا پتہ کہ یہ انسان خون بہائے گا۔ ابھی بنایا ہی نہیں۔ جب فرشتوں نے یہ کہا کہ ہم تیری تسبیح بھی کرتے ہیں تیری تقدیس بھی کرتے ہیں تو جواب میں پروردگار نے یہی کہا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

فرشتے کہہ رہے ہیں ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ تو ہمیں نہیں بنا رہا خلیفہ۔ تو انہیں بنا رہا ہے خلیفہ کہ جو زمین پر خون بہائیں گے، یہ جو فساد برپا کریں گے۔ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

پس معلوم ہوا کہ فرشتوں کو کچھ علم ہے کہ یہ تو پہلے بھی ہو چکا ہے۔ ابھی تو خدا نے ارادہ کیا ہے کہ میں خلیفہ بنانے جا رہا ہوں۔ یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا؟ اب پھر اس سے پیچھے جانا پڑے گا۔ ہاں اس کے لئے دلیل ہے کہ کچھ ہو چکا تھا اور کچھ دنیا کے آثار بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔

ہم جناب آدمؑ تک سلسلہ وار جانے کی کوشش کرتے ہیں تو عقل کام نہیں کرتی۔ پندرہ ہزار سال یا اٹھارہ ہزار سال تک جا سکتے ہیں بس اس سے اوپر نہیں جا سکتے آپ۔ یہاں بھی اگر آپ سلسلے جوڑنے شروع کریں کہاوتوں کو چھوڑ کے، کہانیوں اور دیومالائی قصوں کو چھوڑ کے جن میں عقل و منطق کے برخلاف واقعات کو تحریر کیا گیا ہے کہ صاحب چھوٹی سی جنگ ہوئی تو بیس لاکھ کا لشکر لایا گیا، پچاس لاکھ کا لشکر لایا گیا۔

آبادی کتنی تھی اس وقت دنیا کی، بیس بیس لاکھ کے لشکر کہاں سے آ گئے؟ یہ جو یونانی دیومالا ہے، یہ جو ہندو دیومالا ہے۔ اس کے اثرات ہمارے یہاں بھی داخل ہوئے ہیں۔ پہلے میدان کا تو تعین کرو کہ کتنی بڑی زمین ہے جس میں اتنا بڑا لشکر آ سکتا ہے، اس کے بعد سوچو کہ آ تھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لاکھ کا لشکر تھا کہ دس لاکھ کا لشکر تھا اور پھر لشکر جب بھی کہیں پر آتا ہے تو خدا کے بندو! آدمی کوئی مجلس کے سامعین کی طرح تھوڑا ہی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اگر انہی آدمیوں کو آپ لشکر کی صورت میں ترتیب دیں گے تو یہاں رضویہ امام بارگاہ سے لے کر چورنگی تک کی جگہ چاہیئے، خیموں کے لئے، پانی کے لئے اور دوسری ضروریات کے لئے۔

دیو مالائی داستانوں پر نہ جائیں کہ فرعون کے زمانے میں اس کا اتنا لشکر تھا اور نمرود کے زمانے میں اُس کا اتنا لشکر تھا۔ ہمیں حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیئے۔ نیم ملاؤں کی زبانی داستانیں سن کر پڑھا لکھا آدمی اور پریشان ہو جاتا ہے۔ سائنس کی بات تو ایک طرف رہی عقل میں بھی یہ باتیں نہیں سماتیں۔ کہانی قصوں کی باتیں اور ہوتی ہیں اور تاریخی حقائق کچھ اور۔ لیکن گذشتہ زمانوں میں ہمیں اتنا روایت پرست بنا دیا گیا ہے کہ ان باتوں سے آگے ہم سوچنا ہی نہیں چاہتے۔

تو جب حقیقت پسندی سے تجزیہ کرتے ہوئے دیکھیں تو اٹھارہ ہزار سال سے اوپر نہیں جا سکتے کہ بس! یہ حضرت آدمؑ تھے اور تھوڑا آگے بڑھا لیا سو دو سو سال۔ اس سے آگے نہیں جا سکتے اب جو قدیم آثار ظاہر ہوتے ہیں، ان آثار سے کیا پتہ چلتا ہے کہ صاحب، فراعنہ کے دور کی ممی نکل آئی۔ اس کا قد بھی ہمارے ہی جیسا ہے۔ اب اُلٹے سیدھے افسانے تراشنا عقیدے کو مسخ کر دیتا ہے damage کر دیتا ہے۔ یہ افسانے جو تراشے جاتے ہیں نا انہی گھڑی ہوئی کہانیوں نے دراصل مذہب کا بیڑا غرق کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس دور میں تاریخ ضبط نہیں ہوئی تھی۔ داستانیں سنتے سناتے کیا سے کیا بن جاتی تھیں۔ چھ نسلوں کے بعد پچاس گز کا آدمی، سو گز کا آدمی، ڈیڑھ سو گز کا آدمی۔ بھئی نہ سو گز کا ہوتا تھا نہ ڈیڑھ سو گز کا ہوتا تھا۔ جب قرآن یہ کہہ رہا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ایک احسن معیار پر ہم نے انسان کو خلق کیا ہے۔ آدم ایسا خلق کیا ہے جو معیار ہے۔ یہ تو نہیں تھا کہ پہلے ایک ہزار گز کا خلق کیا گیا تھا پھر ان کا قد مرور زمانہ کے ساتھ چھوٹا ہوتے ہوتے اتنا ہو گیا۔ تو اس حساب سے تو مزید چند ہزار سال کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بعد تو انسان کسی چیونٹے کے برابر رہ جائے گا۔

مبالغہ کیسے ہوتا ہے۔ اب کسی کا قد بڑا ہے جیسے آج بھی ہوتا ہے۔ مثالیں موجود ہیں، جیسے عالم چنا تھا محیر العقول۔ اب اس زمانے میں بھی کوئی ایسا شخص تھا تو سب کے لئے نہیں کہا جا سکتا کہ بھئی ایسے ہوتے تھے اس زمانے کے لوگ کہ آسمان میں ہاتھ ڈال کر ستارے اُتار لیتے تھے۔ ارے بھائی ستارہ بھی زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہوتا ہے۔ اب عقل کہتی ہے کہ لاکھوں زمین بنیں تو ایک ستارہ بنے۔ یہ کیا خیالی باتیں ہیں کہ اگر کوئی قد بڑا تھا تو اس کا کسی داستان میں نام آ گیا اور جب بات آگے بڑھی اور قصوں کہانیوں میں تذکرہ ہوا تو یہ کہا جانے لگا کہ ایک ہزار گز کا آدمی ہوتا تھا۔ یہ ہوتا تھا اور وہ ہوتا تھا۔ ایسا نہیں ہے۔ اب ہمارے یہاں ایسا عجوبۂ روزگار آ جائے تو یہ کہا جائے، مبالغے سے کام لیا جائے کہ صاحب اس کو وہاں نوکری ملی۔ کاہے کی نوکری ملی کہ صاحب اونٹ کی آنکھ میں سرمہ لگانے کی۔ ٹھیک ہے مبالغہ ہے مگر اس مبالغے نے صدیوں کے process میں عقیدے اور دین کی شکل اختیار کر لی۔

تاریخ کہتی ہے ایسا نہیں ہے جب تک ہم حقیقتوں کو سامنے رکھ کے آگے نہیں بڑھیں گے ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ہمارے بہت سے مسائل کا حل تو انہی چیزوں میں چھپا ہوا ہوتا ہے کہ پہلے ہم تمام چیزوں کا حقیقت پسندی سے تجزیہ تو کریں۔

خدا نے خلق کیا ہے آدمؑ کو، وہ جانتا ہے کیسا خلق کیا؟ جناب آدمؑ کو جناب حوّا کو احسنِ تقویم پہ خلق کیا۔ جیسا چاہتا تھا ویسا خلق کیا۔ کسی ڈائنا سور کی طرح تھوڑی خلق کیا کہ زمانوں کے ساتھ ساتھ اس کی نسل میں تبدیلی ہوتی جائے وہ بدلتا جائے۔ نہیں انسان کو بہترین انسانی شکل میں خلق کیا وہ ہی بہترین شکل ہے جس میں آج بھی ہم موجود ہیں۔ یہی بہترین صورت ہے اور ممیوں اور قدیم لاشوں نے بھی اس بات کی گواہی دے دی ہے۔ اب سے ڈھائی ہزار سال پہلے بھی انسان کا قد ایسا ہی تھا۔ آج سے ڈھائی تین ہزار سال پہلے بھی انسان کا رنگ و روغن ایسا ہی ہوا کرتا تھا لیکن کیونکہ تاریخ ضبطِ تحریر میں نہیں آتی تھی تو قصے کہانیوں کی صورت میں جب باتیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آ گے بڑھیں تو قصے کہانیوں نے ان حقیقتوں کا اور عقیدتوں کا اور مذہبی حقائق کا روپ دھار لیا جب کہ ایسا نہیں ہے۔ کہیں بھی قرآن نے ایسا اشارہ نہیں کیا۔

ہاں سن وسال اور طویل عمری کے معاملے پر بحث کی جا سکتی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی مقدماتی اور ابتدائی باتیں صرف آج کی مجلس میں ہیں بعد میں نہیں ہوں گی آج بھی اس لئے کہ آپ کے اذہان اگلے مباحث کے لئے تیار ہو جائیں۔ سن وسال پہ بحث کی جا سکتی ہے۔ عمروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ صاحب آج تو عمر اتنی نہیں ہوتی۔ ستر اسی سے زیادہ نہیں ہو پاتی۔ جب کہ اس زمانے میں تو قرآن کہتا ہے کہ ایک ہزار سال بھی تھی۔ نو سو پچاس سال جنابِ نوحؑ کی تبلیغ کی عمر بیان کی گئی ہے۔ باقی عمر کے بارے میں اختلاف ہے کہ سو سال کی عمر میں تبلیغ شروع کی یا پچاس سال کی عمر میں۔

یہ بھی نشانیاں ہیں قدرت کی، عمروں کی جو طوالت بتائی ہے، یہ نشانی ہے۔ یہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آج بھی کوئی اعتدال کی زندگی بسر کرتا ہے جیسے جنابِ ابراہیمؑ کی عمر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک سو نوے سال تھی۔ اس زمانے کی فضا، اُس زمانے کا ماحول، اُس زمانے کے موسمی اثرات اور اس زمانے کی غذائیں اور آج کے زمانے کے معاملات۔ یہ ہیں طبعی اثرات، یہ عقیدتی اثرات نہیں ہیں۔ طبعی یعنی Physical اثرات جو ہوئے تو ان Physical اثرات نے عمر کو گھٹایا جب کہ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کبھی کبھی اخبارات میں ایسی خبریں چھپتی رہتی ہیں جیسا کہ گزشتہ دنوں ایک خبر شائع ہوئی کہ ایک سو چون سال کا آدمی کسی ملک میں موجود ہے تو تعجب نہیں ہوتا۔

یہ نشانیاں کیوں بتائی گئیں؟ اس لئے کہ کبھی اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آ جائے۔ دیکھئے! اس میں ایک حقیقت بھی چھپی ہوئی ہے۔ جہاں ہمیں نص قرآنی ملے وہاں ہم بحث نہیں کریں گے وہاں قرآن کی آیت کے آگے کوئی دلیل نہیں چلے گی۔ قرآن نے کہہ دیا کہ ایک ایسا نبی بھی گزرا ہے جس کی عمر ایک ہزار سال ہوئی۔ ایسا نبی بھی ہے جس کی بعض روایات کے مطابق دو ہزار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سال عمر ہوئی تو ہم نے کہا مان لیتے ہیں لیکن تمام انبیاءؑ کے ساتھ تو ایسا نہیں تھا۔ تمام انبیاءؑ کی عمریں تو اتنی نہیں ہوئیں۔ ہاں اس زمانے میں ایک سو پچاس سال، ایک سو ساٹھ سال نارمل عمر ہوا کرتی تھی۔ کیسے؟ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے، ہمارے پاکستان میں ایک وادی ایسی ہے جہاں آج بھی طویل عمریں ہوتی ہیں۔ وادیٔ ہنزہ۔ ۱۹۷۳ یا ۱۹۷۴ کے زمانے میں اس وادی کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی تھی جنگ اخبار میں کسی سیاح کا سفرنامہ چھپا تھا، کوئی انگریز جو یہاں آیا تھا اور دورہ کر کے گیا تھا یا کر کے گئی تھی۔ اسی کی رپورٹ شائع ہوئی تھی وادی ہنزہ کے بارے میں۔ اب وہ صورت نہیں رہی اب اوسط عمر وہاں بھی نوے سال رہ گئی ہے۔

نوے سال کتنی ہے؟ آپ کے یہاں اوسط عمر کتنی ہے غالباً چالیس سال۔ چالیس سال سے بیالیس سال۔ وہاں ہنزہ میں اوسط عمر نوے سال ہے اب بھی۔ لکھنے والے نے لکھا تھا کہ اس وقت وہاں اوسط عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ایک سو بیس سال اوسط کا مطلب ایک سو تیس، ایک سو چالیس، ایک سو پچاس سال کا ہونا کوئی بات ہی نہیں۔ یہ طبعی اثرات ہیں تو جب اس دور میں یہ ممکن ہے کہ کسی ایک قبیلہ میں یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ ان کی عمریں سو سال سے کم نہیں رہتیں، زیادہ ہی ہو جایا کرتی ہیں تو اس زمانے میں جب آلودگی، کتنے ہی اور دوسرے مسائل اور غذا میں ملاوٹ، غرض ہر طرح کے مسائل کہ medicines پر آدمی چل رہا ہو، دواؤں پر انسان کی زندگی کا انحصار ہو کر رہ گیا ہو۔ جب کہ ماضی میں ایسا نہیں تھا لہٰذا طول عمر کے معاملے کو تو ہم شرح صدر کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں اس لئے کہ یہ نصِ قرآنی ہے اور پیغمبروں کی طوالتِ عمر کی نص اس لئے دی قرآن نے کیونکہ آخر زمانہ میں بھی یہ مسئلہ پیش آنا تھا۔ کیا مسئلہ درپیش آئے گا؟

آپ کو بھی یہی مسئلہ درپیش ہے یا نہیں؟ جب ہم بات کرتے ہیں حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے سِن مبارک کا جو پردہ غیب میں ہیں، لوگ حیران ہوتے ہیں آپ کی طول عمر پر، تو اب ہم اس بات کا تشفی بخش جواب کیسے دیں؟ لہٰذا اگر یہ نص قرآنی نہ ہوتی تو ہم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا کرتے؟ طبعی عمر تو اتنی ہوتی ہی نہیں، طبعی عمر تو اتنی رہتی ہی نہیں تو لوگ کہتے کہ آپ تو خیالوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔ تو یہ نص قرآنی کہ حضرت نوحؑ نے ایک ہزار سال کی عمر پائی تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

قرآن نے پہلے بتا دیا کہ ہم اپنے انبیاءؑ میں سے، اپنے پیغمبروں میں سے، اپنے رسولوں میں سے، اپنے نمائندوں میں سے ایسے بھی بھیجیں گے اور پہلے بھی بھیجے ہیں کہ جن کی عمریں ہزار سال سے بھی زیادہ ہوں گی۔ اس وقت تمہارے لئے یہ بات تعجب کی بات نہ ہو اگر ہم کسی کو پردہ غیب میں لے جا رہے ہیں۔ اگر ہم کسی کو تمہاری آنکھوں سے پنہاں کر کے اس کی پرورش کر رہے ہیں۔ اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے اس کو ایک مخصوص وقت کے لئے پوشیدہ رکھا ہوا ہے تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے یہ ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔

ہمیں ان چیزوں کا مقابلہ کرنا ہے جو دیو مالائی ہیں۔ جن کا وجود عقل کے خلاف ہے لیکن جہاں نص قرآنی آ جائے اس میں ہمارا کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ یہ فقط چند مثالیں ہیں عمروں کے سلسلے میں۔ میں نے پوری تاریخ میں جب طویل العمر لوگوں کی چھان بین کی تو بظاہر بہت زیادہ لگے لیکن ایسے فقط انیس آدمی ملے جن کی عمریں طویل ہیں۔ میرے پاس فہرست موجود ہے۔ آدمؑ سے لے کر آج تک کی بات کر رہا ہوں میں آپ سے۔ کل انیس آدمی ملے۔ اس تعداد کو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ماضی میں عمریں زیادہ ہوتی تھیں۔ سب کی عمریں طویل کب ہوتی تھیں؟

اٹھارہ ہزار سال میں اگر اٹھارہ یا انیس آدمی ایسے ہو گئے یعنی تقریباً ایک آدمی ہزار سال میں ایسا ہو گیا تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟ اب بھی تو بارہ سو سال میں ایک ہی آدمی تو ایسا ہے نا کہ جس کی عمر کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی کو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ نشانی ہے اللہ کی۔

یہ تو آیات بینات ہیں، اللہ کی روشن نشانیاں ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ابھی تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ دیو مالائی کہانیاں نہ ہوں، قصے کہانیاں نہ ہوں۔ ابھی آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ دیو مالائی کہانیوں پر اپنے عقیدے و ایمان کی بنیاد نہیں رکھ سکتے اور ابھی آپ کہہ رہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں کہ ایک ہزار سال سے زیادہ عمر بھی ہو سکتی ہے تو یہ دیو مالائی کہانیوں کا تسلسل نہیں ہے اس لئے کہ نصِ قرآنی نے اس بات کی تصدیق کی ہے لہٰذا اگر ایک ہزار سال میں نوحؑ ایسا ہے تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اسی کو ہم کہتے ہیں محیر العقول یا خارق العادۃ بات یعنی انسان کی عقل میں نہ سمانے والی چیز ہو جائے۔

یہ الگ بات ہے جس کے لئے قرآن نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ ہماری نشانیاں ہیں۔ جیسے جناب عزیرؑ جو پیغمبر تھے انھیں مار دیا، پھر سو سال کے بعد انھیں زندہ کیا۔ پوچھا: کتنی دیر سوئے؟ وہ خود حیران تھے، کہا: گدھے کو دیکھو، کیا عالم ہے؟ ہڈیاں سرمہ ہو گئیں۔ ختم ہو گیا۔ کہا: سو سال ہم نے تم کو نیند میں رکھا سو سال بعد اُٹھایا۔

دو اشخاص، دو بھائی، دونوں انتقال کے وقت ایک کی عمر ہے پچاس سال ایک کی عمر ہے ڈیڑھ سو سال۔ کیوں ایک بھائی سو سال سوتا رہا۔ یہ کیا ہے؟ قدرت کی نشانیاں۔ جیسے ابراہیمؑ کا معجزہ ہے۔ وہ کیا ہے؟ قدرت کی ایک نشانی ہے۔ جناب ابراہیمؑ کو دکھانے کے لئے ہم کہیں کہ جناب ابراہیمؑ کو دکھانے کے لئے ہوا تو اب کیوں نہیں ہو گا وہ معجزہ۔ یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اللہ اپنی نشانیاں جس وقت چاہتا ہے اور جو نشانیاں چاہتا ہے دکھاتا ہے وہ ہماری خواہشات کا پابند نہیں ہے۔

اس نے اپنی قدرت کی نشانی کے طور پر جناب ابراہیمؑ کو آگ سے سلامت نکال کر بتا دیا کہ اسی طرح سے ہم اپنے بندے کو آگ سے جس کی فطرت جلانا اور خاکستر کرنا ہے، سلامت نکال سکتے۔ یہ وہ نشانیاں ہیں جنہیں آیاتِ بینات کہتے ہیں۔ سوچو اور غور کرو اس میں تمہارے لئے نشانیاں چھپی ہوئی ہیں۔ یہ قدرت کی نشانیاں ہیں۔

ہم عقلی پیرائے میں طے کرتے چلے جائیں گے مسئلوں کو۔ ہمارے سامنے ہر چیز کی تاریخ آتی چلی جائے گی اور ہم ہر چیز کو حقائق کی روشنی میں جانچتے پرکھتے چلے جائیں گے۔ ورنہ ہم یہی سمجھیں گے کہ صاحب آج سے دو ہزار سال پہلے کا انسان تو پچاس گز اُونچا ہوتا تھا۔ ہمارے قد چھوٹے چھوٹے رہ گئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہیں میرے عزیزو! ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن گواہی دیتا ہے کہ اعتدال کی حالت میں انسان کو بنایا گیا۔ معتدل جسم اس کو عطا کیا گیا۔

الذی خلقک فسوّاک فعدّلک ہم نے ہی اس کو خلق کیا، مساوی کیا، عدالت کے ساتھ اس کا جوڑ بند سب ٹھیک کر دیا۔ پھر عدالت تو نہ رہی اگر اس کی اعتدالی کیفیت بدلتی چلی جائے۔ پھر اعتدال کہاں رہا اس میں؟ یاأیھا الانسان ماغرّک بربک الکریم اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے کریم رب کے مقابلے میں مغرور بنایا؟ تہدید کرتا ہے قرآن، جگہ جگہ انسان کو ڈراتا ہے۔ یہاں اُن جملوں کا انتخاب ہے جن جملوں سے سوئے ہوئے انسان کو جگایا جاتا ہے، جھنجوڑا جاتا ہے، بیدار کیا جاتا ہے۔

اے انسان کیوں اپنے کریم رب کے مقابلے میں آ رہا ہے؟ اپنے رب کے مقابلے میں کھڑا ہو رہا ہے؟ اس نے تجھے خلق کیا ہے۔

فسوّاک فعدّلک اور پھر تجھے عدل کے ساتھ، عدالت کے ساتھ بنایا ہے اور پھر یہ آیات الٰہی بتا رہی ہیں کہ ایسا نہیں ہے کہ پہلے تو کچھ اور خلق ہوا پھر کچھ اور شکلیں بنتی چلی گئیں۔ یہ تو ڈارون کی تھیوری ہے کہ پہلے کچھ بنا پھر کچھ اور بنا، پھر کوئی اور صورت ہوگئی۔ نہیں ہمارا نظریہ اور عقیدہ یہ نہیں ہے بلکہ نشانیاں بھی دکھادیں کہ ایسا ہی خلق کیا۔ ہاں اس میں کچھ نشانیوں اور اپنی قدرت کی کارفرمائی کے طور پر پروردگار نے ایک انسان کو زیادہ لمبے قد کا خلق کر دیا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس زمانے کے سارے ہی انسان اتنے قد کے ہوا کرتے تھے۔ اگر کسی ایک انسان کو اتنی طویل عمر دے دی تو اس کا یہ مطلب بھی کہاں سے ہوگیا کہ سارے انسان ہی طویل عمریں پاتے تھے؟ ہاں اوسط عمر زیادہ ضرور تھی وہ آپ بھی جانتے ہیں۔

سائنس کی تحقیق بھی یہی کہتی ہے کہ ہاں ماحولیات کی وجہ سے، مسائل کی وجہ سے، دنیا کی تیز رفتاری کی وجہ سے ہر چیز سمٹتی چلی جارہی ہے۔ یہ فزیکل اثرات ہیں۔ ماحول کی وجہ سے جو اثرات ہم پر مرتب ہو رہے ہیں ان کی وجہ سے اوسط عمر کم ہوتی چلی جارہی ہے مگر ہر جگہ آج بھی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایسا نہیں ہے۔ یہ طویل گفتگو کا متقاضی موضوع ہے۔ آج بھی جہاں جہاں ماحولیات، غذاؤں اور دوسرے عوامل پر انسانی گرفت مضبوط ہے وہاں عمروں کا اوسط بڑھا بھی ہے۔ اموات کی شرح میں کمی بھی واقع ہوئی ہے مگر یہ ہمارے اس وقت کے موضوع سے متعلق نہیں ہے کسی اور وقت اگر کہیں یہ موضوع کسی بحث سے متعلق ہوا تو اس پر بھی روشنی ڈالیں گے۔

تو یہ دو تین چیزیں آپ اپنے ذہن میں رکھیئے، مجھ سے معجزات بیان کرنے کی توقع نہ رکھیئے گا بلکہ پہلے حصے میں ہم اسی طرح سے چلیں گے کہ ابتدائی دور کے لئے سند صرف قرآن کی مانی جائے گی۔ اسی پر بھروسہ بھی کرنا ہے اس لئے کہ اس دور کی تاریخ بہت بعد بلکہ ہزاروں سال بعد تدوین کی گئی ہے لہٰذا اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن کہتا ہے کہ جب ہم نے آدم کو خلق کیا، جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ ہمیں ماقبل تاریخ کے حوالے سے قرآن ہی پر بھروسہ کرنا ہے اور پھر اس کے بعد ان آیات کی تفسیر میں جو روایات، معصومینؑ سے نقل ہوئی ہیں کہ کیسے خلق ہوا؟ انہیں سامنے لانا ہے پھر اسی طرح کعبے کی کیا صورتِ حال ہے؟ ان روایات کو بھی جو معصومینؑ سے نقل ہوئیں ہیں ان میں بھی مستند روایات کے ذریعے ہم پہلے حصے کی گفتگو کو آگے بڑھائیں گے۔

جناب آدمؑ کو خلق کرنے کا پروردگار نے ارادہ کیا۔ جناب آدمؑ سے پہلے اس دنیا کی خلقت ہوئی ہے۔ اس زمین کو خلق کیا گیا ہے۔ تین چیزوں کو سب سے پہلے پروردگار نے خلق کیا ہے۔ مادہ، ہوا اور پانی کو وجود بخشا ہے اور ان سے بھی پہلے جب اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں خلق کروں گا تو جتنی بھی مخلوقات ہیں ان سب کی ارواح کو جمع کیا۔ جتنی بھی مخلوقات ہیں صرف انسان نہیں بلکہ جو جو چیزیں بھی اسے خلق کرنا تھیں ان تمام کو اس نے جمع کیا پھر وہاں جسم و جسمانیت تو ہے ہی نہیں کہ ابھی چیزیں خلق ہی نہیں ہوئی ہیں۔ صرف ارواح ہیں چیزوں کی، صرف ارادہ کیا ہے اس نے۔

کس زمانے میں؟ زمانہ تو ابھی بنا ہی نہیں تو زمانے کا سوال کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زمانہ طے ہی نہیں ہوا ابھی۔ سب کو جمع کر لیا۔ اقرار لیتا ہے پروردگار اپنی ربوبیت کا۔ کس زبان میں سوال ہوا ہوگا اور کس زبان میں جواب؟ نہ زبان ہے ابھی..... نہ زمانہ ہے ابھی۔

کوئی چیز بھی تو ابھی نہیں ہے۔ لیکن کیا قرآن نے ہمیں بتایا کہ کس زبان میں سوال ہوا؟ قرآن نے اُس زبان میں نقل کیا ہے کہ کس زبان میں سوال و جواب ہوا؟ کائنات کی جتنی بھی مخلوقات ہیں ماسوا اللہ، اللہ کو چھوڑ کے، اللہ کے علاوہ، ان تمام کو روشنی اور روح کے ذریعے سے پروردگار نے چلایا۔

کائنات کی ابتدائی خلقت کا دو چار منٹ میں خاکہ بیان کر دیں تا کہ ابتداء سے ہی تسلسل قائم ہو جائے۔ روشنی، ماسوا اللہ یعنی ہر چیز کو، روشنی یعنی اس کو نور سمجھ لیں آپ اور روح اس میں ڈالی اور پھر ایک سوال اپنی تمام مخلوقات کے سامنے رکھا **اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ** کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

جواب میں قرآن کہتا ہے ان تمام مخلوقات نے کہا **بَلٰی** کیوں نہیں، تو ہی ہمارا رب ہے۔

یہ پہلا ارادہ پروردگار کا۔ ارواح سے، جتنی بھی مخلوقات ہیں یا جن سب کا بھی ارادہ کیا پروردگار نے، پھر مادہ، روح اور پانی اس پہ بات ٹھہری۔ یہ پہلی اور ابتدائی تین چیزیں ہیں جنہیں پروردگار نے خلق کیا تھا۔

بہت عرصے تک ہر چیز جامد رہی یہ خلاصہ کر رہا ہوں تمام روایات کا کیونکہ نہج البلاغہ کا خطبہ پڑھنا شروع کروں گا یا ساری روایات تو اس کے لئے تو تین چار مجلسیں بھی ناکافی ہوں گی لہٰذا فقط خلاصہ تا کہ بات ذہن میں آ جائے۔

بہت عرصے تک تمام چیزیں جامد رہیں پھر پروردگار نے حکم دیا ہوا کو کہ پانی کو چلائے۔ اس ہوا نے کیا کیا؟ اس نے پانی کو چلانا شروع کیا، جھاگ بننا شروع ہوئے۔ یہ جھاگ جب ہوا میں اُڑے تو یہ آسمانوں کے طبق وجود میں آئے۔ وہی جسے سائنس گیس کہتی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہم سائنس سے تصدیق نہیں لے رہے۔ اور یہ مت سمجھئے گا کہ سائنس کہہ دے گی تو بات صحیح ہے ورنہ نہیں۔ قرآن، معصومینؑ کی روایات اور نہج البلاغہ سے استناد موجود ہوں تو ہمیں ضرورت نہیں کہ سائنس اگر کہے گی تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں۔ ایسا نہیں ہے کیونکہ سائنسی تحقیق غلط ہوسکتی ہے مگر معصومؑ کا قول غلط نہیں ہوسکتا۔ یہ یاد رکھیئے گا۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم نے بڑی خوشی سے کہہ دیا کہ دیکھو! سائنس بھی یہ کہہ رہی ہے اور ہمارا دین بھی یہ کہہ رہا ہے۔ اچھا سائنس نے کل کچھ اور کہہ دیا تو کیا ہوگا؟ سائنس کے فارمولے اور تحقیق کے نتیجے تو بدلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح انسانیت کو اللہ نے عقل دے کر بھیجا ہے۔ عقل کی کوششوں کے نتائج بدلتے رہتے ہیں، ہم تحقیق و تفتیش کے مخالف نہیں ہیں لیکن جہاں شک وشبہ سے بالاتر قول مل جائے قرآن یا معصومؑ یا نہج البلاغہ سے تو پھر سائنس پہ ہم کیوں بھروسہ کریں؟

اس جملۂ معترضہ کے بعد عرض کروں گا کہ جھاگ یا گیسوں سے تہہ در تہہ سات آسمان بنائے گئے۔ پھر جو جھاگ بچا اس جھاگ کو پانی پر جمانا شروع کیا۔ بالائی کی طرح یہ جھاگ جمنا شروع ہوا جیسے دودھ پر بالائی جمتی ہے۔ اس طرح اسے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ جھاگ اس پانی پر بیٹھنا شروع ہوا بالائی کی طرح، پانی کے ایک حصے پہ۔ اس حصے کو پروردگار نے زمین قرار دیا اور جس جگہ سے یہ جمنا شروع ہوا تھا اس مرکز کا نام ہے مکہ۔

مکہ زمین کا اولین حصہ ہے، اسی لئے اسے کہا جاتا ہے ''اُم القریٰ'' قرآن نے مکہ کی سرزمین کو ''اُم القریٰ'' کہا ہے۔ آبادیوں کی ماں۔ نہ صرف آبادیوں کی ماں بلکہ زمین کے بننے کا نقطۂ آغاز۔

وہ پہلی سرزمین جہاں سے زمین بننا شروع ہوئی، وہ جس جگہ مکہ میں کعبہ بنا ہوا ہے وہی پہلی سرزمین ہے۔ کہا یہ مرکز ہے، سینٹر ہے جہاں سے زمین بننے کا آغاز ہوا۔ جب یہ زمین بن گئی تو ہوائیں اس زمین کو اِدھر سے اُدھر لیے جارہی تھیں۔ کہا پھر اسی زمین میں پہاڑوں کی میخوں کو ہم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے گاڑا۔ ستون کی صورت میں ان کو گاڑ دیا۔ انہی پہاڑوں نے اس زمین کو سہارا دیا اور اس کو سنبھال لیا۔ یہ پہاڑ زمین میں ستون کی صورت میں قائم ہو گئے یہ ہے آفرینش کا خلاصہ کہ زمین کیسے وجود میں آئی؟

یہ زمین کے نیچے پانی کیوں ہے؟ وہ جو تشبیہ دی گئی کہ یہ بالائی ہے۔ یہ وہ جھاگ ہے کہ جب پروردگار نے اسے حکم دیا کہ جاؤ تو آسمان بن گئے تو وہ جو جھاگ ہے جتنے حصے پر بیٹھا وہ یہ زمین ہے۔ یہ پانی کے اوپر ہی بیٹھا تین حصے پانی ہے ایک حصہ زمین ہے۔ ایک حصہ خشکی ہے تین حصے پانی ہے نا؟

یہ وہ بالائی ہے۔ اس بالائی میں بھی جو مرکزی نقطہ زمین تھا اس کو مکہ قرار دیا، یہ مکہ، تمام خلائق کا مرجع ہے۔ جتنے بھی انسان ہیں بالفعل کوئی حج کرے یا نہ کرے اس سے کوئی بحث نہیں ہے۔ لیکن مکہ بالقوہ تمام انسانوں کے لئے مرکز ہے لہٰذا پہلا گھر بھی وہیں بنایا گیا۔

زمین تیار ہوئی تو اس پر وجود میں آنے والے پہاڑوں سے چشمے پھوٹنا شروع ہوئے۔ سبزہ اُگنا شروع ہوا۔ چرند پرند وجود میں آنا شروع ہوئے۔ ایک محشرستان بن گیا۔ ہر قسم کے حیوان وجود میں آ گئے تو زمین پر چہل پہل ہو گئی۔

پھر پروردگار نے اس زمین کو منظم کرنے کا ارادہ کیا۔ تو جو پہلی مخلوق زمین پر آئی وہ کون ہے؟ بنی جان۔ جنوں میں سے۔ آدمؑ پہلے نہیں ہیں زمین پر آنے والوں میں سے۔ یہ ہماری نسل انسانی کے پہلے آدمؑ ہیں۔ یاد رکھیے گا۔

آدمؑ سے پہلے بنی جان گزر کے جا چکے ہیں کیونکہ وہ آگ سے خلق ہوئے تھے لہٰذا جب انھوں نے سرکشی کی تو انھیں ختم کر دیا گیا۔ ایک جن جوان میں عابد و زاہد تھا۔ پوری نسل میں اس کا نام تھا عزازیل۔ اب کڑیاں جوڑتے چلے جائیے۔ اس عزازیل کو محفوظ کر لیا۔ ملائکہ میں سے نہیں تھا یہ لیکن اس کو اس کی عبادت و زہد کی وجہ سے محفوظ کیا باقی سب کو تباہ کیا مگر اسے یعنی عزازیل کو پروردگار نے بلند درجات پر پہنچا دیا۔ یا پروردگار کے علم میں تھا مگر اس کی اصل حقیقت کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کی اصل حقیقت کیا ہے، عزازیل کو مقام عطا فرما دیا۔

تو بنی جان اس زمین سے پہلے جا چکے تھے۔ بنی جان کی سرکشی اور فساد کو دیکھتے ہوئے کہ ان میں سے فقط ایک جن بچا تھا بس وہ بھی بعد میں شیطان بنا۔

اس پر اعتراض کیا فرشتوں نے کہ اے پروردگار! پھر تو فتنہ گروں کو بھیجے گا زمین پر، یعنی زمین موجود ہے آدمؑ کے بعد زمین نہیں بنی۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں یعنی زمین موجود ہے۔ خلیفہ بنانا ہے، اپنا نائب بنانا ہے۔ تو بس جو دیکھ چکے ہیں ملائکہ ان کے ذہنوں میں وہی بات ہے کہ پروردگار! یہ تو جائیں گے اور پھر فساد برپا کریں گے۔

ان کے ذہنوں میں تو یہی ہے کہ انسان پھر جائے گا پھر فساد برپا کرے گا، یہ پھر جھگڑا کرے گا۔ خون بہائے گا ایک دوسرے کا لہٰذا اپنے علم کے مطابق جتنا انھیں تھا انھوں نے اسی بنیاد پر اپنی رائے کا اظہار کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ ہمیں دیکھ ہم سوائے تیری تسبیح بیان کرنے کے، سوائے تیری پاکی بیان کرنے کے، سوائے تیری تمجید بیان کرنے کے کوئی کام ہی نہیں کرتے۔ پروردگار ارشاد فرماتا ہے۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

اب جسے میں خلیفہ بنا رہا ہوں اُسے دیکھ کر بھیج رہا ہوں۔ اسے میں تعلیم دے کے بھیج رہا ہوں۔ اسے کلمات کے ساتھ بھیج رہا ہوں لہٰذا جب میں اسے بنا لوں۔ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ جب میں اسے بنا کے مکمل کر لوں، مساوی کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔ سب اِس کو سجدہ کر لینا۔

یہاں سے آغاز ہے نسل آدم کا یعنی ایک نسل جا چکی ہے۔ اب اگر دس لاکھ سال پرانے آثار ملتے ہیں۔ بتاتی ہے دنیا، میں نے خود دیکھے ہیں وہ آثار۔ اس بات میں جھوٹ نہیں ہے۔ اگر سائنس دان یہ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ سے ایک کروڑ سال پرانی چیز ملی ہے تو آدمؑ کو تو گزرے ہوئے اٹھارہ سال ہوئے ہیں ایک کروڑ سال کہاں سے آ گئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہمیں یہ تو نہیں معلوم کہ زمین کی خلقت کب ہوئی ہے؟ ہم تو آدمؑ کی بات کر رہے ہیں کہ اٹھارہ ہزار سال ہوئے ہیں۔ ان اٹھارہ ہزار سال سے کتنے پہلے یہ زمین خلق ہوئی ہے؟ کب یہ سلسلہ شروع ہوا ہے؟ اس کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم، ہم خاموش ہیں۔ قرآن بھی خاموش ہے۔ اشارے دیئے ہیں صرف۔ انہی اشاروں سے نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔ ایک کروڑ نہیں دو کروڑ سال پرانے آثار بھی مل جائیں اس سے کیا فرق پڑے گا۔ دین پر شک نہ کرو کتاب الٰہی پہ شک نہ کرو کیونکہ سارے اشارے قرآن نے دے دیئے ہیں۔

فرشتوں کی گفتگو بتا رہی ہے کہ یہاں ایک نسل رہ کے جا چکی ہے۔ جس نے فساد بھی کیا ہے، جس نے جھگڑا بھی کیا ہے۔ جبھی تو فرشتے پروردگار سے کہہ رہے ہیں کہ پھر تو زمین پہ بھیج رہا ہے مخلوق کو۔ یعنی زمین موجود ہے۔ اس کی معیاد تو موجود نہیں ہے کہ پہلی نسل یا قوم کتنے عرصے تک رہی اور کتنی نسلیں اور قومیں گزریں۔ ایک ہی آدمؑ نہیں گزرے، ایسی روایات بھی ہیں جس میں آدم سے آدم اور اس سے پہلے اور آدم اور اس سے بھی پہلے اور آدمؑ کا ذکر موجود ہے۔

یہ بھی ضروری نہیں کہ ایک ہی قوم گزری ہو اور وہ قوم کتنے عرصے تک رہی۔ یہ طے نہیں ہوا لہٰذا اگر کوئی آثار نکلتا ہے چالیس لاکھ سال پرانا تو بعید نہیں ہے قرآن تو پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ کچھ نسلیں پہلے جا چکی ہیں لہٰذا اب جس کو ہم خلیفہ بنا رہے ہیں اس کو تم سجدہ کرنا۔

بنایا کیسے ہے اس کو ہم نے، کہیں سے شور مٹی، کہیں سے میٹھی، کہیں سے نرم، کہیں سے ناہموار۔ مختلف قسم کی مٹی کو لے کے آٹا جیسے گوندھا جاتا ہے اسے پروردگار نے کھنکھناتی ہوئی ٹھیکری سے تشبیہ دی اور کہیں کیچڑ سے ہر قسم کی چیزیں اس کی فطرت میں شامل ہیں۔

وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُولًا ۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۔ انسان کے لئے کہ اس میں عجلت بھی ہے، یہ کفر کرے گا، اور مختلف قسم کے عنوانات اس کو دیئے۔ یہ انسان شکر بھی کرے گا کفر بھی کرے گا، حسد بھی کرے گا۔ نفرت بھی کرے گا۔ جھگڑا بھی کرے گا۔ سرکشی بھی کرے گا۔ طغیانی بھی کرے گا۔ اس کی فطرت میں جو سرکشی ہے وہ بھی کرے گا۔ وہ جو طغیان ہے۔ وہ جو اُبال ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہ بھی کرے گا۔ایسی مٹی سے ہم نے انسان کو بنایا ہےاور جب مٹی سے بنالیا تواس میں ہم نے اپنی روح پھونک دی فَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِي ہم نے روح پھونک دی اپنی۔تو تم سب کے سب اب سجدے میں گر جاؤ۔ جیسے ہی انسان کا وجود مکمل ہوا سارے کے سارے ملائکہ سجدے میں گر گئے۔''الاابلیس'' سوائے ابلیس کے۔ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔وہ کیا کہتا ہے۔أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ اس نے انکار کردیا۔استکبار کیا،کہا کہ میں بڑا ہوں کیوں بڑا ہوں؟ کہنے لگا پروردگار! خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ تو نے مجھے آگ سے خلق کیا ہے اسے مٹی سے خلق کیا ہے۔اس کو اپنی خلقت پر ناز تھا کہ میں اس مٹی کے انسان پر فضیلت رکھتا ہوں میں اس سے اولیٰ ہوں؟ میں آگ سے خلق ہوا ہوں، یہ مٹی سے خلق ہوا ہے۔پروردگار! میں اسے سجدہ نہیں کرسکتا۔پس حکم خداوندی کا اس نے انکار کیا۔منکر ہوا اور راندۂ بارگاہ الٰہی قرار پایا۔پروردگار نے فرمایا تو نکل جا میری بارگاہ سے،تو راندۂ درگاہ ہے۔

جب راندۂ درگاہ ہوا تو اسے حسد نے آلیا۔پہلا جھگڑا جو ہوا وہ حسد کی بنیاد پر ہوا۔جیسے کہ ہمارے یہاں اکثر جھگڑوں کی بنیاد ہوا کرتی ہے۔پہلا قتل بھی حسد پر ہوا اور جنت سے نکالے جانے کا سبب بھی حسد ہی بنا۔

حسد گناہ ہے۔رشک گناہ نہیں ہے کوشش کرے انسان کہ رشک کرے حسد نہ کرے۔ رشک کیا چیز ہے؟ کسی اچھے انسان کو دیکھا،کسی اچھے شخص کو دیکھا،کسی اچھے دوست کو دیکھا،کسی اچھے مرتبے و مقام والے کو دیکھا،تو رشک کرے انسان کہ میں بھی ایسا بن جاؤں۔

حسد کیا ہے؟ میں ایسا بنوں یا نہ بنوں مگر یہ اپنے مقام سے نیچے آجائے۔یہ ہے حسد۔ حسد کی بدولت انسان خود کو تباہ کرنے پر بھی تیار ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی تباہ کرنے پہ آمادہ ہو جاتا ہے۔

پہلا جھگڑا حسد تھا جو قیامت تک ہمیں بھی تباہ کرتا رہے گا،میں خود بھی تباہ ہو جاؤں مگر اس کو نہیں چھوڑوں گا پھر میرا چاہے جو بھی حشر ہو،یہ ہے حسد۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رشک کیا ہے۔ پروردگار! یہ جیسا ہے میں بھی ویسا ہی ہو جاؤں۔ کاش میں بھی ایسا ہی ہو جاؤں۔ اس کے مقام کو نیچے نہیں لانا چاہ رہا بلکہ تمنا کر رہا ہے کہ میں بھی ایسا ہی ہو جاؤں۔ یہ ہے رشک، یہ گناہ نہیں ہے۔ حسد کیا ہے؟ اپنے آپ کو بھی تباہ کرنے کا باعث اور دوسروں کو بھی مشکلات میں ڈالنے کا باعث۔

جھگڑے کا باعث حسد، زمین پر پہلا قتل حسد یعنی برائیوں کی بنیاد جو پڑی وہ اسی حسد کی بدولت پڑی، اس لئے جن کئی گناہوں کو "اُم لفساد" کہا ان میں حسد بھی شامل ہے۔ سارے فسادات کی جو ماں ہے وہ حسد ہے اس لئے حسد سے بچو۔

شیطان میں حسد پیدا ہوگیا۔ وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِين وہ کافروں میں سے ہوگیا، خدا کے شکرگزاروں میں سے نہیں رہا۔ راندۂ درگاہ کر دیا گیا۔ شیطان نے کہا بس اتنی مہلت دیدے مجھے کہ قیامت تک تیرے بندوں کو بہکاؤں۔ پروردگار نے فرمایا جا تجھے مہلت دے دی مگر یہ یاد رکھنا کہ تو سب کو بہکائے گا مگر جو میرے خالص بندے ہوں گے انھیں تو نہیں بہکا پائے گا۔

خالص کی وضاحت کل کریں گیں۔ اس وقت میں گفتگو سمیٹنا چاہ رہا ہوں۔ پہلا دن ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ آج انتہائی خشک مجلس میں نے پڑھی ہے۔ کل چھٹائی ہو جائے گی۔ آج میں نے ابتدائی اور مقدماتی گفتگو کی ہے۔ کل کے لئے بھی پہلے سے بتادوں کہ کل موضوع اور خشک ہوگا۔

عزیزانِ محترم! پہلا جھگڑا کس بات پر ہوا، حسد پر۔ پروردگار نے شیطان سے کہا نکل جا یہاں سے۔ شیطان نے کہا جاتا ہوں مگر جان رکھ کہ تیرے سب بندوں کو بہکاؤں گا۔ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ بس تیرے جو مخلص بندے ہوں گے وہ میرے بہکائے میں نہیں آئیں گے۔ مخلص بندوں کی تعریف کیا ہے؟ جو عمل کرتے ہیں، خالص کرتے ہیں۔ جب خالص عمل کرتے ہیں تو شیطان ان پر حاوی نہیں ہوسکتا۔

پروردگار نے فرمایا: جا جو تیرے بہکائے میں آتا ہے اسے بہکا، میں بھی اپنی عزت کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قسم کھاتا ہوں ان سب سے جہنم کو پُر کردوں گا جو تیرا اتباع کریں گے۔ جا میں نے تجھے چھوٹ دے دی۔ قیامت تک کے لئے حسد کا جو بیج ڈالا ابلیس نے اب وہ تناور درخت بن گیا۔ ساری بنیاد وہاں سے بنی۔

جناب آدمؑ کی بچی ہوئی مٹی سے، بعض روایتوں میں ہے پسلی سے، بحث نہیں ہمیں اس بات سے بہر حال جناب حوا کی تخلیق ہوگئی۔ تنہائی سے آدم کا جی گھبراتا ہے، دو ہو جائیں گے تو جی بہلتا رہے گا۔

کہا گیا: جاؤ یہ باغ ہے، بہشت سے مراد، اس میں رہو کھاؤ پیو مگر یہ جو درخت ہے اس کے نزدیک نہ جانا۔ اب اس میں ایک بحث ہے جب کہ وہ ہمارا موضوع نہیں ہے کہ کس چیز کا درخت تھا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے ایک روایت منقول ہے۔ حیات القلوب میں یہ روایت موجود ہے کہ پوچھنے والے نے پوچھا: مولاؑ اس درخت کے بارے میں کوئی کہتا ہے انگور کا درخت تھا، کوئی کہتا ہے گندم کی طرف جانے سے روکا تھا۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: وہ درخت انگور کا بھی تھا گندم کا بھی تھا۔ کہا: مولاؑ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ انگور کا بھی ہو اور گندم کا بھی۔ آپؑ نے فرمایا: وہ انگور کا بھی تھا اور وہ گندم کا بھی تھا اور علم کا بھی تھا۔ اس ایک درخت میں سارے کمالات تھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ دنیا کے درختوں سے اس کو تشبیہ نہ دو۔ وہ جنت کا درخت تھا۔

یعنی معصومؑ نے یہ سمجھانا چاہا کہ وہ جو کچھ بھی تھا مگر ساری خرابیاں اس لئے ہوئیں کہ حکم عدولی کی گئی۔ اصل سبب کیا تھا کہ خدا کے حکم سے سرتابی کی گئی۔ ترک اولیٰ کیا گیا۔

اس کا جواب بھی دیا تھا جناب آدمؑ نے جناب موسیٰؑ کو اور وہ جواب کیا تھا؟ جب جناب موسیٰؑ نے سوال کیا کہ جب خدا نے آپؑ کو اتنی نعمتوں سے نوازا، یہ دیا، وہ دیا، جنت کا مکین قرار دیا اور آپؑ سے اتنا صبر نہ ہوا کہ فقط ایک درخت کے قریب جانے سے منع کیا تھا، اس ایک درخت کے ہی قریب نہ جاتے آپؑ۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب آدمؑ نے کیا جواب دیا: اے فرزند! مجھ پر ایسی تہمت تو نہ لگاؤ۔ ایسی بات تو نہ کرو میرے بیٹے موسیٰؑ" دیکھو! تمہیں کیا معلوم کہ کیا ہوا تھا میرے ساتھ۔ جناب موسیٰؑ نے پوچھا: کیا ہوا تھا آپ کے ساتھ؟ فرمایا: میرے ساتھ یہ ہوا کہ میں اس باغ میں تھا، ابلیس سانپ کی زبان میں بات کرتا ہوا آیا اور مجھے ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کی ترغیب دی، میں نے اسے منع کر دیا کہ پروردگار نے مجھے اس درخت کے نزدیک جانے سے منع کیا ہے۔

شیطان نے حوا کو بہکایا، ہم نے اس سے کہا کہ پروردگار نے منع کیا ہے۔ شیطان نے خدا کی قسم کھائی کہ خدا کی قسم! آپ پر سے پابندی ہٹ گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ درخت کے قریب جایئے اگر ملائکہ آپ کو روکیں تو سمجھئے کہ پابندی ہے اور نہ روکیں تو سمجھ لیں کہ پابندی ہٹ چکی تو جناب آدمؑ کہتے ہیں میں نے کبھی جھوٹی قسم سنی ہی نہیں تو جب اس نے خدا کی قسم کھائی تو میں نے اس پر یقین کر لیا۔ تو پہلی قسم جھوٹی شیطان نے کھائی۔ جناب آدمؑ نے جناب موسیٰ سے کہا: ترک اولیٰ یہ ہوا مجھ سے کہ مجھے اندازہ ہی نہیں تھا، میں سوچ ہی نہیں سکتا کہ کوئی خدا کی جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔

(اب تو جناب آدمؑ عادی ہو گئے ہوں گے جھوٹی قسمیں سن سن کے۔) کہا میں نے کبھی جھوٹی قسم سنی ہی نہیں تھی اس لئے دھوکہ کھا گیا۔ دھوکہ کھانے میں بھی کس کا ہاتھ ہے؟ جناب آدمؑ پھر بھی راضی نہیں ہو رہے تھے۔ چنانچہ شیطان نے جناب حوا کی طرف سے حملہ کیا، اور کہا کہ علم کا درخت ہے۔ پابندی ہٹ گئی اور قریب جا کے نہ کھائیں، توڑ کے نہ کھائیں، جو خود بخود پھل گر گیا ہے وہ اٹھا کر کھا لیں۔ اس طرح سے بہکایا۔

اب جناب حوا بہکائے میں آ گئیں، فطرت جس طرح کی خلق کی گئی تھی۔ جناب حوا نے جناب آدمؑ سے کہا میں کھا لوں، اور جناب آدمؑ کیسے نہ مانیں؟ نہ ماننا ہوتا تو آج تک نہ مان رہے ہوتے لوگ۔ مسئلہ سارا یہی ہے۔

صورت یہی ہے ایک مثال قائم ہوئی ہے۔ بیوی اپنے شوہر سے کہتی ہے تم بھی سترہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گریڈ میں، وہ بھی سترہ گریڈ میں، اس نے دیکھو! کیا کیا رکھا ہوا ہے؟ ارے بابا نیک بخت وہ سب حرام کا ہے۔ ظلم کے نتیجے میں کمایا گیا ہے۔ ارے تم سے یہ تھوڑی کہا ہے کہ غریبوں پہ ظلم کرو۔ یہ جو بڑے بڑے لوگ ہیں ان سے تو لو۔ بھئی غریب پہ ظلم نہ کرو، کمزور کو نہ ستاؤ۔ ہم مجلس میں بھی لگائیں گے، ہم مسجد میں بھی صرف کریں گے، ہم امام بارگاہ میں بھی خرچ کریں گے، ہو گیا قصہ ختم۔ بھئی اتنا ملا، اتنا ہم نے خرچ بھی تو کر دیا۔ اب وہ دل کو جھوٹی تسلی مل رہی ہے۔ پیسہ تو صحیح صرف کرتا ہے حج و زیارات بھی کرتا ہے اللہ کے نام پہ مولاؑ کے نام پہ، ایسی کمائی نہ اللہ کو چاہیے نہ مولاؑ کو چاہیے۔ یہ تو تم اِدھر بھی اپنے نفس کو خوش کر رہے ہو اُدھر بھی اپنے نفس کو خوش کر رہے ہو۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ناجائز طریقے سے چاہیئے اُنھیں۔ بہت معذرت کے ساتھ لیکن فطرت ہے۔ جناب حوّا نے بہکایا جناب آدمؑ بہکائے میں آ گئے۔ قرآن بھی کہتا ہے۔ روایت بھی کہتی ہے کہ اِدھر انھوں نے یہ عمل انجام دیا اور اُدھر جنت کا لباس، وہ جو جنت کا حجاب تھا وہ ان سے ہٹ گیا۔ تفصیل کل، آج خلاصہ۔ بھیج دیا انھیں کہ جاؤ باغ سے۔ بہت توبہ و استغفار کیا۔

توبہ قبول ہوئی اچھا جاؤ زمین پہ جاؤ لیکن اب قیامت تک تمہاری نسلوں میں یہ سرکشی ہوگی۔ جو معافی طلب کرے گا اسے ہم بخش دیں گے۔

کوہ سراندیپ پہ جناب آدمؑ کو اُتار دیا گیا اور بحر احمر کے ساحل جدّہ پر جناب حوّا کو اُتار دیا گیا۔ جدّہ اسی لئے اس کا نام پڑا۔ ایک اس کونے پہ ایک اس کونے پہ۔ ایک ہندوستان اور ایک ساحل عرب پہ جس کو کہتے ہیں جدّہ۔ جناب آدمؑ اُترے تو توبہ کر چکے تھے۔ اب زمین پہ اترے تو حیران ہوئے کہ کیسے گزر بسر ہوگی۔

حجر اسود اسی وقت جناب جبرائیل لے کر آئے اور کہا لے کے چلو سفر کرو۔ اب اس توبہ و ملاپ کی مدت چالیس سال سے دو سو سال ہے۔ روایات میں ہے کہ تنہا جناب حوّاؑ اُدھر گریہ کناں جناب آدمؑ اِدھر گریہ کناں۔ چالیس سال یا دو سو سال کے بعد جناب آدم کوہِ صفا پہ پہنچے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دو پہاڑیوں کے پاس۔

اب یہاں آتے ہیں جناب جبرائیل حج کراتے ہیں۔مناسک حج کراتے ہیں۔بیت معمور کے مقابلے میں جب آدمؑ نے خواہش کی تو ابر کا شامیانہ، سرخ یاقوت کا ستون اور ملائکہ نے اس کی طنابیں جہاں تک کھینچیں وہ بن گیا مسجد حرام کا حصہ جو آج تک برقرار ہے۔ملائکہ نے اس کی حد بندی کر دی کہ یہاں تک ہے یہ مسجد حرام۔تفصیلات بعد میں۔اب سلسلہ چلا آ گے۔ ہابیل اور قابیل وجود میں آ گئے۔

قربانی کیا ہے، کیسی ہے کس بات کے لئے مانی گئی؟ وہ ایک الگ تفصیل ہے۔بہر حال دونوں بھائیوں میں طے ہوا کہ جس کی قربانی قبول ہوگی وہی اللہ کی بارگاہ میں معتبر قرار پائے گا۔جناب آدمؑ ہابیل کو ہی زیادہ چاہتے تھے۔کیوں چاہتے تھے، فطرت و عادات کی وجہ سے اور قابیل اس بات پہ بھی پریشان ہے۔اس میں حسد پیدا ہو گیا کہ باپ اس بھائی کو کیوں ترجیح دیتا ہے، مجھے کیوں نہیں؟

جب قربانی کا مسئلہ آیا، جس مسئلے پر بھی تھا تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ جناب ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی۔

اس میں کسی کا کیا قصور ہے؟ اللہ ان کی قربانی قبول کرتا ہے جو تقویٰ والے ہیں، جو اس سے ڈرتے ہیں جو اس کا خوف رکھتے ہیں۔قابیل نے کہا میں تمہیں قتل کر دوں گا، ہابیل نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے مجھے کیوں مارتے ہو اور اگر تم مجھے مارو گے تو ابدالآباد تک ذلت و رسوائی تمہارا مقدر بن جائے گی۔

تو یہ یاد رکھیئے گا ایک سبق ہابیل کا ہے۔جانتے ہیں! قابیل سے کیا کہا؟ اے قابیل، اے بھائی! اگر تو مجھے مارے گا بھی تو تجھے اختیار ہے مگر میں تجھے نہیں ماروں گا کیونکہ اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔تجھے اختیار ہے تو مجھے مار دے مگر میں تجھے نہیں ماروں گا۔

یہ وہ انتقامی اور حاسدانہ فطرت ہے کہ پہلے قتل کیا اور بعد میں پشیمان ہوا کہ اب کروں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا؟ کوے نے اسے آ کر سکھایا کہ ایسے دفن کرتے ہیں۔ بعد میں پشیمان ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا؟ کوا مجھے بتاتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

یہ روئے زمین پر پہلا قتل تھا، دو بھائیوں کے درمیان لڑائی۔ ایک بھائی کہتا ہے کہ میں خدا کی مرضی کے خلاف نہیں چلوں گا اور دوسرا بھائی کہتا ہے کہ تجھے جو عزت اور مقام ملا ہے وہ میں تجھ سے چھین لوں گا۔

پہلا قتل روئے زمین پہ کس بات پہ ہو رہا ہے؟...... حسد کی وجہ سے ہو رہا ہے .....

لیکن ایک ہابیلی فطرت قرار پائی ...... ایک قابیلی فطرت قرار پائی ...... ہابیلی فطرت کیا ہے؟ ..... ہابیلی فطرت بندگی واطاعت کا دوسرا نام ہے ..... اسی لئے پروردگار نے اسے عزت وسر بلندی، نیک نامی و سرخروی کے ساتھ زندہ رکھا ہے۔

مظلوم کو ہمیشہ زندہ رکھتا ہے پروردگار ..... مظلوم کو مرنے تھوڑی دیتا ہے .....

ہابیلی فطرت یہ ہے کہ اگر کوئی ظلم کر رہا ہے ..... تو اسے اختیار ہے مگر ہماری فطرت یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ہم کسی پر ظلم کریں۔ یہ اصول انبیاءؑ کی نسلوں میں چلتا رہا ..... آروں سے چیر دیئے گئے ..... جواب دے سکتے ہیں لیکن ظلم کی طرح سے نہیں ..... میدان جنگ میں دفاع اور چیز ہے لیکن ظالم بن کے کسی کو جواب دینا، یہ ہمارا کام نہیں ہے۔

یہ بہت سارے سوالوں کا جواب ہے۔

عزیزو! کسی کا اسلام کہتا ہوگا کہ یہ کرو۔ ہمارا آپ کا اسلام یہ نہیں کہتا کہ کسی راہ چلتے بے گناہ کو مار دو ..... کسی کی دکان لوٹ لو ..... کسی بے گناہ کی گاڑی جلا دو ..... ہمارا اسلام ہمیں ان باتوں کی اجازت نہیں دیتا ..... ہماری شریعت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی ..... اگر ہم نے اسلام کہیں اور سے لیا ہوتا تو ہم یہ سب کچھ کر سکتے تھے ..... لیکن شریعت نے جو آدمؑ سے لے کے خاتمؐ تک ایک ہی شریعت ہے ..... جو ہابیلؑ سے لے کر حسینؑ تک کا ایک ہی راستہ ہے ..... مظلومیت کا راستہ ..... وہ شریعت، وہ دین اس بات کی اجازت نہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیتا ..... اس نے ہاتھ باندھ دیئے ہیں ہمارے کہ اس طرح کے اقدامات انجام دیں .....
اگر کوئی مردوں کی طرح میدان میں آتا ہے لڑنے کے لئے پھر تو ..... ہم سے زیادہ کوئی مرد نہیں، کوئی شجاع نہیں، کوئی دلیر نہیں ..... لیکن نامرادانہ کاروائیاں جو کہلاتی ہیں ..... بزدلوں والی کاروائیاں ..... بزدلوں کی طرح گھر جاتے ہوئے بچوں پر حملہ ..... گھر جاتی ہوئی عورتوں پر حملہ ..... گھر جاتا ہوا کوئی تنہا فرد ہاتھ آ گیا تو اس کو دبوچ لیا۔

یہ سب کیا ہے؟

یہ وہ قابیلی فطرت ہے

حسد ہے

کیوں؟

اس لئے کہ یہ طے ہے کہ پروردگار نے کسی قوم کو عزت دے دی ہے اور کسی کو نہیں دی ہے۔

پروردگار نے کسی قوم کو وہ انبیاءؑ کا ورثہ دے دیا ہے، کسی کو نہیں دیا

تو بھئی اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے

اگر ہم ایک ایسے خانوادے سے

ایسے گھرانے سے وابستہ ہیں

جو مہدیؑ سے لے کر محمدؐ تک

محمدؐ سے لے کر ابراہیمؑ تک

عزت و شرف اور بندگی و اطاعت کا نشان بنا چلا آ رہا ہے تو بھائی تو اس میں ہماری کیا خطا ہے۔ ایسا گھرانہ جس میں شک کا کوئی سلسلہ ہی نہیں ہے، کہیں کوئی وسوسہ، کہیں کوئی بے اعتباری، کہیں کوئی بے اعتمادی نہیں ہے۔

تو بھائی! ہمارا اس میں کیا قصور ہے کہ ہمارا سلسلہ ایسے راستے سے جڑا ہوا ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور ظاہر ہے کہ جسے یہ مقام نہیں ملا، جو ان فضیلتوں سے محروم رہ گئے۔ یا جن کے بڑے ان فضیلتوں سے محروم رہ گئے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟

اور دوسروں کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے۔

سوائے قابیلی جواب کے۔

ایک بات کو بہت زیادہ تاکید کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ اپنے تشخص، اپنے کردار، اپنے اصول، اپنی شناخت اور اپنی پہچان کی حفاظت کیجئے گا۔

بڑی سے بڑی مصیبت آ جائے۔ آج جیسے حالات ہیں اس سے کہیں زیادہ خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ بد سے بدتر ہو چکے اور بدترین ہو سکتے ہیں لیکن ظلم کے راستے پر جانے کا ہم نہیں سوچ سکتے۔ ہم ظالم نہیں بن سکتے۔

لیکن ہاں۔

جب مردوں کی طرح مقابلے کی بات آ جائے تو اس وقت قدم پیچھے ہٹانا۔ شجاعت اور مردانگی کے خلاف ہے، اہلِ بیتؑ کے راستے کے برعکس ہے۔

ظلم کسی نے نہیں کیا مگر کربلا کے میدان میں سب نے شمشیر کے جوہر دکھا کہ یہ بتا دیا کہ یہ مت سمجھنا کہ لڑ نہیں سکتے۔

سید الشہداؑ کا آخری حملہ

جناب علی اکبرؑ کا حملہ

بزدلی کا درس نہیں دیتے کہ دیکھو! جنگ میں بھی تم ہمیں زیر نہیں کر سکتے لیکن ظلم کے راستے پر خود کو چلانے کی کوشش نہیں کی، میرا اشارہ اس طرف ہے۔

کبھی تصور بھی نہ کریں کہ ہمارا دین ہمیں ظلم کی اجازت دے سکتا ہے۔ ہرگز بھی نہیں۔

ہمارا دین کیا ہے؟ کربلا میں جناب سید الشہداؑ اور آپؑ کے انصار شہید ہو گئے مگر ظلم کی طرف قدم نہیں بڑھائے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خواتین اور اہل حرم سب اسیر بنا کے لے جائے گئے، مگر ظلم کی طرف قدم نہیں بڑھائے۔

جناب سید سجادؑ پینتیس سال خون کے آنسو روئے اور اس عرصے میں کئی بار موقع ملا دشمنوں کو زیر کرنے کا، دشمن کو زک پہنچانے کا لیکن اس راستے پر نہیں چلے جناب سید سجادؑ، پھر خاندانِ رسالتؐ کا فخر کیا رہ جاتا؟

علیؑ یہ چاہتے ہیں کہ میرے ماننے والوں اور میرے مخالفین میں ایک فرق قائم رہے، ایک سرحد برقرار رہے۔ اگر سب کچھ گڈمڈ ہو گیا تو دنیا پہچانے گی کیسے کہ

اسلام کیا ہے اور غیر اسلام کیا ہے؟ دین و شریعت کیا ہے اور اس کے برعکس کیا ہے؟

حق کیا ہے اور باطل کسے کہتے ہیں؟ دنیا کیا کہے گی؟

دنیا تو یہ کہے گی کہ یہ دونوں تو ایک ہی جیسے ہیں۔

جو یہ کر رہے ہیں۔ وہی وہ کر رہے ہیں

دنیا کے سامنے نظریے و کردار کا تو کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

دنیا کو ہمیں کیسے بتانا ہے؟ دنیا کو ہمیں مولائے کائنات کا راستہ اختیار کر کے دوسروں سے اپنا امتیاز بتانا ہے۔

کردار کا فرق ..... نظریہ کا فرق ..... ردِعمل کا فرق ..... نتائج کا فرق

عزت و شرف اور بے نام و ننگ ہونے کا فرق صرف مولائے کائناتؑ کے اصولوں پر چل کر ہی بتایا جا سکتا ہے۔

اس کردار کے فرق کو برقرار رکھنا عزادارو!

جناب سید الشہداءؑ کا کربلا کے میدان میں یہ قول اَلْمَوتُ خَیرٌ مِنَ العَار وَالعَارُ أَوْلَیٰ مِنَ النَار موت ذلت سے بہتر ہے، اور موت ذلت کے ساتھ جینے سے اچھی ہے۔

ایک مقام پہ ذلت بہتر ہے وہ کہاں؟ وَالعَارُ أَوْلَیٰ مِنَ النَار یہ موت یہ ذلت جہنم کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آگ سے بہتر ہے۔

اگر یہ دو باتیں سامنے آجائیں۔ایک طرف ذلت اُٹھانی ہے یا نہیں اُٹھانی۔ذلت اُٹھانی ہے اس میں عزت ہے، دین کی خاطر ذلت اٹھالو، کیونکہ اگر دین کی خاطر ذلت نہ اُٹھائی تو نتیجہ کیا ہوگا؟

تم نے دین کو چھوڑ دیا، جب دین کو چھوڑ دیا تو بچا کیا؟

اس لئے فرماتے ہیں: والعَارُ أوْلیٰ مِن النَار۔

جب یہ دو چیزیں سامنے آجائیں کہ دنیاوی ذلت لینی ہے یا جہنم کی آگ۔

تو فرمایا، دنیاوی ذلت لے لو۔

یہ میں اپنے لوگوں کے لئے بات کررہا ہوں۔

عملی نمونہ جو پیش آنے کے امکانات ہیں، یہ زیب نہیں دیتا۔اس سے بڑی ذلت کسی محترم شخص کے لئے نہیں ہوسکتی۔ جناب سید الشہداؑ نے جو امتحان دیا وہ کربلا میں کم اور کربلا کے بعد زیادہ ہے۔

کربلا میں معاملہ کیا ہے؟

المَوتُ خَیرُ مِنِ العَار

ذلت کی زندگی سے مرجانا بہتر ہے۔

کربلا کے بعد والا مرحلہ کیا ہے؟

خدا کی راہ میں کوئی عام انسان جو امتحان نہیں دے سکتا میں نے ایک مثال دی کسی بھی محترم خاندان کی خواتین کو سڑکوں پر لے آیئے۔ بڑی ذلت ہے۔اگر چہ وہ بے پردہ عورتیں ہی ہوں لیکن اس انداز میں لے آیئے انھیں باہر۔کیا رہ جاتا ہے ان کے پاس پھر؟

اس سے بڑی کوئی قربانی خدا کی راہ میں ہوسکتی ہے کہ رسولؐ زادیاں، رسولؐ کی بیٹیاں، رسولؐ کی نواسیاں، اس گھر کی خواتین جن سے سورج کو بھی حیا آتی ہو۔اس گھر کی خواتین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے خیموں میں گھس کر نیزے کی انیوں سے ان کی چادریں کھینچ لی جائیں۔ خیموں میں آگ لگا دی جائے اور وہ بیبیاں بالوں سے اپنے منہ کو چھپاتی رہیں اور ان کا تماشا بنایا جائے، بازاروں میں لے جا کر دنیا کو دکھایا جائے۔

دنیا میں کوئی نبی یہ امتحان نہ دے سکا۔ جناب ایوبؑ کے سامنے فقط اتنا مسئلہ آیا تھا کہ بیوی نے روایات کے مطابق ذرا سے بال کھولے تھے۔ جناب ایوبؑ نے کہا بس پروردگارا! میری برداشت سے باہر ہے امتحان۔ اب میں نہیں برداشت کر سکتا۔ میری اس مشکل کو ختم کر دے۔ پروردگار نے بھی کہا، بس ایوبؑ تم ایک صابر بندے ہو۔ ختم کر دیا امتحان تمہارا۔ یہ حد تھی آخری جناب ایوبؑ جیسے پیغمبر کے صبر کی اور وہ ابتداء تھی حسینؑ کے صبر کی۔ وہ آغاز تھا، وہ ابتداء تھی۔ حسینؑ خود کہہ کے جا رہے ہیں کہ بہن اب تم تیار رہو میرے بعد تمہیں جو حالات پیش آنے والے ہیں۔ ان حالات کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لو تمہیں اس قافلے کو اب آگے لے کر جانا ہے۔ تمہیں اب اس کاروان کو لے کر جانا ہے۔

الا لعنت اللہ علیٰ قوم الظالمین

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوسری مجلس

أعوذُ باللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ

ألحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلىٰ أشْرَفِ الأنْبِياءِ وَالْمُرْسَلِينَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا ابِي القَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الْمَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلىٰ أعْدَائِهِمْ أجْمَعِين مِنَ الآن اِلىٰ قِيَامِ يَوْمِ الدِّين امَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ الْمُبِين وَهُوَ أصْدَقُ الْقَائِلِينْ وَقَوْلُهُ الْحَق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ

اِنَّ اَوَّلَ بَيتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَكَّةَ مُبٰرَكاً وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ فِيْهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِناً ط

عزیزانِ محترم! آپ لوگوں سے درخواست کروں گا کہ تمام شہدائے اسلام بالخصوص شہید مظلوم علامہ عارف حسین الحسینیؒ کے لئے اور ایک خبر آپ کے کانوں تک پہنچ گئی ہوگی سید علی محمد رضوی سچے بھائی انتقال فرماگئے ہیں۔ کل یہ خبر مجلس کے بعد ہم تک پہنچی تھی۔ آپ سے درخواست کروں گا کہ ان تمام لوگوں کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھ کر بخش دیجئے۔

بے شک وہ پہلا گھر جو انسانوں کے لئے بنایا گیا، جو مبارک بھی ہے اور سارے عالمین کے لئے اس میں ہدایت بھی وہ بکہ کی سرزمین پر بنایا گیا۔ لَلَّذِیْ بِبَكَّة

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قرآن کریم میں ''بکہ'' کا لفظ بس ایک ہی بار استعمال ہوا ہے اور مکہ کا لفظ بھی ایک ہی بار استعمال ہوا ہے۔

اس سلسلے میں جو ایک دو روایتیں ہیں انھیں آج مکمل کر دیتے ہیں۔ اب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تو اس کا نام ''بکہ'' تھا بعد میں کثرتِ استعمال سے ''مکہ'' ہوا۔

کیوں کہ استعمال کا قائدہ یہ ہے کہ عربی کے بعض زبانوں میں جیسے بعض قبیلوں کے لہجے ہوتے ہیں۔ آپ کے یہاں اردو زبان میں بھی ایسا ہے جب کہ مختلف جگہوں پہ مختلف مفاہیم میں، مختلف الفاظ استعمال ہو جاتے ہیں مثلاً فلاں جگہ کا یہ ہے اور فلاں جگہ کا لہجہ یہ ہے۔ تو بعض اوقات لہجے بدلنے سے لفظ بھی بدل جاتے ہیں۔ ایک جگہ کوئی لفظ کسی معنی میں استعمال ہوتا ہے جب کہ دوسری جگہ کسی اور مفہوم میں۔ ایک کسی لفظ کے کوئی اور ہجے یا استعمال کرتا ہے جب کہ دوسری جگہ اسی لفظ کے کوئی اور ہجے اور کوئی دوسرا استعمال ہوتا ہے اسی طرح کبھی کبھی الفاظ کا تلفظ بھی بدل جاتا ہے۔

عربی کا بھی یہی معاملہ رہا مختلف لہجے مختلف قبیلوں کے تھے اسی لئے قرآن کریم کی قرأت بھی سات، نو، گیارہ یا چودہ قرار پائیں۔ اس میں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کون کس قبیلے کی قرأت میں اس کو پڑھ رہا ہے۔ یہ قاعدہ زبان کا ہے، اس لئے روایتیں پیش کر رہا ہوں کہ عربی زبان کے بعض لہجوں میں لازم کو ''لازب'' بھی کہا گیا ہے۔

لازب بھی اب تک وہاں کے بعض بدوی قبیلے استعمال کرتے ہیں۔ لازب یعنی ''م'' کو ''ب'' کے تلفظ میں ادا کرتے ہیں۔ ان کے حلق سے یا مخرخ سے، وہ جو ناک کا مخرج ہے۔ اس سے ''م'' نہیں نکلتا۔ اس لئے یہ بکہ ہے اور مکہ۔ اس لئے بعض لہجے اسے بکہ کہتے ہیں اور بعض لہجے اسے مکہ کہتے تھے، یہ ایک سادہ سی بات ہے۔

٥ دوسری اس کے بارے میں جو روایت ہے کہ ''بکہ'' وہ خاص مقام ہے جس پر یہ کعبہ بنا ہے۔ یہ چوکور گھر۔ وہ جگہ ہے ''بکہ'' اور شہر کا نام ہے مکہ۔ اس بارے میں معصومین کی روایت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔امام جعفر صادقؑ کی بھی ایک روایت ہے کہ ''بکہ'' اس جگہ کا نام ہے جس جگہ کعبہ ہے اور مکہ پورے شہر کا نام ہے۔

تیسرا جو مفہوم ملا اس میں بھی بعض معصومینؑ کی روایت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ پرانی تاریخ جو ہے یہ قبل از ضبط تحریر کی ہے۔اس لئے اسی دور کے بارے ہمیں روایات پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور روایت بھی کبھی آپ یہ سوچیں کہ ایک امامؑ کی روایت کچھ اور ہے اور دوسرے امامؑ کی کچھ اور۔ایسا کیوں ہے؟ یہ ایک عام سوال ہے جو لوگ کرتے ہیں کہ یہ کیسا اختلاف ہے؟

میں گزشتہ عشروں میں عرض کر چکا ہوں اپنے ذہنوں میں رکھیئے کہ بعض روایات کے سلسلے میں دیکھنا پڑتا ہے کہ یہ روایت یا روایات کس زمانے کی ہیں؟ تقیّے کا زمانہ ہے یا آزاد زمانہ ہے۔بعض اوقات امامؑ کے سامنے اصحاب بیٹھے ہوئے ہیں جان بوجھ کر حکومت کے جاسوس ایک سوال کرتے ہیں کہ امامؑ کیا جواب دیتے ہیں۔جواب دیتے ہیں تو وہاں جاسوس بیٹھے ہیں، پھر جو باہر نکلے گا وہ اس کو قتل کرا دیں گے کہ یہ بات باہر نہ جانے پائے۔تو بہت سی روایات امامؑ کی تقیّے پر محمول ہیں۔

امامؑ جانتے ہیں کہ یہاں بیٹھے ہوئے لوگ کس نظریے کے تحت بات کر رہے ہیں اس لئے بعض اوقات امامؑ نے وہی جواب دیا جو عامہ کا جواب کہلاتا ہے یہ عام جواب کہلاتا ہے اس ماحول کی ہر چیز کو چھان پھٹک کر کے ایک روایت نکالنی پڑتی ہے۔یہ ہے قائدہ۔ایسے ہی اعتراض نہیں کر دینا چاہیے کہ صاحب جو اپنی مرضی کی روایت ہے وہ تو مستند اور جو اپنی مرضی کی نہیں ہے وہ غیر مستند۔ایسا نہیں ہے کچھ قواعد و ضوابط ہیں جن کے مطابق روایات کو جانچنا پڑتا ہے۔

اب جہاں پر ملتی جلتی روایات مل جائیں وہاں بھی سب کو پیش کر دیا ہے کہ بھئی یہ ساری روایات ہیں ان میں زیادہ اختلاف نہیں ہے۔

تو تیسری روایت یہ ہے کہ پہلے ''بکہ'' نام تھا بعد میں مکہ ہو گیا۔اس بات کا مفہوم کیا ہے؟ پہلے بکہ اس لئے کہا جاتا تھا کہ یہ لفظ بکاؑ سے نکلا ہے لوگ گریہ و زاری کرتے تھے،طواف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے وقت روتے چیختے تھے تو بکاً سے بکہ ہو گیا۔

مکہ اس لئے پڑا کہ زمانہ جاہلیت میں جب طواف کرتے تھے تو چیخنا چلانا سیٹیاں بجانا تو اس کو کہتے ہیں ''مکاہ'' اس کو کہتے ہیں شور مچانا، چیخنا چلانا، سیٹیاں بجانا تو کہتے ہیں اس کا نام مکہ پڑ گیا۔ یہ ہے بکہ اور مکہ کی روایات لیکن زیادہ صحیح نظر آتا ہے کہ بکہ سے مراد ہے وہ جگہ جہاں پہ یہ خانہ کعبہ تعمیر ہوا ہے اس جگہ کا نام ہے بکہ اور شہر کا نام ہے مکہ۔

دونوں مفاہیم میں سے جس مفہوم کو بھی لیں گے وہ اس مطلب پہ صادق آتا ہے جو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

خود بیت اللہ کے قرآن کریم میں جو دو تین نام لئے گئے۔ خالی بیت بھی کہا گیا جیسے اسی آیت میں اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ یہ پہلا گھر جو تعمیر کیا گیا۔ تفسیر لنیساً میں جناب ابراہیمؑ ہی کی تعمیر کو پہلی تعمیر بتایا گیا کہ پہلی بار جناب ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا اگر جناب ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تو اس سے پہلے گھر تو موجود تھا تو پہلا گھر قرآن کہہ رہا ہے کہ یہی پہلا گھر ہے جو مکہ میں تعمیر ہوا ہے۔

تو جناب ابرہیمؑ نے اگر خانہ کعبہ کو پہلی بار تعمیر کیا ہے تو وہ تو پہلا گھر نہیں ہوا جب کہ یہاں تو کہا گیا ہے گھر ہی پہلا یہ تعمیر ہوا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ جو انسانوں کے لئے مرجع خلائق بنا ہو پہلا گھر ہی یہ ہے جو مکہ میں تعمیر کیا گیا۔ پھر اس سرزمین کو ''ام القریٰ'' بھی کہا گیا۔ ''ام القریٰ'' یعنی آبادیوں کی ماں۔ جس سے قریے بنے۔

اس کو ''ام القریٰ'' دو وجوہات سے کہا گیا کہ دونوں بار انسانی آبادی جو پھیلی وہ یہیں سے پھیلی۔ جناب آدمؑ کا پہلا مسکن یہی ہے ''ام القریٰ'' یعنی مٹی کی سرزمین۔ یہیں سے جناب آدم اور حوا کی دنیاوی زندگی کا آغاز ہوا تو اب کہیں بھی کوئی چلا جائے تو آبادی پھیلنے کا جو مرکز ہے وہ تو مکہ ہوا۔ بعد میں پراگندہ ہو گئے لوگ، کہیں بھی چلے گئے کچھ عرصے کے لئے بالکل خالی ہو گیا مکہ۔ پھر جب جناب ابراہیمؑ اپنے خاندان کو لے کر آئے تو وہاں تو کوئی تھا ہی نہیں لیکن آغاز

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہیں سے ہوا تھا ساری آبادیاں جو پھیلیں ان کی ابتداء یہیں سے ہوئی تھی۔

دوبارہ ذرّیت اسمٰعیلؑ جو یہاں آباد ہوتی یا بنی جرہم جس کی تفصیل بعد میں آ جائے گی۔ جنابِ اسمٰعیلؑ کے آنے کے بعد، جنابِ ہاجرۂ کے آنے کے بعد ایک قبیلہ وہاں آباد ہوا بنی جرہم کہ جس کی بیٹی سے جناب اسمٰعیلؑ کی شادی ہوئی تو پھر دوبارہ بھی جو آبادیاں بڑھیں اور ساری دنیا میں پھیلیں وہ انہی سے پھیلیں۔ دوبارہ بھی یہیں سے پھیلنا شروع ہوئی آبادی اس لئے اس کا نام رکھا گیا ''اُم القریٰ''۔

خود یہاں پر آبادی کبھی نہیں رہی۔ خود آج بھی آپ دیکھئے اوسط آبادی کتنی ہوگی حجاز کی سرزمین کی، ایک کروڑ۔ ایک کروڑ بیس لاکھ یا ایک کروڑ تیس لاکھ بس۔ جو اُم القریٰ ہے اس کی آبادی کا سبب میں بتا چکا۔ سنگلاخ زمین ہے۔ یہاں صحرا ہے یا پہاڑ۔ پانی یا انسان کی ضرورتوں کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا۔ اسی لئے عربوں میں جب کسی کو دعا دیتے تھے۔ بہت زیادہ کسی کی تعریف کرنی ہوتی۔ کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہوتا تو پہلے کی طرح آج تک یہ دعا رائج ہے۔ سَقَاکَ اللّٰہ

اللہ تمہیں سیراب کرے۔ اللہ تمہاری پیاس بجھائے یعنی پانی کی اس وقت بھی اور آج بھی اس سرزمین میں کمی ہے جس کی وجہ سے یہ دعائیہ جملہ زمانہ جاہلیت سے بھی ماقبل زمانے سے رائج ہے اگرچہ عربی الفاظ اس کے تبدیل ہو گئے ہوں گے۔ تو دعا جب دیتے تھے تو پانی کی دعا دیتے تھے۔ سَقَاکَ اللّٰہ

کسی سے بہت خوش ہو گئے تو کہتے تھے اللہ تمہیں سیراب کرے۔ اللہ تمہاری پیاس بجھائے۔ اتنی اہمیت تھی اس معاشرے میں پانی کی تو آبادی کے اب بھی کم ہونے کا ایک سبب کیا ہے؟ اس کی ایک طبعی کیفیت ہے، فزیکل کیفیت ہے کہ وہاں اکثر حصے پر زراعت نہیں ہو سکتی، دوسری چیز پانی کا وجود نہیں ہے۔ پانی نہیں ہوتا تھا کنویں جو کھودے جاتے تھے تو کھارا پانی نکلتا تھا اسی لئے لوگ سرگرداں رہتے تھے پھیلتے رہتے تھے کیونکہ آبادی کا آغاز یہاں سے ہوا تھا تو جتنی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھی دنیا کی آبادی ہے اس کا پہلا رابطہ وہیں سے جڑے گا۔ دنیا بھر کے انسانوں کو، تمام لوگوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اب تو تیس ہزار حصوں میں تقسیم ہو گئے لیکن ابتدائی آبادی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا اور تینوں کا تعلق عرب سے تھا۔ بعد میں وہ پھیلتے چلے گئے۔

تینوں کے نام عرب سے پڑے۔ ابتداء میں تھوڑی سے یہ بات کرلوں پھر جناب آدمؑ والی روایات سے سلسلے کو شروع کریں گے کیونکہ آج یہاں سے بات کو سمیٹ کر ہمیں کل مستند تفاسیر اور تواریخ کی طرف جانا ہے جس کو آپ کے سامنے بیان کرنا ہمارا اصل مقصد ہے۔

شروع میں دنیا کی آبادی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا کیونکہ سب لوگ انہی میں سے ہوئے یعنی بالآخر اصلاً ونسلاً عرب ہیں یا عربِ بادیہ ہیں یا عاربہ ہیں یا عربِ مستعاربہ ہیں۔ دنیا کی کوئی نسل ان تین سے باہر نہیں ہے اب تو اور بھی ایک شق ایجاد ہوگئی ہے یعنی اور ایک قوم بن گئی ہے نا عرب۔

پہلے عرب سے مراد مخصوص قوم نہیں تھی۔ جتنے بھی لوگ تھے وہ تین حصّوں میں تھے۔ ان تین نسلوں، ان تین تقسیموں میں سے ایک۔ یہ تو وقت اور مرورِ زمانہ کے ساتھ جناب ابراہیمؑ کے دور کے بعد دیگر تقسیمات شروع ہوئیں کہ عرب وہی ہے جو وہاں رہتا ہے۔ عرب کے معنی بھی دو تین دیئے گئے ہیں۔

پہلی جو تقسیم کی گئی تھی اس میں عرب بدو۔ بدوی عرب کہلاتے تھے۔ یہ صحرانشین اور چادرنشین تھے۔ زندگی کا آغاز انہی سے ہوا۔ جناب آدمؑ کی نسل سے یہ لوگ نکلے، آگے جا کر یہ جگہ چھوڑ گئے۔ جہاں پانی ملتا، ٹھہر گئے۔ نہیں ملا آگے بڑھ گئے۔ یہ پکے گھر نہیں بناتے تھے چادروں میں رہتے تھے۔ تو عرب کو چادرنشین بھی کہتے ہیں اور صحرانشین بھی، گھومنے پھرنے والا بھی اور سیاح بھی، سارے مفاہیم اس عرب کے معنی میں آتے ہیں۔

یہ گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ پھر تقسیم ہوئی کہ یہ تو سارے عرب ہیں تو کہا کہ عربِ بدوی اور عربِ حذری۔ عرب، حذری کون کہ جن کو اچھے اچھے ساحل مل گئے وہ وہاں آباد ہوگئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یعنی مستقل آبادیاں بنیں تو وہ کہلائے عرب حذری۔ ایک ٹھکانہ ان کا بن گیا۔

عرب بدوی کون کہلائے جو پھر بھی گھومتے ہی رہے۔ ان صحرانشینوں سے حکومتوں کا آغاز ہوا۔ یہ مجبور تھے کہ اپنی آبادیوں کے لئے ایک سربراہ بنائیں۔ شیخ بنائیں۔ رئیس جو ہوتا تھا وہ ان کا شیخ کہلاتا تھا۔ آج تک شیخ کسی نہ کسی مفہوم میں موجود ہے۔ شیخ جوان کے فیصلے کرتا تھا، دشمنوں سے لڑنے کے لئے ان کو منتظم کرتا تھا۔ قاتلوں سے خون بہا وصول کرتا تھا جو بھی فیصلے ہوتے تھے وہ شیخ کرتا تھا۔ قوم کا بزرگ۔ پھر یہ موروثی معاملہ بن گیا۔ میراث کے سلسلے وہیں سے شروع ہوئے پہلے یہ دیکھا جاتا تھا کہ جو شیخ قوم ہے، بزرگ قوم ہے اس میں صلاحتیں ہیں سرداری کی تو اسے شیخ بنایا جاتا تھا بعد میں شیخ طاقت ور ہونا شروع ہوئے تو انھوں نے کہا دوسروں کو کیوں بنائیں ہمارا بیٹا بنے گا۔

یہ موروثی سلسلہ یہاں سے طاقت کے زور پہ شروع ہوا۔ قوانین میں تبدیلیاں ہونا شروع ہوئیں۔ گھر کا قانون، گھر کا دستور قرار پایا۔ اقتدار و طاقت میرے بعد میری اولاد ہی میں رہے۔ تو یہ جو آج آپ دیکھ رہے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے یہ جدید شکل اختیار کر گیا ہے۔ اُس وقت بھی انسانی فطرت میں یہ چیز موجود تھی کہ یہ مجھ سے نکلے تو میرے گھر میں رہے۔ میرے بعد یہ اقتدار میری اولاد میں رہے۔

اقتدار کی خواہش، اقتدار پرستی جس کو کہتے ہیں اور سہارا دینے والے لوگ بھی مل جاتے تھے۔ اس وقت یہ جدید شکل میں آ گیا، اس وقت جہالت کا زمانہ تھا۔ فطرت وہی کی وہی تھی تو یہ موروثی سلسلہ شروع ہوا کہ شیخ کے بعد اس کا بیٹا پھر اس کا بیٹا۔ چھوٹے چھوٹے قبیلے ان کے وجود میں آنے شروع ہوئے۔

عرب بادیہ، عرب بدیع، عرب حذری کہلاتے۔ یہ عرب بادیہ جو کہلاتے تھے وہ مٹ گئے، ختم ہو گئے۔ پیغمبرؐ کے ظہور سے پہلے بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے تک یہ ختم ہو چکے تھے۔ ان کی جو خاص خاص قومیں تھیں جن کا قرآن میں ذکر ہوا ہے اگر کبھی موقع ملا تو ان شاء اللہ ان کا ذکر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کردیں گے۔قوم عاد وثمود، انہی عرب بادیہ میں سے تھیں یہ اتنے سرکش ہوئے، اتنے سرکش ہوئے کہ انھیں ختم کردیا گیا۔اوران کا ذکر بھی ہے سورۂ الفجر میں۔

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ الَّتِىۡ لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِى الۡبِلَادِ

تم نے نہیں دیکھا کہ کیا کیا پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ، جنہوں نے ارم کو تعمیر کیا تھا۔ ان کا شہر تھا یا پایۂ تخت تھا جو بھی تھا اور ستونوں والے پتھروں کی عمارتیں بنانے والے۔

اب دیکھئے روایات میں جہاں مبالغہ آتا ہے اس کی طرف اشارہ کرتا چلا جاؤں۔اب بعض مفسرین نے کیوں کہ ماقبل تاریخ کا زمانہ ہے نا۔مبالغہ اس حد تک کیا کہ ان کا جو پایۂ تخت تھا اس میں تیس لاکھ مرصع پتھروں کے محل تھے۔یہ بات کب کی ہے؟ ماقبل تاریخ کی۔یہ بات کب کی ہے؟ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کے زمانے کی۔اگر کسی شہر میں تیس لاکھ ایسے محل ہوں تو اس کی آبادی کیا ہونی چاہیئے؟ کم از کم دس افراد سے اس کو ضرب دیں تو آبادی تین کروڑ ہوگئی یا نہیں ہوگئی؟ تو ایک شہر کی اتنی آبادی ہو تو دنیا کی آبادی کتنی ہوگی؟ یہاں سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مبالغہ ہے۔کہانی قصوں کو بھی روایات میں شامل کیا گیا ہے۔ہاں اس دور کے حساب سے وہ یقیناً ایسی آبادی تھی کہ قرآن میں بھی ان کی آبادی کا ذکر آ گیا۔وہ جتنے بھی بڑے ہوں، جتنی بھی آبادی ہو۔اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے اتنا غرور کیا، اتنے وہ آگے بڑھے سرکشی میں کہ خدا کا عذاب ان پہ نازل ہوا، تو عرب بادیہ ختم ہو گئے۔ان کی نسلیں مٹ گئیں۔سرکشی کی وجہ سے خدا کا عذاب ان پر نازل ہوا اور وہ سب کے سب مٹ گئے۔

ان تمام چیزوں اور باتوں کو سمجھنے کے لئے عقل کا استعمال بھی ضروری ہے۔آدمی کو صرف روایت پرست نہیں ہونا چاہیے سوائے وہاں پہ جہاں میں نے عرض کردیا کہ نص قرآنی یا نص معصومؑ موجود ہو اور ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم قرآن اور معصومؑ کے قول میں ہی عقل کو استعمال کرتے ہیں کہ صاحب یہ کیسے حکم پہ عمل ہوگا؟ بھئی نص قرآنی ہے وہاں تو عمل ہی نہیں کرتے اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جہاں خدا، رسولؐ اور معصومؑ کی بات آ جائے وہاں آپ اپنی عقل کی شقیں ایجاد کر رہے ہیں۔ وہاں کس نے کہا ہے آپ سے عقل لڑانے کو؟ کیا آپ کی عقل کا حکمت خداوندی یا عقل معصومؑ یا علم، معصومؑ سے مقابلہ ہو سکتا ہے؟ نہیں ہو سکتا۔

تو جہاں نص صریح آ گئی، نص صریح یعنی قرآن کی آیت یا قولِ معصومؑ، وہاں بس ہمارا مسئلہ حل ہو گیا لیکن باقی جگہوں پہ اختیار حاصل ہے۔ ہمیں عقل دی کس لئے گئی ہے؟ اس لئے عقل دے کے بھیجا آدمؑ کو، یہی فرق تھا فرشتوں میں اور آدمؑ میں کہ تم میں یہ صلاحیت نہیں آدمؑ میں صلاحیت عطا کی گئی۔ یہ تمام چیزوں کے نام جو رکھے گئے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا تمام کے تمام اسمأ کی آدمؑ کو تعلیم دے دی۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اکتیسویں یا بتیسوں آیت ہے سورہ بقرہ کی۔ سب کلمات آدم کو سکھا دیئے، سارا علم دیدیا، وہ علم کیا ہے۔ اسمأ کی تشریح صرف معصومینؑ تک نہیں ہے۔ جتنے انوار مقدسہ تھے، جتنے نام تھے چیزوں کے وہ صلاحیت آدم میں دے دیئے کہ وہ خود اپنا راستہ بنائے گا۔ بطور کلی مراد ہے وہ صلاحیت اس کو دے دی اور جب ان تمام موجودات کو پیش کیا، کلمات کو، اچھا تم سچے ہو تو نام بتاؤ۔ تو انھوں نے کیا کہا؟

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا، پروردگار پاک و منزہ ہے تیری ذات، ہم کچھ جانتے ہی نہیں مگر بس جتنا تو نے ہمیں بتایا۔ بس اتنا جانتے ہیں۔ آدم کو جو علم دیا ہے، اس کو یہ صلاحیت دی ہے جو فرشتوں میں نہیں ہے یہ انسان اپنے لئے راستے بنائے گا۔ ایک اشارہ ملا اور اس نے کام شروع کیا۔ یہاں تک عقل کارفرما ہے کہ نہیں ہے؟

اب جیسے اہرام مصر کو آپ دیکھ لیں، یہ ساڑھے تین چار ہزار سال سے زیادہ کی داستان تو نہیں۔ اڑھائی سے لے کر چار ہزار سال کا تعمیر شدہ اہرام موجود ہے اور یہ حدود بھی بتا رہے ہیں کہ مصر کی سرحدیں کتنی تھیں؟ یہ ثبوت ہے، اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ان کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سائنسی ترقی کی خبر بھی دے رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں اتنے ترقی یافتہ تھے سائنسی ترقی جادو نہیں ہے۔ اہرام اس ترقی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایسی چیز تعمیر کرلی اس زمانے میں کہ اس جیسا عجوبہ آج کا ترقی یافتہ انسان بھی نہیں بنا سکتا۔ اسی لئے تو عجوبہ ہے۔ آج سائنس کتنی ترقی کر گئی ہے۔ اہرام اُن کے لئے ایک سربستہ راز ہے۔ کس نے بنایا؟ جادوگروں نے تو نہیں بنایا۔ جنوں نے تو نہیں بنایا۔ کتنا آگے بڑھ گئے تھے؟ وہی قوم عاد و ثمود کی مثالیں کہ ترقی کرتے کرتے اتنے آگے بڑھے کہ سرکش ہوگئے۔

علم و عقل ہم نے اس لئے نہیں دیا تھا انسان کو کہ وہ سرکش ہو جائے انسان نے سرکشی کا راستہ اختیار کیا تو ان کا وجود یہ بتا رہا ہے کہ داستان کیا ہے ان کی حدود کیا تھی؟ فرعونوں کی قوت کتنی تھی؟ ان کی آبادی کتنی تھی؟

اب کوئی یہ کہے کہ فرعون تیس لاکھ کا لشکر لے کے چلا۔ ایسی بھی روایت ہے تیس چالیس لاکھ کا لشکر لے کر چلنا مذاق ہے بابا؟ دریائے نیل کو دیکھو! اس کی وسعتوں کو دیکھو! اور چالیس لاکھ کا لشکر کوئی مجلس کا مجمع نہیں دس ہزار کا، یا بیس ہزار کا، یا پچاس ہزار کا۔ اس لشکر کو پھیلانے کے لئے کتنی وسعتیں درکار ہوں گی؟ بعض اوقات مبالغہ اس حد تک جاتا ہے کہ انسان مشکوک ہو کر رہ جاتا ہے اور جو لوگ ان مبالغہ آرائیوں کا مطالعہ کرتے ہیں وہ حقیقی باتوں کے بارے میں بھی شکوک کا شکار ہو جاتے ہیں کہ صاحب انھوں نے تو قصے کہانیاں گھڑ رکھے ہیں اس طرح واقعات پیش آ سکتے ہیں؟ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟

مگر جو حقیقت ہے امتدادِ زمانہ نے ان کو داستانوں میں تبدیل کر دیا۔ عرب بادیہ ختم ہو گئے اور قرآن میں ان کا ذکر بھی آ گیا یہ اپنی سرکشی کی وجہ سے تباہ ہوئے۔ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَاد عاد کا بھی ذکر، ثمود کا بھی ذکر کہ ان لوگوں نے یہ سب کیا۔ یہ لوگوں میں میخیں گاڑتے تھے۔ یہ لوگوں کو پھانسیاں دیتے تھے۔ بے جرم و خطا قتل کرتے اور اس طرح اپنی قوت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ ان کا ربّ ان کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ قرآن میں ہے کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان سب کو ہم نے ختم کر دیا، فنا کر دیا۔

دوسری قسم ہے عربوں کی عربِ عاربہ۔ یہ عربِ عاربہ بھی وہیں عرب میں رہے۔ اصلاً نسلاً عربوں کو عربِ عاربہ کہا جاتا ہے۔ ان کے قبیلے حمیری، اوستانی اور عمالقہ بھی کہلائے۔ کبھی تفصیل سے بات کرنے کا موقع ملا تو ٹھیک ہے ورنہ اشارے ذہنوں میں رکھیئے۔

حمیری تاریک اور تیرہ رنگ والوں کو کہا جاتا تھا۔ یہ یمن اور دوسرے اطراف میں جاکر آباد ہوئے اور حبشی بھی انہی میں سے نکلے اور حمیریوں کی حکومت، حمیریوں کی تہذیب اور حمیری سلطنتوں کا تذکرہ پوری تاریخ انسانی میں پھیلا ہوا ہے۔

عربوں کی تیسری قسم عرب مستعاربہ ہے۔ عرب مستعاربہ کو ہم ذرّیت اسمٰعیلؑ کے طور پر بھی جانتے ہیں۔ مستعاربہ کیونکہ بابل سے آئے تھے۔ بابل سے جلاوطن ہوئے تھے۔ جناب اسمٰعیلؑ فلسطین آئے تھے۔ جس کو اس زمانے میں کنعان کہا جاتا تھا اور جناب ابراہیمؑ کنعان سے جناب ہاجرہؑ، جناب اسمٰعیلؑ کو لاکر یہاں مکہ میں چھوڑ کر گئے تھے۔ تو کیونکہ یہ باہر سے آئے تھے اگرچہ عراق کی سرزمین بھی عرب کی ہی سرزمین ہے لیکن اس زمانے تک یہ تقسیم ہو چکی تھی حالانکہ ہیں سب عرب، بابل بھی عرب، یمن بھی عرب، عدن بھی عرب، یہ سب کے سب علاقے عرب ہی ہیں لیکن اس وقت یہ ذیلی تقسیم ہو چکی تھی کہ بابل سے آنے والے عربِ مستعاربہ کہلاتے یعنی باہر سے آکر عرب ہونے والے۔ کیوں؟ اس لئے کہ زبانیں بدل گئی تھیں۔

بابل کی زبان الگ تھی مثلاً عبرانی زبان اور جگہوں کی دوسری زبان۔ جہاں زبان بولی جارہی تھی۔ تو یہ اصل عرب اس کو کہتے تھے جو وہیں کا ہو اور جو باہر سے آئے اگرچہ وہ جگہ بھی سرزمینِ عرب میں ہے مگر حکومتوں کے حساب سے تقسیم عمل میں آچکی ہے۔

بابل کی حکومت، یمن کی حکومت، حبشہ کی حکومت، فلاں حکومت، کنعان کی سرزمین لہٰذا یہ کیا کہلائے؟ عربِ مستعاربہ۔ باہر سے آکر عرب ہونے والے یعنی مہاجر کہلائے۔ انھوں نے دین کی خاطر ہجرتیں کیں اور یہ ہجرتیں کیا ہیں اور کتنی اقسام کی ہیں؟ اس پر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھی بات کریں گے۔ خدا کی خاطر جو ہجرت کرنے والے ہیں جب ان پر وقت پڑا۔ انبیاء میں یہ سلسلہ رہا کہ وہ ہجرتیں کرتے رہے۔ دین کی خاطر نہ کہ دنیا کی خاطر۔ دین کی حفاظت کی خاطر ہجرتیں کر کے دوسری جگہوں پر جاتے رہے۔ دین اور ایمان کی حفاظت کی خاطر ہجرتیں کرتے رہے۔

تین قسمیں عربوں کی بنیں، اس تینوں کا تعلق ''اُم القریٰ'' سے ہے۔ پہلی مرتبہ جب جناب اسمٰعیلؑ کی ذرّیت وہاں پہ آباد ہوئی۔ چاہ زم زم وہاں پہ دریافت ہوا یا قدرت کے کرشمے سے وجود میں آیا اور یہ آنے والے لوگ عربِ مستعاربہ کہلائے کافی عرصے تک لوگ ان کو اپنے برابر کا عرب نہیں مانتے تھے بلکہ کہتے تھے یہ ہمارے ہم رتبہ عرب نہیں ہیں کیونکہ یہ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں۔ جناب ابراہیمؑ اور جناب اسمٰعیلؑ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں لیکن پھر ہوتے ہوتے عربی قریشی قرار پائے جو صدیوں اکھٹے رہے ہوئے لوگ تھے۔ مل کے چلے اس process کے بعد اس مرحلے میں آئے کہ جو بھی یہاں دیرینہ آباد لوگ ہیں، وہ عرب ہیں۔

یہاں تک کی آج کی گفتگو تو کل کی گفتگو کا تعاقب اور اس کی تکمیل تھی۔ اس کو آپ یاد رکھیئے گا۔ اب وہی قصہ سورۂ بقرہ سے شروع کریں۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔

یہاں سے آغاز ہوتا ہے اور پروردگار فرماتا ہے جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ ہم زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والے ہیں تو ملائکہ ایک دم چونک اُٹھے کہ تو اسے خلیفہ بنائے گا جو فساد بھی کرے گا اور خون بھی بہائے گا۔ میں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں کہ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کوئی فساد برپا کر کے جا چکا ہے۔ جس نے خوں ریزی کی ہے۔ اب وہ چاہے جنوں کی نسل ہو، جن میں سے ایک کا نام عزازیل تھا۔ عزازیل اسی نسل سے تھا جس کی پوری قوم تباہ ہوگئی۔ پوری قوم پہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عذاب نازل ہوا۔عزازیل کو اس کے زہد و عبادت کی وجہ سے، چاہے وہ ظاہری عبادت و زہد ہی سہی، بچالیا گیا۔تو ملائکہ کا یہ جملہ بتا رہا ہے کہ زمین پر ایسا ہو چکا ہے۔

ارشادِ پروردگار ہوتا ہے۔قَالَ اِنِّی اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْن جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ۔ پروردگار نے انسان کو جو صلاحیت دی تھی وہ یہ صلاحیت تھی کہ تم میں صرف خیر ہی خیر ہے،تم صرف عبادت کو جانتے ہو۔تم صرف سجدے، رکوع اور قیام کو جانتے ہو مگر میں جسے خلیفہ بنا رہا ہوں اس میں، میں نے خیر و شر دونوں کو رکھ کر بھیجا ہے اور ان میں جو خیر پر قائم ہو گا وہ ایسا ہو گا کہ جب وہ اپنے نفس پر قابو پائے گا تو تمہارے درجات کو بھی طے کرتا ہوا آگے نکل جائے گا۔

انبیاءؑ کی بات نہیں ۔ پیغمبروں کی بات نہیں ، رسولوں کی بات نہیں ، اماموں کی بات نہیں۔نسلِ انسانی میں جو لوگ ہوں گے وہ میرے اتنے قریب آئیں گے، اتنے قریب آئیں گے کہ وہ نفس مطمئنہ کے درجے کو حاصل کر لیں گے میں عرض کر چکا ہوں کہ ان درجات کے لئے معصومینؑ مراد نہ لیجئے گا۔معصومینؑ کے وہ اعوان و انصار بھی مراد ہیں کہ جن کے بارے میں لوگوں کو یہ شک ہونے لگتا تھا، آج تک یہ شک ہوتا ہے کہ یہ معصوم تھے۔دل نہیں مانتا کہ یہ معصوم نہیں تھے۔

اپنی وفاداری، اپنی نصرت اور اپنے علم و حلم، اپنی شجاعت اور اپنے زہد کی وجہ سے کتنے کردار معصومینؑ کے ساتھ ایسے ہیں کہ آپ خود بھی کبھی مشکوک ہو جاتے ہوں گے کہ انھیں معصوم مانیں کہ غیر معصوم؟ دل نہیں مانتا مگر وہی کہ نص رسالت مآبؐ ،نص مولائے کائناتؑ کہ نہیں معصوم یہی چودہ ہیں اور اس ترتیب کے لحاظ سے، ورنہ تو ہر نبی معصوم ہے۔ائمہ طاہرینؑ یہی بارہ ہیں ورنہ اگر یہ قید نہ لگائی جاتی۔اپنی مرضی سے امام ماننے کی بات ہوتی تو طول تاریخ میں، ایسے کتنے کردار ہیں بالخصوص کربلا میں جنہیں آپ کہتے کہ یہ بھی امام ہیں۔ہے کہ نہیں؟

تمہیں کیا معلوم کہ آدمؑ کے سلب میں کیسے کیسے انسانوں کو بھیج رہا ہوں۔میں کیسے کیسے افراد کو بھیج رہا ہوں کہ جو سرخرو ہوں گے اور میری بارگاہ میں سر بلند ہو کر آئیں گے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور ملائکہ نے جب دیکھا ان انوار کو تو پکار اُٹھے۔ پروردگار! ہمیں تو اب اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو نے بتایا اس سے آگے نہیں جانتے۔

اور اس کے بعد ہم نے حکم دیا ملائکہ کو وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا فَسَجَدُوْا اِلَّآ اِبْلِیس ہم نے حکم دیا ملائکہ کو جب اسے (انسان کو) بنالیا کہ سجدہ کرو۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

أَبىٰ وَاسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکَافِرِین انکار کردیا اس نے اور غرور کیا، سب سے بڑا ظلم اور سب سے بڑا گناہ جو ہر عمل کو ختم کر دیتا ہے وہ استکبار ہے، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ وہ ہے غرور۔ شیطان نے یہی جرم کیا۔ شیطان نے یہی گناہ کیا۔

اس نے استکبار کیا، اپنے آپ کو بڑا سمجھا۔ مغرور ہو گیا۔ کہا کبریائی سوائے خدا کے کسی کو زیب نہیں دیتی۔ اچھا آپ معصومینؑ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالیئے۔ ایک آپ عام انسان کو دیکھتے ہیں عبادت کرتے ہوئے۔ ایک اور اچھے انسان کو دیکھتے ہیں جو زیادہ خشوع وخضوع سے عبادت کرتا ہے۔ ایک قدم آپ اور آگے بڑھے آپ نے خاصانِ خدا کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا کہ یہ اور بھی خشوع وخضوع سے عبادت کرتے ہیں۔ عارفین کو دیکھا کہ یہ تو عبادت اور بھی زیادہ ڈوب کر اور گریہ وزاری کے ساتھ کرتے ہیں۔

آپ نے کبھی یہ دیکھا کہ مغرور اور متکبر انسان ان منزلوں کو حاصل کرے۔ عرفاء کی صف میں شامل ہو جائے یا خاصانِ خدا کی صف میں شامل ہو جائے۔ نہیں، مسئلہ یہی ہے کہ خدا کی بارگاہ میں جو جتنا سر جھکاتا چلا جائے گا پروردگار مخلوق کے سامنے اس کے سر کو اتنا ہی سر بلند کرتا چلا جائے گا۔

یہ کلیہ ہے کہ زمین پر خدا کی بارگاہ میں جتنا کوئی سر جھکا کے چلے گا تو پروردگار آخرت تک اس کے سر کو اتنا ہی سر بلند رکھے گا۔ چاہے عالم ہو چاہے غیر عالم۔ عالم ہی کو تو زیادہ سر جھکانا چاہیے نہ یہ کہ مغرور ومتکبر ہو کیونکہ وہ تو جانتا ہے کہ خدا کو یہی چیز ناپسند ہے۔ تکبر کس لئے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تمہارے علم کی سرحدیں کیا ہیں؟ تم نے کتنا علم حاصل کرلیا؟ یادرکھنا! تکبر، بڑائی اور کبریائی صرف خدا کے لئے ہے۔

تم کتنے ہی بلند درجے اور اونچے مقام پر پہنچ جاؤ تو اب سمجھ میں آئے گا کہ نبی کی منزل کیا ہے؟ اَلَسْتُ بِرَبِکُم اگر کسی کو نبی بنایا گیا تو کیوں بنایا گیا؟ کسی کو پیغمبر بنایا گیا تو کیوں بنایا گیا؟ کسی کو رسول بنایا گیا تو کیوں بنایا گیا؟ ان کے خشوع وخضوع کو دیکھ کر، ان کے انکسار اور خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا انداز دیکھ کر، اور کسی کو امام بنایا گیا تو کیوں بنایا گیا؟

اب کوئی مولائے کائناتؑ جیسی عبادت کر کے دکھادے۔ اس طرح سے کہ اس کی ریش خدا کی بارگاہ میں آنسوؤں سے تر ہو اور وہ خشیت الٰہی سے لرز رہا ہو۔ یہاں تو کوئی اگر تھوڑا سا بھی طاقت ور ہو تو دیکھئے آپ کہ نماز بھی پڑھے گا تو ایسے سینہ تان کے پڑھے گا، جیسے اللہ پر احسان کر رہا ہو۔ اکڑ اکڑ کے نماز پڑھے گا۔ دیکھ لیا کیجئے۔ آپ کو صبح شام یہ مناظر نظر آسکتے ہیں۔ میں اتنا بڑا آدمی ہوں نماز تو ایسے پڑھوں کہ دنیا دیکھے کہ میں نماز کیسے پڑھتا ہوں؟ یا کسی کے پاس اگر دولت زیادہ ہے تو اس دولت مند کا نماز پڑھنے کا انداز الگ ہوگا۔

دیکھ لیا کیجئے صبح وشام مشاہدہ کیا کیجئے۔ تو مولائے کائناتؑ سے بڑھ کے کوئی طاقت ور ہے؟ اشجع الناس، تعریف نہیں کی جاسکتی۔ الفاظ تو نہیں ہیں شجاعت وتقویٰ کے لئے لیکن خدا کی بارگاہ میں یہ منزلت کیوں ملی ائمہ طاہرینؑ کو کہ انھوں نے اپنے عضو عضو اور روئیں روئیں سے زندگی بھر گواہی دی کہ ساری کبریائی صرف خدا کے لئے ہے۔

مولائے کائناتؑ تعلیم دے رہے ہیں کہ ہمیں ضرورت ہے اس کی عبادت وبندگی کی، وہ خود تو جنت ودوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں، قسیم ہیں۔ وہ تو معیار ہیں، ان کی محبت، ان کی الفت تو معیار ہے۔ لیکن ہمیں تعلیم دینے کے لئے بتا رہے ہیں کہ اس طرح جاؤ خدا کی بارگاہ میں۔

أنا عَبْدُکَ الضَعِیفُ الذَلِیْلُ الحَقِیرُ المِسْکِینَ المُسْتَکِینَ یارَبِ ارْحَمْ

ضُعفَ بَدَنِي وَرِقَّةَجِلْدِي ودِقَّةَ عَظْمِي

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

احساس دلا رہے ہیں مولائے کائنات کہ اپنے وجود کو تو دیکھو! کیا سمجھ رہے ہو، تم بہت بڑے ہو، تم بہت دولت مند ہو، تم بہت طاقت ور ہو؟ شاید یہ الفاظ تمہیں جھنجھوڑ دیں۔

یٰـارَبِ اِرْحَـمْ ضُـعْفَ بَـدَنِـی اے پروردگار! میرے بدن کی کمزوری پر رحم کر، سمجھانے کے لئے فرماتے ہیں، کتنے طاقت ور ہو تم؟

جھنجھوڑ کے رکھ دے گی زمین تمہیں ..... فقط حشرات الارض کی غذا بنو گے تم ..... اپنی اس پوری طاقت سمیت ..... اور وہ حشرات الارض شکر کریں گے ..... کہ پرودگار تو نے ہمیں رزق دیا۔

یہ ہے تمہارے جسموں کی حقیقت

یارَبِ اِرْحَمْ ضُعْفَ بَدَنِي وَرِقَّةِ جِلْدِي ..... میری جلد کی باریکی پر رحم فرما

بڑے کسرتی ہو، بڑے ورزشی ہو تم؟

نہیں۔ بلکہ کہو ..... ودِقَّةَ عَـظْـمِـي ..... اور میری ان ہڈیوں کی کمزوری پر، ہڈیوں کے پیچ وخم پر ..... جس طرح دقت و دیدہ ریزی سے یہ بنائی گئیں۔ کیوں؟

فرمایا اس لئے کہ اگر اللہ کی بارگاہ میں کوئی مقام حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو جتنا سر جھکاتے چلے جاؤ گے، پرورگار اتنا ہی تمہارا سر اُٹھاتا چلا جائے گا آسمان پر، آخرت میں۔

تو ابلیس نے پہلا جرم کیا کیا؟

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ ..... انکار (ہی) نہیں کیا، بلکہ غرور بھی کیا۔ کس بات پہ غرور کیا؟

خَـلَـقْتَـنِـی مِنْ نَارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ..... کہ تو نے مجھے آگ سے خلق کیا ہے اور اسے مٹی سے خلق کیا ہے۔

ایسے ہی جیسے ہمارے یہاں عام بیماری ہے کہ ..... میں بڑا ہوں ..... میں فلاں علاقے میں رہتا ہوں ..... یہ فلاں علاقے میں رہتا ہے ..... میرا منصب اتنا بڑا ہے ..... یہ تو ایک معمولی انسان ہے ..... میرا قوم وقبیلہ، میرا خاندان اتنا بڑا ہے ..... میری

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

برادری اتنی بڑی ہے ..... یہ لاوارث ہے ..... اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ..... مجھے برابر کرتا ہے تو اس کے ..... برابر نہیں ہو سکتے ہم دونوں

پروردگار نے ارشاد فرمایا نہیں ہم نے تمہیں مختلف قبیلوں میں بانٹا ہے۔مختلف شکلوں میں بنایا ہے۔مختلف شعبوں میں قرار دیا ہے،مختلف قوموں میں قرار دیا ہے تو یہ اس لئے نہیں تھا کہ تم ایک دوسرے پر اپنی بڑائیاں ثابت کرو۔

ہم نے تو تمہیں اس لئے ایسے بنایا تھا کہ تمہاری شناخت ہو جائے۔

لِتَعَارَفُوا ..... ایک دوسرے کو پہچان لو۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُم

خدا کے نزدیک تمہاری قوم و برادری اور نسل تو فضیلت نہیں ہے۔تم سب آدم کے صلب سے آئے ہو۔ایک ہی قوم کے فرد ہو۔خدا کے نزدیک اگر کوئی فضیلت تمہیں حاصل ہے تو وہ خدا کے خوف کی وجہ سے ہے ..... اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُم ..... تمہارا جو خوف خدا ہے اسی کے سبب سے تمہیں امتیاز حاصل ہے۔

شیطان نے پہلا جرم کیا کیا؟ غرور کیا۔کہا پہلا جرم یہ ہے۔کہا یہ پسند نہیں ہے مجھے بس غرور مت کرنا،تکبر مت کرنا۔شیطان نے یہی جرم کیا تھا۔راندۂ درگاہ کر دیا کہ نکل جا۔ فَاخْرُجْ نکل جا فوراً میری بارگاہ سے یہاں سے خارج ہو جا تو۔

اب قیامت تک کے لئے مہلت مانگتا ہے۔پروردگار اتنی مہلت کہ میں قیامت تک تیرے بندوں کو گمراہ کردوں۔کہا جا گمراہ کر تجھے مہلت دی۔اور جو تیرا اتباع کرے گا ان کو تیرے ساتھ جہنم کی آگ میں ڈال دوں گا۔

پس عزیزانِ محترم!ایک جملہ اور کہنا چاہتا ہوں پہلے مرحلے میں ہی یہ طے ہو گیا۔ایک وقت میں دو اطاعتیں نہیں ہو سکتیں تردید شرک یہ نہیں ہے کہ انسان زبان سے یہ کہتا رہے کہ میں مشرک نہیں مواحد ہوں،میں خدا پرست ہوں۔میں خدا کو ایک ماننے والا ہوں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شرک کی تعریف کیا ہے؟ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو قرآن کریم میں سورۂ یوسف کی آیت ۱۰۶ میں وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائے ہیں مگر یہ کہ شرک کرتے ہیں۔ ایمان لانے والوں سے کہا گیا ہے۔ اسلام لانے والوں سے کہا گیا ہے۔

دعویٰ کرتے ہیں اللہ پہ ایمان لانے کا مگر مشرک ہیں ..... یہ شرک کرتے ہیں کیسے؟

فرمایا زبان سے اللہ کو مانتے ہیں ..... اطاعت شیطان کی کرتے ہیں، عمل شیطان کی پیروی میں انجام دیتے ہیں ..... کلمہ اللہ کا پڑھتے ہیں فرماں برداری شیطان کی کرتے ہیں، یہ دو اطاعتیں ایک ساتھ نہیں چل سکتیں۔

کہ بندہ اللہ کی بندگی کا اعلان کرے اور اطاعت کرے شیطان کی۔

فرمایا: یہ بھی مشرک ہیں، شرک کر رہے ہیں۔

اطاعت اللہ کی کرنی چاہیئے ..... اطاعت کر رہے ہیں شیطان کی

اگر شیطان کی اطاعت نہ کر رہے ہوتے، تو فرشتے کیسے کہہ دیتے کہ یہ انسان زمین پر جا کر فساد برپا کرے گا ..... خون ریزی کرے گا ..... آج ہو رہا ہے ..... اللہ کے نام پر فساد ..... رسولؐ کے نام پر فساد ..... آیات الٰہی پڑھ کر فساد ..... اسوۂ رسولؐ سنا کر فساد ..... سب کچھ اسی نام سے ہو رہا ہے۔

تو عزیزو! یہ سب شرک ہے ..... یعنی گڈمڈ کر رہے ہیں، اللہ کی اطاعت اور شیطان کی اطاعت کو، ملا رہے ہیں دونوں کو آپس میں۔

شیطان کا پہلا جرم یہ تھا کہ اس نے غرور کیا، تکبر کیا۔

اللہ فرماتا ہے: جو جو بھی تیری اطاعت کرے گا، ان سب کو تیرے ساتھ جہنم میں بھیج دوں گا ..... لیکن جو میرے مخلص بندے ہوں گے، تو ان پر کبھی حاوی نہیں آ سکتا۔ جو مخلص

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یعنی خالص ہوں گے ..... اللہ کے ساتھ عقیدے میں بھی اور اعمال میں بھی ..... تُو کبھی ان پر غالب نہیں آ سکتا۔

کبھی ان کو بھٹکا نہیں سکے گا ..... انبیاءؑ کی بات نہیں .....ائمہؑ کی بات نہیں ..... عام انسانوں میں جو میرے ایسے بندے ہوں گے ..... جو سمجھتے ہیں کہ حق کیا ہے اور باطل کسے کہتے ہیں ..... تُو ان پر غالب نہیں آ سکتا۔ مہلت مل گئی شیطان کو۔

فرمایا کہ ہاں ایک جگہ تکبر کرو، غرور کرو ..... جائز۔ بلکہ کبھی کبھی واجب ہے ایسا کرنا جہاں پہ غرور کرنا ہے وہاں تو غرور کرتے نہیں ہو۔ جہاں پہ تکبر دکھانا چاہیئے وہاں پہ تو تکبر دکھاتے نہیں ہو ..... کمزور انسانوں کے سامنے تکبر، غریب انسانوں کے سامنے تکبر ..... فقراء کے سامنے اپنے جاہ وجلال کو پیش کرنا ..... ان کے سامنے یہ کہنا ..... کہ میں بہت بڑا ہوں، میں بہت طاقت ور ہوں اور جیسے ہی درباروں میں پہنچے ..... تو تم سے بڑا کوئی ذلیل نہیں، حقیر نہیں کہ ان لوگوں کے سامنے تمہاری حالت گھگھیائی ہوئی ہوتی ہے۔ تم خوشامدی اور چاپلوس لوگ اپنے مناصب اور اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے.....جہاں غرور کرنا عبادت قرار دیا پروردگار نے وہیں تم شرک کر رہے ہو۔

ان جابروں کے سامنے جاؤ، ان ظالموں کے سامنے جاؤ تو غرور کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔ وہاں تو تم چاپلوسی کرتے ہو، خوشامدیں کرتے ہو۔ وہاں اپنے کام نکالنے کے لئے اپنے دین اور ضمیر کا سودا کرتے ہو اور جب وہاں سے باہر آتے ہو، تو غریبوں فقیروں کے سامنے تم سے بڑا کوئی تونگر نہیں ہے ..... وہ کفر ..... یہ شرک۔

کہا وہاں جا کر سینہ تان کر کھڑے ہو جاؤ اور میری اطاعت گزار مخلوق کے سامنے ان جیسے بن کے رہو، ان کو اذیت نہ ہو۔

خیر شیطان نکالا گیا بارگاہ الٰہی سے۔ یہ باتیں تو ساتھ ساتھ چلیں گی۔ ان سے تو فرار ممکن نہیں ہے۔ شیطان نکالا گیا اور جناب آدمؑ کو ہوشیار کر دیا گیا۔ باغ میں جاؤ، بہشت، وہ حقیقی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بہشت نہیں۔ کیونکہ یہاں بھی امامؑ کی نص موجود ہے۔ امامؑ کا مستند فرمان موجود ہے۔
وہاں حقیقی بہشت میں جو آخرت میں جائیں گے وہ نکالے نہیں جائیں گے۔
وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔
یہ بہشت۔ جنتوں میں سے ایک باغ کہ جاؤ کھاؤ پیو خوب، بس ایک کام کرنا
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اس شجر کے قریب مت جانا
ورنہ ظالمین میں سے ہو جاؤ گے اور تمہیں بہشت کے اس باغ سے نکال دیا جائے گا۔
یعنی امر مولوی نہیں۔ عمل ارشادی ہے۔
ترک اولیٰ، امر مولوی، امر ارشادی میں کیا فرق ہے؟
فقہی اصطلاح ہے۔ مولوی کا امر نہیں۔
یعنی ایک بار ہے حکم مولائی کہ واجب اور حرام کی طرح سے ہو۔
حکم ارشادی کیا کہلاتا ہے؟
جیسے ڈاکٹر نے دوادی چلتے چلتے کہہ دیا کہ نمک کی چیزوں سے پرہیز کیجئے گا، یا چکنائی سے پرہیز کیجئے گا ورنہ مرض ٹھیک نہیں ہوگا۔ آپ کو دیر لگ جائے گی آپ کو صحت یاب ہونے میں۔
تو یہ امر ارشادی ہے کہ دیکھو! اس شجر کے نزدیک مت جانا کیونکہ اس شجر کے نزدیک جانے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ نکال دیئے جاؤ گے۔ اس شجر کا پھل استعمال کرنے کے بعد پھر تم یہاں رہ ہی نہیں سکتے۔ تمہیں نکلنا پڑے گا۔ اپنے اوپر خود ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے۔ یہ امرِ ارشادی ہے۔
گناہ نہیں کیا جناب آدمؑ نے بلکہ امرِ ارشادی کا اتباع نہیں کیا، اور پروردگار کو یہ پسند نہیں۔ ایک ہے اچھا، ایک ہے بہتر، ایک ہے بہترین۔ نبیؐ کے لئے ہے کہ بہترین کو دیکھے۔ بہترین کو چھوڑ کر بہتر یا اچھے کی طرف نہ جائے۔ تو گناہ نہیں کیا لیکن پروردگار کی جو منشاء تھی۔ اس پہ عمل نہیں کیا یعنی بہترین کو چھوڑ دیا۔
تو بس کیا ہوا شیطان نے جناب آدمؑ و حوّا کو مختلف حیلوں بہانوں سے بھٹکایا۔ کل میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے بتا دیا کہ جناب حوا اپنی جگہ جناب آدمؑ کو بھٹکانے میں شریک وشامل تھیں اور یہ بات سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ شیطان نے جو خدا کی جھوٹی قسم کھائی تو حضرت آدمؑ نے اس سے پہلے کبھی جھوٹی قسم نہیں سُنی تھی۔ جب اس نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر یہ ملائکہ آپ کو روک لیں تو سمجھئے پابندی ہے اور اگر نہیں روکتے تو میری بات سچی ہے۔

جناب آدمؑ چلے، ملائکہ نے روکنا چاہا کہ آگے قدم نہیں بڑھائیں۔ پروردگار نے حکم دیا کہ نہیں تمہیں روکنے کی ضرورت نہیں ہے میں آدمؑ کو پہلے بتا چکا ہوں۔ دیکھو آدم کیا کرتا ہے؟ اس کو اس کی مرضی پر چھوڑ دو۔

وہی جبر واختیار والا مسئلہ کہ اپنے گناہوں کا بوجھ کسی دوسرے پر مت ڈالو کہ مشیت الٰہی یہ تھی نہیں۔ بتا دیا، اچھا بُرا سب سمجھا دیا۔ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا یہ شکر کرنا اور کفر کرنا یہ تمہارا اپنا اختیار ہے۔ روک دیا ملائکہ کو کہ آدمؑ کو مت روکو۔ ہم نے اسے سمجھا دیا ہے اب یہ کرتا ہے اس کی مرضی۔

جناب آدمؑ یہ سمجھے کہ ملائکہ نے نہیں روکا۔ مجھ پر اللہ نے جو پابندی لگائی تھی وہ ہٹ گئی۔ شجر کے پاس گئے تو بس جناب آدمؑ سے جنت کا لباس لے لیا گیا۔ کہا جنت سے نکل جاؤ۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ شیطان نے ان دونوں کو بھٹکایا اور ہم نے ان دونوں کو خارج کر دیا کہ زمین پر جاؤ قُلْنَا اهْبِطُوْا فِي الْاَرْضِ جاؤ زمین پر اور اب قیامت تک تمہارے ہاں ایک دوسرے کے دشمن پیدا ہوتے رہیں گے۔ ایک دوسرے سے دشمنی کریں گے۔ روئے زمین پہ فساد بر پا کریں گے لیکن آدمؑ اور تم میں سے کوئی بھی جب توبہ کرے گا۔ تمہاری نسلوں میں سے تو میں توبہ قبول کروں گا۔

جو خالص توبہ کرے گا تو میں اس کی توبہ کو ضرور قبول کروں گا۔ جناب آدمؑ کو بھیج دیا گیا زمین پر، روئے گڑگڑائے توبہ کی، توبہ قبول کر لی پروردگار نے۔ کہا پروردگار تو مجھے زمین کے بہترین قطعۂ ارض پر بھیج دے۔ جبرئیل کو حکم ہوا جائیے آپ انھیں مکہ لے جائیے۔ سراندیپ سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب آدمؑ کو لیا گیا۔ بحر احمر کے ساحل سے لیا گیا جناب حوّا کو۔ اب اس کا نام جدّہ ہو گیا۔ مروہ پہ جناب حوّا اور صفا پہ جناب آدمؑ۔ صفا کا نام صفا اس لئے پڑا کہ ..... اِنَ اللّٰہَ اِصْطَفٰیٓ آدَمَ آدم پہلا شخص ہے جو صفا پر آیا۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر آیا۔ اختیار کیا ہوا بندہ تھا لہٰذا اس کا نام پڑ گیا کوہِ صفا۔ جناب آدمؑ کی مناسبت سے۔ مروہ، عورت کے نام سے، پہلی عورت جناب حوّا وہاں پر آئیں لہٰذا اس کا نام پڑ گیا کوہ مروہ۔

یہ صفا پہ وہ مروہ پہ۔ ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ دیکھنے کی اجازت ہے۔ جناب آدمؑ آتے ہیں، گھاٹی سے اُترتے ہیں جناب حوّا روپوش۔ چلنا شروع کیا نظر آ گئیں، واپس آ گئے۔ تین بار ایسا کیا جناب آدمؑ نے۔ صفا سے مروہ کی طرف آتے تھے۔ ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے واپس ہو جاتے تھے۔ تو تین اور تین چھ ہو گئے یعنی یوں آئے اور یوں گئے۔ پھر دعا کی۔ تو جواب ملا کہ ہاں مل سکتے ہو لیکن پہلے پاک کرواپنے آپ کو، حج کرو۔ ایک بار پھر آئے تو یوں سات چکر ہو گئے۔ تو یہ جناب ہاجرا ہی سے منسوب نہیں ہے۔

جناب ابراہیمؑ، جناب ہاجراؑ اور جناب اسمٰعیلؑ نے تو ان مناسک حج کی نشاۃ ثانیہ کی ہے یعنی وہ مناسک حج جو امتداد زمانہ اور انحرافات کی بدولت لوگوں سے پوشیدہ ہو چکے تھے انھیں دوبارہ حیات بخشی ہے۔ بالکل اس طرح کہ جس طرح جناب ابراہیمؑ کے بعد لوگوں نے حج کو کیا سے کیا بنا دیا تھا۔ پیغمبرؐ نے دوبارہ بلکہ سہ بارہ انھیں زندہ کیا۔ ایسا نہیں ہے کہ حج کا آغاز ہی جناب ابراہیمؑ سے ہوا۔

جناب آدمؑ نے پہلا حج کیا۔ ۸ ذی القعدہ کو صفا کے مقام پر مکہ پہنچے۔ حجر اسود ساتھ ہے۔ اسے کوہِ ابوقبیس پر رکھ دیا۔ وھاں دو پہاڑ تھے، آمنے سامنے۔ ایک ابوقبیس ایک کوہ قہیقان، کوہ قہیقان مٹ گیا محل بن گئے۔ ابوقبیس پہ جانا بند ہے۔ وہاں وہ مسجد بھی ہے جہاں شق القمر کا واقعہ پیش آیا تھا۔ مسجد شق القمر، وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے آثار کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اب حکم ہوا جناب آدمؑ کو کہ چلیئے حج کیجیئے، احرام باندھیئے کل میں اشارہ کر چکا کہ ابر کا خیمہ تان دیا گیا ہے۔ بلور کا اندر گھر بھی ہے، یاقوت کا ستون بھی ہے۔ آئیے پاس اس جگہ کے جو اب مقام ابراہیمؑ کہلاتا ہے۔ کہا گیا کہ یہاں نیت کیجیئے۔ غسل کیجیئے احرام باندھیئے اس جگہ۔ ہاتھ پکڑا کہ چلیئے عرفات۔ آٹھ کو لے گئے ظہر کے بعد، رات گزاریئے۔ دعائیں کیجیئے، پروردگار کی بارگاہ میں گڑگڑایئے۔ ظہر سے لے کے زوالِ آفتاب تک کھڑے رہیئے خدا کی بارگاہ میں۔ کھڑے ہوئے ہیں جناب آدمؑ۔ وہاں سے لے کے چلے مشعر میں رات گزاریئے۔ پتھر چنیں، پتھر چنے آدمؑ نے، شیطان نے آ کے کہا آدمؑ کہاں کا ارادہ ہے۔ جبرئیل نے کہا اسے سات پتھر اللہ اکبر کہہ کر ماریں۔ شیطان بھاگ گیا اور آگے بڑھ رہے ہیں۔ پھر دوسری دفعہ شیطان آیا جہاں جمرہ ثانی کہتے ہیں۔ آیا اور کہا آدمؑ کہاں کا ارادہ ہے مجھے بتاؤ تو سہی۔

جبرئیل نے کہا پھر ماریئے اسے اللہ اکبر کہہ کے۔ یہ آپ کو بھٹکانا چاہتا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہہ کے پھر مارا، تیسری دفعہ مارا۔ یہ ہوا، پھر کہا واپس آیئے۔ سر منڈوا کے اپنا۔ خدا کی بارگاہ میں اپنی پستی کی دلیل دیجیئے۔ خدا کے سامنے ہماری حقیقت کیا ہے؟ کسی جوان کو جس کے بڑے حسین بال ہوں ذرا کہیئے بال کٹوا لو۔ دس ہزار روپے دیں نہیں کٹوائے گا۔ کہے گا مجھ سے لے لو میری جان چھوڑ دو۔ اس لئے کہ جانتا ہے کہ میرا سارا حُسن بالوں ہی سے تو ہے۔ بڑی اچھی بات ہے مگر یہ ساری بات اگر مردانہ طریقے سے ہو حرج نہیں۔ یہ حسن ہے میں اس کی برائی نہیں کر رہا لیکن کسی کی چیز ہے مگر پروردگار نے کہا منڈوا دو بال، یاقوت لایا گیا اور اس سے جناب آدمؑ نے حجامت بنالی۔ اب قربانی بھی دو۔

قربانی کی دو روایتیں موجود ہیں۔ قربانی کیسے دی جائے، کہاں دی جائے؟ کہا منیٰ کے مقام پر۔ حیوان سارے موجود ہیں۔ اس کے بعد لے کے آئے کہ طواف کرو اس خانۂ کعبہ کا۔ طواف کیا۔ اب جاؤ صفا و مروا پر سعی کرو۔ سعی کی، پھر واپس آ کر طواف کرو جو آج تک طواف النساء کہلاتا ہے۔ یہ طواف ہوا پھر کہا اب آپ جناب حوا سے مل سکتے ہیں۔ یہ پہلا حج ہے جو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب آدمؑ نے ستر ہزار ملائکہ کی ہمراہی میں کیا۔

بیتِ المعمور، بیت العتیق پہلے سے موجود ہے۔نشانی موجود ہےاور ملائکہ کہہ رہے ہیں تین ہزار سال پہلے ہم یہ مراسم انجام دے چکے ہیں اس حج کو بجالائے ہیں۔تو آدمؑ وہ پہلے شخص کہ جنھوں نے بنیادوں کو روشن کیا اور پہلا حج کیا کیونکہ حکم الٰہی، شریعت الٰہی اور سنت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ہر نبی کے لئے ایک ہی حکم الٰہی ہے۔ ہر پیغمبر کے لئے وہی سنتِ الٰہی۔احکام الٰہی میں یہ نہیں ہے کہ کسی کے لئے کچھ اور کسی کے لئے کچھ اور۔ہاں صرف زمانے کے تغیرات کے لحاظ سے کچھ فروعی احکامات میں تبدیلی ہوسکتی ہے مگر بطور کلی دین، دین الٰہی ہے۔سب کو اسی طرح سے احکام ومناسک کو انجام دینا ہے۔

جناب آدمؑ نے حج کا فریضہ انجام دیا، حجر اسود کو ابوقبیس سے لایا گیا، وہ آفتاب کی طرح نورانی وسفید پتھر تھا اور آفتاب کی طرح نور دیتا تھا کیوں کہ مشرک اسے بعد میں چھوتے رہے مشرکوں کے اس کو ہاتھ لگتے رہے تو حجر اسود بنا۔ پہلے یہ حجر ابیض تھا۔سفید پتھر تھا۔ جنت کا ایک پتھر جو زمین پر لایا گیا۔

مکہ میں آبادی شروع ہوئی۔ قابیل کی ولادت، ہابیل کی ولادت، نسل انسانی آگے بڑھے۔آگے کیسے بڑھے؟ نسل انسانی کی افزائش کے سلسلے میں بھی روایت موجود ہے اس کے بعد جب لڑکیوں کی ولادت ہوئی۔ایک دفعہ ایک لڑکی اور لڑکا پیدا ہوا پھر ایک دفعہ ایک لڑکی اور لڑکا پیدا ہوا۔تو پہلی دفعہ یہ ہوا کہ جو جڑواں تھے اُس لڑکے کا اِس لڑکی سے اور اِس لڑکے سے اُس لڑکی سے پہلی بار بہن اور بھائی کا نکاح کردیا گیا۔

پہلی بار بہن اور بھائی کا نکاح ہوا اور اس کے بعد حرام کردیا گیا۔اس کے بعد حرام کرنے کا فائدہ جب پہلی بار ہی بہن بھائی کا نکاح ہوگیا۔ یہ تو نسل انسانی کا وجود ہی حرام سے ہوگیا۔یا تو ہمیشہ حلال رہتا یا ہمیشہ حرام۔

حرام الٰہی اور حلال الٰہی ایسا تو نہیں ہوتا۔ ہوئے تو بہن بھائی۔ یہ جڑواں اور وہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جڑواں، ہیں تو آدمؑ اور حوا کی اولاد۔ کہا کہ نہیں بس ایک بار حلال قرار دیا گیا اس جوڑے کو اس کے بعد ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا۔ بھئی یوں تو پہلی بار پہلی اینٹ ہی غلط ہوگئی۔ پہلی بنیادی غلط ہوگئی۔ معصومینؑ نے رد کر دیا اسے کہ حلال خدا ہمیشہ حلال اور حرام خدا ہمیشہ حرام ہے۔ پہلی دفعہ یہ نہیں ہوا بلکہ پہلی دفعہ ہی یہ ہوا کہ دو حوروں کو بھیجا گیا اور پہلی دفعہ دو بھائیوں کا عقد دو حوروں کے ساتھ ہوا۔ ان سے جو اولا دیں شروع ہوئیں پھر وہ مسئلہ نہیں رہا،بہن بھائیوں کی اولادیں پھیلیں۔

اُسی روایت کا تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ ہم سب بہن بھائیوں کی اولادیں ہیں۔ بہن بھائی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ نہ عقل اس بات کی اجازت دیتی ہے نہ شرع۔ حلال خدا حلال، حرام خدا حرام۔ دین الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

تو اب نسل انسانی آگے بڑھنا شروع ہوئی۔ جھگڑا کس بات پر ہوا۔ بہت مختصر بات کروں گا۔ آپ کی زحمتیں تمام کرنا چاہتا ہوں لیکن دیکھئے یہ ذہن میں رکھیئے گا آپ کی دلچسپی کی وجہ سے ہی ایسی رفتار سے چلتا چلا جاتا ہوں۔ وہ مجلس پڑھنا آسان ہے جس میں میں بھی رُکا رہوں، آرام سے وقفہ دے دے کر پڑھتا رہوں۔ دس منٹ کی بات کو بیس منٹ اور آدھے گھنٹے میں پڑھوں۔ یہ انصاف نہیں ہے۔ ایمان داری نہیں ہے۔ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اگرچہ میں آپ کو ایسی علمی باتیں نہیں دے رہا پھر بھی میرے بچوں اور جوانوں کے لئے تو یہ باتیں فائدہ مند ہوسکتی ہیں۔

جھگڑا کس بات پر ہوا ہابیل اور قابیل کا، لڑکیوں وغیرہ کی بات نہیں ہے کہ اس کی بہن حسین تھی اور اس کی بہن بدصورت تھی۔ مسئلہ یہ نہیں تھا بلکہ مسئلہ کچھ اور تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ قابیل نے دیکھا کہ آدمؑ اس کے بھائی ہابیل پر زیادہ مہربان ہیں کیونکہ اس کی عادات، اس کے اطوار، اس کے اخلاق پسندیدہ ہیں اور انہی باتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے آدمؑ اسے اپنا وصی بنا رہے ہیں کہ ہابیل میرے بعد میرا وصی ہوگا۔ بس یہ حسد اور رقابت کی جنگ تھی۔ معصومینؑ کی روایت یہی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔

یہ رقابت کی جنگ تھی کہ بڑا بھائی پہنچ گیا باپ کے پاس کہ میں بڑا ہوں، میں آپ کا وصی، وارث اور جانشین بنوں گا۔ کہا تو کیسے وارث بنے گا؟ تجھے وارث بنانا میرے اختیار میں ہی نہیں۔ تم میں سے جو خدا کے قریب ہوگا اس کو وصی بنادوں گا چلو قربانی دو۔ دستور یہ ہے کہ جس کی قربانی قبول ہوگی آگ کا شعلہ آئے گا اس کی قربانی کو لے جائے گا۔

بس اس کے بعد دونوں اپنی چیزیں قربانی کے لئے لے آئے۔ قابیل تو اپنی بدترین چیز لایا اور ہابیل اپنی بہترین چیز قربانی کے لئے لایا۔ آگ کا شعلہ لپکا اور ہابیل کی قربانی کو لے گیا، ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی۔

ہابیل، جناب آدمؑ کے وصی قرار پائے۔ قابیل حسد اور رقابت میں اندھا ہوگیا۔

آدمؑ کا جنت سے نکلنا ابلیس کا حسد اور ہابیل کا قتل قابیل کے حسد کی وجہ سے

قابیل اپنے بھائی ہابیل کے ساتھ گھر سے نکلا اور اس سے کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ کہا مجھے تم کیوں قتل کرو گے، میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، میری اگر قربانی قبول ہوگئی اور تمہاری قربانی اگر قبول نہیں ہوئی تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

قابیل نے کہا کہ مجھے گوارا نہیں کہ تو اس مرتبے اور مقام پر پہنچے۔

ہابیل نے نہ کوئی قتل دیکھا نہ سنا، نہ اب تک زمین پر نسل آدم میں سے قتل ہوا۔

ہابیل نے کہا تم تو مجھے قتل کر سکتے ہو مگر میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے قتل کے گناہ کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں جاؤ۔

قابیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کو ماروں کیسے؟ قتل کیسے کروں؟

تب شیطان پھر قابیل کا معاون و مددگار بنا کہ دو پتھروں کے درمیان اس کا سر رکھ کے کچل دے۔

قابیل نے دو بڑے پتھروں کے درمیان سر رکھ کے کچلا ہابیل کا اور زمین پر مظلومیت کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پہلا خون ہابیل شہید کا بہا۔ دنیا کی آبادی کا چوتھائی یا چھٹا حصہ ختم ہو گیا۔

اگر ان دونوں کی بیویاں موجود ہیں تو دنیا میں اس وقت چھ افراد ہیں، نہیں ہیں تو چار۔

۲۵ فیصد آبادی ختم ہوگئی دنیا کی، ہابیل قتل ہو گیا۔

ہابیل کو قتل کرنے کے بعد اب قابیل پریشان ہو رہا ہے کہ اب میں اس خونِ ناحق کو چھپاؤں کیسے؟ اس کا آخر کروں کیا؟

قتل ہی پہلا ہوا ہے، موت ہی پہلی ہوئی ہے زمین پر

کوے کو خدا نے بھیجا

دو کوے آپس میں لڑے ان میں سے ایک مرا اور دوسرے نے اسے زمین کھود کر چھپا دیا

کیا میں اس کوے سے بھی زیادہ عاجز ہوں اس نے تو اپنے مردے کو دفن کر دیا کیا میں نہیں کر سکتا؟

قابیل نے قبر کھودی اور ہابیل کو دفن کر دیا۔

جناب آدمؑ کو جب ہابیل نہ ملا پوچھا قابیل سے کہ ہابیل کہاں ہے؟ کہا کیا مجھے نگہبان بنایا ہے؟ مجھے نہیں معلوم۔

نکلے باہر جہاں قتل کیا گیا تھا اس جگہ پہنچے اور ہابیل کے خون کو دیکھا، لعنت کی قابیل پر نکال دیا اپنی بارگاہ سے کہا مجھ سے دور ہو جا۔

اور روایات کہتی ہیں کہ چالیس سال تک جناب آدمؑ نے اپنے بیٹے اور وصی ہابیل کے ناحق بہائے جانے والے خون پر گریہ وزاری کی، نوحہ کرتے رہے ہابیل کا، روتے رہے ہابیل پر یہاں تک کہ بشارت دی پروردگار نے جناب آدمؑ کو بیٹے کی کہ میں تمہیں ہابیل کے بدلے ایک بہترین فرزند دے رہا ہوں۔ تم کیوں اتنے مغموم ہو؟

جناب یافث یا جناب ہبۃ اللہ کی ولادت کی بشارت دی جناب شیث جن کا لقب ہے۔

ہبۃ اللہ جنہوں نے خانہ کعبہ کی تجدید کی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جنابِ شیثؑ کی بشارت دی جنابِ آدمؑ کو کہ تمہیں شیثؑ جیسا فرزند دے رہے ہیں

مگر خبردار! اپنی دوسری اولادوں کو مت بتانا کہ شیثؑ تمہارا وصی اور جانشین ہوگا

پہلا سبق ملا

جب جنابِ شیثؑ بڑے ہوئے تو جنابِ آدمؑ نے انھیں اپنا وصی بنایا اور کہا کہ

تم میرے وصی ہو مگر کسی کو پتہ نہ چلے۔

یہیں سے یہ رسم چلی کہ ہر نبیؑ، ہر پیغمبرؑ، ہر رسولؐ اپنے وصی کی وصایت کو آخر وقت تک خفیہ رکھتا تھا کہ کہیں لوگ اس کو قتل نہ کردیں۔ اسی طرح اماموں نے کیا اس کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ جیسے امام محمد باقرؑ کی شہادت کے وقت یہ حکم ہوا کہ ان کا جو وصی ہے اس کو قتل کردو۔ تو کہا گیا کہ وصیت نامے میں تو تم خود وصی ہو۔ خلیفہ کو بھی وصی بنایا تھا۔ ایک دوسرے فرد کو بھی وصی بنایا تھا اور اسی کے ساتھ اپنے بیٹے کا، امام کا نام رکھا ہوا تھا تاکہ پہنچاننے والے پہچان بھی لیں۔

اگر وصیت پہ عمل کرنا ہے تو تمہاری یعنی خلیفہ کی گردن بھی ماری جائے گی۔ خلیفہ بھی پریشان ہوگیا۔

چھٹے امامؑ نے بھی اسی طرح وصیت کی۔ مہدی عباسی کے دور میں ساتویں امامؑ نے وصیت کی، مگر تین مقرر کردیئے وصی کہ موسیٰ بھی ہے مہدی بھی ہے اور یہ بھی یہ سارے میرے وصی ہیں۔ جو جاننے والے تھے وہ تو پہچانتے تھے کہ وصی کون ہے، امامؑ کون ہے؟ وہ پھنس گیا کہ یہ تو میری گردن ماری جارہی ہے۔

یہ جنابِ آدمؑ کے وقت سے ہوا کہ کیونکہ انسان ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے۔

انسان میں پہلا جذبہ ہے رقابت اور حسد کا۔ وہ کسی دوسرے کو، اپنے جیسے کسی انسان کو کسی مقام پر نہیں دیکھ سکتا۔ انسان کی پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے سے آگے بڑھ جانے والے انسان کی ٹانگ کھینچے۔ اُس کی شخصیت کو ختم کیا جائے۔ اس کی عزت پر حملہ کیا جائے اور اس کو کسی حال میں بھی کام نہ کرنے دیا جائے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ سلسلہ جناب آدمؑ کے زمانے سے ہی شروع ہو گیا تھا اور آج تک اسی طرح جاری ہے۔ یہ فطرتِ انسانی ہے۔ اس میں عالم، جاہل سب برابر ہیں اور جو اپنی اس فطرت پہ قابو پا گیا وہ اشرف المخلوقات ہے۔ معصوم نبی پیغمبر کی بات نہیں ہے، عام انسان جب اپنی فطرت پہ کنڑول کر گیا، تو اشرف قرار پا گیا کیونکہ دنیا کا آغاز حسد سے ہوا ہے۔

علم کے لئے تو کہا گیا کہ حسد کے اگر حصے کرو تو نو حصے علم کے ساتھ ہوں گے۔ یعنی جہاں جہاں علم ہوگا وہاں وہاں حسد ہوگا۔ جتنا علم حاصل کرتا جائے گا انسان، کوئی سا بھی علم ہو، اس کا حسد بڑھتا چلا جائے گا۔ حسد کے نو حصے تمہیں اہل علم کے پاس ملیں گے۔ بڑی مصیبت ہے یہ ہماری بربادی کے افسانے کا خلاصہ ہے۔

اگر بنوامیہ اور بنو ہاشم کے جھگڑے ہوئے تو کس لئے؟ دولت کا جھگڑا نہیں تھا، دولت تو دونوں کے پاس تھی۔ افرادی قوت کا جھگڑا نہیں تھا، افرادی قوت تو دونوں کے پاس تھی۔ جھگڑا ہے حسد کا کہ بنی ہاشم کو اتنی عزت مل گئی اتنا مقام مل گیا اور ہمیں وہ عزت اور وہ مقام نہیں ملا۔

تو بابا ان اسباب کو تلاش کرو جن اسباب کی وجہ سے پروردگار نے یہ عزت اور یہ مقام عطا فرمایا ہے۔ اس کردار کو اپنانے کی کوشش کرو جس کردار کی وجہ سے پروردگار نے بنی ہاشم کو یہ فضیلت عطا کی ہے، مرتبہ عطا کیا ہے۔

بوترابؑ سے حسد، بوترابؑ کے بیٹے سے حسد، کربلا ان دشمنیوں اور حسد کی انتہا کا دوسرا نام ہے۔ بھئی تمہارے پاس دولت ہے خلافت ہے سب کچھ ہے لیکن وہ حسد جو ورثے میں آ رہا ہے کہ اب معاذ اللہ انھیں رسوا کریں گے۔ اب موقع ہے اب ان سے بدلے لیں گے۔ اب موقع ملا ہے اب اپنے آباء یعنی کفار و مشرکین، مقتولینِ بدر و احد کے بدلے لیں گے۔

یہی کہا تھا نا یزید نے، جب دربارِ شام میں سرِ حسینؑ اس کے پاس آیا تھا، یہی کہا تھا نا کہ نہ کوئی وحی آئی تھی نہ کوئی فرشتہ اترا تھا اور نہ کوئی رسول مبعوث ہوا تھا، یہ سب بنی ہاشم کا اقتدار حاصل کرنے کے لئے کھیل اور ڈھونگ تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کاش آج میرے بدر واحد کے مقتولین ہوتے، میرے آباؤ اجداد ہوتے تو وہ دیکھتے کہ میں نے کس طرح سے بنی ہاشم سے انتقام لیا ہے۔

یہ باتیں کس چیز کا نتیجہ ہیں؟ اس کے پاس پیسہ بھی ہے، دولت بھی ہے، فوج بھی ہے اور اقتدار بھی ہے۔ لیکن وہ حسد جو چلا آ رہا تھا اس نے چین نہیں لینے دیا۔ لیکن عزت ووقار پروردگار نے جن کا حصہ قرار دے دیا، وہ عزت وکرامت کوئی ان سے چھین نہیں سکتا تھا بس ایک روایت پڑھوں گا اور آپ کی زحمتیں تمام۔

عزادارانِ حسینؑ! یہ قافلہ پہنچا کوفہ میں اور روایت یہ ہے کہ خدام اسدی، بنی اسد کا ایک شخص ہے، خدام بن ۔ یہ کہتا ہے کہ محرم کا مہینہ تھا میں کوفے میں داخل ہوا تو کوفے میں بڑا ہجوم ہے، کچھ لوگ بہت خوش ہیں، کچھ تعجب کے عالم میں، ہیں کچھ پشیمان ہیں۔ کچھ پوشیدہ طور پہ آنسو بھی بہا رہے ہیں۔ میں بڑا حیران ہوا میں نے پوچھا لوگوں سے ماجرا کیا ہے؟ کیا ہوا ہے یہاں، بازاروں میں لوگ کیوں جمع ہیں؟

مجھے کسی نے بتایا کہ حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کر دیا گیا ہے کربلا میں جتنے بھی مرد تھے خانوادۂ رسالت کے، یا حسینؑ کے ساتھ جتنے بھی مرد تھے ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ان کے بیٹے کو، چند بچوں کو، اور خواتین کو اسیر بنا کر لایا جا رہا ہے۔ آج کوفے میں ان کا داخلہ ہے۔ اتنا سننا تھا تعجب سے کہتا ہے خواتین؟ بھئی کون سی خواتین؟

حسینؑ کی خواتین کیا رسولؐ کے گھرانے کی خواتین سے الگ ہیں؟ بتانے والے نے سر جھکا کے کہا اس قافلے میں رسولؐ زادیاں ہیں، رسولؐ کی نواسیاں ہیں اور بچیاں بھی ہیں، خانوادۂ رسولؐ کی۔ اس آنے والے قافلے میں رسولؐ کے گھرانے کی بہوویں بھی ہیں۔

کہتا ہے ماحول اتنے خوف کا تھا کہ میں چیخ کے رونا چاہتا تھا مگر نہ رو سکا۔ میں نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر دیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ شور اٹھا کہ اسیروں کا قافلہ داخل ہو گیا ہے۔ اب جو میں نے دیکھا کہ کچھ ناقے داخل ہو رہے ہیں ان ناقوں پر کچھ بیبیاں ہیں۔ جنہوں نے حیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے اپنے بالوں کو اپنے چہرے پر ڈال لیا ہے اور فریادیں بلند کر رہی ہیں۔

وا محمدا ..واعلیا.. وامصیبتا

ہائے ہماری مصیبت، اے نانا محمدؐ!

اے بابا علیؑ!

دیکھو! ہمیں کس طرح سے لایا گیا ہے۔ ہم آل محمدؐ ہیں۔ لوگو! ہمیں عام قیدی نہ سمجھنا ہم تمہارے رسول کی آل ہیں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو ہم اس کی بیٹیاں ہیں۔

شور شرابہ جب انتہا کو پہنچا تو علیؑ کی بیٹی کی آواز اُبھری، خاموش! اور روایات کہتی ہیں، ایک نہیں جتنی بھی روایات ہیں کہ ایسا جلال تھا، ایسا رعب تھا علیؑ کی بیٹی کے لہجے ہیں کہ انسان تو انسان حیوانوں کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیاں تک ساکت ہو گئیں۔

جب للکارا ہے علیؑ کی بیٹی نے۔ کہا خاموش! تو پورے ماحول پہ سکتہ طاری ہوا۔ پورے ماحول پہ خاموشی چھا گئی۔ راوی نقل کرتا ہے کہ اس کے بعد علیؑ کی بیٹی نے پہلے حمد اس کے بعد رسولؐ کی ثناء کی اور اس کے بعد کہتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگوں میں اچانک چہ مگوئیاں شروع ہوئیں اور کچھ نابینا فرد اور ضعیف لوگ جمع ہونا شروع ہوئے کہ کیا علیؑ واپس آ گئے؟

بنت علیؑ نے ایسے لہجے میں للکارا کوفے کو کہ جو ضعیف لوگ تھے وہ پریشان ہو گئے۔ وہ دوڑ دوڑ کر گھروں سے نکل رہے ہیں کہ کیا علیؑ واپس آ گئے؟ یہ آج علیؑ کی آواز کیسے گونج رہی ہے؟ یہ کون ہے جو علیؑ کے لہجے میں کلام کر رہا ہے؟

علیؑ تو معصوم تھے نا مگر زینبؑ کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ جب باطل کو للکارا تو لوگ معصوم اور غیر معصوم میں تمیز کرنا بھول گئے۔ لوگ یہی سمجھے کہ معصوم للکار رہا ہے۔ اس منزل پر تھی یہ عالمہ غیر معلمہ، یہ عقیلہ بنی ہاشم اور اس کے بعد کہتی ہیں .....

اے اہل کوفہ! اے اہل مکر و فریب!

اے فرزند رسولؐ کے قتل میں شریک ہونے والو! جنہوں نے تلوار نہیں چلائی تھی انھیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہتی ہیں۔اے فرزند رسولؐ کے قتل میں شریک ہونے والو! پشیمان ہوتم؟

حیرت ہے تمہاری پشیمانی پہ کہ پہلے فرزندِ رسولؐ کے قتل میں شریک ہوئے اور اب پشیمان ہوتے ہو؟

وائے ہوتم پر تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تم کیا کر بیٹھے ہو؟

اگر آسمان آج خون برسا رہا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں

اگر حسینؑ کے قتل پر سرخ وسیاہ آندھیاں چلیں کوئی حیرت کی بات نہیں

اس لئے کہ تم نے بہترینِ خلائق کے خون سے ہاتھ رنگ لیے ہیں

جوروئے زمین پر خدا کی بہترین مخلوق تھا تم نے اس کے خون سے ہاتھ رنگین کئے ہیں

تم کیسے لوگ ہو کہ تم نے فرزندِ رسولؐ کو خط بھیج بھیج کر بلایا

مگر تمہارے پاس سوائے لاف زنی کے کچھ بھی نہیں ہے

لاف زنی یعنی تمہارے پاس سوائے لمبی لمبی باتیں کرنے کے کچھ بھی نہیں

تم صرف باتیں کرنا جانتے ہو تم صرف لاف زن لوگ ہو شور مچانا جانتے ہو

اور جب فرزند رسولؐ آیا تو تم نے اسے تنہا چھوڑ دیا

تم نے اپنی جانوں کو عزیز رکھا اس کی جان پر

تم نے اپنے بچوں اور مال کو اس کے بچوں اور مال پر عزیز رکھا

صبر کرو تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ تم نے کیا ہے؟

اب حسینؑ کے قتل کے بعد قیامت تک تم جس عذاب میں مبتلا ہونے والے ہو

اس عذاب سے تمہاری جان چھوٹنے والی نہیں ہے

الا لعنت اللہ علیٰ قوم الظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تیسری مجلس

أعُوذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمْ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ
الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينْ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰى اَشْرَفِ
الأنْبِياءِ وَالمُرسَلِينْ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا اَبِي القَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ المَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُاللّٰهِ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ
اَجْمَعِينَ مِنَ الآنِ اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّينِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ فِي
كِتَابِهِ المُبِينِ وَهُوَ اَصْدَقُ القَائِلِينْ وَقَوْلُهُ الحَقّ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ
اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكاً وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِيْنَ ہ
فِيهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِناً ط

جلدی جلدی پہلے یہ جو چند سوالات کئے گئے ہیں ان کے جوات دیتے ہیں۔

پہلا سوال حضرت مسلمؑ کے صاجزادوں کی شہادت سے متعلق ہے۔بات یہ ہے کہ یہ سوال تو ہمارے موضوع سے مربوط ہی نہیں ہے۔شہادت کس طرح واقع ہوئی، بچے کوفہ میں آپ کے ساتھ آئے تھے یا بعد میں کس طرح پہنچے؟

یہ پہلی دوسری محرم کی مجالس میں سب پڑھ دیتے ہیں، میں بھی پڑھ چکا ہوں اور پیسے خرچ کرسکتے ہیں تو ''امیر مختار'' نامی میری کتاب پڑھ لیجئے گا اس میں یہ سب تفصیل آپ کو مل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جائے گی۔

دوسرا سوال کیا گیا ہے کہ کل آپ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے بارے میں بتایا کہ ان کو بابل سے جلاوطن کیا گیا۔ برائے مہربانی تفصیل بتا دیجئے۔

تفصیل کا جب موقع آئے گا تو وہ بھی بتاؤں گا۔ ابھی تو ہم حضرت آدمؑ کے واقعات سے ہی آگے نہیں نکل سکے ہیں۔

تیسرا سوال کیا گیا ہے کہ حضرت حواؑ کو سری لنکا کے کس مقام پر اتارا گیا تھا؟

میں نے کل بتایا تھا کہ بحر احمر کے ساحل پر اتارا گیا تھا، اسی لئے اس کا نام ہی جدّہ ہو گیا۔ سری لنکا، جزائد سراندیپ یا کوہِ سراندیپ کے پاس جناب آدمؑ کو اتارا گیا تھا۔

ایک اور سوال یہ ہے کہ مخالفین کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا رونا پیٹنا حضرت زینبؑ کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ حضرت زینبؑ کی اہل کوفہ کے لئے بددعا کیا تھی اور اس کا نتیجہ کیا ہوا؟

یہ میں کل عرض کر چکا ہوں کہ اہل کوفہ میں سے جنہوں نے دغا بازی کی تھی ان کے مگر مچھ کے آنسوؤں کو کہا تھا۔ رونے والوں میں امیر مختار بھی تھے اور ابراہیم بن مالک اشتر بھی مگر جناب زینبؑ نے تو مگر مچھ کے آنسو بہانے والوں پر کڑی تنقید کی تھی۔ تو یہ دو طرح کے رونے والے ہیں اور اس کی تشریح بھی میں پچھلے سال کے عشرے میں کر چکا ہوں۔

تو جناب زینبؑ کی بددعا ان مگر مچھ کے آنسو بہانے والوں کے لئے تھی جنہوں نے پہلے جناب مسلمؑ کی بیعت کی اور پھر ساتھ چھوڑ دیا۔ بعد میں روتے تھے کہ یہ ہم نے کیا کر دیا۔ یہ ساری تفصیلات بھی میں گذشتہ برسوں میں بیان کر چکا ہوں۔

ایک اور سوال یہ کیا گیا ہے کہ اچھا جناب آدمؑ نے کہا کہ شیطان نے خدا کی قسم کھا کر بہکایا مگر ہمارے عقیدے کے مطابق معصوم ایک لمحے کے لئے بھی گمراہ نہیں ہوتا نہ بہکتا ہے۔

ترکِ اُولیٰ کی بات کی تھی بہکنے کی بات نہیں کی تھی۔ بہتر یہ تھا کہ نہ کرتے۔ شواہد کچھ ایسے موجود تھے اور جناب آدمؑ نے کبھی خدا کی قسم نہیں سنی تھی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترک اُولیٰ کیا تھا، گناہ نہیں کیا، نہ کبھی بہکے۔ جو بہتر تھا جناب آدمؑ نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

ایک اور سوال یہ کیا گیا ہے کہ نسل آدم کے بڑھنے کے بارے میں آپ نے کہا تھا کہ حوریں آئیں اور ان سے آدمؑ کے بیٹوں کی شادی ہوئی۔ ذرا دوبارہ اس کو پڑھ دیں۔

اگر کل والی ہی تفصیلات دوبارہ آج بیان کرنا شروع کر دوں تو آج کیا پڑھوں گا؟

عزیزانِ محترم! اگر بیان کی ہوئی باتوں کی تکرار شروع کر دوں تو آج کا بیان ادھورا رہ جائے گا۔ پہلی مجلس میں عرض کر چکا ہوں کہ جناب آدمؑ سے لے کر جناب نوحؑ تک کے واقعات کے لئے ہمیں روایات پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ ماقبل تاریخ کا دور ہے یعنی تاریخ ضبط تحریر میں نہیں آئی ہے لہٰذا معصومینؑ کی روایات سے اور دوسروں کی روایات سے استفادہ کرتے ہیں۔ معصومینؑ کی روایات کے بارے میں بھی عرض کر چکا ہوں کہ بعض مقامات پر روایات میں تضاد تقیے کی وجہ سے ہے۔ موقع و محل کی وجہ سے ہے۔ اس لئے اس میں سے ہمیں کلی نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔ کتابوں کے حوالے سب کے سب آپ کو میں دے دیتا ہوں آپ جا کر پڑھ لیجئے گا۔ ان پہلی تین مجالس میں ماقبل تاریخ کی گفتگو ہے اس لئے اس کے میں حوالے نہیں دے رہا مجموعی طور پر سوائے ازواج کے مسئلے کے سب نے ایک ہی چیز لکھی ہے۔ اسی لئے روایات پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم گفتگو کر رہے ہیں کیونکہ کوئی مستند تاریخ اس دور کی لکھی ہی نہیں گئی۔

اسی لئے ہم نے ماقبل تاریخ کے واقعات کے لئے کچھ آیات اور کچھ روایات کا سہارا لیا ہے مثلاً ہماری کتابوں میں حیات القلوب اور قصص الانبیاء ہیں۔

تفاسیر میں تفسیر نمونہ جو اردو میں آپ کو مل جائے گی۔ آپ کی آسانی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اردو کتابوں کے نام لے رہا ہوں۔ علامہ نقن صاحب کی تفسیر فصل الخطاب میں یہ واقعات مل جائیں گے۔ مولانا ظفر الحسن نقوی کی تفسیر میں بھی یہ واقعات مختصراً مل جائیں گے۔

عربی تفاسیر میں اگر آپ دیکھنا چاہیں تو المیزان اور تفسیر مجمع البیان میں دیکھ لیجئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آیت اللہ طبرسیؒ کی جو تفسیر ہے تفسیر مجمع البیان اس میں زیادہ تفصیل ملے گی اور سیرت کی جو کتابیں ہیں ان کی طرف جب آپ رجوع کریں تو طبقات ابن سعد میں بہتر انداز میں واقعات مل جائیں گے۔ اگر چہ یہ ہماری کتاب نہیں ہے مگر اس کتاب میں بہتر انداز میں واقعات کو دوسروں سے ہٹ کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جسٹس سید امیر علی کی تاریخ اسلام ہے۔ آپ نے کتابوں کے نام پوچھے اور میں نے بتائے اگر اللہ کے فضل سے آپ نے دو کتابیں بھی پڑھ لیں تو اس سے بچوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ میں حوالے ویسے بھی بعد میں دے دیتا یہ میری عادت بھی ہے کیونکہ ہر جملے، ہر بات کا حوالہ دیا جائے تو مجلس کے محدود وقت میں بات ہی ادھوری رہ جائے گی۔

ہم نے گذشتہ روز بات کو جہاں تک پہنچایا تھا کہ جنت سے دو حوروں کو بھیجا گیا بس پہلی بار، اس کے بعد جب نسل انسانی آگے بڑھی تو آپس میں چچا تایا زاد ہو گئے۔

جناب آدمؑ کے جو وصی قرار پائے وہ ہیں جناب شیثؑ۔ جناب آدمؑ نے نو سو چھتیس سال عمر پائی کیونکہ اس بات پر تمام عام وخاص روایات متفق ہیں۔ نو سو تیس یا نو سو چھتیس برس آپؑ کی عمر ہوئی جب آپ کا انتقال ہوا تو لگ بھگ چالیس ہزار اولاد آدم ہو چکی تھی۔ اتنی آبادی مکے کی ہو چکی تھی۔ لوگوں نے تلاش معاش اور گرمی کی وجہ سے مکے سے بھاگنا شروع کیا۔ حکمتِ الٰہی بھی یہی تھی کہ زمین کے طول وعرض میں نکلیں پھیلیں۔

جناب آدمؑ کے انتقال کے بارے میں دو روایات ہیں۔ ہماری روایت یہ ہے کہ جناب آدمؑ کا انتقال مکہ ہی میں ہوا اور آپ کو خانہ خدا کے جوار میں ہی دفن کیا گیا۔ اب آپ کہیں گے نجف میں مسجد سہلہ میں جو جناب آدمؑ کی قبر ہے وہ کیا ہے؟

تو اس کا مختصر سا حوالہ دے دوں کہ جناب نوحؑ کی کشتی طوفان میں آئی تھی اور اس نے کعبے کا طواف کیا تھا اور اس نے خدا کے حکم سے جناب آدمؑ کے تابوت کو نکال لیا تھا۔ کوہ ابو قبیس سے یا خانہ کعبہ کے پہلو سے اور جناب نوحؑ اسے نجف میں لے آئے تھے اور مسجد سہلہ نجف اشرف میں جنابِ آدمؑ کی تدفین ہوئی۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ مکہ سے حج کے بعد سراندیپ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واپس چلے گئے تھے اور بقیہ زندگی وہیں گزاری۔ یہ ہیں ہماری روایات۔ اور غیر مسلموں کی بھی روایات ہیں کہ سراندیپ سری لنکا کے قریب جو جگہ ہے اب نام بدل گیا ہے، مجھے اس سے غرض نہیں تو وہاں کے لئے بھی روایت ہے کہ جناب آدمؑ کی پہاڑ پر قبر ہے، لوگ وہاں سیاحت کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے مطابق اول مکہ اور دوئم سہلہ میں ہی قبر کی مستند روایت ہے۔ ہم تک معصومینؑ کی یہی روایت پہنچی ہے۔

امام جعفر صادقؑ کی جو روایت ہے وہ بھی یہی ہے کہ مکہ میں رہے یا وہیں انتقال ہوا، وہیں تدفین ہوئی۔ جناب نوحؑ نے وہ تابوت اپنے ساتھ لیا اور نجف اشرف میں مسجد سہلہ کے پاس دفن کیا۔

جناب شیثؑ وصی قرار پائے۔ تمام تبرکات ان کے سپرد کر دیئے اور جناب آدمؑ نے انہیں نصیحت کردی کہ شیثؑ اپنی وصایت کو لوگوں سے چھپانا ورنہ حسد کرنے والے تمہیں بھی قتل کر دیں گے لہذا جناب شیثؑ آگے بڑھے۔ جناب شیثؑ سے جناب آدمؑ کے ساتھ شجرے میں دو طرح کے حوالے ہیں۔ ان دونوں کے ساتھ آپ کے سامنے دو شجرے پیش کر دیتا ہوں تاکہ بات آگے بڑھ جائے۔

جناب شیثؑ کے جو وارث بنے وہ جناب قینانؑ ہیں۔ جناب قینان کے وارث جناب خرقائیل اور جناب خرقائیل کے بیٹے اخنوع جن کو جناب ادریس بھی کہا جاتا ہے۔ جناب ادریس کے بیٹے کا نام پھر خرقائیل ہے اور جناب خرقائیل کے بیٹے کے نام جناب نوح ہے۔

یہ ایک سلسلہ ہے، دوسرے سلسلے سے جو شجرہ ہے تو وہ یوں چلا کہ جناب شیثؑ کے بیٹے جناب ایوش اور جناب ایوش کے بیٹے جناب قینان کے بیٹے براور جناب بر کے بیٹے اختوع جن کا نام ہے ادریس اور جناب ادریس کے بیٹے خرقائیل اور جناب خرقائیل کے بیٹے جناب نوحؑ۔

یہ ہے سلسلہ، مگر یہ اتنی جلدی نہیں چلا جتنی جلدی میں نے پڑھا کیوں کہ کچھ ہستیاں ایسی ہیں کہ اس زمانے میں عمر کتنی ہیں دو سو سال، ڈھائی سو سال، تین سو سال نسل انسانی کو آگے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بڑھنا ہے۔ لہٰذا جب جناب ادریس تک پہنچا ہے شجرہ، ابھی تک اوپر والے وصی تھے نبی نہیں تھے۔
جناب شیث کے بارے میں تو نہیں کہا جا سکتا کہ نبی تھے یا نہیں لیکن اتنی بات طے ہے
کہ جناب آدم نے انہیں اپنا وصی بنایا۔
پہلا پیغمبر مستند جس کی پیغمبری مسلم ہے اور جس نے اپنی نبوت کا اعلان کیا وہ ہیں
جناب اختو یعنی جناب ادریس، جناب ادریس اتنا درس دیتے تھے خدا کی راہ میں کہ ادریس نام پڑ گیا لیکن جناب ادریس کے زمانے تک مختلف شہر آباد ہو چکے تھے۔ مختلف حصوں تک آبادیوں کا سلسلہ دراز ہو چکا تھا۔ جناب آدم کے عہد میں چالیس ہزار نفوس انسانی تک سلسلہ پہنچا تھا تو جناب ادریسؑ تک بہت زیادہ سلسلہ پھیل چکا تھا اور قبائلی سسٹم وجود میں آ گیا تھا۔ سرداری سسٹم وجود میں آ گیا تھا۔ ہر قبیلے کا ایک سردار بن چکا تھا۔ جسے ہم روایات میں بادشاہ پڑھتے ہیں کیوں کہ بادشاہ کا مطلب بھی وہی ہے یعنی قوم اور قبیلے کا سردار۔
اب دیکھئے تحریفات! جناب آدمؑ نے کعبے کی بنیاد رکھی۔ جناب آدم کے بعد خیمے تو اٹھا لے گئے فرشتے، یہ روایات کا خلاصہ ہے۔ اب جناب شیثؑ نے کعبے کی پختہ بنیاد رکھی، یعنی کمرے کی شکل، پتھر اور گارے سے ترتیب دیا خانہ کعبہ کو لیکن آبادی ختم ہو گئی۔
لوگ نکل گئے، یہاں سے ہجرت کر گئے، مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور یہاں سناٹا ہو گیا، تنہائی رہ گئی۔ جناب ادریس بھی کسی اور علاقے میں چلے گئے۔ جناب ادریس کے بارے میں تو یہاں تک کہا جاتا ہے۔ تحقیق یہ بتاتی ہے یا آثار ایسے ملے ہیں کہ پورا مالا بار اور پورا اس طرف کا علاقہ تامل ناڈو علاقے کیونکہ آثار کچھ ایسے ملے ہیں، کچھ کہہ نہیں سکتے۔ مستند کوئی چیز نہیں لیکن بہرحال جناب ادریسؑ کا دور ایسا ہے کہ جب لوگ بالکل فسق و فجور میں مبتلاء ہو گئے۔
وہی انسانی فطرت جس پہ انسان کو خلق کیا ہے وہ عود کر آئی۔ ایک نہ ایک وصی تو چلا آرہا ہے لیکن لوگ اپنی فطرت کے مطابق اپنی مرضی کے خدا تراشتے ہیں، اپنی مرضی کے دین بناتے ہیں۔ دین الٰہی نام رکھتے ہیں۔ اپنی مرضی کا دین چلاتے ہیں اور چاہتے ہیں دین ہماری مرضی کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہو، نام اللہ کا ہو بے شک، گھر اللہ کا ہو مگر کام ہمارا ہو۔ کیوں کہ جب تک اللہ کا نام نہیں ہوگا ہماری چوہدراہٹ کیسے قائم ہوگی، وہ کیسے چلے گی؟ تو اللہ کا نام رہنا چاہیے۔ بے شک اس پر لات لا کے رکھو، ھبل لا کے رکھو، منات لا کے رکھو۔

نام اللہ کا دین ہمارا۔ ہونا کیا چاہئے۔ بابا! اللہ کا دین ہو۔ دین میں اپنی مرضی کہاں سے داخل کرتے ہو؟ انسانی فطرت کی کارفرمائی، اس نے کہا اپنی مرضی کو شامل کرو۔

یہ اچھا لگتا ہے یہ بھی دین
یہ اچھا لگتا ہے یہ بھی دین
یہ اچھا لگتا ہے یہ بھی دین
اور جس نے منع کیا وہ دین سے خارج
اس کو خارج کر دو دین سے
یہ کون ہوتا ہے منع کرنے والا
ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم ایسے کریں

تو بس وہاں سے ہی من مانیاں اور مرضیاں شروع ہوئیں اور پھر پیغمبروں کی ضرورت پیش آئی کہ نسل آدمؑ کو ایک بار پھر سلامتی و دین کے راستے پر ڈالا جائے۔ جب نہیں سنا قوم نے تو جناب ادریسؑ نے بددعا کی کہ پروردگار ان پر خشک سالی بھیج یہ سیدھے نہیں ہونے والے۔ نبی کی بددعا سے بارش رک گئی اور وہ خود غار میں روپوش ہو گئے۔ فرشتے غار میں لا کے کھانا دیتے ہیں، پانی دیتے ہیں۔ بیس سال گذر گئے اس دوران وہ ظالم بادشاہ بھی گذر گیا جس نے جناب ادریسؑ کے قتل کا حکم دیا تھا۔ وہ مر گیا دوسرا بادشاہ آ گیا۔ آخر لوگوں نے فیصلہ کیا کہ تلاش کرنا چاہیئے جناب ادریسؑ کو وہ کہاں چلے گئے۔ چلو ہم سب مل کے دعا کریں۔ آخر خدا تو ہے۔ سب اپنے عورتوں اور بچوں کو لے کر آئے۔ دعا کی خدا کی بارگاہ میں۔ پروردگار نے دعا کو قبول کر لیا لیکن کیوں کہ نبی نے بددعا کی ہے فرشتے کو بھیجا: اے ادریسؑ! ہم نے تمہاری قوم کو معاف کر دیا تم بھی معاف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کردو۔ جناب ادریسؑ نے کہا نہیں میں معاف نہیں کروں گا۔ یہ جو روایات کا خلاصہ میں نے پیش کیا ہے۔ اس کی تصدیق، تائید میں نے کہا ہے نا میں نہیں کر سکتا۔ جو روایات ہیں ان کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں تا کہ سلسلے کو آگے بڑھا سکیں۔

دوسرے دن پھر فرشتہ آیا اور کہا: معاف کر دو بابا توبہ کر لی ہے۔ تم بھی چھوڑ و۔ جناب ادریسؑ نے کہا: نہیں یہ سدھرنے والے نہیں ہیں۔ پتا ہے نہیں سدھرنے والے مخلوق تو میری ہے۔ تیسرے دن کہا: ادریسؑ کا کھانا پانی بند کرو۔ جناب ادریسؑ پر بند ہو گیا کھانا پانی۔ کہا: اب جاؤ تم بھی رزق تلاش کرو دوسروں کی طرح تا کہ تمہیں پتہ چلے کہ بیس سال جنہیں پانی نہیں ملا قحط کہ وجہ سے جو بھوکے مر رہے ہیں ان کا کیا حال ہے؟

جناب ادریسؑ گئے قوم میں، کوئی کھانا دینے کو تیار نہیں، کوئی پانی دینے کو تیار نہیں، ایک عورت کو دیکھا ہانڈی روٹی پکا رہی ہے اس سے جناب ادریسؑ نے کہا: کچھ مجھے بھی کھانے کو دے دے وہ بولی: تمہیں کیسے دے دوں۔ ادریسؑ نے بددعا کی ہے یہاں کچھ بھی نہیں ہے ہمارے پاس، یہ دو روٹیاں ہیں ایک میرا بچہ کھائے گا اور ایک میں خود کھاؤں گی۔

اپنی روٹی تمہیں دے دوں تو میں مر جاؤں گی، بچے کی روٹی دیتی ہوں تو یہ مر جائے گا۔ تین چار دن کے بعد تو ہمیں روٹی میسر آئی ہے۔ جناب ادریسؑ بولے کہ بچی آدھی دے دو، اس نے رحم کھایا دے دی آدھی روٹی، بچہ بھوک سے مر گیا، ماں رونے پیٹنے لگی کہ تو نے میرے بچے کو مار دیا۔

اب جناب ادریسؑ نے فوراً اپنا منصب بتایا کہ میں ادریسؑ ہوں، پیغمبر ہوں دعا کرتا ہوں، ابھی زندہ ہو جائے گا۔ خیر دعا کی بچہ زندہ ہو گیا۔ قوم کو پتہ چلا کہ ادریسؑ واپس آ گئے۔ پروردگار نے وحی کی کہ یہ میری مخلوق ہے۔

آدمی اتنا تصور کرے کہ اپنے بچوں سے، اپنے بھائیوں سے، اپنی مخلوق سے، اپنے قبیلے سے کتنی محبت کرتا ہے تو جس کی مخلوق ہے وہ کتنی محبت کرے گا۔ وہ چاہتا ہے ایک بار آ تو تو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سہی، وہ تمہیں بخش دے گا، تمہارے گناہوں کے باوجود تمہیں بخش دے گا، تمہاری ہر بداعمالی کو بخش دے گا کیونکہ اسی نے انسان کو خلق کیا ہے۔ وہ دوسری تمام چیزوں کے ساتھ محبت کا بھی خالق ہے۔

ماں کے دل میں اتنی محبت کس نے ڈالی؟
باپ کے دل میں اتنی شفقت کس نے ڈالی؟
یہ آپ کے دل میں اتنی مختلف محبتیں کس نے ایجاد کیں؟
تو جو ان تمام محبتوں کا خالق ہے وہ اپنی مخلوق سے کتنی محبت کرے گا؟

یہ سلسلہ جناب ادریسؑ سے آگے بڑھا۔ جناب ادریسؑ کے بیٹے خرقائیل کے بیٹے جناب نوحؑ۔ نوحؑ کی عمر کیوں کہ قرآن کریم نے بیان کی ہے اور قرآن نص صریح ہے۔ اب یہاں سے عالمِ انسانیت کی کچھ تصویر واضح ہونا شروع ہوئی۔ کچھ واقعات ترتیب اور تفصیل سے ملنا شروع ہوئے۔

جناب نوحؑ ساڑھے نوسو سال اپنی قوم کو ہدایت کرتے رہے۔ قومیں بڑھتی اور پھیلتی رہیں۔ ساڑھے نوسو سال جناب نوحؑ نے تبلیغ کی، ارشاد ہوا کہ ساڑھے نوسو سال ہمارا نبی اپنی قوم کو تبلیغ دین کرتا رہا مگر نہیں مانے۔ آخر جناب نوحؑ نے بددعا کی پروردگار اب ان کے صلب میں کوئی مومن پیدا ہونے والا نہیں۔ ان میں سے جن افراد کو ایمان لانا تھا وہ ایمان سے آئے۔ وحی آئی: اچھا چلو اور مہلت دو ان کو ڈیڑھ دوسو سال کی، خرمے کا بیج بودو، درخت بنے گا پھل دے گا۔ ڈیڑھ دوسو سال کی مہلت پوری ہونے کو آئی تو ارشاد ہوا کہ نوحؑ اب تم کشتی تیار کرنا شروع کرو۔

اب دیکھیے! ایک روایت اور تاریخی حقیقت، میں دونوں آپ کے سامنے پیش کردیتا ہوں۔ جو کشتی تیار کی جناب نوحؑ نے اس کی پوری تفصیل ہمارے پاس موجود ہے کہ کتنی بڑی کشتی تیار کی۔ روایات میں دو کردار ملتے ہیں۔ جن کو میں دیومالائی قصوں کا نام دیتا ہوں کہ جو دین میں داخل کیے گئے اور انہیں دین کا جز بنا دیا گیا۔ ہمارے یہاں بھی سب جگہ ہے۔ مراد ہم نہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہمارا مکتب۔ پورے دین کی تاریخوں میں جو دیو مالائی کہانیاں بننی شروع ہوئیں جو قصے گھڑ لئے گئے۔ جناب آدمؑ کے قد کے بارے میں کیا کہا جاتا ہے کہ صاحب اتنے بڑے تھے کہ سمندر سے مچھلیاں پکڑتے تھے اور سورج سے بھون کے کھا لیتے تھے۔ دو آدمیوں کے قد کے بارے میں یہ بات کی گئی۔ ایک تو عوج، وہ بنی اسرائیل کا سرکش جو جناب نوحؑ کے دور میں بھی تھا۔ جناب شیثؑ کی اولاد سے تھا۔ اس کے قد کے بارے میں ہے کہ سمندر سے مچھلی پکڑتا تھا اور سورج سے بھون کر کھاتا تھا۔

آپ مجھے بتلایئے جو اتنے بڑے قد کا انسان ہوگا۔ زمین کی حقیقت دیکھئے اور یہاں سے سورج کا فاصلہ دیکھئے۔ کروڑوں میل کا فاصلہ، جس کا اتنا لمبا قد ہوگا اس کے ایک پیر کو بھی یہ زمین اپنے تنگ دامن میں سمیٹ سکتی ہے؟ جس کا اتنا لمبا قد ہوگا کہ سمندر میں ہاتھ ڈال کہ تہہ سے مچھلی نکالے اور سورج کے قریب کرکے بھونے زمین اور سورج کے فاصلے کو پیش نگاہ رکھیں یہ کروڑوں میل کا جو فاصلہ ہے۔ کتنے بڑے قد کا انسان ہوگا اس زمین کی کتنی گولائی، کتنی مساحت، کتنا رقبہ ہے تو جو اتنے بڑے قد کا انسان ہوگا؟ یہ زمین شاید اس کے ایک پیر کی جگہ سے بھی کم پڑ جائے، اس کا ایک پنجہ بھی اس زمین پر نہ رکھا جاسکے۔

تو یہ سب کیا ہے وہ قصے کہانیاں جو دین میں داخل کئے گئے، مبالغہ یہاں تک پہنچ گیا ارے بھئی قد لمبا ہوگا جیسے آج بھی لمبے ہوتے ہیں قد۔ بارہ فٹ کا بھی ہوگیا تو وہ بھی محیر العقول کہ آدمی کا اتنا قد نہیں ہوتا۔ تو ہوتے ہیں ایسے واقعات۔ عمر زیادہ ہوگی مگر ایسا تو نہیں کہ اس زمانے میں ہر آدمی چھ سو سال، سات سو سال اور آٹھ سو سال کا ہوتا ہوگا۔ تو عوج کے بارے میں بھی ایسے ہی دیو مالائی قصے موجود ہیں۔

کشتی کے بارے میں بھی میں نے آپ کو بتادیا۔ روایات میں کیا ملتا ہے کہ اوج کا قد اتنا بڑا تھا کہ وہ سمندر سے مچھلی پکڑتا تھا اور سورج سے بھونتا تھا۔ تو تین سو گز کی کشتی میں کہاں آتا جب اس نے کہا جناب نوحؑ سے کہ مجھے بھی سوار کرلو تو انہوں نے کہا کہ حکم نہیں ہے تجھے نہیں سوار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کروں گا تو جب طوفان عروج پہ پہنچا دنیا جب ڈوب گئی تو اس کے ٹخنوں تک پانی تھا۔ لہٰذا کشتی کا کیا حال ہوتا اگر وہ اس میں اپنا انگوٹھا ہی رکھ دیتا؟

یہ دین سراسر عقل ہے، یہ یاد رکھئے گا! جہاں نص صریح ہے معجزات ہیں، وہ نشانیاں ہیں اللہ کی، ہر پیغمبرؑ نے نشانیاں پیش کی ہیں اپنی حقانیت ثابت کرنے کے لئے، وہ ہمارے لئے معجزہ ہیں۔ نبیؐ کے لئے وہ معجزہ نہیں ہیں، نبیؐ کے لئے وہ علم کی ضرورت ہیں۔ اس کا علم اتنا ہے، اس کو ولایت تکوینی دی گئی ہے۔ ولایت تکوینی یعنی کسی چیز کو وجود بخشنا۔ وہ کن فیکون کا علم ہے جو پروردگار نے اپنے نمائندوں کو ہبہ کیا ہے۔ انبیاء کو پیغمبروں کو اور ائمہ طاہرینؑ کو یہ ملکہ عطا کیا ہے کہ وہ حیوان کی تصویر کو حکم دیں تو وہ زندہ حیوان بن جائے گا۔ تو یہ ہمارے لئے تو معجزہ ہے نا؟

لوگوں نے معجزہ مانگا انہوں نے دکھایا۔ یہ علم کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے جو پروردگار نے انہیں دیا ہے۔ یہ علم ہے انہوں نے معاذ اللہ کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ ہم ساحر ہیں۔ معاذ اللہ حاکم یہ کہیں کہ جادو کرتے ہیں، نہیں بلکہ یہ علم ہے جسے ہم علم لدنی کے نام سے جانتے ہیں۔ کائنات کا علم ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کس جگہ انگلی رکھیں گے تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

ان کا علم، ہمارا علم، کوئی مقابلہ ہی نہیں، ہم برابری نہیں کر سکتے۔ اب ان معجزات کو ہم سہارا بنا کر یہ کہانی قصے گھڑنا شروع کریں۔ یہ دین کی ضرورت نہیں ہے۔ نبیؐ کا معجز نما ہونا، دین کی ضرورت ہے تاکہ لوگ اس پر ایمان لائیں کہ یہ خدا کا رسولؐ ہے۔

جادو اور معجزے میں فرق میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں کہ جادوگر کیوں سجدے میں گر گئے۔ انہوں نے کیوں کہا کہ آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ وہ کہتے کہ ہم ایمان لائے یہ ہم سے بڑا جادوگر ہے۔ جادو ہی تو کیا تھا انہوں نے جب جناب موسیٰؑ نے اس کا جواب دیا لیکن وہ کہتے ہیں آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے آئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جادوگر کے پاس اپنا علم ہے، وہ جانتا ہے کہ میں جو کر رہا ہوں وہ جادو ہے اور جو موسیٰؑ نے کیا وہ جادو نہیں ہے۔ جو میں نے کیا تھا وہ جادو تھا۔ جو موسیٰؑ نے کیا وہ جادو نہیں ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بلکہ معجزہ ہے لہٰذا ان کی پیشانیاں جھک گئیں۔

تو عزیزو! معجزہ یہ ہوا کرتا ہے اور جو جملہ کہنا چاہتا ہوں وہ نہیں کہوں گا کہ یہ معجزے نہیں ہوتے۔ معجزہ وہ ہے جو کفار کو ایمان لانے پر مجبور کر دے، نہ بھی مانے تو بھی ہیبت طاری ہو جائے۔ کوئی بات تو تھی جو فرعون بھی بھاگا اپنا تخت چھوڑ کے یہ اژدھا مجھے کھا جائے گا۔

معجزہ وہ نہیں ہوتا کہ آپ لکھ کے لگا دیں کہ کمزور عقیدے کے لوگ تشریف نہ لائیں۔ تو کس کے لئے ہو رہا بھائی یہ معجزہ؟ انہیں کے لئے تو کرتا تھا نبیؐ، پیغمبرؐ یا امامؑ جن کا اعتقاد نہیں تھا۔ رسولؐ نے اگر شق کیا تو کس کے لئے کیا؟ یہ کہہ کر کیا کہ صرف بلالؓ آئیں، علیؑ آئیں، یاسرؓ آئیں، سمیہؓ آئیں وہ سب نہ آئیں جو کافر ہیں۔ تمہارا عقیدہ ہی نہیں کہ معجزہ کیا ہوتا ہے؟

تو بس جناب نوحؑ نے کشتی بنانی شروع کی اور ساری قوم نے مذاق اڑانا شروع کیا۔ کعبے کی تاریخ بیان کرنا ہے اس لئے واقعات کو مختصر کرتا جا رہا ہوں۔ یہ واقعات تو ہم قصص انبیاء میں سنتے رہتے ہیں۔

کشتی تیار ہوگئی۔ دن اور وقت معین ہو گیا۔ روایات کہتی ہیں اور اس حوالے سے مستند روایات ہیں کہ کل اسی نفوس جناب نوحؑ پر ایمان لائے۔ ایسا نہیں ہے کہ ساڑھے نو سو سال میں کل اسی نفوس ہی ایمان لائے تھے، لاتے رہے، مرتے رہے، ایمان لاتے رہے اور اپنی طبیعی عمریں پوری کر کے واصل بالحق ہوتے رہے اس وقت یعنی طوفان نوحؑ کی گھڑی پر جو زمین پر موجود ہیں وہ اسی نفوس ہیں۔ جناب نوحؑ فرماتے ہیں: "پروردگار اب ان کے علاوہ کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے"۔ ان اسی نفوس کو وقت بتا دیا کہ آ جانا اور کشتی میں سوار ہو جانا۔

بس جیسے ہی تنور نے ابلنا شروع کیا اِذَا فَارَ التَّنُّور، آسمان پر بارش کے آثار نمودار ہوئے، دیکھا جناب نوحؑ نے اور کہا فوراً سوار ہونا شروع ہو جاؤ۔ سب سوار ہونا شروع ہو گئے۔ کشتی میں جناب نوحؑ کے تین بیٹے سوار ہو گئے۔ سام، حام اور یافث۔ جناب نوحؑ کے یہ تین بیٹے کشتی میں سوار ہو گئے۔ چوتھا بیٹا کنعان سرکش ہے۔ کنعان ایک نام کتابوں میں عام بھی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ملا ہے۔

کنعان نے سرکشی کی کہ نہیں میں نہیں سوار ہوں گا۔ یہ بارش ابھی تھم جائے گا، یہ سیلاب ابھی اتر جائے گا، میں تم پر ایمان نہیں لایا۔ جناب نوحؑ کی ایک بیوی بھی سرکش ہے۔ ایک بیٹا بھی سرکش ہے۔ بیٹا کہتا ہے۔ میں تمہیں نہیں مانتا۔ جناب نوحؑ نے کہا دیکھ آج تجھے کوئی نہیں بچائے گا۔ سوار ہو جا کشتی میں۔ حجت تمام کر رہے ہیں جناب نوحؑ جانتے ہیں کہ نہیں آنے والا۔ منع کر دیا پہاڑ پہ چڑھتا جا رہا ہے۔

حجت تمام کرنے کے لئے جناب نوحؑ پروردگار سے سوال کرتے ہیں۔ پروردگار! یہ میرے اہل بیت میں سے ہے۔ یہ تیرا وعدہ ہے کہ نوحؑ! تمہارے اہل بیت کو ڈوبنے سے بچا لوں گا۔ تو پروردگار کیا جواب دے رہا ہے۔

اَنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے، کیونکہ سرکش ہو گیا ہے۔ باغی ہو گیا ہے۔ جب سرکش ہو گیا، باغی ہو گیا، نافرمان ہو گیا تو اہلیت ختم ہو گئی۔ اہلیت کب تک باقی ہے کسی کی؟ جب تک اس میں سرکشی نہیں آئی۔ جب تک اس نے اپنی قابلیت کو لیاقت کو، اس مرتبے کو، اس منزلت کو، اس فضیلت کو جو پروردگار نے اسے دی ہے اس کی حفاظت کرے گا اہلیت برقرار رہے گی۔ صدیاں گذر جائیں اہل بیت میں شامل رہے گا اور نبی کے سامنے ہو، رسول کے سامنے ہو اپنی لیاقت، قابلیت اور منزلت و فضیلت کو کھو بیٹھا تو اہلیت بھی کھو بیٹھا۔ تو اہلیت کردار سے ملا کرتی ہے عزیزو! اگر سردار ہے، لیاقت ہے قابلیت ہے تو اہلیت بھی باقی رہے گی۔ فخر کے ساتھ نسب جوڑے یا نہ جوڑے، اس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ میں اس فضیلت کا اہل تھا کہ میں اہل بیت سے اپنا رشتہ جوڑتا۔ اور اگر اپنی اہلیت کو سلامت نہیں رکھا نہ قابلیت، لیاقت اور منزلت کو تو کچھ بھی کہتا رہے۔ جناب نوحؑ کے بیٹے کی مثال قرآن نے اسی لئے دی، اتنی واضح مثال کہ دیکھو نوحؑ کا بیٹا ہے۔ لیکن اہلیت کھو بیٹھا۔ اہلیت نہیں اس میں۔ کیوں؟ اس لئے کہ سرکش ہو گیا۔ اس نے خدا کے سامنے طغیان کیا تھا لہٰذا پروردگار تنبیہ کر رہا ہے۔ خبردار! ظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں سے نہ ہو جانا۔ ظلم کرنے والوں میں سے مت ہو جانا۔ اپنے بیٹے کو چھوڑ دو، اسے ڈوبنے دو۔ بس اتنا ضرور کیا کہ ایک موج کو دونوں کے درمیان کر دیا۔ بیٹا تو تھا، محبت تو تھی۔ نافرمان سہی مگر غرق ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے جناب نوحؑ۔

غرق کر دیا جناب نوحؑ کے سرکش و نافرمان بیٹے کو۔ چھ مہینے تک کشتی پانی میں تیرتی رہی۔ چھ مہینے بعد پہنچی خانۂ کعبہ کے پاس۔ حکم ہوا طواف کرو۔ ایک ہفتے تک کشتی طواف کرتی رہی خانۂ کعبہ کا۔ یہ تیسری بار خانۂ کعبہ کا قرآن اور روایات کی زبان میں ذکر آیا ہے۔ جناب نوحؑ کا جب تفصیلی واقعہ تفاسیر میں آیا تو یہ تذکرہ بھی آیا کہ تیسری بار خانہ کعبہ لوگوں کے سامنے آیا کہ تین سو اسی لوگوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ایک ہفتہ تک کشتی طواف کرتی رہی۔

جناب آدمؑ کے تابوت کو لیا اور جو تبرکات خانۂ کعبہ کے اندر تھے ان سب کو بھی جناب نوحؑ نے اپنے ساتھ لے لیا اور کوہ جودی پر جا کر کشتی ٹھہر گئی جو بعد میں بابل کی سرزمین قرار پائی۔

مختلف روایات میں مختلف واقعات بیان کیے گئے ہیں لیکن بابل کی تہذیب کا یہیں سے آغاز ہوا۔ چھ مہینے تک کشتی اسی مقام پر ٹھہری رہی یہاں تک کہ پروردگار نے آسمان کو حکم دیا کہ روک لے اپنا پانی۔ زمین کو حکم دیا جذب کر پانی۔ خشک ہو گئی زمین۔ اتر آؤ کشتی پر سے، اب جب اترے تو تین بیٹے ساتھ ہیں۔ سام، حام اور یافث۔

اسی لئے آدم ثانی کہا گیا ہے جناب نوحؑ کو۔ اب یہاں سے مختلف علاقوں میں بھیجا سام کو الگ، ان کی اولاد سامی کہلائی۔ سامی نسل کون سی یعنی عرب، ہندی اور سندھی۔ یعنی سندھ کا علاقہ، پوری وادی سندھ کی تہذیب اس وقت رہی ہوگی۔ تو روایات میں ہے کہ یہ سارے سامی النسل لوگ کہلائے۔ ان میں رنگ سفید بھی ہوگا۔ گندمی بھی ہوگا۔ یہ مخلوط رنگ کہلائیں گے سارے کے سارے۔ یہ سامی النسل کہلائے۔

بعد میں رومیوں کو بھی ان میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی کہا کہ نہیں وہ ساری کی ساری حام کی نسل ہے۔ حام کی نسل یعنی رومی، ترک اور یہ ماوراء النہر کا علاقہ، سینٹرل ایشیا جسے کہتے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔اس نسل کے لئے کہا گیا کہ یہ حامی النسل ہوگی۔

یافث کی جونسل کہلائی وہ سیاہ لوگ ہیں کیونکہ یافث نے جناب نوحؑ کے ساتھ بدتہذیبی کی تھی۔روایات کے مطابق جناب نوحؑ نے اسے بددعا دی تھی تو یہ جتنے بھی سیاہ نسل کے لوگ ہیں، یہ یافث کی نسل ہیں اور یہ سارے گوری رنگت والے حام کی نسل سے۔

جب آپ کتابیں دیکھیں گے جن کے میں نے نام لئے ہیں تو آپ چکرا جائیں گے کہ یہ مختلف قسم کے کیسے ہو گئے۔کیوں؟ اس لئے کہ ضبط تحریر میں ابھی تک تاریخ نہیں آرہی۔ لوگ اندازے قائم کررہے ہیں آسمانی کتابوں توریت، زبور اور انجیل نے جو واقعات نقل کئے ہیں ان سے نتائج اخذ کر کے دنیا کے بارے میں تجزیہ و تحلیل کر رہے ہیں۔

اب میں دو سلسلے لے کے چل رہا ہوں۔جناب نوحؑ تک لا کے روکا۔اب آجایئے خانۂ کعبہ کی طرف۔یہ اِدھر سے چلے، وہ اُدھر سے چلے، دونوں چیزیں جڑ جائیں کیونکہ دونوں چیزوں کو مجھے روزانہ پیش کرنا ہے آپ کے سامنے۔اور دو دن میں نے آپ کا امتحان لے لیا۔ اب آپ کو ان شاء اللہ زیادہ پریشانی نہیں ہوگی۔میں بھی کوشش کروں گا کہ آپ تھوڑا سا بیدار رہیں۔

خانۂ کعبہ کی طرف آتے ہیں کہ خانۂ کعبہ آباد کیسے ہوا؟ پروردگار نے یہ اہتمام کیسے کیا؟ وہ جو سوال دیا گیا تھا اس کا آدھا جواب آج شاید بیان ہو جائے، باقی جواب کل۔

جناب ابراہیمؑ کو مبعوث کیا۔ان کے بھتیجے یا بھانجے جناب لوطؑ کو بھی مبعوث کیا۔ جناب لوطؑ کو بھیجا کسی اور سرزمین پر اور جناب ابراہیمؑ کو بابل کی سرزمین پر۔بابل کی سرزمین جہاں نمرود یا نمرود حاکم ہے۔وہاں نمرود حکمرانی کرتا ہے اور اس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔

خدائی کا دعویٰ کیا ہے، اللہ ہونے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا یہ یاد رکھے گا۔نہ فرعون نے اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ نمرود نے اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ایک مقام ایسا ہے جس پر دعوے کئے ہیں لوگوں نے، اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ، میں تمہارا رب ہوں۔رب کہتے ہیں پالنے والے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو۔ جناب ابراہیمؑ نے بھی ایسی حجت قائم کی تھی جناب موسیٰؑ نے بھی ایسی حجت قائم کی تھی۔

جب جناب ابراہیمؑ نے کہا میرا ربّ تو وہ ہے۔ جناب ابراہیمؑ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ربّ حقیقی وہ ہے، نمرود نے کہا کہ نہیں میں ربّ ہوں۔ ربّ کے معنی کیا سمجھ میں آتے ہیں؟

پالنے والا، پالنہار۔

نمرود نے کہا نہیں میں پالتا ہوں۔

وہ یہ کہتا تھا کیا یہ باغات میرے نہیں؟ کیا یہ زمین میری نہیں؟ کیا یہ اناج میرا نہیں؟ کیا یہ ملک میرا نہیں؟ کیا میں تمہارا بادشاہ نہیں؟ کیا میں تمہیں کھانے کو نہیں دیتا؟ کیا میں تمہیں پہننے کو نہیں دیتا؟

نمرود اور اس کی رعایا بھی رب کا مفہوم یہی سمجھتی تھی۔

جناب ابراہیمؑ نے کہا: نہیں میرا ربّ وہ ہے کہ جو مارتا بھی ہے اور زندہ بھی کرتا ہے۔

کہا: یہ تو میں بھی کرتا ہوں۔ نکالا زندان سے ایک قیدی کو کہ جا تو آزاد ہے۔ تجھے چھوڑ دیا، تجھے زندہ کر دیا۔ بازار سے ایک بے گناہ کو پکڑا قتل کر دیا کہ دیکھ میں نے مار دیا۔

دیکھئے جناب ابراہیمؑ اس کو خود ایک منزل پہ لے کر آرہے ہیں کہ یہ لاجواب ہو جائے

کہا: اچھا۔ میرا ربّ وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکال کر مغرب میں غروب کر دیتا ہے۔

فَبُهِتَ الَّذِی كَفَرَ

جس نے کفر کیا تھا ایک دم مبہوت ہو کر رہ گیا کہ اس بات کا کیا جواب دوں؟

جناب ابراہیمؑ نے کہا میرا ربّ وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کر دیتا ہے۔ تُو کر کے دکھا؟ میرا ربّ وہ ہے جس نے دن اور رات کو بنایا۔ تُو بنا کے دکھا؟ میرا ربّ وہ ہے، جس نے چاند اور ستاروں کو روشنی عطا کی۔ تو عطا کر کے دکھا؟

جھگڑا بڑھتا چلا گیا، جناب ابراہیمؑ کا نمرود سے یہاں تک کہ جناب ابراہیمؑ نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سارے بت توڑے اور بڑے بت کے گلے میں کلہاڑا لٹکا دیا۔ پہلے لے جاتے تھے کہ کھانا کھا، جب وہ نہیں کھاتا تھا تو کلہاڑے سے توڑ دیتے تھے۔ کہتے تھے تو خدا ہے کھا۔ تجھ میں جان ہے کھا۔ آخر سب بتوں کو توڑ تاڑ رسہ اور کلہاڑا بڑے بت کے گلے میں ڈال دیا۔

شہر والے عید باہر گزارتے تھے۔ عید گزار کر واپس آئے تو حیران ہوئے کہ ہمارے خداؤں کا یہ کیا حشر ہو گیا؟ کس نے ہمارے خداؤں کو توڑ دیا؟ کس نے ہمارے خداؤں کو تباہ و برباد کر دیا؟

اپنی مرضی کے دین بنائے ہوئے ہیں، اپنی مرضی کے خدا بنائے ہوئے ہیں، انہی کی پوجا کرتے تھے۔

تفتیش شروع ہوئی کس نے انہیں توڑا؟

معلوم ہوا ایک ہی ہے بتوں کو توڑنے والا، آذر کا بھتیجا ابراہیم بت شکن اس کو پکڑ لاؤ۔ اسی نے یہ سب کیا ہوگا۔ جناب ابراہیمؑ نوجوان ہیں پکڑ کے لائے گئے۔

پوچھا: تم نے ہمارے خداؤں کو توڑا ہے؟

کہا: بڑے خدا سے پوچھو، اپنے بڑے بت سے سوال کرو۔ اسی نے کیا ہوگا اسی سے پوچھو۔

کہا: یہ کیسے بول سکتا ہے؟

فرمایا: جب یہ کچھ بتا ہی نہیں سکتا تمہارے مسئلوں کو یہ حل نہیں کر سکتا، تو یہ خدا کیسا ہوا تمہارا؟

بس یہ طے ہوا کہ اس کو زندہ جلادو اس کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ ریوڑ لے لیے، مویشی لے لیے۔ اس سے بھی کچھ کام نہیں چلے گا۔ اس کو آگ میں زندہ جلا دو۔ قانون یہ ہے کہ جو ہمارے خداؤں کی مخالفت کرے گا ہم اس کو آگ میں جلا دیں گے۔

ستم ظریفی دیکھئے کہ نفرت و انتقام میں اتنے اندھے ہوئے کہ ایک شخص کو جلانے کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لئے ایک مہینے آگ روشن کرتے رہے۔اتنی آگ جلاؤ، اتنی بڑی آگ جلاؤ کہ بچنے کا کوئی امکان ہی نہ رہے، اتنی لکڑیاں جمع کرلیں۔ آگ اتنی روشن ہوگئی تو اب سوال پیدا ہوا جناب ابراہیمؑ کو آگ میں کون پھینکے؟ ارے اس کے قریب جا کر گے تو پھینکو گے کس طرح اس کی تو لپیٹیں جا رہی ہیں ایک ایک میل تک۔

تو پھر کیا ہوا شیطان ہی شیطانی فعل کی انجام دہی کے لئے معاون بنا۔ اسی نے درس دیا منجنیق کا۔ ایسا بناؤ اوراس کے ذریعے آگ میں پھینک دو۔ توپ اسی شیطان کی ایجاد ہے۔ اسی منجنیق سے حجاج نے خانہ کعبہ پر سنگ باری کی۔ اسی منجنیق کے ذریعے حطین بن نمیر نے کعبہ کو آگ لگائی۔

یہ بھی تاریخ کعبہ کے ذیل میں ہم آپ کو سلسلہ وار بتاتے جائیں گے کہ کتنی بار کعبہ تاراج ہوا اور کتنی بار تعمیر ہوا۔ جناب ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھ کے آگ میں پھینک دیا گیا۔

زمین پہ واحد یہ موحد، ایک اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور پوری قوم اس کی جان کی دشمن ہوگئی، کہ یہ ہمارے دین کو خراب کرنے کے لئے آگیا۔ ہمارے عقائد کو مسخ کرنے کے لئے آگیا۔ ہم اپنی مرضی کے دین پر چلا کرتے تھے یہ اپنی مرضی کا دین لے کے آگیا۔

یہ نہ کرو اور وہ نہ کرو تو عزیزو! یہ تو تاریخ کا تسلسل ہے۔

نہ وہ رکیں گے نہ یہ رکیں گے۔ نہ کفر و شرک کے وارث رکیں گے۔ نہ ابراہیم کے وارث رکیں گے۔ جب تحریفات دیکھیں گے۔ جب جاہلانہ رسموں کو دیکھیں گے

کیسے ہوسکتا ہے کہ ابراہیمؑ کے وارث میدان میں نہ آئیں؟

تو کیسے ہوگا کہ انبیاء کے وارث میدان میں نہ آئیں؟

کیسے ہوگا کہ دین میں تحریفات کرنے والوں کو تو ہر چیز کی اجازت ہو، وہ تو جو چاہیں کریں اور پھر اُسے دین کا نام بھی دے دیں؟

کیسے ہوسکتا ہے کہ دین کے وارث تعرض نہ کریں، روکیں نہیں؟ اور اپنی جانوں سے بے پرواہ ہو کر اللہ کے دین کی حفاظت کا فریضہ سرانجام نہ دیں جن سے اللہ نے عہد لیا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خیر یہ ایک دن اور گذر جانے دیجئے پھر انشاء اللہ اور بھی باتیں سامنے آئیں گی۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کو پھینک دیا گیا آگ میں۔ جارہے ہیں آگ کی طرف، اتنا فاصلہ ہے۔ جبرئیل کہتے ہیں پروردگار! ایک ہی بندہ ہے تیرا جل جائے گا۔ حکم دے مدد کروں۔ کہا جاؤ مدد طلب کرتا ہے تو دے دو۔ جبرئیل نے جناب ابراہیمؑ سے سوال کیا، کوئی حاجت؟ جناب ابراہیمؑ نے جواب دیا، ہے مگر تجھ سے نہیں، جس سے ہے وہ خوب جانتا ہے۔ حاجت تو ہے مگر اپنے اللہ سے ہے، تجھ سے نہیں ہے۔

ابراہیمؑ کا جواب جبرئیل کو اور وارث ابراہیمؑ جناب سید الشھداءؑ کا جواب جو آپ زیارت میں پڑھتے ہیں جناب ابراہیمؑ نے یونہی تو دعا نہیں کی تھی کہ میری ذرّیت میں امامت دیدے۔ یہ سلسلہ میری ذرّیت میں ہے کسی اور کی ذرّیت نہیں۔ حالانکہ جناب اسحٰقؑ کی ذرّیت میں نبوت گئی۔ ستر ہزار نبی ہوئے۔ جناب ابراہیمؑ نے فرمایا پروردگار امامت میری ذرّیت میں دیدے۔

امام ایسا چاہیے کہ جب بالکل آخری دموں پہ ہو تو بھی جواب وہی ہو، جو میں نے دیا۔

تو جناب ابراہیمؑ نے جبرئیل سے کہا کہ تجھ سے حاجت نہیں اللہ سے حاجت ہے۔

اللہ جانتا ہے اگر اسے بچانا ہے بچائے گا۔ نہیں بچانا نہیں بچائے گا۔

قرآن کہتا ہے ہم نے آگ کو حکم دیا۔

یَا نَارُ کُونِی بَرْداً وَسَلَاماً اے آگ! ٹھنڈی ہو جا۔ اور اتنی ٹھنڈی نہیں کہ اذیت پہنچے۔ سلامتی والی ٹھنڈک۔ ایسی ٹھنڈک نہیں جو اذیت پہنچائے۔ بَرْداً وَسَلَاماً ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا، ابراہیمؑ کے لئے۔ ابراہیمؑ آگ میں گرے اور آگ گل و گلزار میں تبدیل ہو گئی۔

انہوں نے کہا یہ تو بہت بڑا جادوگر ہے۔ ایسے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں نا؟ لوگوں میں چند پر اثر ہوا کہا معجزہ دیکھا؟ پیغمبر ہو سکتا ہے۔ فوراً منافقین کھڑے ہوئے، معجزہ نہیں جادو ہے۔ سمجھا کرو اگر لوگوں کی سمجھ میں بات آ بھی رہی ہے تو ففتھ کالم، پانچواں ستون لوگوں میں گھوم رہا ہوتا ہے، لوگوں کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فکروں کوخراب کرنے کے لئے۔لوگوں کے ذہنوں کوخراب کرنے کے لئے یہ پورا کھیل ہورہا ہے پیچھے سے۔تا کہ عقیدے کومسخ کردیا جائے۔تا کہ عقیدے کوموڑ دیا جائے۔ارے اور کیا مڑے گا جتنا موڑ لیا۔اب کہاں تک موڑتے جاؤ گے اس کو؟ کسی جگہ تو رُکو!

کہیں تو بند باندھو

بندنہیں باندھو گے تو کہاں جاؤ گے؟

تاریخ اسی لئے پڑھتا ہوں میں آپ کے سامنے تا کہ آپ کے ذہنوں میں واقعات کا پس منظر موجود رہے۔قرآن نے تاریخ قصہ گوئی کے لئے نہیں بیان کی۔قصے کہانی بیان کرنے کا کوئی ہدف ومقصد بھی ہے۔

فَاعْتَبِرُو یَا اُولِی الْاَبْصَار جگہ جگہ قرآن پکار رہا ہے ان واقعات سے عبرت حاصل کرو۔ماضی میں لوگ کیوں گمراہ ہوئے ان سے عبرت حاصل کرو؟ اس لئے گمراہ ہوئے کہ اللہ کے دین پرنہیں تھے بلکہ انہوں نے اپنی مرضی کے دین بنانے شروع کردیئے تھے۔

وہ اپنی مرضی کو دین کہتے ہیں کیونکہ اگر اپنے من مانے نظریات اور اعمال کو دین بنا کر پیش نہ کرتے تو لوگ قبول کیسے کرتے؟

انہوں نے اپنی مرضیوں اور اغراض کو دین کا حصہ بنا کر پیش کیا کہ یہی دین ہے۔انہی باتوں کے خلاف تو انبیاء لڑتے رہے۔

انہی حرکتوں کے خلاف تو انبیاء زحمتیں اُٹھاتے رہے۔ہر نبیؑ دین لے کر آتا تھا۔لوگ اس کی پیروی اختیار کرتے تھے۔پھر دوسرے نبی کی ضرورت کیوں پڑتی تھی؟

بھئی اسی لئے تو پڑتی تھی کہ اس نبیؑ کے جاتے ہی دین کیا سے کیا ہو جاتا تھا۔کہیں سے کہیں پہنچ جاتا تھا دین۔

آخر فیصلہ یہ ہوا کہ اس کی سنیں گے ہی نہیں۔ابراہیمؑ کو یہاں سے نکال ہی دو کیونکہ جب تک یہ رہے گا،مسائل رہیں گے۔کہا جاؤ نکل جاؤ اور سب مویشی روک لئے،جناب ابراہیمؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے کہا یہ کیوں روکے؟ یہ تو میرا مال ہے، یہ تو میرے مویشی ہیں، میرا ریوڑ ہے۔ کہا نہیں یہ سب تم نے یہاں رہ کر ہماری حکومت سے کمایا ہے۔ یہ سب تمہیں یہاں چھوڑ کر جانا پڑے گا۔

جناب ابراہیمؑ نے کہا اچھا ٹھیک ہے جتنے سال میں یہاں رہا ہوں میرے وہ سارے سال واپس کر دو۔ اگر میں یہاں بیس سال یا پچاس سال رہا ہوں تو وہ میرے گذرے ہوئے سال مجھے واپس دے دو یہ سارا سامان تم لے لو۔ کہا جیسا میں پچاس سال پہلے تھے ویسا ہی چلا جاؤں گا۔ تم میرے سال واپس کرو۔ میری عمر واپس کرو۔ میں تمہیں یہ مال واپس کرتا ہوں۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ تم یہ سامان بھی لے جاؤ۔

کیوں؟ اس لئے کہ عزیزو! یہ جناب ابراہیمؑ ہیں۔ خدا نے ان کو قوت بیان دی ہے۔ جانتے ہیں کہ مجھے حق بات کیسے کرنی ہے؟ .... کس طرح حجت قائم کرنی ہے ان پر، انہیں کوئی خوف نہیں، انہیں کوئی ڈر نہیں۔ پہلے کون سی بات مان رہے ہیں، جواب مان لیں گے؟ نہ مانو، ان پر حجت تو تمام کی جائے۔

سب سامان لے کر آئے بابل سے نکلے، مصر پہنچے۔ اس وقت کا جو فرعون ہے کیونکہ ہر بادشاہ فرعون ہی کہلاتا تھا۔ داخل ہوئے مصر میں، جناب سارہ کو چھپا دیا تھا صندوق میں۔

انہوں نے کہا کسٹم ہوگا دکھاؤ کیا لا رہے ہو؟

جناب ابراہیمؑ نے کہا دکھانے کا سامان نہیں ہے۔ اچھا بادشاہ کے پاس لے گئے کہ یہ ملک میں داخل ہو رہا ہے۔ اور سامان دکھا ہی نہیں رہا۔ اب جو صندوق کھلا تو جناب سارہ نکلیں تو اس کی نیت میں فتور آیا۔ ہاتھ بڑھانا چاہتا ہے، پروردگار نے اس کا ہاتھ شل کر دیا۔ دوبارہ بڑھانا چاہا دوبارہ شل کر دیا۔

جناب ابراہیمؑ کو اطمینان ہے میرا پروردگار میرے ساتھ ہے۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ ڈر گیا اور جناب ابراہیمؑ کو بہت عزت واحترام سے رخصت کیا کہ چلے جایئے اور میں توبہ کرتا ہوں، معافی مانگتا ہوں اس فعل کی جس کو کرنے کا میں ارادہ کر رہا تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب ابراہیمؑ وہاں سے نکلے۔ فلسطین پہنچے۔ کنعان فلسطین کا پرانا ہے۔ اسے آباد کیا۔ چلتے چلتے بادشاہ مصر نے ایک کنیز ساتھ کردی۔ ہاجر نام کی جن کو ہاجرہ کے نام سے جانا جاتا ہے، روایت میں ہاجر یا ہاجرہ دونوں طرح سے آئے ہیں لہٰذا دونوں صحیح ہیں۔ بادشاہ مصر نے ہاجرہ کو ساتھ کردیا کہ یہ میں آپ کی مومنہ زوجہ کی خدمت کے لئے، اس اللہ کی کنیز کی خدمت کے لئے کنیز دیتا ہوں، اسے قبول کریجئے۔

جناب ہاجرہ آئیں، جناب ابراہیمؑ کی جناب سارہ سے اولاد نہیں ہو رہی، اب جناب سارہ نے جناب ابراہیمؑ کی محبت میں ہبہ کردی کنیز کہ آپ اس سے عقد کیجئے خدا اولاد دے گا۔ رشتہ عقد قائم ہوا اور جناب اسمٰعیلؑ کی ولادت ہوئی۔ ابھی تک محبت میں ہو رہا ہے سارا کام۔ اب دیکھئے فطرت انسانی عود کر آتی ہے۔ جیسے ہی جناب اسمٰعیل کی ولادت ہوئی کھلونا مل گیا جناب ابراہیمؑ کو بھی جناب ہاجرہ کو بھی۔ اب جناب سارہ بہرحال عورت تو ہیں نان۔ اب جناب حسد و رقابت شروع، میں بانجھ ہوں ہاجرہ کے پاس بیٹا ہے۔ جناب ابراہیمؑ سے کہا کہ یہ رہے گی یا میں رہوں گی؟ شروع میں تو ایثار کرلیا جاتا ہے بعد میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب ابراہیمؑ پریشان ہو گئے، پروردگار کیا کروں؟ ارشاد ہوا سارہ کی خواہش کا احترام کرو۔ اس نے اتنی قربانی دی ہے۔ اپنا گھربار چھوڑا، تمہاری خاطر اپنا قوم قبیلہ چھوڑا۔ سارہ نے بہت قربانی دی ہے ابراہیمؑ۔ سارہ جو کہتی ہے مان لو۔ کہاں لے جاؤں؟ جہاں کا حکم ہو رہا ہے، وہاں لے جاؤ۔

اب یہاں سے ایک بار کعبہ پھر سامنے آتا ہے۔ ارشاد ہوا جہاں کا حکم ہو رہا ہے وہاں لے جاؤ۔ جناب ہاجرہ اور شیر خوار اسمٰعیل کو لیا اور پہنچے جہاں کا حکم ہے۔ کہاں کا حکم ہے؟

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ

پہنچے اور جہاں زم زم ہے وہاں انہیں چھوڑ دیا۔ ایک چادر کا خیمہ دے کر۔ جناب ابراہیمؑ چلنے لگے تو جناب ہاجرہ پریشان ہو کر پوچھتی ہیں۔ یہاں نہ پانی ہے نہ کوئی اور وسیلہ زندگی،

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ آپ جو پانی کا مشکیزہ دے کر جا رہے ہیں کتنی دیر تک چلے گا؟

جناب ابراہیمؑ نے کہا: پروردگار کا حکم ہے، پوچھا: خدا کا حکم ہے جناب ابراہیمؑ کہتے ہیں: ہاں خدا کا حکم ہے کہ میں تمہیں یعنی اپنے عیال کو یہاں چھوڑ کر جاؤں۔ تو بس وہ صابرہ بی بی جناب حاجرہؑ سر جھکاتی ہیں: اے خدا کے نبیؑ اے خدا کے خلیل! خدا کا حکم ہے تو آپ مجھے صابرہ پائیں گے۔ آپ مجھے صبر کرنے والی پائیں گے۔

یہاں سے شروع ہوتی ہے کعبے کی تاریخ، ایک سلسلہ ہے۔ ان کے پاس اصلاب شامخہ میں، ان کے ارحام مطہرہ میں جو امامت کا صلب قرار پایا۔ امامت کا مقام قرار پایا۔ ایسے ہی نہیں۔ جناب ابراہیمؑ سے اگر اتنے امتحان لیے گئے ہیں تو اس لئے کہ ابراہیمؑ تمہاری ذرّیت میں اس وقت یہ آئیں گے، جب تم سارے امتحانات میں پورے اترتے چلے جاؤ گے۔ کسی نبی کے اتنے امتحان نہیں ہوئے جتنے جناب ابراہیمؑ کے ہوئے، ہر طرح کے، کیونکہ کسی نبی کو ذرّیت میں امامت نہیں دی گئی۔ پس معلوم ہوا کہ سب سے سخت امتحان جناب ابراہیمؑ کے ہوئے اور جناب ابراہیمؑ جب سب امتحانات میں پورے اترے تو فرمایا اب ہم تمہاری ذرّیت میں امامت دینے والے ہیں۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

اب تم لوگوں کے امام قرار پانے کے قابل ہو گئے، تمہیں امام بنایا جائے گا، یعنی امام بننے کی توقع ہی اس وقت کی جا سکتی ہے جب اتنے امتحانات سے گذر چکا ہو اور اگلی منزلیں طے کرنے کے قابل ہو، اگلے امتحانات کے قابل ہو اور وہ آنے والے امتحانات بھی دے سکے۔

معصومینؑ کے ان انوار طاہرہ، ائمہ طاہرینؑ کے ان انوار مقدسہ کو جناب ابراہیمؑ کے صلب میں قرار دیا کہ جو خود اتنے امتحانات دے کر گذرا تو کہا کہ تمہارا صلب اس قابل ہے کہ ائمہ طاہرینؑ کے انوار مقدسہ کو تمہارے صلب میں قرار دے دیا جائے۔

جناب ابراہیمؑ، جناب حاجرہؑ اور جناب اسمٰعیلؑ کو بے آب و گیاہ بن میں چھوڑ کر چلے گئے، اب پانی ایک دن چلا یا دو دن چلا بالآخر ختم ہو گیا۔ مکے کی سرزمین، چاروں طرف سنگلاخ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پہاڑ کہ جن کو دور سے دیکھو تو لوہا نظر آئے۔ جون جولائی کی دھوپ کا کبھی آپ وہاں مشاہدہ کریں، حالانکہ اب تو وہاں پورا نقشہ ہی بدل چکا ہے آبادیوں کی وجہ سے مگر پھر بھی پہاڑوں کی چوٹیوں کو دیکھیں گے تو ایسا لگے گا جیسے لوہا دھک رہا ہے۔ رنگت ہی ان پہاڑوں کی لوہے جیسی ہے۔ ایسے ہی پہاڑ ہیں وہ سارے کے سارے، جیسے چقماق کے پہاڑ ہوتے ہیں۔

ایسی گرمی کی شدت میں پانی ختم ہو گیا اور جناب حاجرہ پریشان کہ پانی کا کیا کروں؟ جناب ابراہیمؑ تو بہت دن بعد آئیں گے۔ ایک مہینہ بھی لگ سکتا ہے اور دو مہینے بھی لگ سکتے ہیں۔ کنعان یعنی موجودہ فلسطین کا فاصلہ مکے سے کوئی معمولی بات تو نہیں۔ آنا ہے جناب ابراہیمؑ کو مگر فوراً تھوڑی آئیں گے۔ سوچ رہی ہیں جناب ہاجرہ کہ اب کیا کروں کبھی اِدھر جاتی ہیں کبھی اُدھر جاتی ہیں۔ کبھی صفاء پر کبھی مروہ پر۔ اب جہاں پر آپ ''ہرولہ'' کرتے ہیں مردوں کے لئے مقام سعی میں جہاں تھوڑا تیز قدم بڑھانے کا حکم ہے۔ وہی مقام ہے جہاں بے چین ہو کر تیز تیز دوڑتی تھیں۔ پھر جاتی ہیں مروہ پہ، پھر آتی ہیں، کوئی ہے، کوئی ہے؟ کسی طرف کوئی نہیں ہے۔ پریشانی کے عالم میں کبھی آ کے جناب ہاجرہ بچے کو دیکھتی ہیں۔ بچہ پیاس سے ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ جاں بلب ہوا جا رہا ہے اور ایک بار جب واپس آئیں تو دیکھا کہ پانی کا چشمہ بچے کے پیروں کے پاس سے ابل رہا ہے۔

پانی کا چشمہ ابل رہا ہے؟ حیران ہو گئیں اور بچہ اطمینان سے ہے، جیسے سیراب بھی ہو چکا اور اب اس پانی میں ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کی زبان عبرانی ہے، عربی نہیں ہے۔ بابل سے آئے ہیں۔ جناب ہاجرہ کی بھی اس لئے کہ مصر سے آئی ہیں، عربی نہیں ہے لہٰذا فوراً کہتی ہیں۔ زم زم یعنی تھم تھم، رُک جا رُک جا اور فوراً پتھر جمع کر کے وہاں منڈیر بنا دی۔ پانی میسر آ گیا۔

بنی جرہم قبیلے کا وہاں سے گذر ہوتا ہے۔ بنی جرہم کون ہیں؟ عرب قحطانی، عرب قحطانی کے لئے کل میں نے حوالہ دیا تھا۔ ایک تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اصلی عرب ہیں۔ دوسرے اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لئے کہا جاتا ہے کہ یہ عرب بن قحطان کی اولاد ہیں۔

جناب سام کی اولاد میں سے ایک شخص عرب بن قحطان گذرا ہے اس کی وجہ سے انہیں عرب کہا جاتا تھا۔ بنی جرہم مکہ جس کی شام جانے کے لئے گذرگاہ ہے اس نے دیکھا، پرندے اُڑ رہے ہیں، ان سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان جہاں پانی کا وجود نہیں۔ وہ حیران ہوئے ان کا تو یہاں سے آنے جانے کا راستہ ہے، اب جو پہاڑوں کے درے سے نکل کر آئے وادی بطحہ کے راستے سے تو دیکھا کہ ایک بی بی چادر میں اور چادر کے خیمے میں شیر خوار بچے کو لئے بیٹھی ہے اور پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔

بنی جرہم نے جناب حاجرہ سے پوچھا: اجازت ہے پانی سے استفادہ کرنے کی، آپ نے کہا کرو۔ کہا: یہاں پانی کا چشمہ نکل آیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں ٹھہر جائیں۔ کہا: انتظار کرو ابراہیم خلیل اللہ آ جائیں۔ اگر وہ اجازت دیں تو تم یہاں ٹھہر سکتے ہو۔ دیکھیے ایک اصول آج تک چلا آ رہا ہے۔ وہ اصول کیا ہے؟ وہ اصول یہ ہے۔ مہدی عباسی ایک بار پریشان ہو گیا کہ حاجیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اب اس کو وسیع کرنا ہے مسجد الحرام کو، کیسے وسیع کروں؟ کہا ان لوگوں کے سارے گھر خرید لو اور مسمار کردو۔ ہر ایک نے منع کر دیا کہ ہم تو اپنے گھر نہیں بیچیں گے۔ بیچ بازار میں جن کی دکانیں بچی ہوں، گھر بنے ہوئے ہوں، وہ بیچیں گے؟ انہوں نے کہا بھئی سارے قافلے یہیں آتے ہیں۔ ہم اپنے گھر توڑ توڑ کے پیچھے جائیں مسافر خانے پیچھے لے جائیں۔ دکانیں پیچھے لے جائیں۔ نہ ہمارے مسافر خانے چلیں گے نہ دکانیں۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ ہمارا سارا کاروبار خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ نہیں کریں گے ہم، اللہ کے گھر کے لئے۔ مہدی عباسی پریشان ہو گیا زبردستی لے نہیں سکتا۔ چھین نہیں سکتا۔ حالات ایسے نہیں ہیں، حکومت کے لئے خطرات بڑھ جائیں گے۔ کیا کیا جائے؟ اس کا حل کیسے نکلے؟

مہدی عباسی اپنی یہ مشکل لے کے گیا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس گیا اور کہنے لگا فرزند رسولؐ! آپ اس مسئلے کو حل کیجئے۔ اب ہجوم بڑھتا جا رہا ہے حاجیوں کا۔ کیا حل کیا جائے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا اس مسئلے میں تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر کعبہ پہلے بنا ہے تو کعبے کا حق ہے کہ جتنی زمین چاہیے اس کے لئے لے لی جائے۔ جتنی زمین چاہیے کعبے کے لئے وقف کی جائے۔ اگر لوگ پہلے آباد ہوئے ہیں تو پھر لوگوں کا حق مقدم ہے۔

مہدی عباسی کو اطمینان ہو گیا۔ ایک اصول دے دیا۔ یہ زمین پہلے کعبے کے لئے وقف ہے۔ پہلے کعبہ بنا ہے، آبادی بعد میں ہوئی ہے لہٰذا جب کبھی بھی کعبے کو جتنی زمین کی ضرورت پڑے گی وہ کعبے کی توسیع کے لئے مہیا کرنا ہوگی لہٰذا کسی اور کا دیا ہوا نہیں معصوم کا دیا ہوا اصول! آج تک کام کر رہا ہے۔

یہ امام صادقؑ جو خدا کا سچا امام ہے۔ جو معصوم امامؑ ہے۔ اس نے یہ اصول دے کے مہدی عباسی کی مشکل کو حل کیا تھا کہ یاد رکھو! زمین پر پہلے خدا کا گھر آباد ہوا ہے، بعد میں لوگوں کے گھر بنے ہیں۔ کہا جو گھر پہلے آباد ہوا ہے اس کا حق پہلے ہے۔ اس کی ضرورت کو پہلے دیکھا جائے گا۔

بیت اللہ پہلے بنا ہے تو بنو جرہم نے پہلے اجازت لی اس لئے کہ وہ گھر نہیں بنا سکتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ خاتون پہلے سے موجود ہے۔ زم زم پر پہلے اس کا حق ہے۔ اس زمین پر پہلے اس کا حق ہے۔ ہم بغیر اس کی اجازت کے یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ آج کے قبضے گروپ اس وقت تھوڑی پیدا ہوئے تھے۔ کہ مانو یا نہ مانو ہم تو بیٹھیں گے اور بعد میں تم سے پیسہ لے کے جائیں گے کیسی بھی بلڈنگ بنالیں پھر دیکھا جائے گا۔ یہ آج تمدن کے عروج کے دور کا عمل ہے اور وہ تاریخ کی ابتداء اور جاہلانہ دور کا معاملہ۔ جھگڑے الگ رہے مگر بنو جرہم نے جناب ابراہیمؑ کا انتظار کیا۔

جب جناب ابراہیمؑ خلیل اللہ آئے اور معجزہ دیکھا، زم زم جاری ہے، ایک کاروان بھی ٹھہرا ہوا ہے اجازت طلب کرنے کے لئے۔ بس ایک حد کھینچی جناب ابراہیمؑ نے کہ جو جناب آدمؑ نے کھینچی تھی۔ مطاف کے طواف کی سرحد ہے، بس ایک حد کھینچی تھی۔ کہا اس کے باہر اپنے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گھر بنالو۔ ابھی آگے بات چلے گی کہ کون سی پہلی حد ہے، کون سی دوسری حد ہے اور کون سی تیسری حد ہے؟

جناب ابراہیم نے فرمایا یہاں تک حد ہے کعبے کی۔ اس کے بعد اپنے گھر بنانے شروع کردو۔ یہ پہلی آبادی ہے۔ یہ عرب عاربہ ہیں بنو جرہم، اصلی عرب ہیں لیکن جناب ابراہیمؑ اور جناب اسمٰعیلؑ عرب مستعاربہ ہیں کیونکہ یہ باہر سے آئے ہوئے ہیں، لیکن اس کے بعد پوری نسل حتیٰ کہ پیغمبر اکرمؐ بھی تاریخی اعتبار سے عربِ مستعاربہ ہی کہلائے۔ ویسے تو سبھی عرب ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ بنو جرہم بھی تو وہاں آئے تھے۔ کہا نہیں، اس لئے کہ نسل مرد سے چلا کرتی ہے۔ بنو جرہم آباد ہوئے، جناب اسمٰعیلؑ جوان ہوئے اور مزع بن عمرو جو بنو جرہم کا سردار ہے اس کی بیٹی سے ان کا نکاح ہو جاتا ہے۔ اب جو نسل چلی تو عرب مستعاربہ کی نسل چلی یعنی اسمٰعیل عرب کہہ لیں یا عرب مستعاربہ کہہ لیں۔ یہاں سے اس سرزمین کی نشاۃ الثانیہ ہوئی یعنی پھر ام القرائی بنا۔ یہیں سے ساری دنیا میں اسلام پھیلے گا۔ یہیں سے ساری دنیا میں نسلیں چلیں گی۔ اسی مکے کی سرزمین سے سارے شعوب وقبائل پھیلنا شروع ہو جائیں گے۔ آج کی گفتگو میں دو تین باتیں رہ گئیں ہیں وہ ان شاءاللہ کل بیان کریں گے۔

انہی کی اولاد میں ایک ہستی کی ولادت ہوئی جس کا نام ہے عدنان۔ اب جناب اسمٰعیلؑ کے بعد سرکار ختمی مرتبت تک کوئی پیغمبر تو نہیں آنا۔ جناب اسمٰعیلؑ کے کچھ واقعات جو رہ گئے ہیں انہیں بھی مجھے سمیٹنا ہے اور بات کو کسی نتیجے تک پہنچانے کے لئے وہ واقعات بیان کرنا ضروری بھی ہوں گے۔

جناب اسمٰعیلؑ کی اولاد میں ایک شخص کا نام ہے عدنان۔ عدنان کے بیٹے کا نام ہے نزار اور نزار کے بیٹے کا نام ہے معد۔ معد ابن نزار ابن عدنان۔ یہ بانی کہلائے قریش کے، تمام قبائل کے۔ ان کی اولاد کیونکہ عدنان اور نزار کے دوسرے بیٹے اِدھر اُدھر نکل گئے۔ یہ معد ابن نزار ابن عدنان ہیں جن سے عرب قبائل کی بنا پڑی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ چار قبیلے نکلے جن میں مُضر قریش بنے باقی دوسری سلطنتوں میں پھیلتے چلے گئے۔ عراق شام مصر اور افریقہ کی دوسری سرحدوں اور سرزمینوں کی طرف نکلتے چلے گئے۔ مُضر سے آگے قریش کی شاخیں چلیں۔ مُضر نامی جو قبیلہ تھا اسی سے ساری شاخوں کی ابتداء ہوئی یعنی مضر ابن معد ابن نزار ابن عدنان۔

عدنان وہ پہلے فرد ہیں، اب جس طرف اشارہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ رسولؐ کے آباء واجداد پر کفر کا الزام لگانے والوں ارے جناب قصی اور جناب کلاب کو تو چھوڑو۔ وہ پہلا فرد عدنان کہ جس کے لئے رسولؐ نے حکم دیا کہ عدنان سے آگے نہ جاؤ۔ عدنان تک میرا شجرہ لکھو، یاد رکھو، بتاؤ۔ عدنان کے بعد کیونکہ مختلف اور متفرق اقوال ہیں۔ کہیں چار نسلیں ہیں جناب اسمٰعیلؑ تک کہیں تین نسلیں ہیں کہیں تیرہ نسلیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ بس عدنان تک شمار کرو میرے شجرے کو۔

تو جناب عدنان پہلے فرد ہیں۔ جناب عبدالمطلب اور جناب ابوطالب کے کفر کی بات چھوڑو بھائی! جہاں جہاں یہ نور مقدس رہا۔ جس صلب میں بھی یہ نور مقدس رہے گا۔ سب باایمان، موحد اور خدا کی اطاعت کرنے والے لوگ ہیں۔

پہلے شخص ہیں جنہوں نے کعبے کو غلاف پہنایا، وہ جناب عدنان ہیں۔

پہلے شخص جنہیں جناب اسمٰعیل کا پوتا کہہ لیجئے، سگو پوتا کہہ لیجئے، جناب ابراہیمؑ کی نسل میں پہلے شخص عدنان جنہوں نے کعبے کو غلاف پہنایا۔ اگر وہ کفر کی سنت ہوتی تو رسول اسلامؐ سب سے پہلے غلاف اتار کے پھینکتے کہ یہ کافروں نے ڈالا تھا کیونکہ کفار کی ہر سنت اور طریقے کو رسول اکرمؐ نے ایک لمحے میں مسترد کر دیا تھا۔

برہنہ طواف ختم، خدا کے گھر میں تمہارے جتنے بُت رکھے ہوئے ہیں، ان سب کو نکال باہر کرو۔ سب کو توڑ پھوڑ دیا۔ دفن بھی کر دیا۔ خانہ کعبہ میں مسجد حرام کے دروازے میں دفن بھی کر دیا۔ تو جتنے بھی طریقے اور سنتیں ہیں اب آیئے دیکھتے ہیں عدنان کی نسل میں، سلسلہ وار اشارہ کرکے، آگے بعد میں چلیں گے تا کہ یہ اندازہ ہو جائے آپ کو کہ کہاں تک پہنچے گی بات؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب قصیؑ ایک جداعلیٰ رسول خداؐ کے، وہ کیا کرتے ہیں؟ حرم کی حدوں کو معین کرتے ہیں۔ حرم کی حد یعنی مکہ کی حد۔ جس حصے میں شکار حرام۔ جنگ و جدال حرام۔ مزدلفہ کے بیچ میں، آج تک وہی سرحدیں برقرار ہیں جناب قصیؑ نے اپنے ہاتھ سے جن کے پتھر لگائے تھے۔ اب وہ پتھر باقی نہیں رہے لیکن حدود وہی ہیں۔ تو اگر قصیؑ باایمان نہ ہوتے۔ اگر قصی دین ابراہیمی کے پیروکار نہ ہوتے تو رسول کہتے یہ کافر نے حدیں بنائی ہیں۔ حرم کی حدیں میں بناؤں گا۔ بلکہ اعلان کیا کہ میرے جداعلیٰ قصیؑ نے حل وحرم کے جو حدود مقرر کئے ہیں وہی حقیقی حل وحرم ہیں۔ یہ وہی حدود ہیں جو جناب آدمؑ، جناب نوحؑ اور جناب ابراہیمؑ کے زمانوں میں جناب جبرئیل کی ہدایت پر مقرر ہوئی تھیں۔

آپؐ کے آباء واجداد نے سلسلہ وار ایک نہ ایک سنتِ متروک کو زندہ اور رائج کرنے کی کوشش کی اور رسولؐ اس پہ آ کے مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔ یہ بتانے کے لئے کہ گمان بھی نہ کرنا کہ میرا نورِ مطہر کسی کافر کے صلب میں بھی جا سکتا ہے، کسی کافر کی پشت میں بھی میرا نور مطہر جا سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اولادیں گمراہ ہوتی رہیں۔ جناب عدنانؑ کی ساری اولاد باایمان نہیں رہی۔ جناب نزار کی ساری اولاد باایمان نہیں رہی۔ جناب معدؑ کی ساری اولاد باایمان نہیں رہی کیوں؟ اس لئے کہ دین میں اپنی اپنی مرضیاں شامل کرتے جاتے تھے۔ نام دین ابراہیم کا ہی لیتے تھے۔

اللہ کی مرضی کا دین نہیں چاہیے، ہمیں اپنی مرضی کا دین چاہیے۔ ہمیں یہ اچھا لگتا ہے۔ کعب ابن لعی بت لے آیا۔ انہوں نے کہا: یہ تو اچھی دکان داری ہے۔ ایک آدمی نے ایک بدعت شروع کی۔ دوسروں نے کہا: ہم بھی یہ کریں گے۔ یہ فطرت انسانی ہے۔ یہ تلخ حقیقت ہے۔ ایک نے کام کی بنا رکھی۔ اس سے زیادہ پیسہ مل رہا ہے۔ اس سے زیادہ شہرت مل رہی ہے۔ اس سے زیادہ مجمع اکٹھا ہو رہا ہے۔ دوسرے نے کہا: میں بھی یہ کروں گا۔ اس نے کہا ''لات''۔ دوسروں نے کہا میرے بت کا نام ''منات''۔ تیسرے نے کہا میرے بت کا نام ہے ''عزیٰ''۔ چوتھے نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہا میرے بت کا نام ہے ''ہبل''۔ یہ لات، منات، عزیٰ اور ہبل بتوں کے نام ہیں۔ جن کی قرآن بار بار جن کی تکرار کر رہا ہے۔ یہ استعارے ہیں بتانے کے لئے۔ کہ دین وہی اختیار کرو جو اللہ چاہتا ہے۔کس لئے پیغمبروں کو بھیج رہا ہوں۔ کس لئے رسولوں کو بھیج رہا ہوں۔ کس لئے نبیوں کو بھیج رہا ہوں اور پھر اپنے آخری نبیؐ کے ساتھ کس لئے حفاظت دین کے لئے اماموں کو بھیج رہا ہوں؟

دین وہ مرضیٔ معبود ہے جس میں رسولؐ کی مرضی بھی نہیں چلتی۔ کیا رسولؐ کی مرضی چل سکتی ہے؟ آپ کہہ سکتے ہیں، اسی لئے پہلے مرحلہ میں ہی بتا دیا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یہ تو اپنی مرضی سے بات ہی نہیں کرتا، یہ جو بات کرتا ہے وحیٔ الٰہی ہے۔ وہ منشائے الٰہی، مرضیٔ الٰہی کے علاوہ کوئی فعل انجام نہیں دیتا۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ یہ چاہتے ہی نہیں مگر وہ کہ جو خدا چاہتا ہے۔ اپنی مرضی نہیں چلتی۔ ایک جگہ ہی رسولؐ نے یہ کوشش کی تھی ایک جگہ کوشش کی تھی۔ کہاں کوشش کی تھی خدا کہہ رہا ہے یہ پیغام پہنچاؤ، رسولؐ حالات کو دیکھ کر جھجک رہے ہیں کہیں لوگ ناراض نہ ہو جائیں۔ اس پیغام الٰہی کو برداشت نہیں کر پائیں گے۔ کہا کہ نہیں بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اگر یہ پیغام نہ پہنچایا وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ اگر یہ پیغام نہیں پہنچایا تو گویا کارِ رسالت ہی انجام نہیں دیا۔

دیکھا آپ نے کہ قرآن نے بتا دیا کہ دین کے معاملے میں رسولؐ کی بھی مرضی نہیں۔ کہیں یہ کوشش ہوئی تو کہا کارِ رسالت کی ساری کاوش ختم ہو جائے گی۔ جو فعل انجام دیں گے رسولؐ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق انجام دیں گے۔ یہ بتانے کے لئے، یہ سمجھانے کے لئے کہ دین اللہ کا چلے گا۔ تمہارا بنایا ہوا نہیں۔ دین وہ چلے گا جو رسولؐ لے کے آئے۔ ہماری خواہشات پر نہیں بلکہ دین وہ آگے بڑھے گا۔ جس کی حفاظت کی ذمہ داری ائمہ طاہرینؑ کو دی گئی ہے اور جس کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حفاظت کا فریضہ ائمہ معصومینؑ انجام دے رہے ہیں۔

پروردگار کوئی منصب دے رہا ہے تو یونہی تو نہیں دے رہا۔ ایسے ہی تو نہیں دے رہا۔ کسی کو کوئی اختیار دے رہا ہے تو جانتا ہے کہ جسے اختیار دیا ہے وہ جانتا ہے کہ اسے کیسے استعمال کرنا ہے۔ یونہی تو نہیں دے دیا کسی کو اختیار، اس اختیار کا اہل پایا تو وہ اختیار دیا؟ نبی کو بغیر اہلیت کے نبوت نہ ملے۔ پیغمبر کو بغیر اہلیت کے پیغمبری نہ ملے۔ اہلیت پائی تو یہ منصب ملا۔

تو اب اگر کسی کو قَسِیمِ النَارِ والجَنہ بنایا تو اس قابل پایا تو دیا اس لئے کہ پروردگار جانتا ہے کہ یہ اپنے اختیار سے آگاہ ہے اور یہ کہ مجھے اس اختیار کو کیسے استعمال کرنا ہے۔ پروردگار نے یونہی تو نہیں اختیار دے دیا۔ وہ ملکہ پایا، وہ قدرت پائی کہ جانتا ہے کہ مجھے کسی اختیار کو کیسے استعمال کرنا ہے اور وہ اختیار کیسا اختیار؟ سگا بھائی، بڑا بھائی جس کے بچے بھوک سے بلک رہے ہوں اور ان بچوں میں مسلم بھی ہو، وہ بھائی آئے کہ بیت المال سے تھوڑا سا اضافی دے دو۔ گھر میں فاقہ ہے اور اختیار رکھنے والا جس کے قبضے میں ہے جنت ودوزخ کی تقسیم ہے، وہ اختیار کا استعمال بتا رہا ہے کہ پروردگار نے مجھے اختیار یونہی نہیں دے دیا۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے اس منصب کو کیسے استعمال کرنا ہے؟

وہ آگ میں دھکتی ہوئی سلاخ لایا اور جناب عقیل کے سینے کے قریب کر دی اور جناب عقیل پیچھے ہٹتے جارہے ہیں کہ بھائی یہ کیا کر رہے ہو؟ علیؑ یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا کیوں کیا تپش محسوس ہوتی ہے؟ کہا ہاں یہ سرخ ہے۔ آگ کی تپش محسوس ہوتی ہے۔ کہا عقیل ذرا جہنم کی آگ کا خیال کرو کیسی ہوگی؟ جہنم کی آگ کا تو خیال کرو۔

ادھر عقیل جیسا بھائی اور ادھر علیؑ جیسا کائنات کا مولا اپنے بھائی کو بتا رہا ہے کہ بیت المال مسلمانوں کا مال ہے۔ تمہارا جو وظیفہ تھا تمہیں دے چکا۔ علیؑ سے یہ توقع نہ کرو کہ وہ تمھیں بیت المال سے ایک درہم بھی اضافی دے دے گا۔

مجھے بتایئے اور کوئی بھائی ہوتا، اس کے بچے ہوتے ساری زندگی طعنے دیتا اور کہہ کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جاتا کہ دیکھو! اس نے یہ کیا تھا، اس کے ساتھ نہ ملنا ہے نہ بیٹھنا ہے، نہ کھانا ہے نہ پینا ہے۔ وہ قبائلی عصبیتیں جو جاری ہیں ہماری آج تک، معاف نہیں کر سکتے۔ لیکن عزیزو! علیؑ چھوٹا بھائی ہے اگرچہ مگر عقیل سر جھکا کے چلے گئے۔ بچے بھوک سے بلک رہے ہیں لیکن اسی عقیل کی اولاد نے قربانیاں دی ہیں۔

عقیل جانتے ہیں کہ میرے بھائی کو جو منصب دیا گیا وہ جانتا ہے کہ اس منصب کو کیسے استعمال کرنا ہے؟

علیؑ اور عدل اگر دو مترادف لفظ بن گئے، ہم معنی ہو گئے۔ اسی لئے کہ علیؑ کے معنی اگر عدل کر دیئے جائیں تو کوئی بعید نہیں کیونکہ نہ اس سے پہلے کوئی ایسا عدل کرنے والا گذرا نہ اس کے بعد، دنیا آج تک اس انتظار میں ہے کہ کوئی علیؑ جیسا عادل آجائے، کوئی علی جیسا منصف آجائے۔

پروردگار نے اگر اپنے گھر میں اس بہترین خلائق کو پیدائش کا اعزاز بخشا تو کیوں؟ اس لئے کہ علیؑ جیسا کوئی کائنات میں ہو تو لاؤ۔ کعبے میں ولادت کا کسی پیغمبرؐ کو اعزاز نہ ملا۔ نہ جناب مریمؑ کی جناب عیسیٰؑ کی ولادت کے سلسلے میں یہ خواہش پوری ہو سکی کہ بیت المقدس میں جناب عیسیٰؑ کی ولادت ہو جائے۔ مسجد اقصیٰ میں جناب عیسیٰؑ کی ولادت ہو جائے۔ خدا کی گھر میں جناب عیسیٰؑ کی ولادت ہو جائے لیکن کائنات میں فقط ایک ہی ہستی کو یہ شرف حاصل ہوا کیوں؟ اس لئے کہ وہ عدالت میں بے مثال ہے۔

عدل الٰہی ہمارے ہی اصولوں میں شامل ہے۔ عدل میں اتنا نزدیک ہوا، اتنا نزدیک ہوا کہ لوگوں کو شبہ ہونے لگا ہے کہ آیا بھی کعبے میں ہے، متولد بھی خانہ کعبہ میں ہوا ہے اور عدل بھی ایسا، صرف معجزے دیکھ کے لوگوں نے خدا نہیں ماننا شروع کیا۔ اس لئے کہ عدل قائم کرنے کی بات آجائے تو علیؑ نہ اپنے بھائی کو دیکھے گا نہ اپنے دوست کو دیکھے گا نہ اپنے چاہنے والوں کو دیکھے گا۔

چاہنے والوں کی مثالیں بھی اگر آپ مجھ سے طلب کریں گے تو میں دیتا چلا جاؤں گا اور آپ میں اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ آپ ان مثالوں سے انکار کر دیں کیونکہ آپ سنتے رہتے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مستند روایات ہیں۔

تو عزیزو! یہ بات ذہن میں نہیں رکھنا کہ جب کسی کو کوئی اختیار دیا جاتا ہے تو اہلیت دیکھ کے دیا جاتا ہے۔ یہ ہمارے جیسوں کا حساب نہیں ہے کہ اگر ہم کسی منصب پر پہنچ گئے تو پہلے اقرباء پروری۔ پہلے اس کو دو، اس کو دو، اس کو دو پھر جو عہدے بچیں گے تو دیکھا جائے گا۔ پہلے خاندان والوں کو تو پورا کرو۔ دوستوں کو تو پورا کرو۔ نہیں بلکہ وہاں معیار ہے اہلیت۔ اہلیت ہے تو جناب محمد ابن ابی بکر کو اتنا بڑا منصب دیا کہ جاؤ، اتنا اعتماد کہ اٹھائیس سال کے جوان سے کہا کہ جاؤ تم مصر کے والی ہو۔ اس لئے کہ علیؑ جانتے ہیں کہ یہ میرے راستے پہ چلے گا۔ لوگوں کے سامنے میری حقیقت کو اجاگر کرے گا۔

تو عزیزانِ محترم! میں نے آپ کی زحمتوں کو تمام کر دیا۔ وہیں بات کو ختم کرتا ہوں جہاں سے میں نے بات کو شروع کیا تھا۔ اس قصے کو جو یہاں تک پہنچ گیا کہ خدا کا گھر کہتے ہیں، بیت اللہ کہتے ہیں، خود بھی مانتے ہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ نے اس کی بناء رکھی ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم دین ابراہیمی پر ہیں۔ ہم ملت ابراہیمی ہیں لیکن دین خدا کی مرضی کا نہیں اپنی مرضی کا دین چلائیں گے۔

سب رسومات اپنی مرضی کی اور نام دین کا۔ کاش کہ وہ خالی رسم رہتے مگر نہیں وہ جب تک دین کا لبادہ نہیں اُڑھائیں گے بات نہیں بنے گی۔

عزادارو! خون ہو جاتا ہے جگر، کیا کیا جائے؟ کیسے سمجھایا جائے؟ یہی الفاظ ہیں، اشاروں ہی میں ساری باتیں کی جاسکتی ہیں؟ اس سے آگے بات نہیں نکالی جاسکتی۔ خوف کی وجہ سے نہیں، مصلحت ہی یہ ہے۔ لوگ سمجھتے نہیں۔

لوگوں کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ کدھر چلے جا رہے ہیں؟ کہاں تک موڑے جاؤ گے دین کی مہار؟ کہاں تک تحریفات؟ کہاں تک آخر؟ کوئی حد ہے؟ کوئی بند بندھے گا کہیں یا نہیں؟

پھر تعجب کی کیا بات ہے کہ جب وہ وارث کعبہ، فرزند کعبہ آئے گا اور کعبے میں کھڑے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہو کر دینِ محمدؐ کو حیات بخشے گا۔ تو تعجب مت کرنا کہ جب ہماری زبانوں ہی سے نکلنا شروع ہو جائے کہ یہ کون سا دین لے کر آ گیا ہے؟ یہ تو ہم نے دیکھا نہ سنا۔ تو بھائی! دیکھتے یا سنتے کیسے؟

اتنا مسخ کر دیا جائے گا، اتنا تبدیل کر دیا جائے گا کہ پتہ ہی نہیں چلے گا کہ اصل کیا ہے اور نقل کیا؟ اور لوگ فخر کریں گے ان تحریفات پہ کہ دیکھا کیسا سارا سال چیختے ہیں مولوی، ہم نے کیا کام کیا؟ نہیں عزیزو! یہ مولوی یا عالم کی بات نہیں ہے۔

اے مومنین کرام! یہ اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی بات نہیں ہے۔ یہ دین حقہ کی بات ہے جس کے لئے حسینؑ اپنے گھر کو اجاڑ رہا ہے۔ یہ اس دین کی بقاء کا معاملہ ہے۔ جس کے لئے حسینؑ نے علی اکبرؑ کی قربانی دی۔ اگر حسینؑ کو یہ منصب ملا، جو موجودات میں کسی کو نہیں ملا۔ کائنات میں، موجودات میں کسی کو نہیں ملا۔ کیوں؟ اس لئے کہ پروردگار نے اس منصب کا اہل پایا۔ تو یہ منصب دیا؟ کہ نہ کوئی نبی، نہ کوئی پیغمبر ..... ایسی قربانی خدا کی راہ میں دے سکا۔ میری راہ میں میرے محبوب محمدؐ کے ..... نواسے کے سوا کوئی ایسی قربانی نہیں دے سکتا، جو حسینؑ دے گا۔ تو یہ منصب بھی کسی کو نہیں ملا۔ کسی نبی، کسی پیغمبر، کسی رسول، کسی امام کی یاد ایسے منائی جاتی ہے؟ منا سکتے ہیں آپ؟

اگر چہ تحریفات کرنے والوں نے نئے نئے راستے بھی نکالنے شروع کئے ہیں۔ مگر نہیں عزیزو! یہ ذکر حسینؑ ہے، جسے خدا نے قائم کیا ہوا ہے۔ ایک وہ ذکر حسینؑ ہے۔ جسے لوگ اپنی نفسانی خواہشات کے لئے کرتے ہیں۔ ایک فطری ذکر ہے۔ کسی بھی امام کی شہادت آپ ایک دن سے زیادہ نہیں منا سکتے یا منائیں گے؟

مولائے کائناتؑ کے تین دن۔ اب کوئی نئی نئی چیزیں ایجاد کر کے لائے کہ صاحب مولا علیؑ کا چہلم بھی کریں گے ہم، تو یہ غیر فطری ہے، اس لے کہ مولا علیؑ کا چہلم منانے والے تھے۔ حسینؑ کا چہلم منانے والا کوئی نہیں تھا۔ اس لئے کہ مولا علیؑ کا سوئم ہفتم وہم کرنے والے تھے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ پروردگار کا احسان ہے۔ یہ پروردگار کا عطیہ ہے۔ہم لوگ تھوڑی کچھ کر سکتے ہیں۔ اگر ہم کچھ کریں گے بھی تو کیا کریں گے؟۔اگر ہم اپنی مرضی کے کاموں کو دین میں داخل کریں گے تو ہمارے نام بھی دین سے انحراف کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے جو لوگوں کو انحراف کے راستے پر لے گئے۔جنہوں نے اسلاف کے راستے سے انحراف کیا، بے دریغ تحریفات کیں۔

لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بولیں۔لوگوں کو انحرافات سے روکیں۔اگر مجھ جیسا ایک آدمی بھی نہ بولے،تو پھر کیا ہوگا۔سکوت طاری ہو جائے گا۔ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ قومیں ایک دو آدمیوں کی کوششوں سے بدلتی نہیں ہیں۔راستہ دھندلا جائے گا کسی کو کچھ نظر نہیں آئے گا۔صدیوں کی تاریخ ہمارے سامنے ہے بلکہ ہزاروں سال کی تاریخ ہمارے پیش نگاہ ہے۔قومیں تبدیل نہیں ہو جاتیں۔

لیکن کانوں تک آواز ضرور پہنچنا چاہیے اور ذمہ داری کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ جتنے اچھے طریقے سے آواز پہنچا سکتے ہو پہنچا دو۔بس افسوس یہ ہے کہ میرے پاس کوئی اچھی خطابت اور اچھا انداز بیان نہیں ہے۔

مگر دل کے سکون کے لئے ناصر کاظمی مرحوم کا یہ شعر عمدہ ہے:

کوشش لازم ہے پیارے
باقی جو اس کو منظور

عزیزو! نتیجہ تو پروردگار کے ذمے ہے۔ہمیں تو فقط اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے پر سرانجام دینا ہے۔لہٰذا بس یہی فکر دامن گیر ہے کہ پیغام تو پہنچے،کوئی تو سوچے، کسی کا ضمیر تو جاگے، کوئی تو بیدار ہو۔

میں صرف اپنے مکتب کی بات نہیں کر رہا، میں تو سارے عالم اسلام کی بات کر رہا ہوں کہ سب نے ایک ہی راستہ اختیار کر لیا ہے۔

کہ دین وہ جو ہماری مرضی کا ہو، جو ہم پسند کریں۔عقیدہ وہ جو ہمارے مزاج کے لئے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پسندیدہ ہو، جسے ہم اپنے افکار کے سانچوں میں ڈھالیں۔

مگر دین تو وہ ہے جو خدا نے تمہارے لئے پسند کیا ..... راستہ تو وہ جو رسولؐ نے دکھایا اور عقیدہ تو وہ ہے جو ائمہ طاہرینؑ کے افکار و کردار کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو۔

عزادارانِ حسینؑ! یہی مسئلہ ہے کہ پچاس سال میں یہاں تک پہنچ گئی بات کہ سید سجاد کوفے کے بازار میں کہہ رہے ہیں کہ وائے ہو تم پر کہ تم میرے نانا کا کلمہ بھی پڑھ رہے ہو اور تمھیں یہی پتہ نہیں کہ تم نے رسولؐ کے گھر کو اجاڑ دیا ہے۔

کیا میں تمہارے رسولؐ کے نواسے کا بیٹا نہیں ہوں؟

کیا ہم تمہارے رسولؐ کی عترت نہیں ہیں؟

یہ تم نے کیا کیا؟

ایسا کر کے تو تم نے اپنے لئے عذاب، اختلاف، انتشار اور فساد کی راہوں کو کھول لیا۔

اب قیامت تک تم اسی طرح رہو گے، تمہیں حق بجھائی نہیں دے گا، تم اسی طرح پشیمان رہو گے، تم اسی طرح فساد میں مبتلا رہو گے۔

الا لعنت اللّٰہ علی قوم الظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چوتھی مجلس

أعوذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَيطٰنِ الرَجِيمْ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ
الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبُّ العَالَمِينْ وَالصَلٰواةُ وَالسَلامُ عَلیٰ أشْرَفِ
الأنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينْ سَيِّدِنَا وَنَبِيِنَا اَبِي القَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الطَّيِّبِينَ الطَاهِرِينَ ألْمَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُاللّٰهِ عَلیٰ أعْدَائِهِمْ
أجْمَعِينَ مِنَ الآنَ اِلیٰ قِيَامِ يَوْمِ الدِينْ أمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ فِی
كِتَابِهِ الْمُبِين وَهُوَ أصْدَقُ الْقَائِلِينْ وَقَوْلَهُ الحَقّ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ
اِنَّ أوَلَ بَيتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكاً وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِيْنَ o
فِيْهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِناً o

عزیزان محترم! بات شروع کرنے کے بعد کل ہم کعبے کی تیسری بنا تک پہنچے تھے ضمناً جو باتیں رہ گئی ہیں جناب ابراہیمؑ کے باب میں پہلے وہ کرلیں اس کے بعد سلسلے کو آگے بڑھائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

زمین پر کعبے کی پہلی بنیاد جناب آدمؑ نے رکھی ہر چند کہ جنت میں ملائکہ پہلے رکھ چکے تھے۔ جناب آدمؑ کے بعد جناب شیثؑ اور ان کے بعد جناب ابراہیمؑ۔ آج اس کی تھوڑی سی تفصیل اور اس کے بعد دوسری باتیں لیکن جناب ابراہیمؑ ہی کے باب میں چار اہم باتیں جن کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بیان کیا جانا ضروری ہے۔

یہاں تک تو بتا دیا تھا ہم نے کہ جناب ابراہیمؑ کے یہاں جناب سارہؑ کے رحم سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جناب حاجرہؑ سے جناب اسمٰعیلؑ کی ولادت ہوئی۔ پھر مسئلہ بیچ میں آیا کہ جناب سارہؑ نے درخواست کی کہ جایئے جناب ہاجرہؑ کو چھوڑ کر آیئے کہیں اور، اور سواری سے بھی نہیں اتریئے گا یعنی ان کو چھوڑیں اور سواری پہ بیٹھے بیٹھے واپس آ جایئے گا۔ جناب ابراہیمؑ واپس آ گئے۔

نوے سال کی جناب سارہؑ ہوئیں اور ایک سو بیس سال کے جناب ابراہیمؑ۔ تو جناب ابراہیمؑ اور جناب سارہؑ کو بشارت ہوئی کہ بیٹا عطا ہوگا جس کی قرآن نے منظر کشی بھی کی ہے کہ مسکرائیں اور ہنسیں کہ اس بڑھاپے میں اولاد ہوگی؟ لیکن بہرحال خدا نے کہا کہ یہ ہماری قدرت کا کرشمہ ہے۔

جناب سارہؑ کے یہاں جناب اسحاقؑ کی ولادت ہوئی۔ جناب اسحاقؑ جناب ابراہیمؑ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ اب یہ دو سلسلے چلے کیونکہ جناب ابراہیمؑ نے امامت کو دیکھ کے امامت کی دعا مانگی۔ وہ جو سلسلہ ہے آج اسی سلسلے کو لے کے چلیں گے۔ **واذ ابتلٰی ابراھیم ربّہ بکلماتٍ فاتمّھنّ قال انّی جاعلک للنّاس اماماً ط**

جب سارے امتحانات میں جناب ابراہیمؑ پورے اُترے تو ہم نے کہا کہ ہم تمہیں امام بنائیں گے۔ جناب ابراہیمؑ نے بھی اسی کی تمنا کی۔ یہ نہیں کہا کہ میں رسول ہوں، میں خلیل ہوں امامت دے کر تو مجھے ڈی گریڈ کر رہا ہے، تنزلی سے دوچار کر رہا ہے۔ جناب ابراہیمؑ جو کچھ دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے بھی اسی کی تمنا کی۔ پروردگارا! تو میری ذریت میں امامت دے دے اور بتا دیا گیا کہ جو عہد کی اہلیت رکھتے ہیں ان تک عہد پہنچے گا، ظالمین تک یہ عہد نہیں پہنچے گا۔

تو امامت قرار دی گئی ذریت اسمٰعیلؑ میں۔ دوسرے بیٹے جناب اسحاقؑ ہیں۔ ان کے صلب میں گئی نبوت۔ جتنے بھی انبیاءؑ آئے بنی اسرائیل ہیں۔ اسرائیل کا عبرانی زبان میں مطلب ہے۔ عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب یعقوبؑ کے بارہ بیٹے ہیں تو وہ کہلائے بنی اسرائیل۔ تو سلسلہ نبوت وہاں چلا گیا۔ اسی بناپر یہودیوں کو یہ گمان تھا کہ وہ آخری نبی بھی ہم میں ہی آئے گا لیکن کیونکہ نورامامت یہاں قرار دیا گیا تھا اور دیکھئے فرق کتنا ہے نورامامت میں۔

ایک فرق، جو تاریخ کا ایک اہم سوال ہے۔ کیا جاسکتا ہے یہ سوال کہ بتائیے کیا جناب موسیٰؑ الوالعزم پیغمبر تھے؟ تھے الوالعزم پیغمبرؑ۔ کیا صاحب کتاب نہیں تھے؟ صاحب کتاب تھے جناب موسیٰؑ، آپ پر توریت نازل ہوئی۔ جناب ابراہیمؑ بھی الوالعزم پیغمبر تھے۔ ان پر بیس صحیفے نازل ہوئے۔ جو صحف ابراہیمی کہلاتے ہیں۔ جناب ابراہیمؑ بھی الوالعزم پیغمبر، جناب موسیٰؑ بھی الوالعزم پیغمبر پھر کیا وجہ ہے کہ جناب موسیٰؑ کا ڈرنا تین جگہ ملتا ہے قرآن میں، جناب موسیٰؑ کے خوف کا تذکرہ ہے۔ جھجکے اور خوف محسوس ہوا، کہاں؟ تین جگہ

پہلی بار جب پروردگار نے حکم دیا کہ جائیے فرعون کی طرف اس نے سرکشی کی ہے، اس نے طغیان کیا ہے۔ جناب موسیٰؑ نے کہا مجھے ڈر ہے کہ ان کا میں ایک جرم کر چکا ہوں۔ ان کی طرف سے الزام ہے ایک جرم کا، فرعون کے قانون کے مطابق کہیں مشکل نہ ہو جائے، کہا مت ڈرو، جاؤ، مت گھبراؤ مت خوف کھاؤ۔ ایک یہ موقع ہے۔

دوسرا موقع طور پہ آگ نظر آئی۔ جیسے ہی آگ کے قریب گئے آواز آئی۔ قرآن کہتا ہے مت گھبراؤ، قریب آؤ، میں تمہارا رب ہوں۔ یہ خوف اور ڈر کا تیسرا موقع ہوا۔

قرآن میں تین مقامات ہیں جناب موسیٰؑ کے حوالے سے آپ اسے جھجک کہہ لیجئے۔ جب کہ الوالعزم پیغمبر ہیں۔ پروردگار کہہ رہا ہے مت خوف کھائیے۔ آپ بھی اپنا عصا پھینکیے مطلب یہ ہے کہ کچھ خوف ہوا تب ہی تو قرآن کہہ رہا ہے "لا تخف" مت ڈرو، پھینکو تم بھی اپنا عصا۔

اب دیکھئے! جناب ابراہیمؑ کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟ جناب جبرائیلؑ سے کہا مدد کرو۔ جناب ابراہیمؑ کیا جواب دیتے ہیں؟ جناب ابراہیمؑ کہتے ہیں تم سے کوئی حاجت نہیں، اگر حاجت ہے تو اللہ سے۔ نمرود کے مقابلے پہ ڈٹے تو ایسے ڈٹے کہ اس نے کہا انھیں اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سرزمین سے نکال دو، ان کا سارا مال واسباب ضبط کرلو۔ تو جناب ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ میری ساری عمر دے دے جو میں نے کمانے میں صرف کی ہے۔ مجھے کوئی خوف نہیں تیرا۔

جتنے بھی مقامات آ رہے ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ جناب ابراہیمؑ پر خوف کا شائبہ تک نہیں۔ بیٹے کی قربانی کا معاملہ آیا۔ نبی کا خواب ہے، عام انسان کا تو خواب نہیں ہے۔ یہاں تو عام انسان اپنے خوابوں اور بشارتوں کا پتہ نہیں کیا کیا کرنے بیٹھ جاتا ہے مگر ایک عجیب بات یہ ہے کہ عام انسانوں کی بشارتیں ان کے منفعت اور منافع کے سامان لاتی ہیں ان کے انحرافی جذبوں کی تسکین ہی کا باعث ہوتی ہیں، قربانی کا نہیں۔ یہ کرلو، وہ کرلو۔ مگر جناب ابراہیمؑ تو پیغمبر ہیں، اولوالعزم ہیں۔ بیٹے سے کہا کہ میں تمہیں خواب میں قربان کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ حکم نہیں ہے، حکم ہوتا تو جناب ابراہیمؑ فوراً بجالاتے۔ یہ امتحان کی منزل ہے۔

بس جب تیسری چوتھی بار ایسا ہوا تو جناب ابراہیمؑ جوان بیٹے کو قربانی کے لئے لے چلے۔ بھٹکانا چاہا شیطان نے کبھی بیٹے کو، کبھی باپ کو، کبھی ماں کو لیکن تینوں ثابت قدم استوار، امتحان کی منزل میں، اس کا کیا سبب ہے؟

جناب ابراہیمؑ بھی پیغمبر، جناب موسیٰؑ بھی پیغمبر، جناب ابراہیمؑ میں ایک قدم پہ بھی نہ خوف ہے نہ جھجک، اور جناب موسیٰؑ پہ تین جگہ واضح خوف کی نشاندہی قرآن کررہا ہے کہ جھجک بھی ہوتی، خوف بھی پیدا ہوا اور جناب موسیٰؑ ڈرے بھی۔

مسئلہ کیا ہے؟ مسئلہ یہی ہے کہ نبوت گئی جناب اسحاقؑ کے صلب میں، جناب اسحاقؑ کے صلب میں نبوت چل رہی ہے، جناب موسیٰؑ کے صلب میں امامت کا نور نہیں ہے۔ جناب ابراہیمؑ کی بے خوفی یہ بتا رہی ہے کہ ائمہ طاہرینؑ کے انوار مطہرہ، انوار مقدسہ ہوں گے۔ جہاں یہ انوار مطہرہ ہوں گے۔ اس میں رسولؐ کا بھی نور، اس میں علیؑ کا بھی نور، اس میں حسنؑ کا بھی نور، اس میں حسینؑ کا بھی نور۔ اسی لئے کربلا کو خواب ابراہیمؑ کی تعبیر کہا جاتا ہے۔

اب جب جناب ابراہیمؑ و جناب اسمٰعیلؑ کے صلب میں انوار موجود ہیں تو ان انوار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقدسہ کی موجودگی میں، جس صلب میں یہ موجود ہوں گے، اس صلب کے قریب، اس فرد کے قریب، اس ہستی کے قریب خوف کا گزر نہیں ہوسکتا۔

جتنے بھی بنی اسرائیل کے انبیاءؑ ہیں کہیں نہ کہیں یا ترک اولیٰ مل جائے گا، معصیت نہیں، غلطی نہیں، ترک اولیٰ۔ خوف یا جھجک کا شائبہ مل جائے گا مگر ادھر ایسا نہیں ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کے صلب میں وہ پاک اور مطہر انوار ہیں ائمہ طاہرین کے، معصومینؑ کے، تو ان کی موجودگی میں خوف کا گزر ہو نہیں سکتا۔ تو یہ فرق تھا جناب ابراہیمؑ کے صلب میں اور جناب موسیٰؑ کے صلب میں کہ وہاں معصومینؑ کے انوار مقدسہ نہیں تھے، یہاں یہ سب کے سب موجود تھے لہٰذا نبوت وہاں گئی اور ایک فرق اور بھی ہے۔ بھلا یہ فرق کیوں رکھا گیا پروردگار کی طرف سے جو ایک طرح کی تنبیہ بھی تھی کیونکہ جناب ہاجرہؑ نے جناب ابراہیمؑ کی اطاعت اس طرح سے کی کہ اگر بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ رہا ہے پیغمبرؑ، خدا کا حکم ہے لہٰذا قبول۔ اے ابراہیمؑ آپ جایئے اگر رب کا یہ حکم ہے تو آپ مجھے صابرہ پائیں گے جب کہ جناب سارہؑ نے حسد اور رقابت کا اظہار کیا تھا۔ خدا نے اس پہ کوئی تادیب نہیں کی۔ کوئی سزا نہیں دی لیکن بس اتنا فرق رکھا۔

جناب اسمٰعیلؑ کو جناب سارہؑ تھوڑی دیر کے لئے بھی برداشت نہ کرسکیں کہ جناب ابراہیمؑ زیادہ پیار اسمٰعیلؑ کو کریں اور کم پیار اسحاقؑ کو کریں یا اسمٰعیلؑ کو زانو پہ بٹھائیں اسحاقؑ کو نہ بٹھائیں۔ امامت کا نور ادھر آیا، ختم نبوت اور امامت جناب اسمٰعیلؑ کی ذریت میں آئی اور نبوت اُدھر چلی گئی۔

تنبیہ کے بارے میں اپنی بات کی اور وضاحت کردوں کہ تنبیہ کیا چیز ہے۔ جناب یوسفؑ، جناب یعقوبؑ کے بیٹے ہیں۔ جناب یوسفؑ کی اولاد میں نبوت نہیں گئی۔ جناب یوسفؑ کے بھائی لاوی کی نسل میں نبوت گئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ جناب یوسفؑ کو بھی تنبیہ کرنا مقصود تھی۔ کسی موقع پر کی مناسبت سے تنبیہ کہ جب باپ آ رہا ہے اور یہ عزیز مصر ہیں، حکمران ہیں مصر کے، وزیر اعظم کہہ لیجئے یا بادشاہ کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ جناب یوسفؑ سواری سے اتر جاتے۔ پروٹوکول

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتا ہے نا۔ اگر اماں وزیر اعظم ہے یا بیوی وزیر اعظم ہے تو ہوا کرے۔ تم گھر میں اماں ہوگی تم گھر میں شوہر ہوگے۔ سڑک پہ پیچھے پیچھے چلنا ہے۔ پروٹوکول ہے۔ تو بس پروٹوکول نے کیا کیا؟ اس نے اجازت نہیں دی، جھک گئے باپ کے استقبال کے لئے نہیں اُترے، پیغمبر ہیں جناب یعقوبؑ۔ سواری پہ تھے جناب یوسفؑ فوراً جبرائیل آئے اور کہا ہاتھ نکالئے اپنا ذرا آستین سے، ہاتھ ایسے بلند کیا تو محسوس کیا جیسے کوئی نور نکل کے جا رہا ہے۔

جناب یوسفؑ حیران ہو کے پوچھتے ہیں یہ کیا ہے؟ کہا یہ نورِ نبوت تھا جو آپ سے سلب کر لیا گیا۔ آپ تو نبی ہیں، پیغمبر ہیں مگر آپ کی نسل میں نبوت نہیں ہوگی۔ پوچھا کیوں؟ جواب ملا اپنے باپ کے احترام میں اُترے کیوں نہیں؟ اپنے باپ کے احترام پر پروٹوکول کو کیوں مقدم جانا؟ اس لئے کہ باپ کا احترام حکمِ الٰہی ہے۔

اب اس احترام ہی کے باب میں جناب ابراہیمؑ کا ایک واقعہ مکمل کر دوں کہ سنتِ الٰہی کیا ہے؟ میں نے کل مصر کے بادشاہ کا واقعہ آپ کو بتایا کہ جس نے صرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی تھی جناب سارہؑ کی طرف اور جب دوبارہ یہ واقعہ ہوا تو توبہ کی اس نے، رعب بیٹھ گیا اس کے دل میں، سمجھ گیا کہ یہ خدا کا رسولؑ ہے۔ اس کو واقعہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ وہی شخص ہے، آگ بھی جسے جلا نہ سکی تھی۔ تو یہ جب شہر سے باہر تک چھوڑنے آیا تو یہ پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ وحی آئی اے ابراہیمؑ اب جب تم ایک بادشاہ پہ غلبہ پا چکے ہو تو اس کو آگے کر دو تم پیچھے چلو۔ بادشاہ ہے اور یہ مغلوب ہو گیا ہے تم سے۔ یہ بہر حال اس کا ایک منصب ہے اور تمہارے رعب و جلال کی وجہ سے یہ تمہارے پیچھے پیچھے چل رہا ہے یعنی ایک اخلاقی تربیت ہو جاتی ہے کہ اب اس نے اتنا کیا۔ اب تم اس کی بھی عزت کرو۔ ابراہیمؑ تم اس کو آگے کر دو اور خود اس کے پیچھے ہو جاؤ۔

تو یہ سنتِ الٰہی ہے، مقام کو مقام دینا ہے لیکن اس طرح سے نہیں کہ چاپلوسی لگنے لگے۔ خوشامد کی طرح نہیں، جو موقع ہے احترام کا اس موقع پر احترام کرو۔ اب اولوالعزم پیغمبر سے پروردگار بادشاہ کا احترام اس لئے کرا رہا ہے کہ اب یہ ایمان لا چکا۔ اس نے تمہیں مان لیا بہر حال

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کا ایک منصب ہے اور یہ احترام میں ہی پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔

ان چیزوں کی جس نے بھی رعایت نہیں کی وہ نقصان میں رہا، چاہے وہ نبی کیوں نہ ہو، تو جناب یوسفؑ سے نورِ نبوت ان کے بھائی لاوی میں چلا گیا انہی کی اولاد میں جناب موسیٰؑ ہیں۔

تو یہ فرق ہوا، یہاں انوار مقدسہ تھے ائمہ طاہرینؑ کے جو منتقل ہوئے جناب اسمٰعیلؑ کی طرف۔ اب قربانی کے مرحلے سے بھی گزر گئے۔ آیات سلسلے سے چلتی ہیں۔ دعائیں جناب ابراہیمؑ کی ان کے کچھ افعال کو نقل کرتی ہیں، کعبے کی تعمیر کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ پھر ہم تیسرے مرحلے کی طرف جائیں گے۔

سورۂ بقرہ کی ایک سو چھبیس ۱۲۶ ویں آیت میں ارشاد ہوا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا جب ابراہیمؑ نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے پالنے والے! اس شہر کو امن کی جگہ قرار دے۔

رب اجعل .... و الیوم الآخر اور اس شہر کے لوگوں کو مختلف طریقوں سے رزق عطا فرما یعنی رزق کی نعمتوں سے مالا مال کر دے۔ ثمرات ثمر کی جمع مگر پھل ہی کے معنی میں نہیں بلکہ جتنی نعمتیں ہیں رزق کی ان سے انھیں مالا مال کر دے، کن کو؟ من آمن باللہ و الیوم الآخر جو لوگ تجھ پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں۔ پروردگار کی بارگاہ میں جناب ابراہیمؑ کی یہ دعا ہے۔ ہم نے اس دعا کو قبول بھی کر لیا۔ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ اس کو امن کا شہر بھی قرار دے دیا اور اس کو رزق کی نعمتوں سے بھی مالا مال کر دیا۔ ایسا اہتمام کر دیا ایسی سنگلاخ اور خشک سرزمین میں کہ اس شہر والوں کو دو چیزوں کی پروا بھی نہیں ہوگی۔

ایک رزق کی

ایک دشمن کے خوف کی

دشمن کا خوف بھی ان سے اٹھا لیا۔ ابراہیمؑ ہم نے آپ کی یہ دعا بھی قبول کر لی۔

اس کے بعد والی آیت میں وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور اے رسول یاد کیجئے جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کعبے کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے، کعبے کو بنا نہیں رہے تھے، بنیادیں نہیں رکھ رہے تھے۔ آیت کے الفاظ موجود ہیں کہ بنیادیں موجود ہیں ان کو بلند کر رہے تھے۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اس گھر کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے یعنی بنیادیں موجود تھیں۔ جناب آدمؑ کی بنائی ہوئی، جناب شیثؑ کی بنائی ہوئی۔ یہ کیا کر رہے تھے؟ ان بنیادوں کو بلند کر رہے تھے۔

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم تو جب بلند کرتے جاتے تھے تو یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے۔ پروردگار ہمارا یہ عمل قبول کرلے۔ بے شک تو علیم بھی ہے اور سمیع بھی ہے۔ تو جاننے والا بھی ہے اور تو سننے والا بھی ہے۔

اس کے بعد کی دعا ہے ستائیسویں آیت میں ربّنا واجعلنا مُسلمین لک اے پالنے والے! ہم دونوں کو مسلم یعنی سر تسلیم خم کرنے والا قرار دیدے ہم دونوں کو مسلم قرار دیدے۔ ومن ذرّیّتنا اُمّۃ مّسلمۃ لّک اور ہماری اولاد میں بھی ایک ایسی امت کو پیدا کر جو مسلم ہو، تیری بارگاہ میں سر تسلیم خم کرنے والی ہو، اور ہمیں عبادت کے انداز سکھادے، اپنی عبادت کا طریقہ بتادے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جناب نوحؑ کے بعد سے جو طواف ہو گیا کا اب جناب ابراہیمؑ کس طرح سمجھائیں؟ کعبے میں طواف کے لئے لوگ تو آتے ہیں اس وقت بھی آتے تھے۔ ذہن میں رکھیئے گا کہ جناب ابراہیمؑ سے پہلے بھی کچھ عرب آتے تھے جینے کہانی قصوں میں سن رکھا تھا کہ یہاں جناب آدمؑ نے خدا کا گھر بنایا تھا تو وہ آتے تھے اپنے مخصوص دنوں میں طواف کیا، زیارت کی اپنی انداز میں اور چلے گئے۔

جناب ابراہیمؑ کعبے اور مناسک حج کو دوبارہ حیات بخش رہے ہیں، اس کو زندہ کر رہے ہیں۔ اب آبادی ہو گئی۔ اب قبیلہ ہو گیا۔ انھیں بتانا ہے کہ کیسے عبادت کرنی ہے وارِنا مناسکنا وتُب علینا اِنّک اَنتَ التّواب الرحیم بارالٰہ! ہمیں عبادت کا سلیقہ سکھادے۔ جناب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابراہیمؑ نے لوگوں کو اپنی طرف سے عبادت کا طریقہ نہیں دیا۔ جناب اسمٰعیلؑ نے اپنی طرف سے ایجاد کر کے لوگوں کو عبادتیں نہیں دیں۔ پروردگار تو ہمیں سکھا دے۔ بتایا کہ عبادت وہی ہوتی ہے جو اللہ کی طرف سے تعلیم کی جائے۔

عبادت وہی ہوتی ہے جو رسولؐ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر تعلیم دیتا ہے۔

عبادت وہی ہے کہ امام اپنی طرف سے نہیں دیتا بلکہ امام اسی عبادت کی تعلیم دیتا ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے۔

ہر نبی نے ایسا ہی کیا، یہ تھوڑی کیا کہ میں ایسا کر رہا ہوں تم بھی ایسا کرو۔ ربی أرنا مناسکنا بارالٰہا! ہمیں عبادت کے طریقے سکھا دے، کیسے عبادت کریں؟

بارالٰہا! تو ہماری توبہ کو قبول کرلے۔ وتب علینا انک انتَ التَّواب الرحیم تو رحیم بھی ہے اور سب سے بڑا تواب یعنی توبہ قبول کرنے والا بھی۔

اب سب کچھ ہوا، عبادت کا طریقہ بھی سکھایا گیا۔ حج کا طریقہ بھی بتا دیا۔ اس کے بعد وابعث فیھم رسولاً ایک امت کو خلق کر جو مسلمان ہو اور انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث کر دے۔ وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتک جو ان لوگوں میں تیری آیات کی تلاوت کرے۔

سورۂ بقرہ کی ایک سو اٹھائیسویں آیت اسی سلسلے سے چل رہی ہے۔

جو تیری آیات کی تلاوت کرے۔ ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے ویزکّیھم اور ان کا تزکیۂ نفس بھی کرے یعنی تیرے احکام کی تعلیم دے۔ یعنی ان کا تزکیۂ نفس کرے، اپنی مرضی کی عبادتیں نہیں۔

یہ پہلا مرحلہ خانۂ کعبہ کی تکمیل کے بعد جناب ابراہیمؑ نے لوگوں کو بتایا کہ دیکھو عبادت ایسے کرنی ہے جیسے خدا نے بتائی ہے۔ تمام مناسک بتائے جبرائیلؑ نے جیسے جناب آدمؑ کو کراتے تھے۔ جناب ابراہیمؑ جناب اسمٰعیلؑ اور جناب ہاجرہؑ، تینوں کو حج کرایا گیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طریقہ رائج ہو گیا، عبادت آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ جناب ابراہیمؑ کا بیت المقدس میں انتقال ہو گیا۔ کیونکہ جناب سارہؑ کا حکم ہے کہ جاؤ مل کے واپس آ جاؤ۔ بیت المقدس میں جناب ابراہیمؑ کا انتقال ہوا یا فلسطین کی سرزمین پر۔

جناب ہاجرہؑ کا انتقال ہوا مکہ میں۔ خانہ کعبہ کا جو قوس بنا ہوا ہے۔ اس میں مدفن ہے جناب ہاجرہؑ کا۔ جناب اسمٰعیلؑ نے پہلے شادی کی ایک عمالقہ عورت سے۔ تزکیۂ نفس اور اخلاقی تربیت ہر جگہ ہے۔ اپنے ذہن میں ایک چیز بنا لینا، تصورات کی دنیا بسا لینا اور چیز ہے۔ حقیقت کی دنیا میں، انبیاءؑ اور ائمہ طاہرینؑ کی تعلیمات کو سمجھنا وہ اور چیز ہے۔

اب تزکیۂ نفس کا یہاں بھی ایک پہلو سامنے آتا ہے۔ عمالقہ کی عورت سے جناب اسمٰعیلؑ نے شادی کی۔ جناب ابراہیمؑ تو آتے ہی ہیں مہینہ دو مہینہ میں، حج کے لئے تو ہر سال ہی آتے ہیں۔ سال بھر کے بعد آئے دیکھا جناب اسمٰعیلؑ نہیں ہیں گھر پہ۔ ایک خاتون نکلی، بتایا میں باپ ہوں اسمٰعیلؑ کا۔ پوچھا کیسی گزر رہی ہے۔ بہت خراب گزر رہی ہے۔ بالکل بھی کرم نہیں ہے اللہ کا۔ بہت حالات خراب ہیں۔ رکنے کو بھی نہیں کہا بلکہ بہت تلخ باتیں کیں۔

جناب ابراہیمؑ نے کہا کہ جب اسمٰعیلؑ آ جائے تو اسے یہ خط دے دینا۔ اس خط میں ایک جملہ لکھ دیا، اپنے گھر کی چوکھٹ کو بدل دو۔ جناب اسمٰعیلؑ آئے، پوچھا کوئی آیا تھا۔ کہا کہ ایک بوڑھا سا شخص آیا تھا کنعان کی سرزمین سے۔ یہ دے گیا ہے تمہارے نام خط۔ پڑھا اور سمجھ گئے جناب اسمٰعیلؑ۔ فوراً اسے طلاق دے دی۔

دوسری شادی مزاح بن عمرو کی بیٹی سے کی۔ پھر آئندہ سال آئے جناب ابراہیمؑ۔ یہ اخلاقی تربیت دے دی کہ گھر میں ماحول کیسا ہونا چاہیئے۔ جو مرد اپنے گھر کے ماحول کو نہیں سنبھال سکتا۔ کنٹرول نہیں کر سکتا تو وہ باہر، معاشرے کو سدھارنے کی باتیں کیسے کر سکتا ہے؟ اسے حق نہیں ہے باہر جا کے لن ترانیاں کرے اور اس کے اپنے گھر میں یہ عالم ہو؟

اسی لئے جناب ابراہیمؑ نے بیٹے کو نصیحت کی فوراً اس چوکھٹ کو بدلو۔ دوسرے سال

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آئے جناب ابراہیمؑ ۔ جناب اسمٰعیلؑ اس بار پھر گھر پہ نہیں ہیں ۔ خاتون خانہ نے چادر میں گھر سے سر باہر نکالا ۔ کہا مہمان ہوں ۔ کہا اسمٰعیلؑ تو گئے ہوئے ہیں ۔ کہا کیسے حالات ہیں تمہارے؟ خاتون نے جواب دیا خدا کا شکر ہے بہت اچھے ہیں ۔ خدا کا کرم ہے ۔ کہا میں جاتا ہوں بتا دینا ۔ کہا نہیں، ٹھہر جائیے ۔ میں دیکھ رہی ہوں آپ کے سر کے بال گرد آلود ہیں ۔ آپ ضعیف انسان ہیں ۔ اتنی اجازت دے دیجئے کہ میں برتن میں پانی لا کر آپ کا پیر دُھلا دوں ۔

جناب سارہؑ نے کہا ہوا ہے کہ سواری سے اترنا نہیں ہے، گھوڑے سے اترنا نہیں ہے لہذا پتھر پر پیر رکھا، دوسرا پیر رکاب میں ہے ۔ اب وہ مومنہ سر کے بالوں کو بھی دھوتی ہے، پیر کو بھی دھوتی ہے ۔ پھر دوسری طرف آتی ہے دوسرا پیر دھونے کے لئے ۔ جناب ابراہیمؑ ایک ایک چیز کا جائزہ لے رہے ہیں ۔

زادِ راہ کے لئے اصرار کرتی ہے اور کہتی ہے اگر آپ ٹھہر جاتے تو زیادہ بہتر تھا ۔ میرے گھر میں لیکن اگر آپ کو جلدی ہے تو آپ کی مرضی ۔ کہا اسمٰعیلؑ آئے تو یہ خط دے دینا ۔

جب جناب اسمٰعیلؑ آئے تو پوچھا کوئی آیا تھا کہا کنعان کی سرزمین سے ایک بوڑھا شخص آیا تھا اور اس خط میں لکھا ہوا ہے کہ گھر کی چوکھٹ کی رعایت اور محافظت کرو ۔

فرق بتا دیا دونوں کے لئے کہ دیکھو کیسا ہونا چاہیئے ۔ خاتون کے لئے بھی اس میں ایک نصیحت، مرد کے لئے بھی ایک نصیحت کہ گھر کو کیسا ہونا چاہیئے ۔ گھر کے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں، گھر کے اندر کے حالات رشتہ داروں پر اپنی مظلومیت جتانے کے لئے کہ بڑی صابرہ بڑی مظلومہ ہوں کس طرح میرا وقت گزر رہا ہے نہیں یہ اچھا نہیں ہے ۔

اچھی خاتون وہی ہے ۔ اچھی عورت وہی ہے کہ جو صبر کے ساتھ، ہمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتی ہے اور اپنی پریشانیوں کو دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتی ۔

اس دوسری عورت سے جناب اسمٰعیلؑ کی نسل بڑھی ۔ جب نسل بڑھی جناب اسمٰعیلؑ کے حالات خراب ہونا شروع ہوگئے، بعد میں کیا ہوا ۔ مذہب تو ہے نا؟ دین ابراہیمی کا نام تو ل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گیا۔ ملتِ ابراہیمی کا نام تو ل گیا۔ اب جس کو جو کچھ اچھا لگا اس نے دین میں اسے شامل کرنا شروع کیا۔ کہاں تک روکے آدمی، ایک دو تین چار پانچ، جناب قیدار وصی بنے اقتدار ان کے حوالے ہوا، جناب قیدار کی چوتھی یا پانچویں کیونکہ یہاں پر چار پانچ سلسلے ہیں۔ کوئی کہتا ہے جناب عدنانؑ ابن آد کوئی کہتا ہے پانچویں پشت میں اس لئے جناب رسول خداؐ نے کہا بس عدنانؑ تک جانا۔ یہاں بس ایک سلسلہ ہے جناب عدنانؑ تک۔ جناب عدنانؑ ہی وہ پہلی شخصیت تھے جو سردار کی صورت میں مکہ میں ابھری۔ جناب عدنانؑ سردار بنے اور اس طرح سے بنے کے جیسا میں نے کل عرض کیا تھا ایک ایک فرد اور ایک ایک انمٹ کارنامہ، شجرے اور دیگر تفصیلات کے ساتھ اب سے دو تین سال پہلے، میں یہاں ایک عشرے میں بیان کر چکا ہوں۔ وہ تکرار میں نہیں کروں گا کیونکہ ہمیں کعبے کی تعمیر کو لے کر چلنا ہے۔

پہلا غلاف جو کعبے پہ اڑھایا وہ جناب عدنانؑ کا کارنامہ تھا۔ ایک سُنت کے طور پر اب ہر سال حج کے موقع پر غلاف کو بدلا جاتا ہے۔ غلاف کعبہ کو نہ رسولؐ نے ہٹایا نہ کسی امامؑ نے ہٹایا۔ اگر یہ کوئی بدعت ہوتی، اگر یہ سنت الٰہی کے خلاف کوئی بات ہوتی تو رسولؐ نے جس طرح زمانہ جاہلیت کی رسموں کو ترک کر دیا تھا، مٹا دیا تھا۔ اس کو بھی مٹا دیتے مگر آپؐ نے فرمایا اس کو باقی رکھو۔ یہ میرے جدّ عدنانؑ کی سُنت ہے اور یہی سُنت الٰہی ہے یعنی مرضی پروردگار یہی ہے۔ منشائے الٰہی ہے کہ اس پر غلاف چڑھا رہے۔

کچھ تذکرہ جناب معدؑ ابن عدنانؑ کا بھی ہو جائے، بختِ نصر کا دور ہے۔ بخت نصر کون؟ جس کو یہودیوں پر مسلط کیا تھا پروردگار نے۔ وہ جو اشارہ ہے سورہ فتح میں۔ **الم تر کیف فعل ربک بعادِ ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد** .... یہاں عاد، ثمود اور فرعون کا ذکر اور ایک اور جگہ عذاب کا ذکر کہ کس طرح ہم نے اصحاب اخدود کا جہاں پر ذکر آیا ہے کہ ان لوگوں نے کیا کیا تھا۔ نصرانیوں کو جو اس وقت نئے توحید پرست تھے۔ نیا دین عیسائی تھا بہر حال یہودیت کے بعد جو جدید دین آیا تھا وہ عیسائیت تھا۔ اگر چہ تحریف ہوگئی تھی لیکن

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسلام تو نہیں آیا تھا، عیسائیت تھی۔ عیسائیوں کو خندق میں ڈال کے جلا دیا تھا۔ یہودیوں نے خندقیں کھود رکھی تھیں اس میں ڈال کے جلا دیتے تھے۔ تو یہ ظلم جب حد سے گزر گیا تو پروردگار نے ان پر بخت نصر جیسے بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے دنیا میں تہلکا مچا دیا۔

قتل و غارت گری کرنے والے بادشاہوں پر قہر بن کر نازل ہوا تھا بخت نصر۔ کافر تھا قتل و غارت کرتا ہوا مکہ بھی پہنچا کیونکہ اس کو تو پوری دنیا پہ فرماں روائی کا شوق تھا کہ دنیا کی ساری زمین پہ میرا قبضہ ہو۔ تو جناب عدنانؑ جو دلیر و شجاع تھے انہوں نے پورے لشکر کا مقابلہ کیا حالانکہ مکہ کتنا سا تھا مگر جناب عدنانؑ آخر تک لڑتے رہے یہاں تک کہ بخت نصر کے ساتھی ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے' بھاگ گئے اور جناب عدنانؑ کو بھی شام جانا پڑا یعنی مکہ چھوڑ دیا۔

بخت نصر مر گیا اور جناب عدنانؑ کا یمن میں انتقال ہوا۔ ان کے بیٹے جناب معدؑ ابن عدنانؑ کو پھر مکہ والے لے کے آئے کہ سرداری کا حق تمہی کو ہے۔

معدؑ ابن عدنانؑ مکے آئے اور انہوں نے پہلی بار حدود حرم کو معین کیا۔ کل میں نے اشارہ بھی کیا تھا۔ پورے حرم کی حدود کے پتھر لگائے گئے اب وہ پتھر تو نہیں رہے مگر جناب معدؑ ابن عدنانؑ کی معین کردہ حدود میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اب دوسرے پتھر جو لگائے گئے ہیں وہ اپنی اسی پرانی جگہوں پر لگائے گئے ہیں جو جناب معدؑ کی معین کی ہوئی تھیں۔

جناب معدؑ نے یہ سارا منیٰ' مزدلفہ اور عرفات گھوم کے حرم کی حدود معین کیں کہ یہ حرم ہے۔ اگر جناب معدؑ وصی نہ ہوتے، معدؑ زمین پر حجت خدا نہ ہوتے تو انہیں کیسے معلوم ہوتا کہ حرم کی حدود یہ ہیں؟ حرم کی حدود صحیح اس لئے قرار پائیں کہ رسولؐ نے اعلان کیا کہ جو میرے جد معدؑ ابن عدنانؑ نے حرم کی حدود معین کی ہیں وہی حقیقی حدود حرم ہیں تو بس اس کا مطلب یہ ہے کہ معدؑ ابن عدنانؑ وصی ہیں، اپنے دور میں زمین پر حجت الٰہی ہیں۔ جانشین ہیں جناب ابراہیمؑ کے بھی' جناب اسمٰعیلؑ کے بھی لیکن ماحول اتنا بدل چکا تھا کہ اعلان نہیں کر سکتے۔ بتا نہیں سکتے مگر اپنے منصب و سرداری کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے وہ نشانات لگائے جناب معدؑ ابن عدنانؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے۔ یہ ان کی سُنت ہوئی۔

جناب معدؑ کے بیٹے نزارؑ ہوئے یعنی جناب عدنانؑ کے پوتے' نزارؑ وہ پہلے شخص ہیں حضورؐ کے آباءواجداد میں جنہوں نے عربی رسم الخط ایجاد کیا کہ اس کی ضرورت پڑے گی تمہیں۔ اور آپ یہ دیکھئے! کہ اسی رسم الخط میں قرآن نازل ہوا۔ اسی زبان میں' اسی لینگوئج میں' اسی رسم الخط میں جو نزارؑ ابن معدؑ نے ایجاد کیا اسی میں قرآن نازل ہوا یہ تصدیق کرنے کے لئے کہ نزارؑ بھی وصی رسول ہیں۔ یہ بھی جناب ابراہیمؑ اور جناب اسمٰعیلؑ کے وارث ہیں۔

ان کی نسلیں پھیلتی جارہی ہیں لیکن وہ انوار مقدسہ تو ایک صلب سے دوسرے صلب میں آتے جارہے ہیں۔ جس پشت میں انوار مقدسہ منتقل ہوتے ہیں وہی وارث قرار پاتا ہے۔ وہ وصی قرار پاتا ہے اور انہی نزارؑ کے بیٹے جناب الیاسؑ ہوئے۔ جناب رسول خداؐ کے اجداد میں سے جناب الیاسؑ وہ فرد ہوئے کہ حضورؐ کے سامنے جب کسی نے جناب الیاسؑ کو برا بھلا کہا تو فوراً رسول خداؐ نے فرمایا: خبردار! میرے جد الیاس کو برا نہ کہنا، سب وشتم نہ کرنا اس لئے کہ وہ مومن کامل تھے۔ سیرت حلبیہ کی پہلی جلد میں بھی یہ حدیث مبارک موجود ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی' ہمارے یہاں تو ہے ہی' لیکن میں نے برادران اہلِ سنت کی حدیث کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ دونوں جگہ یہ چیز موجود ہے۔ سیرت حلبیہ نے اس حدیث کو نقل کر دیا ہے۔ اب تازہ آنے والی کتابوں کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ نئے ایڈیشنز کے ناشرین ایسی ساری چیزوں کو نکالتے چلے جارہے ہیں لیکن بہرحال پرانے کتاب خانوں میں یہ کتاب سیرت حلبیہ موجود ہے جس میں یہ حدیث ہے کہ جیسے ہی رسولؐ نے سنا آپؐ غضب ناک ہوئے۔ جناب الیاسؑ کے لئے کہا کہ وہ کامل مومن تھے۔ خبردار! ان کو بُرا بھلا مت کہنا۔ جناب الیاسؑ، جناب رسالت مآبؐ کے وہ جدّ ہیں کہ جن کے بارے میں نص صریح بھی موجود ہے۔

جناب الیاسؑ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے دوبارہ سُنت ابراہیمیؑ کو قائم کیا یعنی وہ جو تحریفات ہونا شروع ہوئی تھیں شروع میں تو تعاون ومزاحمت ہوتی ہے نا؟ حالات تو بعد میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خراب ہوئے۔ حضورؐ کے چند اجداد تک یا جناب اسمٰعیلؑ کی چند پشتوں تک ہر فرد نے کوشش کی کہ تحریفات کو روکے' ان کے سامنے بند باندھے۔

تو جناب الیاسؑ وہ فرد ہیں جو تحریفات کے مقابل کھڑے ہوئے کہ کیا کرتے ہو؟ یہ نہیں ہے دین ابراہیمی' یہ نہیں ہے شریعت ابراہیمی جو تم کر رہے ہو۔ سب پر پابندی لگائی اور پھر سے جناب ابراہیمؑ کی سُنت کو زندہ کیا۔ احیاء کیا کہ حج ایسے ہوگا۔ عبادت ایسے ہوگی۔ عرفات یہ ہے' مزدلفہ یہ ہے۔ منیٰ یہ ہے' زم زم یہ ہے۔ طواف کے چکر یہ ہیں حالانکہ بعد میں ختم ہوگئے۔

یہ تو جناب عبدالمطلبؑ کا کارنامہ ہے آپ کو بتا چکا ہوں کہ انہوں نے یہ سات چکر معین کیے تھے۔ اب جب بعد میں جناب عبدالمطلبؑ کا ذکر آئے گا تو تفصیلات بیان کریں گے۔ تو جناب الیاسؑ نے ایک بار پھر سنت ابراہیمی کا احیاء کیا اور سختی کے ساتھ لوگوں کو اس کا پابند کیا کہ جو تم چاہتے ہو وہ نہیں بلکہ جو خدا چاہتا ہے وہ ہوگا۔ جو جناب ابراہیمؑ کی شریعت ہے وہ چلے گی۔

تمہاری مرضی کا دین نہیں چاہیئے۔ اللہ کی مرضی کا دین چاہیئے۔ اپنی مرضیوں کو دین نہ بناؤ۔ اپنی مرضیوں کو شریعت نہ بناؤ۔ اپنی مرضیوں یا اپنی خواہشات کو دین کا لبادہ نہ اوڑھاؤ۔ دین کی نقاب ڈال کر سامنے نہ آؤ۔

کیونکہ لوگوں کو بے وقوف بنانے کا آسان طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جس چیز سے ان کے جذبات وابستہ ہیں اس میں غیر محسوس تحریفات کے ذریعے نفوذ کرو اور آہستگی سے سب کچھ بدل کے رکھ دو۔ اس چیز کو سامنے رکھو اور پیچھے اپنا کام کرتے چلے جاؤ۔

تو یہ کون لوگ ہیں؟ **یخادعون اللّٰہ وما یخدعون الّا انفسھم** قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ یہ اللہ کو دھوکہ نہیں دے رہے بلکہ یہ وہ احمق لوگ ہیں جو اپنے نفسوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں جب کہ یہ اپنے آپ کو بڑا عقل مند سمجھتے ہیں کہ کیسا ہم دھوکہ دے رہے ہیں لوگوں کو۔ یہ کسی کو دھوکہ نہیں دے رہے **وما یخدعون الّا انفسھم** سوائے اس کے کہ اپنے نفسوں کو دھوکہ دے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہے ہیں۔ قیامت کے دن ان پروائے ہوگی تو انہیں احساس ہوگا کہ ہم اکیلے منکر نہیں ہوئے، ہم خود فریب کار نہیں تھے بلکہ ہم نے اپنی فریب کاریوں اور مکاریوں کے چنگل میں پھنسا کر کتنے ہی سادہ لوح لوگوں کو تحریف کے راستوں پر ڈال دیا۔ کتنے لوگوں کے عقائد مسخ کر دیئے۔ کتنے لوگوں کو اللہ کے راستے سے ہٹا کر دوسرے رستوں پر ڈال دیا۔

تو یہ ہیں جناب الیاسؑ اور اُن کے بیٹے ہوئے مضرؑ۔ جناب مضرؑ ابن الیاسؑ چوتھے فرد' کعبہ مخدوش ہو چکا ہے، بوسیدہ ہو چکا ہے۔ جناب مضرؑ ابن الیاسؑ ہیں جنہوں نے پھر سے کعبے کو تعمیر کیا۔ یہ چوتھی مرتبہ کعبے کی تعمیر ہوئی ہے یعنی جناب آدمؑ کے بعد سے، ویسے تو پانچویں مرتبہ کیونکہ ملائکہ نے کعبے کی بنیاد رکھی ہے۔

آدمؑ' شیثؑ' ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ اور چوتھے جناب مضرؑ ابن الیاسؑ، پھر نئے سرے سے حکم ہوا۔ پھر کعبے کی تعمیر کیجئے اور جناب مضرؑ ہی وہ فرد ہیں جن سے عربی لحن کا آغاز ہوا۔ پہلے فرد جنہیں پروردگار نے اتنا خوش الحان بنایا تھا، اتنا خوش گلو بنایا تھا کہ اگر یہ صحرا و بیابان میں بیٹھ کر آواز دیتے تھے اونٹوں کو تو اونٹوں کے ساتھ دوسرے حیوان بھی ان کے گرد جمع ہو جایا کرتے تھے۔

آج اونٹوں کو پکارنے، بلانے کے لئے جو مخصوص آوازیں رائج ہیں تو وہ وہی ہیں جو آج سے دو یا ڈھائی ہزار سال پہلے جب مضرؑ ابن الیاسؑ کا وجود تھا تو جناب مضرؑ بن الیاسؑ ایسی ہی آواز سے اونٹوں کو متوجہ کیا کرتے تھے۔

جناب مضرؑ ابن الیاسؑ اپنے مخصوص لحن میں جناب ابراہیمؑ کے صحیفوں کی تلاوت بھی کیا کرتے تھے تا کہ لوگوں کے ذہن میں فراموش شدہ پیغام الٰہی تازہ ہوتا رہے۔ جناب مضرؑ کے ذریعے چوتھی بار کعبہ تعمیر ہوا اور دنیا کے سامنے پھر نئی شکل میں آیا۔

دیکھئے! جناب اسمٰعیلؑ کا ہر وصی کوشش یہ کر رہا ہے کہ کسی طرح سے دین ابراہیمی' شریعت ابراہیمی اپنے اصلی خدوخال اور لوازمات کے ساتھ باقی رہے' لیکن دوسری طرف انحرافی قوتیں بھی تو اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دوسری قوتیں بھی تو کام کرتی ہیں اور دوسری قوتیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب مکر وفریب کے جال بچھا کر کام کرتی ہیں تو لوگوں کو ان کے کام میں کشش بھی نظر آتی ہے سہولت بھی نظر آتی ہے اور جنت تک پہنچنے کا آسان راستہ بھی نظر آجاتا ہے۔

تو ظاہر ہے فطرت انسانی کہاں جائے گی؟

کم خرچ زیادہ منافع، کم زحمت زیادہ فائدے۔

تو انحرافی قوتوں نے ایک تو اس فطرت انسانی کا فائدہ اٹھایا دوسری طرف انہیں تسلی بھی دیتے رہے کہ گھبراؤ نہیں یہی مذہب ہے، یہی تو اصل مذہب ہے تم کس چکر میں پڑ گئے اور وہ جھوٹی ڈھارس کہ نہیں نہیں ہم تو اپنے اصلی مذہب پہ ہیں، ہمارا مذہب بھی صحیح ہے اور باقی فائدے تو ہونے ہی ہیں۔ لئے چلے جاؤ دینے کا تو نام ہی نہیں ہے۔ لئے چلے جاؤ۔

تو اسی دور میں ۲۰۷ عیسوی شروع ہوا تو عمرو ابن لہید یا کہب ابن لہیی نام کا آدمی شام جاتا ہے مکہ سے اور شام میں اس نے دیکھا کہ صنم پرستی ہورہی ہے، اسے بڑا اچھا لگا کہ بڑا اچھا کاروبار ہے بس اس نے چند خوبصورت بت خریدے، اسے نیا آئٹم ملا، کاروباری آدمی ہے نا؟ اسے نیا آئٹم ملا اس نے سوچا کہ مکے لے کر جاؤں گا تو میری دکان خوب چلے گی اور لوگ ظاہر ہے پسپا تو ہو چکے شریعت ابراہیمی میں باوجود روک تھام کے انحرافات تو در آ چکے۔

توجہ رکھئے گا! ساری بات استعاروں میں ہورہی ہے کیونکہ مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ استعاروں میں بات کرو اور جب شعور بلند ہو جائے تو کھل کے بات ہو انسانوں سے۔ کعب ابن لہی نے شام سے نیا آئٹم چوائس کیا، ایک نئی چیز مکہ کے دینی بازار کے لئے منتخب کی کہ یہ جب مکہ میں لے کے جاؤں گا تو کعبے میں میری دکان بہت اچھی چلے گی۔

چند خوبصورت بت لے کے آ گیا۔ پہلی بار ۲۰۷ عیسوی میں لایا تو لوگوں نے پوچھا: یہ کیا چیز ہے؟ کہا: بڑی اچھی چیز ہے اس سے مانگو یہ تمہیں دے گا۔ لوگوں نے کہا: دماغ خراب ہو گیا ہے کہ یہ بت ہمیں دے گا۔ یہ کہاں سے دے گا؟ کہا نہیں نہیں یہ اللہ نہیں ہے اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ تمام تاریخوں اور روایات میں موجود ہے، اب اس کی یوں تشریح کردوں آپ کے سامنے کہ انہوں نے بت یوں بنائے کہ

یہ روزی کا بت، یہ رشتے کا بت، یہ فلاں چیز کا بت، یہ فلاں چیز کا بت۔

کیونکہ سب کو اپنی الگ الگ دکانیں بھی بنانی ہیں نا!

اِس بت سے مانگو گے یہ ملے گا، اُس بت سے مانگو گے تو یہ ملے گا۔

تو شروع میں تو مخالفت ہوئی لیکن کیونکہ لوگوں کے ٹیسٹ اور مانوس ذائقے سے قریب تھی چیز لہٰذا لوگوں نے قبول کرنا شروع کیا اب دوسرے سردار بھی گھبرائے۔ پہلے تو مخالفت کی دبی زبان میں کہ بھئی یہ کیا چیز لا رہے ہو؟ یہ کیا نئی چیز ہے؟

آہستہ آہستہ انہوں نے دیکھا کہ یہی لئے چلا جا رہا ہے سارا منافع، ساری قربانیاں، سارے ہدیئے، سارے چندے اسی کے پاس جا رہے ہیں۔ ہمارا کیا بنے گا؟

انہوں نے فیصلہ کیا یہی کرو تم بھی۔

اب سرداروں نے کہا یہ چھوٹے چھوٹے لایا ہے ہم بڑے بڑے لائیں گے۔

اب نتیجہ کیا ہوا کہ گھر خدا کا اور خانہ کعبہ کے اندر رکھا ہوا ہے ''ہبل''، شہر خدا کا اور خدا کے شہر میں رکھا ہوا ہے ''لات'' ''منات'' ''عزیٰ'' ''نائلہ'' ''اصاف''۔

شادی کے بت...... اصاف اور نائلہ بھی رکھے ہوئے ہیں، جس کی شادی نہیں ہوتی وہ ان کے پاس چلا جائے۔ جن کی شادی ہوگئی وہ بھی ان کے پاس لا کے قربانی دیں۔ ان بتوں کے سامنے۔

ان سب پہ قرآن لعنت بھیجتا ہے' کیوں؟

اس لئے کہ یہ بتوں کے پاس جاتے تھے اور قربانیاں دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بچوں کی بھی قربانیاں دیتے تھے۔ بعض اوقات حیوانوں کی بھی قربانیاں دیتے تھے اور کیا دلیل لاتے تھے کہ اسمٰعیلؑ نے بھی تو قربانی دی تھی۔ قربانی دینا تو سنت اسمٰعیلؑ ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ارے بابا! سنت اسمٰعیلؑ اور ہے۔ خدا جو قربانی چاہتا ہے وہ قربانی اور ہے، تم جو کر رہے ہو وہ اور ہے۔ اور کیا کرتے تھے اس خون کا؟ عرض کر چکا ہوں مجھے یہ باتیں کرنے میں کوئی خوف نہیں۔ اگر میں بھی نہیں نہ پہنچاؤں گا تو کون پہنچائے گا؟

اس خون کو اپنے چہروں پر اور اپنے پیٹ پر ملتے تھے۔ اور خوش ہوتے تھے کہ یہ قربانی قبول ہونے کی دلیل ہے۔

یہ تھی حالت مکے کے لوگوں کی۔ عقیدتی حالت یہ تھی، بتوں کا کاروبار شروع ہوا۔

یہ یہ دے گا، یہ یہ دے گا اور اب حالت یہ ہوگئی۔ منظر کشی کر رہا ہوں آپ کے سامنے۔ ذرا چوکس ہو کے منظر دیکھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔ استعارے استعمال کر رہا ہوں۔

جو وصی رسول تھے، جو وارث تھے دین کے، وہ گھروں میں جا کے بیٹھ گئے۔

اب مضرؑ کے بعد کسی کی جرات نہیں، نہ مضرؑ کے بیٹے مدوکہ کی، نہ ان کے بعد کلاب کی، نہ غالبؑ کی، نہ فہرؑ کی۔

اب بات اتنی بڑھ چکی ہے...... جہالت کی آگ اس قدر پھیل چکی ہے کہ اس نے ہر چیز کو اپنے حصار میں لے لیا ہے۔

کیوں؟ اس لئے کہ اتنا پروپیگنڈا ہے...... اتنا پروپیگنڈا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی مخالفت میں بولے گا تو اسے کافر قرار دے کر دین سے خارج کر دیا جائے گا۔

یہ آج کی بات نہیں ہے دوستو! ہر زمانے میں دین کے کچھ ایسے ٹھیکے دار ہوتے ہیں کہ جو یہ اتھارٹی اپنے پاس رکھتے ہیں کہ کس کا عقیدہ کچا ہے اور کس عقیدہ پکا؟

کون پکا مومن ہے اور کون کچا مومن ہے؟ کون ایسا ہے کون ویسا ہے؟

اپنے کردار کو تو دیکھو کہ تم خود کیا ہو؟ تم کون ہوتے ہو کہ کسی کو سند دو کہ کوئی پکا شیعہ ہے یا کچا شیعہ؟ کس کا عقیدہ کمزور کس کا عقیدہ قوی......

تم خود اپنے گریبانوں میں تو ذرا جھانک کر دیکھو کہ تم خود کیا ہو؟ تمہیں سندیں بانٹنے کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اختیار کس نے دیا ہے؟ خدا را اپنے ایمان کی حالت دیکھو، دوسروں کو چھوڑو!

تو دین و ایمان کے یہ راہ زن اور ٹھیکے دار آج نئے نہیں پیدا ہوئے...... یہ ہر دور میں مقابلے پر آتے رہے ہیں۔

دین کے وارث وہ ہیں جنہیں پروردگار نے یہ ذمہ داری دی ہے۔ یہ عہد لیا ہے ان سے کہ جب تک قوت ہے دفاع کرنا تحریفات کے مقابلے میں ڈٹ جانا۔

تو اب یہ حالت ہوگئی معاشرے میں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی منزل آ پہنچی۔ شرع کہتی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا تم پر سے اس وقت ساقط ہو جائے گا، جب تم یہ دیکھو کہ اس کا نہ تو کوئی اثر ہوگا بلکہ اس کے برعکس اپنی عزت بھی جائے گی، اہانت بھی ہوگی اور اثر لینے والا کوئی ایک آدمی بھی نہیں ہے۔

لہٰذا خود عمل کرتے رہو۔ بنی اسرائیل کے کتنے ہی انبیا ایسے تھے جو تبلیغ کرتے ہی نہیں تھے۔ خاموش تبلیغ کے ذریعے وہ خود عمل کرتے تھے۔ کسی کو دین کی دعوت دی تو شور برپا ہوگیا کہ دیکھو یہ نیا دین لے کے آگیا۔ اسے قتل کرو...... یہ ہمارے رسم و رواج کو برا کہتا ہے' ہمارے مذہب کے خلاف کھڑا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے باپ دادا کے دین کے خلاف بات کرتا ہے۔

دین، باپ دادا کا نہیں ہے، دین تو اللہ کا ہے۔

باپ دادا کی شریعت نہیں ہے، شریعت تو رسول اللہ کی ہے۔

شریعت وہ ہے جس کے لئے ائمہ طاہرینؑ نے قربانیاں دی ہیں، گھر لٹائے اور شریعت کی محافظت کی ہے۔

قرآن کہتا ہے: اکثرھم یجھلون ...... کہ ان کی اکثریت جاہل ہے، جو کہتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف کیوں کریں جو ہمارے آباؤ اجداد کرتے آئے ہیں...... آباؤ و اجداد کون ہوتے ہیں؟

دین اللہ کا، دین رسول اللہؐ کا، دین ائمہ طاہرینؑ۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہاں یہ کیوں نہیں کہتے ہیں امامؑ کے دین کے خلاف بات کی جارہی ہے، رسولؐ کے دین کے خلاف بات کی جارہی ہے، خدا کے دین کے خلاف بات کی جارہی ہے۔ اگر اتنا ہی یقین ہے تو کہو۔

عزیزو یہ آج کی کہانی نہیں ہے۔ سب کچھ وہی ہوگا' تم پلٹ جاؤ گے اسی طرف، رسولؐ نے کہہ دیا کہ جو کچھ ہوا بنی اسرائیل میں!

ان کے بہتر (۷۲) فرقے ہوئے تھے، تم تہتر (۷۳) ہو جاؤ گے۔

اور میں بھی بات کسی ایک کی نہیں کر رہا ہوں، میں سبھی فرقوں کے انحرافات کی بات کر رہا ہوں۔

صورتِ حال کیا ہوگئی کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والا مطعون ٹھہرا' قابل گردن زدنی قرار پایا، الزام تراشی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ وہ بے چارہ منحرف معاشرے کا ملزم ٹھہرا، وہ گناہ گار ٹھہرا۔ اس کے لئے یہ بات معین کرنا بے خبر اور لاعلم لوگوں کا کام قرار پایا کہ کس محفل میں یہ بات کرے اور کس محفل میں بات نہ کرے۔

کون سی مجلس اس قابل ہے کہ اس میں یہ بات کی جائے اور کون سی مجلس اس قابل نہیں ہے کہ اس میں یہ بات کی جائے۔

نوبت یہاں تک پہنچ گئی نا۔ لیکن خیر ابھی کچھ آوازیں ہیں۔ دعا کیجئے کہ باقی رہیں یہ دو چار آوازیں۔ اگر یہ صدائیں بھی ختم ہوگئیں تو پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ انحرافات کیا شکل اختیار کرلیں گے۔

تو بس عزیزانِ محترم! بت پرستی کا کاروبار شروع ہوگیا اور کیسے بت پرست ہیں؟ ایسے بت پرست ہیں کہ اگر صنم نے کچھ نہیں دیا تو اس صنم کو چھوڑ دیا دوسرے صنم کو دل میں بسالیا۔ پوری نہیں کرتا یہ مراد ہماری' کہا وہاں جاؤ وہ پوری کرے گا اسے چھوڑ دو۔ ساری محبت و عقیدت ختم' دوسری دکان پہ چلو وہاں مراد پوری ہوگی۔ وہاں زیادہ لوگ جاتے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روز صنم بھی بدلتے ہیں۔ ایک ہی صنم کو رکھ لیا ہوتا۔ روزانہ دوسرا صنم دل میں آ جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ بات کو سمجھا ہی نہیں۔

دین ابراہیمی کی حقیقت کو جانا ہی نہیں۔

شریعت ابراہیمی کو پہچانا ہی نہیں۔

اور اب نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ ذمہ داری وہ پوری کر رہے ہیں جو وارثان ابراہیمؑ ہیں۔ جو دین ابراہیمؑ کے پابند ہیں اور جن کے لئے جناب ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تھی کہ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا مُسْلِمَةً لَكَ پروردگارا! ہماری ذریتوں میں ایک (پابند شریعت) امت ضرور دینا' تو بس جناب ابراہیمؑ سے لے کے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایسا وقفہ گزر نہیں سکتا کہ جس میں ایک نہ ایک وارث ابراہیمؑ موجود نہ ہو کیونکہ ابراہیمؑ نے دعا کی ہے اور قرآن کہتا ہے ہم نے اس دعا کو قبول کر لیا ہے، ہم نے مان لیا ہے۔ ابراہیمؑ نے اتنی قربانیاں دیں ہمارے دین کے لئے، دین کے استحکام کے لئے، اس لئے ہم نے اس کی ہر حاجت کو پورا کیا۔

ہم نے امامت بھی اس کے صلب میں دی، ہم نے اس شہر کو بھی جائے امن بنا دیا، ہم نے ابراہیمؑ کی ذرّیت میں بھی اسلام کو قرار دے دیا۔

پس ایسا نہیں کہ وقفہ ہے۔ نہیں بلکہ ہر زمانے میں ایک نہ ایک وارث موجود ہے۔ حجت خدا سے زمین خالی نہیں رہ سکتی۔ مگر حالات نے یہاں تک پہنچایا کہ اگر کوئی حکم خدا زندہ بھی کرنا ہے تو لوگوں کے مزاجوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔

شاید ویسے ہی دور کا ہمیں بھی سامنا ہے کہ لوگوں کے مزاجوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بات کرنا پڑتی ہے کہ کہیں منحرف مزاجوں کے لئے اصلاح فکر و عمل کی بات بار خاطر نہ ہو جائے۔

دین ابراہیمی کا احوال آپ نے سنا' انحرافات و تحریفات کی کہانی آپ نے سن لی۔

دین ابراہیمی کے حقیقی وارثوں کی کھلی اور چھپی ہوئی زحمتوں کا احوال بھی آپ نے سن لیا تا ایں کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ آپؐ چالیس سال تک غور و فکر' راست گفتاری

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور صدق امانت داری کے ساتھ اس منحرف اور سر سے پیر تک تحریفات میں غرق معاشرے کے روبرو موجود رہے۔

آپ کی زحمتوں کو تمام کر رہا ہوں۔ کل ان شاء اللہ جناب مضرؑ سے آگے لے کے چلوں گا۔ جناب رسالت مآبؐ کی نظریں معاشرے کی تمام حرکات وسکنات پہ ہیں۔ چالیس سال تک اقرار لینے کے بعد کہ میرے قول میں، میرے عمل میں، میرے فعل میں کوئی کمی تو نہیں؟ یہ گواہی لینے کے بعد اب ان کی فطرت سے لڑے۔ ان کی عادات واطوار سے براہ راست ٹکر لی، ان کی عقیدتوں سے متصادم ہوئے۔ وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم کافر ہیں یہ تو قرآن نے کہا کہ کافر ہیں۔ وہ تو کہتے تھے ہم ابراہیمؑ کے دین پہ ہیں۔ یہ کب کہتے تھے منکر ہیں، یہ تو کہتے تھے ہاں کعبہ، اللہ کا گھر ہے لیکن اس میں وہ سب کچھ بھی ہونا چاہئے جو ہم کر رہے ہیں ورنہ دین مزے دار نہیں بنے گا۔

اصل کہانی ہے دین کو مزے دار اور اپنی فطرتوں سے ہم آہنگ بنانے کی۔ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کیسے مبذول کریں؟ کیسے لوگوں کا مجمع اکٹھا کریں؟ ایک نہ ایک نیا آئٹم ہونا چاہیے۔ ایسی چیزیں لاؤ کہ سب حیران ہو جائیں کہ یہ کیا نئی چیز آ گئی؟

قرآن کہہ رہا ہے یہ کسی کو دھوکہ نہیں دے رہے یہ تو فقط اپنے نفس کو دھوکہ دے رہے ہیں اور جب تک دین کا لبادہ اس پر نہیں ڈالیں گے۔ لوگ تو قبول نہیں کریں گے۔ لوگ تو اسی چیز کو قبول کریں گے جسے دین کا لبادہ اوڑھا دیں۔

تو بس کیا کیا رسولؐ نے؟ ان کی فطرت سے جا ٹکرائے۔ مشیت الٰہی ہے اس لئے کہ تباہی کے اس دہانے تک تم پہنچ چکے ہو کہ اب تمہیں پیغمبرؐ کی ضرورت ہے۔ آئے رسول عربیؐ تیئیس سال تک مشقتیں اور زحمتیں اٹھائیں اور پھر سے دین الٰہی کو زندہ کر دیا۔ اسلام کو پھر سے زندہ کر دیا۔ کفار آپؐ سے کہتے تھے کہ ہمارے آباؤ اجداد کے خلاف نیا دین لے کے آئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں میں وہی دین لایا ہوں جس دین کے ساتھ ابراہیمؑ جس دین کے ساتھ موسیٰؑ،

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جس دین کے ساتھ عیسیٰؑ مبعوث ہوئے تھے۔ زمانے کے حساب سے کچھ فروعی اختلاف ضرور ہوتا رہا مگر دین وہی دین اسلام ہے۔

ابراہیمؑ بھی مسلمان' ابراہیمؑ کی اولاد بھی مسلمان' وہی دین میں لے کے آیا ہوں۔ پھر آپؑ بھی تشریف لے گئے، آپؑ کے جانے کے بعد پھر فطرت انسانی نے کروٹیں لیں۔ پھر وہی کھیل شروع ہو گئے۔ ابھی رسولؐ گئے ابھی کھیل شروع، چیمپئن آ گئے دین کے انہوں نے ہر چیز پہ قبضہ کرلیا۔ سب کچھ لے لیا، اب وہ چلے گا جو ہم چلائیں گے۔ اب وہ آئے گا جو ہم لائیں گے۔ نتیجہ کیا ہوا حالات پھر وہاں پہنچے یا پہنچ جائیں گے جب پہنچ جائیں گے تو کیا ہوگا؟ جب حالات اس نہج پہ پہنچ جائیں گے کوئی نیا دین' نئی کتاب' نیا پیغمبرؐ تو نہیں آئے گا نا؟ یہ سب کچھ تو آنا نہیں۔ رسولؐ کے بعد رسالت مکمل ہوگئی۔ پیغمبرؐ کوئی نہیں آئے گا بلکہ جس شریعت کو تم نے سر کے بل کھڑا کر دیا ہوگا۔ جس دین کو تم نے سر کے بل کھڑا کر دیا ہوگا۔ وہ میرا فرزند، وہ میرا قائمؑ آئے گا اور اس دین کو سیدھا کھڑا کر دے گا۔ بس آنے والا آئے گا اور جو دین سر کے بل کھڑا ہے۔ اسے سیدھا کر کے کھڑا کر دے گا۔ کوئی نئی شریعت نہیں لائے گا۔ لیکن لوگ یہی کہیں گے کہ نئی چیز لے آیا۔ یہ کیا ہے؟ جس کا انتظار کر رہے تھے یہ وہ تو نہیں ہے۔ یہ تو کچھ اور ہی لے آیا۔ وہ جو ہمارے باپ دادا کا دین تھا، یہ تو وہ ہے ہی نہیں۔ جو کچھ ہمارے باپ دادا کے دین میں تھا۔ اس میں سے تو اس میں کچھ ہے ہی نہیں۔

ایک جملہ کہا کرتا ہوں' وہ کب کہہ رہا ہے تمہارے باپ دادا کا دین لا رہا ہوں۔ اس نے تو نہیں کہا یا کوئی روایت ایسی ہے کہ اس نے کہا ہو کہ میں تمہارے باپ دادا کے دین کو لے کر آؤں گا۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کی شریعت لے کر آ رہا ہے، وہ محمدؐ کی شریعت لے کر آ رہا ہے، وہ خدا کے دین کو زندہ کرے گا کہ جس کو مسخ کر دیا ہوگا۔

لوگوں نے اتنا مسخ کر دیا ہوگا اس کی اصل شکل پہچاننے میں نہیں آئے گی کہ اصل دین کیا تھا؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تو آئمہ طاہرینؑ ان تحریفات کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔

کربلا ...... حیات ابدی دے گئی اسلام کو،

کربلا ...... ایک راستہ ہے سمجھنے والوں کے لئے،

اگر سمجھنا چاہیں تو۔

نہ سمجھنے والوں کے لئے رسولؐ بھی سامنے آ گیا' جنہوں نے نہیں سمجھنا تھا، وہ نہیں سمجھے۔

امامؑ سامنے آ گئے ...... لوگ نہیں سمجھے۔

سمجھنے والوں کی بات یہ ہے کہ اگر دور بھی تھے، دنیا کے دور دراز' دور افتادہ مقام پر بھی تھے، سمجھنا چاہتے تھے تو سمجھ لیا کہ کربلا ہے کیا؟

کربلا......حیاتِ ابدی ہے دین کے لئے۔

کربلا میں حسینؑ نے جان دے کر دین بچایا۔

ہر آدمی کی زبان پر یہی بات تو ہے نا!

ارے بھئی! دین بچایا یا دین کے گلے پر چھری چلادی، کون سی بات صحیح ہے؟

کیوں؟ اس لئے کہ دس محرم اکسٹھ ہجری سے پہلے ہر حکم نافذ العمل تھا، اکسٹھ ہجری کے بعد اب ہمیں کیا ضرورت ہے کسی حکم پر عمل کرنے کی؟ کوئی ضرورت ہے؟

جب نجات کا راستہ ہی مل گیا، ختم ہو گیا قصہ۔

تو جب کربلا کے بعد کسی حکم کی ضرورت نہیں، تو پھر کسی امامؑ کی بھی ضرورت نہیں۔

ٹھیک ہے نا!

جب حکم ہی کوئی نافذ العمل نہیں رہا، ضرورت ہی نہیں ہے، تو پھر امامؑ کی کیوں ضرورت ہے؟ کربلا میں ختم ہو گئی ضرورت ...... تین اماموں کے بعد قصہ ختم

یہ چوتھے' پانچویں' چھٹے' ساتویں' آٹھویں' نویں' دسویں' گیارھویں' بارھویں امامؑ کی کیا ضرورت ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر دور میں امامؑ کا ہونا ضروری ہے۔امامؑ کا مطلب ہے راہنما......راہنمائی کرنے والا۔
تو جب ضرورت ہی نہیں رہی ...... تو راہنما کیوں چاہئے؟...... امامؑ کیوں چاہیے؟
کیا گنتی پوری کرنی ہے بارہ کی؟
نہیں، معلوم ہوا کہ ہر دور میں دین کی حفاظت کے لئے امامؑ کی ضرورت ہے۔
یہی فرق ہے کوئی رسولؐ اس لئے نہیں آئے گا کہ نئی شریعت نہیں آنی۔
امامؑ آئے گا، امامؑ رہے گا، موجود رہے گا......نظروں سے اوجھل سہی، نگاہوں سے پوشیدہ سہی اب بھی موجود ہے۔
کیوں رہے گا؟ کیوں کہ اس دین کا محافظ ہے امامؑ اور امامؑ کا کام ہے......راہ رسالت و شریعت کو محفوظ رکھنا۔یہی کام رسولؐ کے بعد علیؑ انجام دے رہے ہیں۔اب چاہے اس کی حفاظت اس طرح سے ہو کہ علیؑ کو گھر میں بیٹھ جانا پڑے، علیؑ کے دروازے کو آگ لگائی جائے، علیؑ کے گلے میں رسی ڈال کے کھینچا جائے۔
وہ تو چاہتے ہیں کہ علیؑ ایک بار ذوالفقار کو بے نیام کر لیں، علیؑ ذوالفقار کو ایک بار بے نیام کر لیتے تو اسلام کے گلے پہ چھری چل گئی تھی۔
یہی تو علیؑ نے بتایا ہے کہ اگر جنگوں میں میری ذوالفقار بے نیام ہوئی ہے تو اسلام کے دفاع کے لئے اور آج اگر میں گھر میں بیٹھ گیا ہوں تو یہ بھی اسلام کے دفاع کے لئے ہے۔علیؑ دین کی بقاء کی خاطر سب کچھ سہہ رہے ہیں۔
حسنؑ جیسے شجاع انسان کہ جن کے لئے علیؑ کو صفین کی لڑائی میں کہنا پڑا: اس جوان کو روکو، ایسے بڑھ بڑھ کے حملے نہ کرے۔مجھے ڈر ہے کہ رسول خداؐ کی اس نشانی کو کوئی زخم نہ آ جائے۔
نہج البلاغہ میں یہ کلمات موجود ہیں۔مولائے کائناتؑ کا یہ ارشاد امام حسنؑ کے لئے ہے۔
حسنؑ جیسا شجاع اس الزام کو برداشت کرے کہ لوگ اسے کہیں...... جنگ سے منہ چرانے والا!

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیوں؟

اسلام کے لئے، دین کے لئے، شریعت کے لئے۔

حسینؑ کربلا میں آ جائے، تو آج تک اس کی آواز گونجے

لو کان دین محمدٍ لم یستقم الا بقتلی فیا سیوف خُذینی

سننے والا سن بھی لے گا اس آواز کو، سمجھنے والا سمجھ بھی لے گا اِس آواز کو۔

نہیں سمجھنے والے کے کانوں سے ایک طرف سے داخل ہوکر دوسری طرف سے نکل جائے گی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ حسینؑ نے اعلان تو کردیا کربلا میں کہا ہائے نانا کے دین! اگر تو باقی نہیں رہ سکتا سوائے اس کے کہ میں قتل کردیا جاؤں، تو اے تلوارو! آؤ میرے ٹکڑے کرڈالو۔

بتادیا حسینؑ نے اور کس طرح حسینؑ سمجھائے؟ اور کس طرح سمجھائے؟

زیارت وارثہ مت پڑھیں، چھوڑ دیں پڑھنا اور پڑھیں تو غور سے پڑھیں۔ ترجمہ بھی پڑھیں۔ جیسے لوگ قرآن پڑھتے ہیں، رٹو طوطے کی طرح۔ کیوں گواہی دیتے ہو؟

زیارت وارثہ مکمل نہیں ہوگی، جب تک گواہی نہیں دوگے۔ ورنہ نکال دو وہ جملے:

اشھد أنک قد اقمت الصلواۃ و آتیت الزکاۃ وامرت بالمعروف ونھیت عن المنکر

اے حسینؑ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو نے نماز کو قائم کیا، تو نے زکوٰۃ ادا کی، تو نے امر بالمعروف کیا، تو نے نہی عن المنکر کیا۔

کیسی نماز پڑھی حسینؑ نے؟ جس کی گواہی عمر سعد کے لشکر کے راوی رقم کرجائیں گے کہ شب عاشور خیام حسینی میں یا تو تلاوت کی آوازیں تھیں، یا مناجات کی آوازیں تھیں یا رکوع وسجود وقیام کا سلسلہ تھا۔

کتنے مطمئن تھے خدا کے ذکر سے یہ اور زکوٰۃ کوئی دے سکتا ہے ایسی جیسی حسینؑ نے کربلا میں دی؟ جب مال دنیا نہ رہا تو حسینؑ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو خدا کی راہ میں قربان کرنا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شروع کردیا۔

بتا رہا ہے حسینؑ اپنے چاہنے والوں کو، سمجھا رہا ہے کہ دیکھو! میرے راستے کو سمجھو! میں تحریفات کے مقابلے میں، میں ظلم کے مقابلے میں، میں باطل کے مقابلے میں، میں فسق وفجور کے مقابلے میں کربلا آیا تھا۔

جس قوت نے بھی دین پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی، میں ہر اس قوت پر ضرب لگانے کے لیے کربلا میں آیا تھا۔

قیامت تک حسینؑ کا پیغام گونجتا رہے گا، اگر کوئی سمجھنے والا ہو۔

اگر کوئی حُرؑ ہو تو اس پیغام کو سُنے اور آجائے حسینؑ کی طرف، تقدیر بدل دیتا ہے حسینؑ...... ایک رات میں تقدیر بدل دیتا ہے حسینؑ۔

حُرؑ نے پیغام کو سمجھا تو تقدیر بدلی! کتنا بے چین تھا حُرؑ کہ کیا کروں؟

اِدھر جنت، اُدھر دوزخ۔

حسینؑ کی آواز اس کے کانوں میں گونجتی رہی۔ حسینؑ کا عمل اس کی نظروں میں رہا، اس سے جہنمیوں کے ساتھ نہ رہا گیا۔ حسینؑ کے قدموں پہ پروانہ وار اپنی جان قربان کرنے کی نیت لے کے آگیا: مولاؑ اب میں تیری فوج کا سپاہی ہوں، مولاؑ میری بخشش ہو جائے گی؟

یہ ہے حُرؑ ایک رات میں تقدیر بدلی تو ایسے ہی تھوڑی بدلی۔ اس لئے کہ لبیک کہا حسینؑ کے پیغام پر اپنی جان کا نذرانہ دیا۔

بارگاہِ الٰہی میں قربانی دی۔

•

الا لعنت اللہ علی قوم الظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پانچویں مجلس

أعوذُ باللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجيمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ

ألحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينْ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ علىٰ أشْرَفِ

ألأنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينْ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدْ وَآلِهِ

الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الْمَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُاللّٰهِ عَلىٰ أعْدَائِهِمْ

أجْمَعِينَ مِنَ الآن اِلىٰ قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ أمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ فِي

كِتَابِهِ الْمُبِينْ وَهُوَ أصْدَقُ الْقَائِلِينْ وَقَوْلَهُ الْحَقْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ

اِنَّ أوَّلَ بَيتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ o

فِيْهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ط

تاریخ کیوں کہ آگے بڑھ رہی ہے اور تاریخ کو ہی ہم پڑھ رہے ہیں۔ اِس کے باوجود برادران نے کل جس خواہش کا اظہار کیا ہے اس کی تکمیل میرے بس میں نہیں ہے۔ جہاں جہاں اس کے اظہار کا موقع محل آجاتا ہے، وہاں تو ٹھیک ہے مگر زبردستی موضوع سے ہٹنے کی میں کوشش نہیں کرتا۔ اگر حاشیہ آرائی کرتا بھی ہوں تو عزیزو! وہ حاشیہ آرائی میرے موضوع کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر اس حاشیہ آرائی کے لئے ہی تو میں اس موضوع کو پڑھ رہا ہوں۔

دو جگہ اولادِ ابراہیم تقسیم ہوئی۔ مکّہ میں بنی اسمٰعیل اور فلسطین میں بنی اسرائیل کیوں کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جنابِ اسحاقؑ وہیں القدس یعنی بیت المقدس میں اقامت پذیر ہوئے، اس قبلے کی تاریخ کے بارے میں گفتگو کا اگر تھوڑا سا موقع ملا تو بتا دیا جائے کہ اس کی اپنی جگہ اہمیت ہے۔ کیوں کہ انبیائے بنی اسرائیل کا سارا سلسلہ وہیں چلا۔

جناب اسحاقؑ سرزمین کنعان یا فلسطین میں رہے۔ جناب اسحاقؑ کے بیٹے جناب یعقوبؑ جنہیں اسرائیل بھی کہا جاتا ہے یعنی عبداللہ۔ ان کے بارہ بیٹے ہوئے یعنی بنی اسرائیل۔

یہ بات ذہن میں رکھیئے گا کہ دو جگہ جناب ابراہیمؑ کی ذرّیت پھیلی یعنی نسل چلی۔ بنی اسرائیل میں بھی اور بنی اسمٰعیل میں بھی۔ دونوں کا تعلق ذرّیتِ ابراہیمؑ سے تھا۔ ایک بیت المقدس میں جو موجودہ بیت المقدس ہے اس کے لئے روایت ہے کہ یہاں ستّر ہزار انبیاءؑ کی قبریں ہیں۔ کیوں کہ بنی اسرائیل ہی میں سب سے زیادہ نبی آئے۔ سب سے زیادہ فضیلت بھی بیت المقدس کو دی گئی تھی، سب سے زیادہ ہدایت کرنے والوں کی ضرورت بھی وہیں پڑی تھی۔ اب اسی سے اندازہ لگایئے کہ کیا حالت ہوگئی ہوگی ذرّیتِ ابراہیمؑ اور بنی اسرائیل کی کہ ستّر ہزار نبی وہاں آئے پھر بھی وہ سیدھے راستے پر نہیں آئے بلکہ نبی بے چارے کو شہید کر دیتے تھے، آروں سے چیر دیا کرتے تھے، ختم کر دیا کرتے تھے۔ آخر میں نبیوں کے لئے بھی یہ نوبت آگئی تھی کہ نبی کچھ بولتا ہی نہیں تھا، اللہ کی طرف سے اس کی یہ ذمہ داری رہ گئی تھی کہ بس خود عمل کرتا رہے یہ بھی کافی ہے۔

یہاں ذرّیت جناب اسمٰعیلؑ کی صورت حال یہ ہوئی کہ چار پشت تک تو کعبے کی تولیت یعنی متولی ہونا، انتظامات اور مکّہ کی سرداری بھی جناب اسمٰعیلؑ کی ذرّیت میں رہی، بعد میں یہ چلی گئی بنی جرہم میں یعنی جناب اسمٰعیلؑ کی سسرال میں یا یوں کہہ لیجئے کہ ان کی اولاد کی ننھیال میں۔ پورے مکّے پر بنی جرہم قابض ہوگئے اور پھر بنی جرہم سے سرداری بنی خزاعہ نے چھین لی۔ یہ آئے تھے یمن سے۔ یہ یمنی قبیلہ تھا جس نے آکر قبضہ کر لیا اور اسی کا میں نے حوالہ بھی دیا تھا کہ خزاعی سردار تھا کعب ابن لہیہ جس نے ۲۰۷ عیسوی میں بُت پرستی کی دکان سجائی اور پھر دنیا کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی عبادت گاہ، عبرت گاہ بن کے رہ گئی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیوں؟ اس لئے کہ کعبے کے انتظام کی بات ہے تو کعبے کا نظام تو بنی اسمٰعیل کے پاس رہا بس اتنی حیثیت باقی رہی، اختیار ختم، بس اس سے آگے کسی کام میں مداخلت نہیں کرنی۔ سرداری ادھر چلی گئی، بادشاہت اُدھر چلی گئی۔ الناس علیٰ الدین ملوکھم لوگ اپنے بادشاہوں، اپنے سرداروں، اپنے رہبروں کے دین پر چلتے ہیں تو جو سرداروں نے دین پھیلا دیا تھا اسی کے اوپر چل پڑے، اس طرح مکّہ ایک عبرت گاہ بن کر رہ گیا۔ بُت پرستی اتنی پھیلی، اتنی پھیلی، ذرا دیکھئے! کیسے بدلتا ہے ماحول؟ میں نے دو بُتوں کا حوالہ دیا تھا اصاف اور نائلہ۔

ایک مرد اور ایک عورت کا برہنہ بُت وہاں نصب تھا اور لوگ ان دونوں بُتوں کی عبادت کرتے تھے۔ جب کہ حقیقت کیا تھی؟ حقیقت میں جو روایت تھی وہ برعکس تھی۔ ابتداء یہاں سے ہوئی تھی، روایت یہی بتاتی ہے کہ یہ دونوں بدکردار تھے تو ان پر عذاب نازل ہوا اور اللہ نے انھیں پتھر کا بنا دیا۔ یہ عبرت کا مقام بنا دیئے گئے لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ جو عبرت کا مقام تھے، عبادت کا مقام قرار پائے۔ عبادت کا مرکز بن گئے اور لوگ ان کی پوجا کرنے لگے۔ سرداروں نے کہا ان کی پوجا کرو لیکن شروع یہاں سے ہوا کہ عبرت کا مقام تھے۔ عبرت تو بن گئی عبادت اور جو عبادت گاہ تھی وہ بن گئی عبرت گاہ۔

اچانک جب ایک بار یہ سلسلہ چل پڑے تو نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ جب اوپر سے اجازت مل گئی کہ جو مرضی میں آئے کرو۔ تو جناب اب یہ حشر ہوا حج کے مناسک کا کہ جس کی جو مرضی ہوئی اس نے وہ دین ابراہیمی پہ ڈال کے ان کو مناسک کے طور پر انجام دینے لگا۔ دین پہ ڈالو اور کرو کہ یہی دین ہے لہٰذا اولادِ اسمٰعیل دب گئی، اپنے گھروں تک محدود ہو گئی۔ اتنی محدود ہوئی اولادِ اسمٰعیل کہ کعبے کی تولیت بھی ان سے چھین لی گئی۔

بنی خزاعہ حاکم ہو گئے لیکن جہاں موقع ملتا ہے حضور کے اجداد کو تو وہ اپنی ذمہ داری کی انجام دہی سے گریز نہیں کرتے۔ حضورؐ کے اجداد کا شجرہ اس لئے بیان نہیں کروں گا کیوں کہ میں یہیں دو تین سال پہلے تفصیل سے بیان کر چکا ہوں لہٰذا دہراؤں گا تو تکرار ہو گی اور لوگ بھی کہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گے کہ یہ ساری باتیں تو ہم سن چکے ہیں لیکن جناب الیاسؑ کے بعد کے ناموں کا سلسلہ تو چلے گا نا تاکہ ناموں کا تسلسل قائم رہے۔

جنابِ الیاسؑ کے بیٹے مدرکہؑ بن الیاسؑ اور جناب مدرکہؑ کے بیٹے خزیمہؑ اور خزیمہؑ کے بیٹے کنانہؑ اور کنانہؑ کے بیٹے نضرؑ۔ نضرؑ ابن کنانہؑ پھر ایک شخصیت ابھر کے آئی کہ جس نے اخلاقی تعلیمات کے ذریعے پھر لوگوں میں ایک جگہ پیدا کی۔ وہ پہلے شخص ہیں رسولؐ کے اجداد میں جنہوں نے ایک سُنّت کو پھر زندہ کیا۔ ماحول ایسا ہے کہ یہ کہہ نہیں سکتے کہ یہ سُنّتِ الٰہی ہے۔ معاشرے میں اپنے مرتبے و مقام کو استعمال کرتے ہوئے جناب نضرؑ نے ایک متروک سُنّتِ الٰہی کو زندہ کیا۔ جانتے ہیں کہ اگر یہ کہا کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو لوگ مانیں گے نہیں۔

دیکھیے! یہ نوبت آگئی کہ اگر ان سے کہا کہ اللہ کا حکم ہے تو کہیں گے نہیں یہ تو نے خود بنایا ہے اللہ کا حکم نہیں ہے۔ اللہ کے حکم کو رد کرنے کے لئے ان کے پاس اتنی دلیلیں ہوتی ہیں کہ آدمی خود حیران و پریشان ہو جائے کہ یہ کیسی کیسی دلیلیں لے آئے۔ بھئی! ہوتا ہے نا ایسا کہ اللہ کا ایک حکم، صریح حکم، واجب حکم لیکن صاحب آپ آج کل ہی دیکھ لیا کیجئے۔ ایسا اڑایا جاتا ہے اس حکم کو اور ایسی ایسی دلیلیں لائی جاتی ہیں کہ آدمی حیران و پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ آدمی معاشرے میں نکّو بن کے رہ جاتا ہے۔ سوچتا ہے کہ میں کیوں انھیں کہنے بیٹھ گیا تھا کہ یہ واجب ہے۔ اس حکم کو ادا کرو۔

تو یہ تھی معاشرے میں اس وقت صورتِ حال کہ جناب نضرؑ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خدا کا حکم ہے بلکہ اپنی تعلیمات سے تبدیلی کی کوشش کی۔ جناب نضرؑ پہلے شخص ہیں جنہیں قریش کا لقب ملا۔ تین افراد تاریخ میں قریش کے لقب سے مشہور ہیں۔ جناب نضرؑ ابن کنانہؑ، اور پھر تیسری پشت میں ان کے بیٹے فہرؑ ابن غالبؑ، اور فہرؑ کے بعد قصیؑ ابن کلابؑ۔ ان تینوں کا ذکر بعد میں کریں گے، ان تینوں کو قریش کہا گیا۔ دیکھیں گے کہ کون تھا ان میں قریش کے لقب کا اصل حامل اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تینوں کا لقب قریش پڑ گیا ہو۔

پہلے ہیں نضرؑ ابن کنانہؑ، انھوں نے جمع کیا ساری اولادِ اسمٰعیلؑ کو تو قریش کے معنی،

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جمع کرنا، اکھٹا کرنا ہیں۔ تو اس اعتبار سے ان کے لقب قریش میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ تاریخوں میں ملتا ہے کہ یہ پہلے قریش تھے۔ نضرؑ ابن کنانہؑ کے بارے میں روایت میں اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ انھیں قوت کیوں حاصل ہوئی۔

سکندرِ اعظم کے بارے میں، میں نے بتایا ہے نا کہ مستند تاریخی حوالہ موجود ہے۔ تاریخ خمیس نے اس واقعے کو نقل کیا ہے کہ سکندرِ اعظم اور نضرؑ ابن کنانہؑ ہم عصر ہیں۔ سکندر جب فتوحات کرتا ہوا پہنچا ہے وہاں تو نضرؑ ابن کنانہؑ کی سیرت سے متاثر ہوگیا اور کسی قسم کی قتل وغارت کئے بغیر کعبے کا نظام ایک بار پھر ان کے سپرد کر کے عزت و احترام سے ان کو متولی بنا کے آگے بڑھ گیا۔ ایک بھی خون سکندرِ اعظم نے مکّہ کی سرزمین پر نہیں بہایا۔ تو پھر ان کی دانش مندی کی وجہ سے مکّہ والے نضرؑ ابن کنانہؑ کے گرد اکٹھے ہوگئے۔

انھوں نے اب سوچا کہ سُنّتِ الٰہی اور دینِ ابراہیمی کو پھر سے زندہ کیا جائے ایسے میں نضرؑ ابن کنانہؑ نے جہاں اور کام کئے وہاں ان کے یہ دو کام بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔

ایک تو یہ کہ جمعہ کا نام عروبہ تھا۔ عروبہ کہا کرتے تھے یہ جمعہ کو۔ جناب نضرؑ نے کہا کہ اس دن کا اصل نام روزِ جمعہ ہے۔ مختلف روایات ہیں اس بارے میں ہے کہ جناب آدمؑ اور جناب حوّاؑ جمع ہوتے تھے۔ لہٰذا اس دن کو جمعہ کہا جائے۔ لوگوں نے قبول کرلیا۔ اسلام نے بھی اس دن کا نام جمعہ ہی برقرار رکھا کہ اس دن کو جمعہ کہا جائے اور یہاں تک ہوا کہ اللہ کی کتاب میں بھی اسے جمعہ ہی قرار دیا گیا ہے۔

دوسرا کام دوسری سُنّتِ الٰہی، یاد رہے کہ ابھی بعثتِ محمدؐ بہت دور ہے، دعوتِ اسلامی میں ابھی صدیوں کا فاصلہ موجود ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ دعوتِ اسلامی میں ابھی سات آٹھ سو سال کا فاصلہ ہے۔ جمع کیا لوگوں کو، قتل ہوتے تھے، جھگڑے ہوتے تھے لوگوں کے لہٰذا دیت کا فیصلہ ضروری ہے کیوں کہ جب خون بہا کی نوبت آتی تھی تو ایک نیا جھگڑا کھڑا ہو جاتا اور ایک نئی خون ریزی جنم لے لیتی۔ ہزار اونٹ کہ پانچ سو اونٹ، سو اونٹ کہ پچاس اونٹ۔ لہٰذا نضرؑ ابن کنانہؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ ایک دیت طے کرلو تا کہ خوں بہا کے نام پر مزید خون بہانے کا سبب نہ بن سکے۔ آج طے کرلو۔ آج حتمی طور پر ایک بات طے کرلو کہ دیت میں کتنے اونٹ دیئے جائیں گے۔ خون کی جو دیت دی جاتی ہے۔ اس کی کیا تعداد ہوگی؟

جناب نضرؑ ابن کنانہؑ پہلے شخص ہیں جو دیت کا تعین کر رہے ہیں۔ جناب عبدالمطلبؑ نے دوبارہ زندہ کیا تھا اس سنّت کو کیوں کہ یہ سُنّت ایک بار پھر غائب ہوگئی تھی۔ تو نضرؑ ابن کنانہؑ پہلے آدمی ہیں جو ایک متروک اور فراموش شدہ سُنّت کو زندہ کرتے ہیں، اس کا معاشرے میں از سرِ نو احیاء کرتے ہیں اگر یہ وصی نہ ہوتے جناب اسمٰعیلؑ کے، جناب ابراہیمؑ کے جانشین نہ ہوتے تو حکمِ خدا کو جاری نہیں کر سکتے تھے۔

جناب نضرؑ ابن کنانہؑ نے مقرر کردی تعداد کہ آج سے قتل کی جو دیت ہے، انسانی جان کا جو خون بہا ہے، وہ سو اونٹ ہے اور یہی حکمِ خدا ہے، یہی حکمِ اسلام ہے۔ اسی حکم کو آٹھ سو سال بعد رسولِ اکرمؐ دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں کہ دیت وہی ہے جو میرے جدِّ اعلیٰ جناب نضرؑ ابن کنانہؑ نے مقرر کی۔ اگر چہ جناب عبدالمطلبؑ کے بارے میں بھی ہے کہ انھوں نے بھی اس فراموش سُنّت کو زندہ کیا تھا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے بھی دیت کی حد سو اونٹ مقرر کی کہ قتل کی دیت سو اونٹ ہوگی۔

تیسرا کام جو جناب نضرؑ ابن کنانہؑ نے کیا وہ یہ کہ جب حاجی آتے تھے تو پہاڑوں پر ان کی رہنمائی کے لئے چراغوں کو روشن کرنا اور مہمان نوازی کرنا جو آج تک جاری ہے اور حاجیوں کو کھانا کھلانے کا کام، اگر چہ قصیٔ ابن کلابؑ کے بارے میں بھی ہم بتائیں گے کہ انھوں نے تو اس کام کو بہت منظم کردیا تھا لیکن اپنے دور میں جناب نضرؑ ابن کنانہؑ، رسولؐ کے جدِّ اعلیٰ کہ جنہوں نے کہا کہ یہ جو حاجی دور دور سے آتے ہیں یہ ہمارے مہمان ہیں اگر چہ جہالت کا ہی طواف کرتے ہیں، اپنی مرضی کی عبادت کرتے ہیں لیکن ان کی مہمان نوازی ہماری ذمہ داری ہے انھیں کھلاؤ پلاؤ۔ ان کی اسی مہمان نوازی کی وجہ سے انھیں وارثِ ابراہیمؑ کہا جاتا تھا۔ جیسے کہ جناب ابراہیمؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مہمان نواز تھے، اکیلے نہیں کھاتے تھے ایسے ہی نضرؑ ابن کنانہؑ کی یہ عادت تھی کہ جب تک دستر خوان پر کچھ لوگوں کو نہ بلا لیں، فقیروں محتاجوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی مدد کرنا، ان کو دستر خوان پر بٹھانا، یہ سُنّتِ ابراہیمی بھی ہے اور یہ ہاشمیوں کی خوبی بھی۔

یاد رکھیئے گا! یہ ہاشمیوں کی خاص صفت ہے۔ آپ اپنی اس صفت کی بھی خاص حفاظت کیجئے گا۔ ہاشمیوں کی یہ صفت ہے کہ جو بھی ہاشمی ہو دیکھئے کچھ نسلوں اور قوموں کی کچھ خاص صفات ہوتی ہے۔ ہاشمیوں کی یہ صفت ہے کہ وہ مہمان نواز ہوتے ہیں۔ چاہے گھر میں کھانے کو نہیں ہو مگر جب مہمان آجائے گا تو اس کے لئے کچھ نہ کچھ انتظام ضرور کریں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ سُنّتِ ابراہیمی ہونے کے ساتھ ساتھ ہاشمیوں کی نسلی صفت بھی ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھیئے گا کہ مہمان کو گھر میں بلانا رزق میں برکت کا باعث ہوتا ہے رزق بھاگتا نہیں ہے گھر سے، یہاں تو خود بھاگ جاتے ہیں گھر سے کہ اتنے لوگوں کو کھلائیں گے کہاں سے؟ یہ حقیقت ہے آپ آزما کر دیکھ لیجئے کہ جب رزق میں آپ محسوس کریں کہ تنگی ہو رہی ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں۔ آپ اپنے گھر میں مہمان بلانا شروع کریں، مہمانوں کو لائیں آپ دیکھیں گے کہ کشائش ہو جائے گی رزق میں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کے اپنے وعدوں میں سچا کون ہوسکتا ہے؟ کیوں کہ یہ جو مہمان تم لے کے جا رہے ہو یہ تمہارا مہمان نہیں درحقیقت میرا مہمان ہے میں اس کے رزق کا بھی اور تمہارے رزق کا بھی بندوبست کروں گا۔ کرامت ہے مہمان نوازی، یہ کریم لوگوں کی صفت ہے۔ جناب نضرؑ ابن کنانہؑ نے اس کو زندہ کیا۔ اور ان کی نسل میں مہمان نوازی کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جناب نضرؑ کی جو وصیت ہے اس میں انھوں نے اپنی اولاد کو بھی یہ وصیت کی ہے کہ دیکھو! مہمان کو ڈھونڈ کر لانے کی کوشش کرو۔ انتظار نہ کرو کہ وہ خود آئے گا۔

جنابِ ہاشمؑ میں پہنچ کر تو یہ کریمانہ صفت کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ جسے جناب جناب نضرؑ ابن کنانہؑ نے امتیازی شان کے ساتھ احیاء سے ہم کنار کیا تھا۔ جناب جناب نضرؑ ابن کنانہؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ے بعد حج اولادِ ابراہیمؑ کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا۔ صرف دربانی بچھانا وغیرہ ان کے پاس رہ گیا۔

حج کہاں پہنچا، حج میلے میں تبدیل ہو گیا۔ تاریخ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ حج میلے میں تبدیل ہو گیا۔ میلہ عکاظ تاریخوں میں ہے کہ نہیں؟ عکاظ کا میلہ۔۔۔عبادت کو لوگوں نے میلہ میں تبدیل کر دیا۔

اور جب عبادت میلہ میں تبدیل ہو جائے، پھر لوگ رکتے نہیں سرکار!
پھر کسی کی بھی نہیں سنتے کیوں کہ جو میلے میں مزہ ہے وہ کسی اور چیز میں کہاں؟
عبادت میں تو مزہ نہیں آتا میلے میں مزہ آتا ہے۔ تو عبادت میلے میں تبدیل ہو گئی۔
کیسا میلہ؟ معلوم ہوا کہ حج کا سیزن آ گیا حج کا میلہ لگے گا۔

دور دور سے ناچنے والے، گانے والے، تماشہ کرنے والے، مسخرہ پن کرنے والے، اچھلنے پھاندنے والے، ہر مزاج اور ہر ٹیسٹ کے لوگوں کے لئے کیمپ لگا ہوا ہے۔ ہر مزاج کے لوگوں کے لئے خیمہ گڑا ہوا ہے۔ یہاں تماشہ ہو رہا ہے، یہاں تھیٹر ہو رہا ہے، یہاں ناچ ہو رہا ہے، یہاں گانا ہو رہا ہے، یہاں شراب چل رہی ہے، یہاں نشہ ہو رہا ہے۔ یہاں کھیلوں کے مقابلے ہو رہے ہیں، یہاں تیراندازی ہو رہی ہے، یہاں قصہ خوانی ہو رہی ہے، یہاں گپیں ہو رہی ہیں۔ بازار وجود میں آنا شروع ہو گئے، قصے سنائے جا رہے ہیں جھوٹے سچے، وہ ساری روایتیں بعد میں دین میں شامل کر دی گئیں۔ کہانیاں گھڑی جاتی ہیں کہ لوگ زیادہ جمع ہوں، مجمع لگے، پیسے مجھے دے کے جائیں لہٰذا کہانیاں تخلیق کی جا رہی ہیں بلکہ گھڑی جا رہی ہیں جس سے لوگوں کو مزہ آئے۔ اب جو انوکھے قصے سنائے گا تو لوگ دلچسپی سے سنیں گے یا نہیں سنیں گے؟ اور جب دلچسپی سے سنیں گے تو کہے گا پیسے نکالو۔ اتنا اچھا تمہیں قصہ سنایا، مزہ آیا اور جب مزہ آیا تو پیسے بھی زیادہ ہوں گے۔ لاؤ پیسے دو خوش کرنے کے، تو عکاظ کا میلہ یہ تھا۔

عبادت میلے میں تبدیل ہو گئی۔ میلہ تو ہوتا ہے تجارت، میلے میں تو عبادت نہیں ہو گی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میلے میں جو آئے گا وہ محظوظ ہونے اور تجارتی فوائد کے لئے آئے گا۔ جو بھی اپنا تھیٹر لگائے گا اس غرض سے لگائے گا کہ یہاں زیادہ لوگ آئیں جو باہر سے آ رہے ہیں تو جب زیادہ لوگ آئیں گے تو میرا کاروبار زیادہ چلے گا۔

یہ تو تاریخ ہے، آپ کے ذہن کہیں جائیں مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ عبادت جو تھی وہ میلے میں تبدیل ہوگئی۔ جب میلے میں تبدیل ہوگئی تو عبادت کی حیثیت ختم۔ اب لوگ عبادت کے لئے نہیں آتے بلکہ لوگ اب تفریح کے لئے آتے ہیں۔ اب لوگ عبادت کی غرض سے نہیں آتے اب تو لوگ انٹرٹینمنٹ کی غرض سے آتے ہیں کہ کہاں مزہ آئے گا اور کہاں مزہ نہیں آئے گا، جہاں مزہ آئے گا اُس دکان پر جانا ہے۔ نتیجہ کیا ہوا جب کعبے اور مکے سے عبادت نکل گئی، تجارت آ گئی تو تجارت میں تو جھگڑا بھی ہوگا، تجارت میں تو میرا اور تیرا بھی ہوگا، تجارت میں تو جب بازار اپنے اپنے لگے ہوئے ہیں تو پھر جھگڑا تو فطری بات ہے۔ خانہ کعبہ ہے، خدا کا گھر ہے، حج ہے لیکن میری دکان، اس کی اپنی دکان، اُس کی اپنی دکان۔ جب میں دیکھوں گا کہ اتنا خرچ کرنے کے بعد بھی پرافٹ نہیں ہو رہا، منافع توقع سے کم ہے، پبلک نہیں آتی تو دوسروں کے ساتھ میرا حسد و رقابت کا جذبہ ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اِس کی اُس کے ساتھ اُس کی اِس کے ساتھ، یہ کوئی نہیں کہے گا کہ یہ سب کاروبار اور میلے کی وجہ سے ہوا ہے، کوئی بھی نہیں کہے گا۔ نام سب اللہ ہی کا لیں گے، نام سب عبادت کا ہی لیں گے ہم نے بھی تو اللہ کی خاطر یہ سب کیا تھا یہاں کیوں نہیں آیا مجمع؟ اِدھر کیوں نہیں آئے لوگ؟ یہ کوئی نہیں کہے گا کہ یہ تو ہم نے اپنے لئے طے کیا تھا۔ تو جب حسد و رقابت شروع تو جھگڑے شروع، جنگ و جدال شروع۔ بہت ہی افسوس اور معذرت کے ساتھ عزیزانِ محترم! اس سے بڑی کوئی عبادت میری نظر میں نہیں کہ جو خلوص سے کی جائے، محبت کے ساتھ کی جائے، میں اپنی نظر بتا رہا ہوں، مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔

شاید نماز، شاید روزہ، شاید حج، شاید زکواۃ یہ تمام کام ایک طرف اور کیوں کہ میرے پاس امام علی رضا علیہ السلام کی مستند روایت موجود ہے، دوسری چیزوں کو بھی افضل قرار دیا جاتا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوگا۔ مجھے اس سے غرض نہیں، لیکن جو روایت میں پڑھ رہا ہوں وہ بڑی ہی مستند روایت ہے کہ ولایت ان تمام عبادات پر حاوی ہے۔ کس طرح سے حاوی ہے؟ کہ اگر ولایت کو نکال دیا جائے تو حقیقت ہی ختم ہوگئی عبادتوں کی۔ اطمینان رکھیں، یہ بات جو بھی کہتا ہے صحیح کہتا ہے۔ یہ امامؑ کا قول ہے کہ "ولایت کو اگر نکال دیا تو ساری عبادتیں ختم کوئی حیثیت ہی نہیں ہے (پھر) ان عبادتوں کی" ان سب عبادتوں کی حیثیت اس وقت ہے جب ان پر ولایت کی مہر لگے۔ اگر ولایت ائمہ طاہرینؑ کی مہر ہے، یہ سب عبادتیں قابلِ قبول ہیں۔ یہ تو طے ہے کہ ولایت کے بغیر یہ ساری عبادتیں نا قابلِ قبول ہیں۔

ولایت ان سب عبادات کی قبولیت کی ضمانت ہے، ولایت یعنی ائمہ طاہرینؑ کو مولا قبول کرنا۔ ولایت یعنی حکومت، یہ بات یاد رکھیئے گا، اگر کہیں آپ نے اس کا ترجمہ محبت کر دیا نا تو دوسرے جیت گئے کیونکہ وہ یہی کہتے ہیں کہ مولا کا مطلب یہی تھا کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ علیؑ سے بھی محبت کرے۔

تو اُدھر نہ چلے جایئے گا اس کا مطلب محبت نہیں۔ سارا جھگڑا یہی ہے۔ یہ ولی ہے، یہ حاکم ہے، جیسے خدا حاکم، جیسے رسولؐ حاکم ویسے یہ حاکم ہے۔ یہ ہے ولایت کا مطلب۔

ولایتِ علیؑ ۔۔۔۔ یعنی حکومتِ علیؑ، حاکیتِ علیؑ۔

یہ ہے ولایت ۔۔۔۔ یہی حقیقی معنیٰ ہے ولایت کا۔

یہ ولایت ہے ۔۔۔۔ یہ حکومت ہے ۔۔۔۔ یہ حاکیت ہے۔

حاکم ہی کو نہ مانا ۔۔۔۔ سب احکام پر عمل بے کار ہے۔

کس حکم پر عمل کر رہے ہو؟

تو یہ ہے اس کا مفہوم۔ ولایت سب پر حاوی ہے۔ اب ہم نے ساری عبادتیں انجام دیں۔ نمازیں بھی پڑھیں، رمضان کے روزے بھی رکھے، دوسری ساری عبادتیں بھی انجام دیں۔ آٹھ ربیع الاوّل ختم ہوئی، ابوجہل نکل کے سامنے آ گیا۔ اِدھر نو ربیع الاوّل کی شب آئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تو ہمارے باطن میں موجود ابولہب نکل کے سامنے آ گیا۔ ابولہب بھی تو ہاشمی تھا۔ کیا نہیں تھا؟ ہاشمی تھا، عبدالمطلبؑ کا بیٹا تھا۔

۹ ربیع الاوّل کی رات آئی تو ابولہب اور ابوجہل یہ سارے کردار نکل کے سامنے آ گئے۔ معلوم ہو گیا کہ کس نے عبادت کی تھی اور کس نے کچھ کیا تھا؟

اگر سوا دو مہینے عبادت کی ہوتی تو جس طرح ۸ ربیع الاوّل تک علیؑ ہمارے حاکم تھے، ۹ ربیع الاوّل کو بھی وہی حاکم رہتے۔

کیا ۹ ربیع الاوّل کو حاکم بدل گیا؟ کیا حاکم بدل گیا، ۹ ربیع الاوّل کو؟ ولایت بدل گئی؟ ولایت کے تقاضے بدل گئے؟ حکومت بدل گئی؟ حکومت کے تقاضے بدل گئے؟ احکام بدل گئے؟ حلال رسولؐ حرام اور حرام رسولؐ حلال ہو گئے؟ اجازت دے دی ولی نے؟ معاذ اللہ، خاکم بہ دہن دے دی اجازت؟

یہ ہے حاشیہ جس کے لگانے کی مجھے ضرورت ہے اور اس کام سے مجھے کون روک سکتا ہے؟ خوشنودیٔ خدا و رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے حصول سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔

تو کیا ہوا؟ حج کی عبادت میلے میں تبدیل ہو گئی، تجارت بن گئی اور جب تجارت بن گئی تو جھگڑوں نے سر اٹھایا، جب تجارت بن گئی تو مفادات کے حصول کے لئے فسادات برپا ہوئے۔ جب تجارت بن گئی تو انتشار پیدا ہوا۔۔۔ خلوص اخلاص کی بات تو نہ رہی نا؟

آپس میں معاملہ کرنے میں شیر اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں بھیڑیں۔۔۔ یہ ان مکے والوں کی حالت بتا رہا ہوں۔ اس زمانے کی کہ یہ تھے زمانۂ جاہلیت کے عرب، آپس میں لڑتے تھے تو دو دو سو سال، تین تین سو سال دشمنیاں اور بیرونی دشمن ان کو اتنا پست سمجھتا تھا کہ آخر میں جا کے کہ ان پر حملہ بھی نہیں کرتی تھی کوئی فوج کہ یہ تو آپس میں لڑ لڑ کے مرے ہوئے ہیں۔ مردہ ہو گئے، ختم ہو گئے۔ دشمن کے مقابلے میں بالکل بلّی، بکری بنے ہوئے ہیں مگر آپس کی لڑائیوں میں شیر۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تو یہ ہوا حشر، جب دنیا کی سب سے بڑی عبادت گاہ بُت خانہ بن سکتی ہے، دنیا کی پہلی عبادت گاہ اور سب سے بڑی عبادت گاہ جب عبرت گاہ بن سکتی ہے۔ تو خدا نہ کرے، خدا نہ کرے، ذرا تصور کیجئے کہ کوئی بھی عبادت گاہ محفوظ رہ سکتی ہے اس کام سے؟ نہیں رہ سکتی۔

جب خانہ کعبہ میں بُت رکھے جاسکتے ہیں، جب خانہ کعبہ میں سات سو سال یا ساڑھے تین سو سال صرف بُت پرستی ہو سکتی ہے، پھر کون سا گھر اور کون سی عبادت گاہ محفوظ رہ سکتی ہے بھائی! کوئی گھر محفوظ نہیں رہ سکتا، کوئی یہ عبادت گاہ محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اسی لئے قرآن کہہ رہا ہے؟

دیکھو! یہ آئینہ ہے۔ تاریخ کس لئے بیان کر رہا ہے؟ قصے کس لئے بیان کر رہا ہے؟ اس لئے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ اگر اس کی ضرورت نہ ہوتی تو قرآن تاریخ اور قصوں کو بیان ہی نہ کرتا۔ اس لئے بیان کیا جارہا ہے:

فاعتبروا یا اُولی الابصار

عبرت حاصل کرو اگر چشم بینا رکھتے ہو۔

اگر تمہارے پاس بصیرت ہے، اگر تمہارے پاس فہم و ادراک ہے، اگر شعور و آگہی ہے تو عبرت حاصل کرو، عبرت تو اس وقت حاصل ہوگی جب پڑھا جائے گا۔ عبرت تو اس وقت حاصل ہوگی جب بیان کیا جائے گا۔ عبرت تو اس وقت حاصل ہوگی جب اسے بھی جہاد سمجھ کر کیا جائے گا۔ ورنہ تو نہیں ہوگی نا؟ لہٰذا کوئی تو آگے بڑھے گا۔ کوئی تو بڑھنے کے لئے قدم آگے رکھے گا۔

عبادت میلے میں تبدیل کردی لوگوں نے کہا اپنی مرضی کی عبادت ہوگی۔ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کی نہیں۔ جیسے ہم چاہیں گے ویسے۔ اللہ کے چند بندے کونوں میں سمٹ گئے۔ اب انھیں معلوم ہے کہ ہماری بات کا بھی کوئی اثر نہیں بس اتنا کرو کہ اپنے دین کو محفوظ رکھو، معاشرے کی نوبت یہ آگئی۔

اب خانۂ کعبہ کی تولیت و انتظام پہ جھگڑا، اب ہدیوں پہ جھگڑا، اب نذرانوں پہ جھگڑا کہ نذرانے کون اکٹھا کرے گا؟ ہدیے کون اکٹھا کرے گا؟ کھانا کون کھلائے گا؟ پانی کون لے کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آئے گا؟ پانی مکے میں نہیں ہے چاہ زم زم ہے؟ جسے نضرؑ ابن کنانہ نے اتنا کیا کہ اس کو بڑا کر دیا۔ اسے ایک بڑے کنویں کی شکل دے دی لیکن ہزاروں افراد آتے ہیں تو پانی کم پڑتا ہے لہٰذا کوئی کہہ رہا ہے کہ پانی کا میں ذمہ دار ہوں پانی دوسرے شہروں سے آئے گا اس کا فنڈ میری نگرانی میں خرچ ہوگا، کھانا میں پکواؤں گا اس کا فنڈ میرے ہاتھ میں ہوگا، چابی میرے پاس ہے اس کا فنڈ مجھے ملے گا۔

سارے جھگڑے فسادات شروع، اب آئے دن جنگیں شروع ہوں گی۔ یہاں تک سلسلہ آگے بڑھا کہ فہرؑ ابن مالکؑ تک پہنچ گیا۔ جناب فہرؑ ابن مالکؑ حضورؐ کے اجداد میں سے ایک، فہرؑ کے دور میں ان کا لقب بھی قریش ہوا یہ بھی میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں۔

کعبے پر ایک بار پھر کڑا وقت آ گیا۔ طوفانِ نوحؑ کے بعد سب سے مشکل وقت۔ یمن کا بادشاہ حسان ابن کلال حمیریوں یعنی حبشیوں اور یمن کے مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر کعبے کو ڈھانے کے لئے لشکر ترتیب دیتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ تجارت ہے، عکاظ کا میلہ ہے۔ اُدھر بھی اس نے ایک تجارت شروع کی ہے۔ وہ نہیں چل رہی، بہت کوشش کی کہ پیسے دے کے لوگوں کو لایا جائے۔ لوگ نہیں آئے، اب کیا کیا جائے؟ اس نے نئے آئیٹم پیش کر دیئے۔ نہیں چلنے والی چیز تھی نہیں چلی۔ کیوں کہ کاروبار بھی تو وہاں چلے گا جہاں کوئی اصلی چیز ہو۔

کعبے میں اگر چل گیا بُت کدہ تو اس لئے کہ لوگ بے بس تھے۔

جب سے ہی تو لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ حقیقت کو سامنے رکھو پیچھے اپنا کاروبار کرو۔ اگر حقیقت ہی سامنے سے ہٹا دی تو باقی کیا بچے گا؟

کاروبار نہیں چلتا پھر لہٰذا حقیقت کو سامنے رکھو۔

کوئی حربہ کارگر نہیں ہوا حسان ابن کلال کا تو لشکر کشی کا حکم دیا اس نے ۔۔۔ کعبے کو ہی ڈھادو۔ حجرِ اسود اور جو بھی خزانہ ہے کعبے کا اسے وہاں سے اٹھا کر لے آؤ جو کنویں میں دفن کیا کرتے تھے، اس نے کہا کہ وہ سب نکال کر لے آؤ۔

اب جناب فہرؑ جمع کرتے ہیں اپنی قوم کو، یاد رکھیئے کہ جناب عبدالمطلبؑ اور جناب فہرؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے زمانے میں فرق ہے۔ جناب فہرؑ کا زمانہ یہ ہے کہ اتنی جہالت کے باوجود لوگ مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ جناب فہرؑ نے جب آواز دی پڑاؤ سے، قبیلوں سے، اِدھر اُدھر سے پوری قوم جمع ہوگئی کہ دیکھو! ہمیں خدا کے گھر کی حفاظت کرنا ہے۔ اگر یہ ڈھ گیا تو یاد رکھو! یہ خدا کا ایک ہی عبادت خانہ ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا۔

حملہ ہوا فہرؑ ابن مالک، جنگجو تھے۔ اپنے دور کے بے مثال جنگجو، ہاشم کے جدّ اعلیٰ۔ ایسی جنگ کی اس پراگندگی کے عالم میں کہ حسان کے لشکر کو شکست دے دی۔ ایسی جنگ کی کہ حسان ابن کلال کو گرفتار کر کے یرغمال بنالیا۔

بتادیا جناب فہرؑ نے کہ اگر کوئی قوم انحراف وتحریفات کی موجودگی میں لڑنے پر بھی تیار ہو جائے نا تو ایسا نہیں کہ نہیں لڑ سکتی۔ کوئی آگے تو ہو، کوئی ہمت تو کرے آخر جناب فہرؑ نے مقابلہ کیا گھمسان کا رن پڑا اور ایک بڑی جنگ کے بعد جناب فہرؑ کو فتح حاصل ہوئی۔

فتح حاصل ہوگئی، حسان کا حملہ ناکام ہو گیا۔ بعد میں کیا ہوا جناب عبدالمطلبؑ جنگ نہیں کر سکے اور نہ لوگوں کو بلایا۔ کیوں؟ اس لئے کہ جانتے ہیں کہ لوگ تو اپنے بچاؤ کے لئے پہلے ہی پہاڑوں پر بھاگ گئے ہیں ہاتھیوں کے لشکر کا سن کر روپوش ہو گئے ہیں۔

جناب فہرؑ کو یہ امید تھی تو جہاں امید تھی وہاں لوگوں کو آواز دی کہ ان کے لئے رمق جاں باقی ہے۔ بھائی نکل آؤ، کھڑے ہو جاؤ، اپنی عبادت گاہ کی حفاظت کے لئے۔ اگر جان اور غیرت ہوگی نکل آئیں گے نہیں ہوگی مار کھائیں گے یہی دنیا کا اصول ہے۔ قومیں اسی طرح مرجاتیں ہیں۔ اسی طرح زندہ رہتی ہیں۔ جناب فہرؑ نے مقابلہ کیا فتح حاصل کری۔ تو جناب فہرؑ کا لقب بھی قریش پڑا کیوں کہ انھوں نے سارے بنی اسمٰعیل کو جمع کر کے جنگ کی، جہاد کیا اور جیتے۔ پوری قوم ان کے ساتھ جمع ہوگئی۔

جناب فہرؑ نے معرکہ کو سر کیا۔ جو نقصان پہنچا تھا خانۂ کعبہ کو اس کی تلافی کی اور اس کی تعمیر کی۔ جناب فہر کے بعد پھر حالات دگرگوں ہو گئے، پھر قوم سوگئی۔ وہ اپنے پرانے کاموں کو یاد

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کر رہی ہے اور سو رہی ہے۔ پدرم سلطان بود، ہم ایسے تھے اور ہم ویسے تھے۔ ہمارا فلاں شہر میں یوں تھا اور فلاں شہر میں یوں تھا۔ فلاں ملک میں ایسا تھا اور فلاں قصبے میں تھے تو ایسا تھا۔

بھائی! اب کیا ہے، تمہاری کیا حالت ہے؟ جناب فہرؑ کے قصوں کو یاد کرتے کرتے ان کے بھی قصے کہانیاں بنا کے میلوں کی زینت بنا دیا کہ جو شجاعت کی داستانیں تھیں انھیں بھی تجارت کا ذریعہ بنا دیا۔ بجائے اس کے کہ لوگوں میں جوش و جذبہ پیدا کیا جاتا، لوگوں کو ابھارا جاتا، لوگوں کو وہ داستانیں اس لئے سنائی جاتیں کہ تمہارے آباؤ اجداد ایسے تھے۔ جنہوں نے تلوار کی دھار سے خانۂ کعبہ کا دفاع کیا تھا۔ لوگوں نے اسے دوسرے رنگ دے کے اپنے مطلب کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا کہ بھئی یہ مطلب نہیں ہے، مطلب یہ ہے بس، ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم تو یہ قصہ سنائیں گے اور مالی فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نہیں۔ باقی کام ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

یہ مقصد بتایا گیا ہے لوگوں کو، ان کے ذہنوں میں یہ بٹھا دیا کہ بھئی اور چکروں میں مت پڑنا۔ لو یہ قصہ سنو پیسے دو اور تم اپنے گھر جاؤ ہم اپنے گھر جائیں۔

تو اس حقیقت کو ختم کر دیا گیا، اس حقیقت کی روح کو ختم کر دیا گیا۔ جناب فہرؑ کی زحمتوں کو معدوم کر دیا گیا تو نتیجہ کیا ہوا؟ راندہ درگاہ ہو گئے۔ یہ قدرت کا اصول ہے۔ جب تک اپنی فضیلت کی حفاظت کرو گے، قدرت بھی تمہاری نگہبان رہے گی، مدد کرے گی۔ جب تم ہی اپنی فضیلت کھونے کے لئے تیار ہو جاؤ، تو قدرت بھی مدد نہیں کرتی۔

قدرت نے بنی اسمٰعیل کی بھی مدد نہیں کی۔ راندۂ درگاہ ہوگئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کلابؑ ابن مرّہ رسول اکرمؐ کے جدّ کے انتقال کے بعد ان کی اولاد سے کعبے کی تولیت چھین لی گئی۔ قصیٰ چھوٹا بیٹا ہے، زہرہ بڑا بیٹا ہے۔ جناب کلاب کی زوجہ کا نام تھا جناب فاطمہ بنتِ ثور، اور جب شوہر کے انتقال کے بعد لاوارث ہوگئیں تو بنی عذرا قبیلے کے ایک شخص سے شادی کر لی، شادی کے بعد یہ گھرانہ مکّے سے ہی چلا گیا۔ وارث تھے مکّے کے انہی کو نکلنا پڑ گیا۔ تو وارثوں کو بھی چھوڑنا پڑ جاتا ہے، جگہوں کو، اگر قوم ایسی ہو جائے، جناب کلاب گذر گئے۔ جناب قصیٰؑ کو ماں کے ساتھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جانا پڑا اس لئے کہ چھوٹے تھے۔ بڑے بیٹے کو مکّے میں چھوڑ دیا، چھوٹے بیٹے کو ساتھ لے کر چلی گئیں۔

جب جناب قصیٰ بڑے ہوئے، خوبصورت انسان، نام ہے زید۔ قصیٰ اس لئے کہ اقصیٰ دور ہونے سے نکلا ہے کیوں کہ اپنی سرزمین سے دور ہو گئے تھے تو قصیٰ لقب معروف ہو گیا ان کا۔ جناب زیدؑ کا۔ تو زیدؑ جب بڑے ہونے لگے خوبصورت جوان، آخر فہرؑ کی اولاد ہے، غالبؑ کی اولاد ہے۔ خوبصورت وجیہ کوئی قصیٰؑ سے جیت ہی نہیں سکتا۔ نہ تیراندازی میں، نہ شمشیر زنی میں۔ تو جب جل جاتے تھے لوگ تو کہتے تھے جاؤ تم ہم میں سے نہیں ہو۔

جب جناب قصیٰؑ یہ طعنہ سُن سُن کر تنگ آ گئے تو آخر ایک دن غصے میں آ کر پوچھا کہ اگر تم میں سے نہیں ہوں تو کس میں سے ہوں؟ کہا جاؤ جا کے اپنی ماں سے پوچھو۔ قصیٰ ماں کے پاس آئے اور پوچھا کہ میں کون ہوں؟ لوگ کہتے ہیں میں اس قبیلے کا نہیں ہوں۔ ماں نے کہا ہاں وہ ٹھیک کہتے ہیں تو اس قبیلے سے نہیں ہے بلکہ تو تو سردار کا بیٹا ہے۔ تو بطحہ کے سردار کا بیٹا ہے۔

شجرہ بتایا کہ تو کلابؑ کا بیٹا ہے۔ تو ان سے کم نہیں بلکہ تو ان سب کا سردار ہے خدا نے جو تجھے ان سب پر برتری دی ہے، وہ انھیں نہیں دی۔

پس جناب قصیٰؑ کو بھی شوق ہوا کہ میں بھی اپنی سرزمین پر جاؤں گا میں اپنوں میں جاؤں گا۔ حج کا قافلہ آیا ساتھ بھیج دیا ماں نے کہ تو وہیں کا ہے وہیں جائے گا۔

قصیٰؑ مکّے پہنچے، بھائی موجود ہے وہاں زہرہ۔ اور یہ عقل مند ہیں بنوخزاعہ کی حکومت ہے حریر ابن حسبیہ یا حشبیہ، دونوں طرح لکھا ہے اس لئے میں نے بھی دونوں طرح پڑھ دیا ہے اس لئے کہ کہیں حسبیہ لکھا ہے کہیں حشبیہ لکھا ہے۔

خلیل جو بنی خزاعہ کا سردار ہے، آخری بادشاہ بیٹھا ہے۔ جناب قصیٰؑ نہایت عاقل و دانا ہیں۔ خدا نے کسی مقصد کے لئے انھیں پیدا کیا ہے۔ انھیں ایک انقلاب برپا کرنا ہے۔ بنی خزاعہ کا بادشاہ قصیٰؑ سے متاثر ہو گیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب قصیٰؑ نے اس کی بیٹی کا رشتہ طلب کر لیا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے اپنا داماد بنالے۔اس نے رشتے کو بخوشی قبول کر لیا،اس طرح جناب قصیٰ مکہ کے سردار کے داماد بن گئے۔ صلاحیتیں دیکھیں اس نے جناب قصیٰؑ میں تو جب مرنے لگا تو کہا میں اپنی بیٹی کو اپنا وارث بنا کر جاؤں گا اگر داماد کے لئے کہتا تو بنی خزاعہ سامنے آجاتے۔ کعبے کا نگران بنادیا اپنی بیٹی کو اور ایک ابوعشان یا ابوعشتان نامی شخص کو بھی بنادیا کہ یہ بھی اس نگرانی کے کام میں میری بیٹی کے ساتھ مدد کرے گا۔

تو ایک دن وہ دروازہ کھولتا تھا کعبے کا ایک دن اپنی زوجہ کی طرف سے جناب قصیٰؑ۔ اپنے خاندان کی بے دخلی کے بعد جناب قصیٰؑ اس طرح ایک بار پھر کعبے کی تاریخ میں داخل ہو گئے۔کیوں کہ جناب زیدؑ یعنی قصیٰؑ وصی ہیں جانتے ہیں مجھے اپنی یہ میراث واپس لینی ہے۔ چار بیٹے دیئے خدا نے۔عبد مناف،عبدالدار،عبدالرضا،عبدالقصیٰ، جناب قصیٰؑ نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہمارے ان بیٹوں میں سرداری آنی چاہیئے اور بیوی کہتی ہے کیوں نہیں ان میں ہی آنی چاہیئے مگر بنوخزاعہ راضی نہیں ہوں گے، جناب قصیٰؑ نے کہا کہ یہ معاملہ میرے سپرد کردو میں ان سے لے لوں گا۔

اب ظاہر ہے کہ جب سرداریاں ملتی ہیں تو پھر شراب و کباب بھی ہوتا ہے اور عیش بھی ہوتے ہیں۔سرداری جو ملی ہوئی ہے،انتظام جو ملا ہوا ہے۔تو جتنے عیش ہیں اٹھالو،اس کی آڑ میں جو کچھ کر سکتے ہو کرلو۔ہم سے کون پوچھ سکتا ہے؟ ہم سے کون پوچھنے والا ہے،ہم جو چاہیں کریں اور ان کی دیکھا دیکھی نسلیں بھی بگڑیں، جوان بھی بگڑیں، بچے بھی بگڑیں اور کوئی مجھ جیسا بدقسمت سمجھانے والا آجائے تو پھر دیکھیئے اس کا کیا حشر ہو۔مجھ جیسا ہی نہیں اور بھی سمجھانے والے بھی ہیں لیکن یہ کہ سمجھانے والوں کا جو حشر ہوتا ہے وہ کوئی چھپی ہوئی بات تو نہیں ہے۔

کہتے ہیں ناں لوگ کہ یہ دین بگاڑ رہے ہیں تمہارا، یہ عقیدہ خراب کر رہے ہیں تمہارا، برائیوں سے روکتے ہیں تمہیں۔یہ بڑے ہی خراب لوگ ہیں، یہ تمہیں رات رات بھر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گھروں سے باہر پھرنے سے روکتے ہیں۔ بڑے ہی خراب لوگ ہیں، یہ تمہیں بُری صحبتوں میں بیٹھنے سے روکتے ہیں۔ یہ بڑے ہی خراب لوگ ہیں، یہ تمہارا عقیدہ بگاڑ دیں گے۔

دل خون ہوتا ہے، جگر چھلنی ہوتا ہے۔ آنکھوں سے دیکھو ان سب چیزوں کو اور ضبط کرو۔ یہ خنجر ہیں، یہ نشتر ہیں۔ جو کلیجے میں صبح و شام پیوست ہوتے ہیں۔ کس طرح نسلوں سے کھیلا جارہا ہے، کس طرح سے ان کچے ذہنوں سے کھیلا جارہا ہے؟ کوئی روک نہیں سکتا کوئی روک کر تو دکھائے اتنی دور پہنچا دو ان نسلوں کو کہ ہم کیا اور ہماری حیثیت ہی کیا۔ ان کے باپ نہ روک سکیں، ان کی والدہ نہ روک سکیں۔ وہ والدین کے سامنے گریبان کھول کر کھڑے ہو جاتے ہیں اکڑ کے تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے؟ جو ہماری مرضی ہم کریں گے۔ وہ اللہ کی بزرگی تو دور کی بات، کالج کے اساتذہ کی تو دور کی بات، بات کرتے ہوئے باپ ڈر رہا ہے کہ یہ آستینیں چڑھا کر مجھ پر ہی نہ کھڑا ہو جائے۔ کون ذمہ دار ہے؟ وہ ذمہ دار ہیں جو ابو جہل اور ابولہب کی سیرت پر چلنے والے لوگ ہیں۔ جن کا طریقہ یہ ہے کہ کچے ذہنوں کو خراب کرو اور اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرو۔ انھیں کوئی روک نہیں سکتا۔

لہٰذا جناب قصیؑ ڈھونڈتے ہوئے پہنچے ابوغبشان الملکانی کو طائف میں محفل جمی ہوئی ہے، اسے جھنجھوڑا ہلایا، اس کو شراب چاہیئے۔ کتنے سستے بک جاتے ہیں لوگ، چھوٹی چھوٹی سی چیزوں پر، پس جناب قصیؑ نے کہا کہ کعبے کی تولیت و انتظام مجھے دیدے، تجھے جو ضرورت ہے بول؟

اس نے کہا ایک اونٹنی اور ایک مشکیزہ شراب۔ متولی نے یہ کعبے کی قیمت لگائی، خدا کے گھر کی قیمت۔ تاریخ کہتی ہے، کعبۃ اللہ خدا کا پہلا گھر، اس کی قیمت کیا لگی؟ ایک اونٹنی، ایک مشکیزہ شراب۔ تو جو عبادت کو تجارت کا میلہ بناتے ہیں نا ان کے نزدیک یہ اہمیت ہے شعائر اللہ کی، ان خدا کی نشانیوں کی جنہیں وہ صبح و شام اپنے مفادات کے لئے بیچا کرتے ہیں، یہ اپنے اپنے صنم تراشتے ہیں لوگوں کی عقیدتوں کا استحصال کرنے کے لئے۔ جانتے ہیں کہ لوگوں کی عقیدتیں ان شعائر اللہ سے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لوگوں کی محبت خانہ خدا سے وابستہ ہے، لوگوں کی محبت وابستہ ہے چاہِ زم زم سے، لوگوں کی محبت وابستہ ہے صفا و مروہ سے، لوگوں کو محبت ہے عرفات و مشعر سے اور جتنی یہ اللہ کی نشانیاں ہیں، لوگوں کو ان سے محبت ہے۔ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں، یہ رسولؐ کی نشانیاں ہیں، یہ امامؑ کی نشانیاں ہیں۔ لوگ تو ان نشانیوں پر جان قربان کر دیں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس سے وابستہ ہے میرے رسولؐ اور میرے مولاؑ کی اس سے یادوابستہ ہے میرے مولاؑ بستگی کی۔ پس ان نشانیوں کی اہمیت کو سمجھیں اور ان کی قدر کریں۔

بڑی مشکل سے بات کو مکمل کرتا ہوں، جو آپ کو بات سمجھانا چاہ رہا ہوں کاش، اے کاش وہ بات میں آپ کو سمجھا سکوں اور آپ سمجھ سکیں۔ یہ نشانیاں اپنی جگہ حقیقت ہیں اس میں کوئی دو باتیں نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نشانیاں ہیں، یہ شعائر اللہ ہیں۔ انھیں زندہ رکھنا ضروری ہے لیکن اتنے معصوم اور بھولے تو نہ بنو کہ ان نشانیوں کو بدکردار لوگ اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنے لگیں۔

ان شعائر اللہ کو، معصومینؑ کی ان امانتوں کو اپنے مفادات، اپنی نفسانی خواہشات، اپنے نام و نمود اور اپنی شہرت کے لئے استعمال کریں اور کسی کو منع کرنے تک کی اجازت نہ ہو، کسی کو ٹوکنے کی اجازت نہ ہو، کوئی روکنے کے لئے نہ آئے، کوئی منع کرنے والا نہ ہو، ورنہ ابھی یہ سرٹیفکیٹ دے دیا جائے گا یہ دین سے خارج ہے۔

یہ فلاں ہے اس کا عقیدہ خراب ہو گیا ہے۔ اس کا عقیدہ ہی صحیح نہیں ہے۔ یہ دور ہے، یہ تاریخ ہے ہمارے سامنے۔ یہ فطرتِ انسانی ہے کہ مکروہ اور مکار لوگوں نے ہر دور میں دین کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ عقیدتوں کو اپنی دکانیں چمکانے کے لئے استعمال کیا۔ لوگوں کی محبتوں کا استحصال کیا، لوگوں کے جذبات سے ناجائز فائدے اٹھائے۔

مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ آواز جب تک ساتھ دے جب تک تو انسان کو چاہیئے کہ بولتا رہے، ذمہ داری پوری کرے اور بتائے کہ ایک اونٹنی اور ایک مشکیزہ شراب کعبے کی قیمت طے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئی۔ جناب قصیٰؑ نے اسی وقت اونٹنی جیسا ایک مشکیزہ شراب، تا کہ کعبہ کی تولیت و انتظام ان کے ہاتھ میں آ جائے کیونکہ وہی وارث ہیں بنی اسمٰعیل میں سے۔ وہ ہوش میں آیا تو اس پر کھلا کہ یہ کیا ہوا؟

معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ مشیت کچھ اور چاہتی تھی۔ بنی خزاعہ کا پورا قبیلہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور جناب قصیٰؑ کے ساتھ سب قبیلے بنی زہرہ، بنی اسمٰعیل وغیرہ جمع ہو گئے کہ نہیں اب معاہدہ ہو چکا، تحریر لے لی ہے اس سے۔

جنگ شروع ہوئی۔ تھوڑی سی لڑائی ہوئی دوسرے قبائل بیچ میں آ گئے، ثالث مقرر ہو گئے۔ ثالثوں نے فیصلہ کیا کہ جو تو نے دے دیا وہ دے دیا۔ یہی قصیٰ اب اس کا مالک یعنی کعبہ کا متولی اور جتنے قصیٰ کے مرے ان کا خون بہا دو۔ تمہارے مرے وہ رائیگاں۔ یوں جناب قصیٰؑ کے ہاتھ میں اقتدار آ گیا۔

تیسرا فرد جسے قریش کہا گیا۔ تین وجوہات کی بنا پہ، دلیر اتنے تھے کہ قریش نامی کسی سمندری جانور کو مارا تھا۔ دوسرے محتاجوں کی مدد کرنے والے اتنے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوگوں کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔ اس لئے قریش لقب قرار پایا۔ بنوخزاعہ کی وجہ سے جو بکھر گئے تھے ان سے کہا کہ آ جاؤ سب مکہ کی حفاظت کے لئے۔ لقب قریش سب سے زیادہ جس کے لئے مشہور ہوا وہ جناب قصیٰؑ ابن کلابؑ کا ہے۔ یہاں سے سلسلہ آگے بڑھا۔ اب لگ رہا ہے کہ کوئی انقلابی تبدیلی آنے والی ہے اس ماحول میں۔ حالات تبدیل ہونا شروع ہوئے۔

لوگ ساری رسمیں پوری کر رہے ہیں مگر دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اب اس کو کیسے روکا جائے۔ برائیوں کی انتہا پہ جا کہ ہی تو امید پیدا ہوتی ہے۔ اب کچھ ہونے والا ہے، اب کوئی تغیر آنے والا ہے۔ اب اس مکہ کی سرزمین پہ کوئی انقلاب آنے والا ہے لہٰذا اب لوگوں میں یہ فکر ایجاد ہو رہی ہے کہ بھئی اب یہ کہاں تک جائے گا کب تک رہے گا؟

وہ دور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ برہنہ طواف ہو رہا ہے وہی لوگ جو خود بھی کیا کرتے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھے۔اب معاملہ اتنا آگے بڑھ گیا ہے کہ اب گھبرا رہے ہیں لوگ کہ ہم سے بھی دس قدم آگے نکل گئے ہیں۔

یہ تاریخ ہے۔ جو ہو رہا ہے کعبہ میں، شرطیں لگ رہی ہیں کعبہ میں، قرعہ پڑ رہا ہے کعبہ میں، یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ کعبہ کے پردے کو نوچ نوچ کے بیچا جا رہا ہے، دور دور سے لوگ آ رہے ہیں سب کی دکانیں لگی ہیں، بیٹھے ہوئے ہیں لوگ کہ میرے پاس کعبہ کا یہ ہے، میرے پاس کعبہ کا وہ ہے، میرے پاس کعبہ کی یہ چیز ہے، میرے پاس کعبہ کی وہ چیز ہے۔

اور لوگ دیوانہ وار عقیدت میں اندھے بکتی ہوئی چیزیں خرید رہے ہیں، سودے ہو رہے ہیں، میلہ لگا ہوا ہے، تجارت ہو رہی ہے۔

جس کی دکان چل رہی ہے وہ خوش ہے کہ سیزن بہت اچھا چل رہا ہے، بہت اچھا کام ہوا ہے میرا۔

کعبے کا بتا رہا ہوں کہ مکے میں یہ سب کام ہوتا تھا۔ جناب قصیٰ کو قوت واقتدار حاصل ہے۔ پہلے لوگوں کو منظم کرتے ہیں، ان کو لڑنے کے راستے پہ نہیں لاتے۔

جانتے ہیں کہ کیا لڑیں گے یہ۔۔۔ منتشر ہو گئے ان میں جان ہی نہیں، یہ تو ایک دوسرے پر اپنی ذمہ داری ڈالنے کے چکر میں ہیں۔

آج کے محاورے میں ایک دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھنے کے چکر میں ہیں۔ جو کوئی آگے بڑھے اسی کے اوپر رکھ دو سارا معاملہ۔

جو کوئی چاہنے والا گر طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے جسم وجاں بچا کے چلے

وہ حساب کہ اگر کوئی نکلا اسی کندھے پہ سارا بار ڈال دیا۔ وہی ختم ہوا بیچارا، تو اس دور کے مکہ میں بھی یہی عالم ہے، سنتے ہیں نا آپ کہ تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے، واقعات پلٹ پلٹ کہ سامنے آتے ہیں، فطرتِ انسانی کی کارفرمائیاں ہیں سب۔ جناب قصیٰ دیکھ رہے ہیں کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حالت ایسی ہے ہی نہیں کہ ان لوگوں سے کسی اعلیٰ مقصد کا کام لیا جا سکے۔انھیں میدان میں لانے سے پہلے انھیں منظم کرو، ادارے بنا کے چلو۔

جناب قصیٰؑ نے پانچ محکمے بنائے۔ جناب قصیٰؑ سکھا رہے ہیں۔ آج سے دو ہزار سال پہلے انسانوں کو۔ خیر بہت معذرت کے ساتھ اگر آپ کی تعداد نے مجھے حوصلہ نہ دیا ہوتا تو اتنی آزادی سے اور اتنی آسانی سے یہ خشک موضوع نہ پڑھ پاتا لیکن دیکھ رہا ہوں آپ کی توجہ کو، آپ کے چہروں کو بھی دیکھ رہا ہوں اس لیے جو۔۔۔ پہنچانا چاہتا ہوں اس سے میں بالکل ہٹنا نہیں چاہتا۔ اسی پر رہنا چاہتا ہوں۔ آپ کی توجہات کا مجھے پتہ ہے کہ جاننا چاہتے ہیں حقیقتوں کو۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ لوگ سنتے کہاں ہیں اس لیے ہم یہ پڑھتے ہیں۔ نہیں آپ سنانا شروع کریں گے تو لوگ سنیں گے بھی، تم سناؤ تو سہی، بتانے والی باتیں بتاؤ تو سہی۔ بتانے کا طریقہ تو ہو تمہارے پاس۔ میں جاہل آدمی ہوں، تم کتابیں پڑھو تو سہی، لوگوں کو بتاؤ تو سہی، لوگ سنیں گے تمہاری باتیں۔ کیوں نہیں سنیں گے؟ جس کے دل میں درد ہے، جو فکر رکھتا ہے، جو ان حالات کو دیکھ رہا ہے، وہ سنے گا بھی اور سمجھے گا بھی۔

جناب قصیٰؑ نے کیا کہا؟ جھگڑے ختم کرو، تقسیم کار کرو، منظم ہو جاؤ۔ ایک اصول دے دیا کہ ہر آدمی ہر کام میں نہ گھس جائے، ہر فلاحی ادارہ، ہر تعلیمی ادارہ جو کر رہا ہے اس کے پاس سارے نسخے لکھے ہیں۔ یہ بھی کرنا ہے، یہ بھی کرنا ہے اور کر کچھ بھی نہیں پاتا۔ چندے اکٹھے کر کے ایک کمیونٹی سنٹر بناتا ہے پھر اس میں ایک شادی ہال بنا دیتا ہے۔ حقیقت ہے یہی ہوتا ہے۔

شروع میں بہت لمبا ایجنڈہ ہوتا ہے، بہت طویل منشور ہوتا ہے۔ یہ کریں گے، وہ کریں گے، غریب یتیم تو وہیں کے وہیں رہے، خدمت کرنے والا پہنچ گیا کہیں کا کہیں۔ بہت تیر مار لیا ایک بڑا انگلش اسکول بنا لیا، اور پھر ہر آدمی ہر کام میں ہاتھ ڈال رہا ہے۔

ہر چیز کی ضرورت ہے، اسکول کی بھی ضرورت ہے، بھئی کمپیوٹر سینٹر کی بھی ضرورت ہے، کالج کی بھی ضرورت ہے، بیواؤں اور یتیموں کی بھی امداد کی ضرورت ہے، سب کاموں کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ضرورت ہے۔ انکار کسی کام سے نہیں ہے مگر بھائی سارے کے سارے کاموں پر تو بلا سوچے سمجھے نہ جُت جاؤ۔ سب کام کرنا چاہتے ہو مگر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تو جناب قصیٰؑ سکھا رہے ہیں دو ہزار سال پہلے کہ تقسیم کار کرو۔ سب ایک ہی کام کے پیچھے نہ پڑ جاؤ سب کے ایک ہی جیسے منصوبے، سب کے ایک ہی جیسے کام اور نتیجہ اکثر کا صفر، کرنا کرانا کسی کو کچھ نہیں ہے۔

جو اپنا دل چاہتا ہے بس وہی کرتے ہیں، ختم ہوگئی بات۔ جو ہمیں اچھا لگے گا ہم تو وہی کریں گے۔ جناب قصیٰؑ نے تقسیم کار کیا کہ نہیں بے ترتیبی سے کام نہیں ہوسکتا، تقسیم کار کرو۔

دارالندوہ الگ، دارالندوہ قریشیوں کی پارلیمنٹ، تمہارے مختلف گروہ ہیں، تمہاری مختلف تنظیمیں ہیں، تمہارے مختلف قبیلے ہیں، کوئی بات نہیں سب دارالندوہ میں آ کے جمع ہو جاؤ۔ دارالندوہ میں جو فیصلہ ہوگا وہ قوم کا فیصلہ ہوگا۔

جناب قصیٰؑ آج سے دو ہزار سال پہلے پارلیمنٹ بنا کے جا رہے ہیں، راستہ دکھا رہے ہیں کاموں کی انجام دہی کا کہ کبھی اتنا پراگندہ ہو جاؤ تو چلو اپنے لیے دارالندوہ بنالو۔ اس دارالندوہ میں ہر گروہ، ہر قبیلہ، ہر انجمن کے لوگ جمع ہو جاؤ۔ ایک ایک نمائندہ دے کے تمہاری پارلیمنٹ بن گئی، تمہارا دارالندوہ بن گیا۔ اب جو فیصلہ ہوگا وہ سب مانیں گے۔ دارالندوہ میں جو فیصلہ ہو جائے وہ سب کو ماننا ہوگا۔

جناب قصیٰؑ نے بکھرے ہوئے لوگوں کو ایک لائن دی، بکھرے ہوئے لوگوں کو ایک خط دیا کہ تم اپنا قبیلہ نہیں چھوڑ سکتے تو مت چھوڑ و ان سب کو مگر دارالندوہ میں تمہارا ایک ایک نمائندہ ہوگا۔ دارالندوہ پارلیمنٹ ہوگی مکے کی۔ پارلیمنٹ بنادی، اب جو جھگڑا ہوتا ہے یہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ طے کر لیتے کہ تالے لگا دو، آپس میں جتنا لڑنا ہے لڑ لو باہر قوم کو مت لڑانا۔ جناب قصیٰؑ کی بات کر رہا ہوں یہاں کی نہیں۔

تو جناب قصیٰؑ نے کیا کیا کہ راستہ دکھا دیا قوم کو کہ بند کر دو سب کو دارالندوہ میں کہ جس کو لڑنا ہے یہیں لڑو قوم کو خون کے آنسو مت رلاؤ۔ باہر نہ لڑو۔ بند کر دو سب کو ایک جگہ دارالندوہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں۔ یہ تمہارے لیے جھگڑنے اور مسائل کے حل تک پہنچنے کی جگہ ہے۔ سودار الندوہ جو جھگڑے اور بحث ومباحثہ کرنے کی جگہ تھی وہ قیادت کی جگہ بن گئی۔ کیونکہ سب نے دیکھا کہ اس کے اثرات تو بہت اچھے ہیں۔ دارالندوہ کا نتیجہ بڑا اچھا نکل رہا ہے۔ آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہاں بھئی کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچ جاؤ۔ اب باہر نکلو تو ایک بات کہو۔ باہر قوم جمع ہے وہ یہ جانتی ہے کہ سب نے مل کر فیصلہ کیا ہے غلط یا صحیح اب اس پر چلنا ہے۔

سارے پانی نہ بیچو دکانیں لگا لگا کے، یہ بھی لا رہا ہے، وہ بھی لا رہا ہے یہ شعبہ الگ، یہ بنی عبدالدار کے حوالے کر دیا ہے۔ سقایہ کا شعبہ الگ ہوگا اس کا کام ہی لوگوں کو پانی پلانا ہے۔ رفاعدہ یعنی کھانا کھلانے کا کام اپنے ذمے لیا یہ مہنگا کام ہے کہ جتنے حاجی ہیں، فقراء، یتیم اور غریب ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہوا کہ کہا گیا اب ہدیہ اور نذر انہی کے پاس جائے گا۔ اب جو آرہا ہے اسے معلوم ہے کہ میں کس کام میں نذر یا ہدیہ دینا چاہ رہا ہوں جہاں اس کا دل چاہا، غریبوں، یتیموں کی مدد کے لیے۔ یہ نہیں کہ دس آدمی کر رہے ہیں، یہ بھی کر رہا ہے، وہ بھی کر رہا ہے۔ مجھے دے دو، اسے دے دو۔ یہ ہے کہ یہاں یہ کام ہو رہا ہے لہٰذا اس کام کے لیے یہاں دے دو۔

اس وقت حاجیوں کو پانی پلانا آج کے جیسا نہیں تھا۔ مکہ میں پانی پلانا، کھانے پینے سے زیادہ مہنگا پڑتا تھا۔ یہ پانی کا محکمہ ہے حاجی بھی آرہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ ہمارے لیے انتظامات ہو رہے ہیں یہ ایک شعبہ ہے۔ دس دکانیں نہیں کھلی ہوئیں کہ رسید بکیں لے کے ہر آدمی چندہ مانگ رہا ہے، یہ دے دو، یہ دے دو، یہ دے دو۔ جناب قصیٰؑ نے رسید کا سارا سسٹم ختم کرا دیا۔ کہا کہ یہ شعبہ ہی الگ ہے۔ سب اپنی اپنی دکانیں مت سجا کر بیٹھو، شعبے تقسیم کرو۔

حجاب اور کعبے کی کلید برداری ایک کو دے دی کہ یہ تمہارا کام ہے۔ کلید بردار خزانے وہاں جمع کرتا تھا، وہ خزانے جو وہاں کنویں ہیں ان میں جمع ہوتے تھے۔

لواء، الگ رکھا، پرچم اپنی برادری یعنی جناب فہرؑ کی اولاد کو دیا۔ پرچم دیکھ کر دیا جاتا ہے۔ پرچم کے لیے آپ بھی یاد رکھیں مذاق نہیں ہے پرچم اٹھانا، ایک اٹھائے مگر ایسا اٹھائے کہ جو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پرچم اٹھانے والا ہو، دنیا دیکھے کہ ہاں پرچم بردار ہے، علم بردار ہے۔ کھیل نہیں ہے، تماشہ نہیں ہے پرچم برداری۔ یہ دل کی مرضی کا مسئلہ نہیں اور ہم نے دیکھا ہے، ہم نہیں بیان کرنا چاہتے اپنے تجربات، یہ علم یہاں رکھا ہوا ہے اور پتہ ہی نہیں ہے علم بردار کہاں گیا۔ کیوں برا کہتے ہو خیبر والوں کو بھئی؟

بابا کیوں بُرا بھلا کہتے ان کو کہ چھوڑ کر بھاگ گئے علم، تو جو بھی جہاں بھی علم چھوڑ کر بھاگ جائے وہ کس کی سنت پر چلا؟ آپ بتایئے۔ وہ اپنا نام کچھ بھی رکھ لے، نام سے کچھ بھی نہیں ہوگا عمل کے میدان میں جو بھی پرچم چھوڑ کر بھاگے، خیبر میں یا کہیں بھی چھوڑ چھاڑ کر بھاگا، تو جو بھی چھوڑ کر بھاگے گا، کبھی بھی وہ کس کی سنت پر چلے گا؟ اسی لئے رسول اکرمؐ بتا رہے تھے کہ علم اس کے ہاتھ میں دو کہ پہاڑ ہل جائیں علم بردار نہ ہلے۔

بس ختم کر رہا ہوں آپ کی زحمتوں کو، پہاڑ ہل جائیں علم بردار نہ ہلے۔ علیؑ علم بردار تھے اور جہاں علیؑ علم بردار نہیں تھے وہاں علیؑ کے بھائی جعفر طیارؓ علم دار تھے۔ جعفرؓ کو دیا تھا ناں علم رسولؐ نے۔ کیوں؟ اس لیے کے شانے کٹ جائیں گے تو علم کو کٹے ہوئے شانوں سے سنبھالے گا۔ ایسا آسان نہیں ہے علم اٹھانا۔ کوئی کھیل تماشہ تو نہیں ہے۔ ہزار ڈیڑھ ہزار علم برداروں کا مسئلہ نہیں ہے، ایک علم اٹھانے والا ہو، مگر جو اٹھائے شبیہ بن جائے جعفر طیارؓ کی۔ دنیا چلی جائے، دنیا ہل جائے مگر جب تک اس کے بازو ہیں علم پکڑ کے کھڑا رہے ورنہ علم پکڑنے کا حق نہیں ہے۔

یہ ہے عَلَم کی حقیقت، لوگ کیا سمجھتے ہیں؟ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں، کوئی بحث نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ بنا کیا دیا اس سے بحث نہیں ہے، یہ حقیقت ہے کہ علم اٹھاؤ یا کوئی بھی نشانی یا یادگار، کوئی بھی شبیہ، ایک حقیقت ہے اور ایک اس کے جیسی بنائی گئی ہے۔ اگر حقیقت ہے تو روح کے ساتھ ہے، وہ اپنے کرشمے بھی دکھائے گی۔ نہیں ہے تو پھر بنائی ہوئی کرامات دکھائے گی۔ بنائے ہوئی کرشمات دکھائے گی۔ ہم بنا کر دکھا دیں گے لوگوں کو، اس میں کرشمے اور کرامات۔

یہ حقیقت ہے عزادارو! ہر چند کہ تلخ ضرور ہے مگر کبھی سوچیئے گا ضرور، جو باتیں میں آپ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے سامنے کررہا ہوں۔لواء اس کو دیں گے، پرچم اس کو دیں گے جو اس پرچم کا حق دار ہو۔لہٰذا پرچم انھیں دے دیا گیا۔پانچ شعبے تقسیم ہو گئے۔ جناب قصیٰؑ نے تقسیم کر دیئے اور پھر حج کے موقع پہ عرفات میں آج بھی کھانا کھلایا جاتا ہے، آج تک ظہر کا کھانا، جو حاکم ہوگا اس کی طرف سے بٹتا ہے۔جب بھی آپ جاتے ہیں دیکھتے ہیں بٹتا ہے کسی کو ملے یا نہ ملے لوٹ مار میں وہ الگ بات ہے، حکومت کی طرف سے آتا ہے یہ کس کی یادگار ہے؟

جناب قصیٰؑ ابنِ کلابؑ، پہلا فرد رسولؐ کے اجداد میں جس نے عرفات میں اونٹنیوں کو ذبح کرایا اور حاجیوں کے لیے سینکڑوں کے حساب سے دیگیں پکوائیں کہ خدا کے مہمان ہیں۔ان کے ذہن میں لاشعوری طور بٹھانا شروع کیا کہ وہ خدا کے مہمان ہیں اسی لیے حاجی کو آج تک ضیوف الرحمان کہا جاتا ہے۔کہتے ہیں کہ اللہ کے مہمان ہیں لہٰذا عرفات کا کھانا ہماری طرف سے ہوگا۔

اس سنت کی ابتداء کی یا فراموش کی گئی سنت کا احیاء کیا تو رسولؐ کے اجداد میں سے جو وصی تھے یعنی جن کے صلب میں نور چلا آرہا تھا اور وہ تمام احکام الٰہی کی حقیقت سے آگاہ تھے اور جب اس حقیقت کو زندہ کیا تو ایسا زندہ کیا کہ رسولؐ نے آکے اس کی تصدیق کی، اس کی تردید نہیں کی جتنی چیزیں دوسروں نے ایجاد کی تھیں ان سب کو ختم کر دیا، باطل قرار دے دیا۔لوگ روتے تھے۔اتنی محبت تھی کہ آستینوں میں بت رکھ کر جاتے تھے اور نمازیں پڑھا کرتے تھے، اتنا انس تھا بتوں سے، صدیوں کا یارانہ تھا بتوں سے اتنی جلدی تو نہیں چھوٹتا۔کلمہ بھی پڑھ لیا لیکن کیا کریں؟ منہ کو لگی ہوئی تھی۔لہٰذا بتوں کو آستینوں میں چھپا چھپا کر رکھتے تھے محبت اتنی تھی تو اتنی نہیں چھوٹتی۔ رسولؐ کو بھی کتنا وقت لگا؟ حکم ہوا کہ ہاتھ چھوڑ دو تو ٹھک ٹھک ٹھک گرنا شروع ہو گئے۔

ارے بھئی! یہ کیا؟ کہا کبھی کبھی دل چاہتا ہے۔یہ کبھی کبھی چاہنے والی بات نہیں ہے کہ دل چاہ رہا ہے کبھی یہ بھی کرلو۔ایک وقت میں دو اطاعتیں نہیں چلا کرتیں۔

خدا کی اطاعت اور نفس کی بھی اطاعت ۔۔۔نہیں نفس کی اطاعت نہیں چلے گی۔خدا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی اطاعت چلے گی۔۔۔خدا کی مرضی چلے گی۔

بس یہاں پہ میں نے لا کے روکا، یہ نشاۃ الثانیہ ہے کعبہ کی پھر زندگی عطا کر رہا ہے۔ کوشش کر رہا ہے کہ کعبہ پھر کعبہ بن جائے۔ حقیقت پھر سامنے آجائے۔ اب جناب قصیؑ جو کام کر رہے ہیں تو یہاں سے انقلاب کا آغاز ہو رہا ہے۔ جانتے ہیں کہ میرے بعد کون آنے والا ہے؟ بشارت بھی دے رہے ہیں۔ کہا بشارت دے رہا ہوں کہ عنقریب خبر سننے والے ہو۔ تم میں ایک شخص آنے والا ہے جو تمہاری تقدیروں کو پلٹ دے گا۔ تمہارے نصیبوں کو پھیر دے گا اور پوری دنیا کا مرجع بنا دے گا تمہیں یعنی پوری دنیا پھر تمہاری طرف پلٹے گی اور ام القرائی بن جائے گا مکہ۔ جنابِ قصیٰؑ بشارت دے رہے ہیں رسول اللہؐ کے آنے کی۔ لیکن مرحلہ وار کیونکہ کام اتنا بگڑ چکا ہے کہ اپنے عہد میں جناب قصیٰؑ کچھ کر نہیں سکتے۔

اتنا بگڑ چکا ہے کام لہٰذا مرحلے وار اصلاح ہو گی ایک اینٹ رکھ رہے ہیں، جانتے ہیں کہ عبد مناف دوسری اینٹ رکھیں گے ہاشمؑ تیسری اینٹ رکھیں گے۔ عبدالمطلبؑ اور آگے بڑھائیں گے کام کو۔

جناب قصیٰؑ سے یہ شروع ہوا۔ اب رعب و دبدبہ قائم ہوا یہاں تک کہ جناب ہاشمؑ کے آنے تک، سرداری مسلم ہو گئی۔ عبدالمطلبؑ اور ہاشم کی سرداری۔ جناب قصیٰؑ نے جو بنیادیں رکھیں اس بنیاد پہ جناب ہاشمؑ کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم ہے کہ جب قیصرِ روم کے دربار میں گئے تو وہ ہیبت سے کھڑا ہو گیا حالانکہ اسے معلوم بھی نہیں تھا کہ مکے سے لوگ آئے ہیں۔ مکے کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ تو جناب ہاشمؑ کا رعب و جلال دیکھ کے کھڑا ہو گیا، قحط کے زمانے میں جب گئے روم، پورا اناج ان کے ساتھ گیا۔ تو جناب ہاشمؑ کا یہ مقام تھا کہ نعلین اپنی دیتے تھے جناب ہاشمؑ، اگر کسی کی سفارش کرنی ہوتی تھی قیصرِ روم کے پاس تو نعلین یا چادر کا ٹکڑا لے کہ جاتا تھا جناب ہاشم کی۔ یہ حوالہ کافی ہوتا تھا اس کے لیے ہاشمؑ نے بھیجا ہے۔ یہ تھا جناب ہاشم کے رعب و دبدبے کا عالم لہٰذا جناب ہاشمؑ کا مقام یہاں تک پہنچا تو دوسرا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ جو پہلے بھی کبھی پڑھ چکا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوں آپ کے سامنے، حسد و رقابت ہوئی، اور یہ تو آج بھی ہوتا ہے، گھر میں ہوتا ہے۔ بھائی بھائی کو نہیں دیکھ سکتا اور بھائی کی اولادیں ہو جائیں تو پھر تو مسئلہ ہی اور ہو جاتا ہے۔ اِدھر بھی اولادیں، اُدھر بھی اولادیں۔ دیورانی جٹھانی کے رشتے ٹکراتے ہیں۔

پتہ نہیں کہ کیا ہو جاتا ہے اور آپ ہی سوچیں یہ عام تجربات تو سبھی کو ہوتے رہتے ہیں کہ جب خاندان میں دشمنیاں ہوتی ہیں اور آج نام نہاد تہذیبی عروج کے زمانے میں بھی ہوتی ہیں تو اس جاہلانہ زمانے کی کیا حالت رہی ہوگی؟

تو بنو امیہ نے جاننے کے باوجود کہ یہ رسول عربیؐ ہیں۔ دیکھئے! ضد میں بھی تو انسان غلط کام کرتا ہے نا؟ ضد میں، حسد میں جاننے کے باوجود لیکن کیونکہ ہاشم کا بیٹا ہے۔ ہاشمی ہے اس لئے ہمیں قبول نہیں۔ کاذب ہے، معاذ اللہ جھوٹا ہے، خاکم بہ دہن خدا کا رسولؐ نہیں ہے انکار ہو رہا ہے، جاننے کے باوجود۔ پہچانتے تھے، جانتے تھے اپنے بچوں کی طرح رسولؐ کو اور یہ بھی کہ یہ خدا کا رسولؐ ہے لیکن ہاشمی ہے اس لئے قابل قبول نہیں ہے۔

خیر انقلاب آنا تھا آیا اور آ کر چلا بھی گیا۔ اب لوگوں نے پھر اپنی اس فطرت کی طرف واپس پلٹنے کی کوشش کی' جہالت کی طرف واپس پلٹنے کی کوشش کی لیکن اب یہ مسئلہ ہو گیا کہ دوسرا رسول تو آنا نہیں انقلاب کے بستر کو لپیٹنے کی کوشش کی کچھ لوگوں نے ساتھ بھی دیا لیکن اب رسولؐ انتظام کر کے گئے ہیں لہٰذا اب ایسے نہیں چلے گا۔

اب تم اس انقلاب کو ختم کرنے کی کوشش کرو گے تو میرے جگر کے ٹکڑے آئیں گے اور اس انقلاب کا دفاع کریں گے۔ یہ بحث نہیں ہے کہ میدان میں ظاہری کامیابی کسے ہوتی ہے اور کیسے ہوتی ہے؟ اگر ظاہری طور پر تم یہ سمجھے، اگرچہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ظاہری طور پر بھی تم کامیاب نہیں ہو سکے لیکن اگر تم یہ سمجھے کہ ظاہری طور پر تم کامیاب ہو گئے لیکن انقلاب رسالت مآبؐ زندہ رہے گا تم مر جاؤ گے۔

دفاع کریں گے انقلاب کا، علیؑ اپنے دور میں، حسنؑ اپنے دور میں، حسینؑ اپنے دور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں۔ حسینؑ کربلا میں دفاع کریں گے۔ تو اب یہ انقلاب مر نہیں سکتا اب یہ انقلاب باسی نہیں ہوگا اور کربلا میں جب انقلاب برپا ہو جائے گا تو قیامت تک وارثان کربلا، کربلا کے اس انقلاب کو زندہ رکھیں گے۔

اب کربلا اُن میں روح پھونکتی رہے گی، کربلا ان کو جذبہ فراہم کرتی رہے گی، کربلا انہیں جوش مہیا کرتی رہے گی، کربلا ان کے ولولوں میں اضافہ کرتی رہے گی اور ہر دور میں لوگ باطل کے مقابلے میں ڈٹے رہیں گے۔ تحریفات کے مقابلے میں ڈٹ جائیں گے کوئی مانے یا نا مانے ان کے کانوں میں ان کے دل و دماغ میں حسینؑ حسینؑ کی آواز گونجے گی۔

اے میرے بھائی محمد حنفیہ! میں فتنہ کی غرض سے نہیں، فساد کی غرض سے نہیں، شہرت کی غرض سے نہیں، روئے زمین پر انسانوں کا خون بہانے کے لئے نہیں نکلا بلکہ میں تو فقط اپنے جدّ کی اُمّت کے امور کی اصلاح کے لئے جا رہا ہوں۔ میرا ارادہ صرف یہ ہے کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں۔

یہ کربلا کا اعجاز ہے، یہ پیغام کربلا نے دیا ہے۔ اُس وقت حسینؑ کے پیغام پر لبیک کہنے والے کتنے تھے؟ فقط بہتّر (۷۲) نکلے اور اس کے بعد حسینؑ کی آواز اور پھیل گئی حسینؑ کی آواز کائنات کی وسعتوں میں پھیلی اور آج دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں حسینؑ کی آواز پر لبیک نہ کہا جا رہا ہو، جہاں حسینؑ کی آواز کو، حسین کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش نہ کی جا رہی ہو۔

اس حقیقی پیغام کو کہ دیکھو! یہ انقلاب ہے، یہ رسولؐ کا انقلاب ہے، یہ علیؑ کا انقلاب ہے اور کربلا میں حسینؑ نے اس کو معراج پر پہنچا دیا ہے۔ ہمیں اس انقلاب کا دفاع کرنا ہے، اس انقلاب کو بچانا ہے لہٰذا اس انقلاب کی حفاظت کرنے والے ہر دور میں ہر میدان میں اپنے اپنے انداز میں دفاع کرتے رہیں گے اور آج بھی کر رہے ہیں اپنے اپنے انداز میں بچا رہے ہیں۔

حسینؑ کا لشکر فقط کربلا تک محدود نہیں رہا۔ کربلا سے حسینؑ کا انقلاب کوفہ پہنچا، آگے بڑھ کر یہ انقلابی لشکر شام کی طرف روانہ ہو۔ کس عالم میں چلا؟ کل میں نے آپ کی خدمت میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عرض کیا تھا کہ تمام رسول زادیوں کو بے کجاوا اونٹوں پر لے جایا جا رہا ہے، رسول زادیوں کے سروں سے اشقیائے کوفہ وشام نے، مسلمانوں نے چادریں تک چھین لی ہیں۔ ایسا بے سروسامان لشکر ہے دنیا میں کوئی اور ہے جو انقلاب کے پیغام کو مسلسل آگے بڑھا رہا ہو؟

دنیا کے کونے کونے تک انقلاب کے پیغام کو پہنچانے کی ذمہ داری اب زینبؑ کی ہے۔ اس قافلے کا سالار بیمار و ناتواں سیدِ سجادؑ اور پرچم بردار ثانیٔ زہرا زینبؑ ہے۔ قافلہ رواں دواں ہے اور جگہ جگہ یہ لشکر اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کے جھنڈے گاڑتا جا رہا ہے۔ دنیا دیکھ سکتی ہے کہ تکریت سے لے کر دمشق تک آج بھی اس فتح مند لشکر کی فتح کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں۔

راستہ بدلا گیا قافلے کا اس لئے کہ خوف طاری ہوا، پہلے حکم دیا گیا تھا کہ شہروں کے بیچوں بیچ سے قافلے کو گذارا جائے لیکن پھر مشاہدہ کیا کہ لوگوں کی فکریں تبدیل ہو رہی ہیں، لوگ منقلب ہو رہے ہیں لہٰذا عالم خوف میں اپنے فیصلے کو تبدیل کیا اور کہا گیا کہ قافلے کو تیزی سے تکریت سے دمشق کی طرف سنسان راستے سے لے جاؤ۔

یہ قافلہ موجودہ مملکتِ اردن کی سرحد کے پاس سے بھی گذرا جس کا ثبوت چونسٹھ (۶۴) قبریں ہیں۔ یہ قبریں کن کی ہیں؟ معصوم بچوں اور بیبیوں کی جو پشتِ ناقہ سے گرتے گئے مگر قافلہ رواں دواں رہا، یہاں تک کے گر جانے والے تڑپ تڑپ کر اپنی جان ہار جاتے اور اطراف کی آبادیوں کے لوگ آتے اور مرنے والوں کو دفن کر جاتے۔ ان دفن کرنے والوں کو یہ تک نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ان دفن ہونے والوں کے نام کیا ہیں؟ وہ قبروں پہ علامت کے طور پر لکھ دیتے تھے کہ یہ قبر اس قافلے کے اسیر کی ہے جو کربلا سے دمشق کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ حسینؑ ابن علیؑ کے قافلے کا اسیر جو صحرا میں ناقے سے گر کر مر گیا۔

تو عزیزو! صحرا میں داستان بکھرتی چلی گئی، ہر جگہ حسینؑ کی حکمتِ عملی کام کر رہی ہے کہ کہاں کس کا علم لگانا ہے؟ یہ قبریں نہیں ہیں، حسینؑ اور حسینیتؑ کی فتح کے جھنڈے ہیں جو اسیرانِ کوفہ وشام کی راہ میں جگہ جگہ گڑے ہوئے ہیں۔

الا لعنت اللہ علی قوم الظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چھٹی مجلس

أعُوذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمْ

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰاۃُ وَالسَّلامُ علیٰ اشْرَفُ الأنْبِیَاءِ وَالمُرْسَلِینَ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اَبَا القَاسِمِ مُحَمَّدْ وَآلِہِ الطَّیِّبِینَ الطَّاھِرِینَ ا لمَعْصُومِینَ وَلَعْنَۃُاللّٰہِ عَلیٰ اعْدَائِھِمْ اجْمَعِینَ مِنَ الآنَ اِلیٰ قِیَامِ یَوْمِ الدِیْن امّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ فِی کِتَابِہِ المُبِینَ وَھُوَ اَصْدَقُ القَائِلِینَ وَقَوْلَہُ الحَقّ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمْ

اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکاً وَّھُدیً لِّلْعٰلَمِینَ ٥ فِیْہِ آیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاھِیمَ وَمَنْ دَخَلَہُ کَانَ آمِناً ط

ایک برادر نے سوال دیا ہے اسے یہیں پڑھ دوں، جواب میرے پاس ہو یا نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ کیا جنت میں اسی طرح مجالس ہوں گی جب کہ امام حسینؑ سمیت تمام شہدائے کربلا وہاں موجود ہوں گے، قاتلانِ حسینؑ سے بدلہ لیا جا چکا ہوگا، اس کے متعلق اگر کوئی حدیث موجود ہے تو وہ بھی بتا دیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تشریف لائیں گے تو کسی شاعر سے نوحہ بھی لکھوائیں گے یا کسی نوحہ خواں سے پڑھوائیں گے؟ اس کے متعلق بھی بتا دیجئے۔ آخری جملہ پڑھنے کے قابل ہے۔

عزیزانِ محترم! مسئلہ یہ ہے کہ ذکرِ اہل بیتؑ سے کوئی بھی محفل، کوئی بھی جگہ خالی نہیں ہوتی، موقع و محل بدل جاتا ہے۔ آپ ولادت کے موقع پر میلاد پڑھتے ہیں، شہادت کے موقع پر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذکرِ مصائب کرتے ہیں۔ یہ تو طے ہے کہ جب جنت میں اہلِ بیت علیہم السلام ہوں گے، ان کا گھرانہ ہوگا۔ روایت اور حدیث میں تو میں نے نہیں دیکھا لیکن ذکرِ اہلِ بیتؑ سے تو کائنات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے، جو معمور نہ ہو۔ اس بات کو اسی حد تک رکھیے، باقی جب امام زمانہؑ آئیں گے تو کیا بات کرائیں گے کیا نہیں کرائیں گے، میں اس کی پہلے سے پیشن گوئی تو نہیں کر سکتا۔ جب وہ آئیں گے تو جو مناسب ہوگا اس کو کرنے کا حکم دیں گے، جیسے آج بھی بہت سی نامناسب باتیں لکھ بھی دی جاتی ہیں۔ نامناسب شعر بازار میں آ بھی جاتے ہیں، کیسٹس بھی آ جاتے ہیں، ہم تو نہیں رکوا سکتے، قوت ہی نہیں ہے، اگر ہم ایسا کریں گے تو لوگ ہمیں ابھی شیعیت سے خارج کر دیں گے کہ یہ شیعہ ہی نہیں ہے، یہ تو نوحے رکوا رہا ہے، حالانکہ میرا خیال یہ ہے کہ آپ میں سے بھی اکثریت اس بات کو سمجھتی ہوگی کہ بازار میں آنے والی ہر چیز اس لائق نہیں ہوتی کہ اسے سُنا جائے یا اسے اہمیت دی جائے۔

اس سے کوئی تبلیغ نہیں ہو رہی، ایسے بہت سے نوحے میں نے خود بھی سُنے ہیں لیکن ہم تو نہیں روک سکتے۔ ہاں اتنا ضرور ہوگا کہ جب امامؑ آئیں گے تو انھیں خود پتہ ہے کہ کیا لکھنا ہے کیا نہیں لکھنا، کس بات کی اجازت دینا ہے اور کس بات کی اجازت نہیں دینا؟ شاعروں پہ تھوڑی پابندی لگائیں گے، مدح خواں پہ تھوڑی پابندی لگائیں گے، ذکر کرنے والے پہ پابندی تھوڑی لگائیں گے۔ وہ تو صرف طریقہ ہوگا کہ بھائی یہ پڑھنا ہے اور یہ نہیں پڑھنا۔ ایسے پڑھنا ہے اور ایسے نہیں پڑھنا۔ شاید پڑھنے کے طریقہ پہ وہ کوئی ردِعمل ظاہر کریں، بہر حال آپ مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہیں صبح و شام دیکھتے ہیں۔ اگر چہ سب سمجھتے ہیں مگر کیا کیا جائے کہ بے مہار چلی جا رہی ہے گاڑی، جس کو جو اچھا لگ رہا ہے وہ کرتا چلا جا رہا ہے، اچھا لگنے کی بات ہے صحیح اور غلط کا معاملہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

اچھا کیا لگ رہا ہے؟ پبلک ڈیمانڈ کیا ہے؟ جملے یہ ہوتے ہیں لوگوں کے کہ صاحب!

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پبلک ڈیمانڈ یہ ہے، تو پبلک ڈیمانڈ پوری کرو بھائی، امام حسینؑ کی ڈیمانڈ کیا ہے؟ وہ ان کا بیٹا خود آ کے آپ سے مانگ لے گا کہ وہ کیا چاہتا ہے؟

یہ سوال مجھے ہی دیتے ہیں دوسروں کو نہیں دیتے۔ یہ بھی پھنسانے کا چکر ہوتا ہے کہ یہی باتیں کریں اور انہی کو پکڑا جائے۔ صحیح ہے دوسروں سے بھی رائے لیا کرو، دوسروں سے بھی پوچھا کرو۔ وہ بھی کچھ بولیں کہ کیا صحیح ہے کیا غلط ہے؟

خیر بات کو وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں کل ختم کیا تھا۔ بات کا تسلسل ہم وہی رکھیں گے تاکہ گفتگو مربوط رہے کعبے کی تاریخ کا سارا منظر آپ کے سامنے آجائے۔ اس عنوان کو منتخب کرنے اور آپ کو اتنی زحمت دینے کا مقصد یہ ہے کہ خدا کے نام سے منسوب ہر جگہ، خدا کے گھر سے منسوب جگہ، ہر عبادت گاہ کے نام سے منسوب جگہ میں ضروری نہیں کہ خدا کی مرضی کا ہی کام ہو رہا ہو۔

نام آپ اس کا چاہیں بیت اللہ رکھ دیں، جس چیز کا نام عبادت گاہ کے نام پر قرار پا جائے یا منسوب کر دیا جائے تو ضروری نہیں کہ وہاں جو بھی کام ہو رہا ہے وہ اللہ، رسولؐ اور امامؑ کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔ میں نے ابھی آپ کے سامنے کعبے کی مثال دی ہے کہ وہ وقت آیا کعبے پر کہ وہ دنیا کی پہلی اور سب سے بڑی عبادت گاہ، سب سے بڑی عبرت گاہ بن گئی۔

کیوں؟ اس لئے کہ جب وہاں اللہ کی مرضی کے برعکس لوگوں کی مرضی کی عبادتیں شروع ہو گئیں تو جہاں لوگوں کی مرضی داخل ہو گی، وہاں اللہ کی مرضی نکل جائے گی، رسولؐ کی مرضی نکل جائے گی، پھر آپ ہی کی مرضی رہ جائے گی۔ آپ کی جو مرضی میں آئے وہ کیئے جائیں۔ بس الزام نہ دیں، کسی کو ڈھال نہ بنائیں۔ اپنی مرضی کو یہ نہ کہیں کہ یہ دین ہے، یہ رسولؐ نے کہا ہے، یہ امامؑ نے کہا ہے۔ نہیں، یہ تو ہم کہہ رہے ہیں کہ امامؑ نے کہا۔ نہیں کہا تو ہم کہہ رہے ہیں کہ جب امامؑ آئے گا تو یہ کہے گا۔ اب اس کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے نا؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب آدمی کے پاس پورا شرعی جواز ہی نہ ہو اپنے افعال کا تو دوسروں پہ رکھ کے ڈھال نہ بناؤ، یہ کہو کہ یہ میں کر رہا ہوں۔ یہ میری مرضی ہے۔ اس کو ڈھال نہ بناؤ کہ یہ رسولؐ نے کہا ہے، یہ امامؑ نے کہا ہے، یا اللہ کا یہ حکم ہے۔ نہیں اللہ کا یہ حکم ہے، رسولؐ کا یہ حکم ہے، اس چار چوب یعنی اسی فریم میں امامؑ نے ہمیں حکم دے دیا۔

شریعت کسے کہتے ہیں؟ احکام کسے کہتے ہیں؟ حدود کسے کہتے ہیں؟ جو حد بندی، جو سرحدیں اماموںؑ نے قائم کر دی ہیں کسی کو حق نہیں کہ ان حدود سے تجاوز کر جائے۔ کسی کو حق نہیں ان حدود سے تجاوز کرنے کا۔ اسے جوش محبت اور عقیدت کا نام بھی نہیں دیا جا سکتا۔ عقیدت و محبت جناب عباسؑ سے زیادہ امام حسینؑ سے کسی کو نہیں ہو سکتی نا؟ اگر کوئی دعوے دار ہے تو آ جائے۔ غیر معصومین میں، عالمہ غیر معلمہ جناب زینبؑ خواتین میں اور مردوں میں ثانی حیدرِ کرارؑ جناب عباسؑ، ان سے زیادہ جوش ہے کسی کے پاس؟ نہ ان سے زیادہ امام حسینؑ سے کوئی محبت کر سکتا ہے، نہ ان سے زیادہ کوئی عقیدت مند ہے، نہ ان سے زیادہ کوئی طاقتور ہے، نہ ان سے زیادہ کسی میں ولولہ ہے، ہے کوئی دعویدار تو آ جائے، کائنات میں نہیں ہے نا؟

نمونہ بنا کے پیش کیا امام حسینؑ نے، نمونہ بنایا جناب عباسؑ کی ذات کو۔ یہ نہیں سمجھ رہے لوگ کہ کربلا میں جناب عباسؑ کو سمبل بنایا۔ نمونہ بنایا کہ دیکھو! یہ اس کا جوش، یہ اس کی محبت، یہ اس کی عقیدت، یہ اس کی طاقت یہاں تو مبالغہ کرنا جائز ہے نا محاورتاً جناب عباسؑ کے باب میں، کہ پانی لانا تو دور کی بات ہے اگر حسینؑ حکم دے دیں تو یہ نہر کو ہی کھینچ کر لے آئیں۔

ایسی ہستی۔۔۔ جی ہاں ایسی ہستی ہے جناب عباسؑ کی ذاتِ گرامی، تو یہی دِکھانا چاہتے ہیں جناب امام حسینؑ کہ دیکھو ایسی خصوصیات اور پھر یہ دیکھو کہ یہ اطاعت کیسی کرتا ہے اپنے امامؑ کی؟

اس فلسفے کو نہیں سمجھ رہے لوگ کہ اطاعتِ امامؑ کیا چیز ہے؟ آپ کے جذبات، آپ کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عقیدت، آپ کی خواہش سب اپنی جگہ۔۔۔۔ اتنی قوت ہمارے پاس ہو؟ امام علیہ السلام کہیں نہیں لڑیں گے، ہم کہیں گے کہ ہم تو چھوڑیں گے نہیں، ابھی تو موقع ملا ہے۔ اتنی قوت کے بعد امامؑ نے نمونۂ عمل بنایا جناب عباسؑ کو، آنے والے ادوار کے چاہنے والوں کے لئے، قیامت تک کے چاہنے والوں کے لئے کہ دیکھو! جناب عباسؑ کو دیکھو۔۔۔۔ جو حدود ہیں جب ایک دفعہ امامؑ کہہ دے کہ یہاں سے آگے نہیں بڑھنا تو اب آگے نہیں بڑھے گا کیوں کہ جناب عباسؑ سے زیادہ کون معرفت رکھتا ہے امام حسینؑ کی؟

عباسؑ جانتے ہیں کہ سب میرے جذبات، محبت، عقیدت اپنی جگہ مگر...... حکم امامؑ اور شریعت کی حدود...... یہ حدود اپنی جگہ ہیں...... حدود سے باہر نہیں نکلنا...... یہی کربلا میں سب کا حال ہے، تو عزیزو! بتانے کا مقصد یہی ہے کہ

اپنی مرضی کو اپنا نام دو...... اس کو شریعت کا جعلی لبادہ مت اڑھاؤ...... اگر کوئی روایت گھڑتے ہو تو کہہ دو جرأت کر کے کہ ہم نے گھڑلی...... یہ نہ کہو کہ یہ روایت ہے...... وہ فلاں بے چارہ جو بھی ہے اس کو بُرا بھلا کہتے ہیں...... یہاں یہ حال ہے کہ گھڑنے میں اس سے بھی دس ہاتھ آگے نکلے ہوئے ہیں...... تو بھی اس کو بُرا بھلا کیوں کہتے ہو، وہ بھی تو گھڑتا تھا اپنی مرضی کی روایتیں...... جھوٹی سچی روایتیں آپ بھی تو یہی کام کر رہے ہیں اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے...... روایتیں اپنی طرف سے بنا کے سناتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہتے ہو؟

وہ بھی لوگوں کو خوش کرنے کے لئے، حاکموں کو خوش کرنے کے لئے روایتیں گھڑتا تھا۔

پھر بھی آپ نے کہہ دیا سب سے جھوٹا راوی تو آپ بھی یہی کام کر رہے ہیں پھر آپ میں اور اس میں کیا فرق رہ گیا؟ آپ بھی لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی طرف سے روایتیں گھڑ رہے ہیں یا خوش کرنے کے لئے گھڑ رہے ہیں یا رُلانے کے لئے گھڑ رہے ہیں اگر آپ نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا تو آپ بھی تو اسی کے خط اور راستے پر چلے گئے۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

ختم ہوگیا، آپ میں اور اس میں کیا فرق رہ گیا؟ یہ فرق ہے جو ہر نبیؑ، ہر وصی ہر امامؑ بتا رہا ہے کہ دیکھو! ہمارے خط اور ہمارے راستے پر چلنے والوں میں اور ہمارے خط سے منحرف ہونے والوں میں یہ فرق ہے۔ یہ کتنا ہی نقصان اٹھالیں، غلط راستے پر نہیں جائیں گے۔ جھوٹ کا راستہ اختیار نہیں کریں گے۔ مکاری اور فریب کے راستے کو اختیار نہیں کر سکتے، علیؑ اور آپؑ کے چاہنے والے یہ طے ہے، کتنا ہی نقصان ہو جائے، منصب سے ہاتھ دھونا پڑے، جگہ سے ہاتھ دھونا پڑے، اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑے، پہلی بات تو یہ کہ یہ جھوٹ کا سہارا نہیں لیں گے۔ دوسری بات مکر و فریب کے راستے پہ نہیں چلیں گے۔ دنیا ساتھ دیتی ہے دے، نہیں ساتھ دیتی، خدا حافظ۔ یہ خطِ انبیاءؑ ہے، یہی خطِ امامؑ ہے۔

تو عزیزانِ محترم! کل ہم نے بتایا کہ جنابِ قصیؑ جنھوں نے تجدید کی، دوبارہ پھر حیات بخشی، سنتِ ابراہیمی کو زندہ کیا۔ پھر جنابِ قصیؑ کے بعد چار بیٹے ہیں۔ انھیں تو مل گیا تھا اقتدار۔ خانۂ کعبہ کی تولیت یعنی اس کا متولی ہونا، یا اس کے سربراہ اور خادم قرار پائے۔ ان کے بڑے بیٹے عبدالدار ہیں۔

چار بیٹے تھے عبدالدار، عبدمناف، عبدالعزیٰ، عبدالقصی، نام جنابِ قصیؑ کے بیٹوں کے دوسرے ہیں مگر یہ کنیتیں ہیں جو چلا کرتی تھیں۔ عبدمناف چھوٹے بیٹے ہیں۔ عبدالدار سربراہ بنے، ان کے ہاتھ میں سارا نظام ہے۔ عبدالدار کے بعد نظام میں گڑبڑ پیدا ہوگئی۔ عبدالدار کی اولاد سے سنبھالا نہیں گیا۔ جیسے غلط ہاتھوں میں کسی چیز کا نظام چلا جائے پھر آپ اس کا حشر دیکھیے کیا ہوتا ہے؟ کسی بھی چیز کا، کسی بھی جگہ کا، کسی عبادت گاہ کا، کسی قوم کا، کسی ملت کا اختیار کسی غلط ہاتھ میں چلا جائے پھر آپ دیکھیے کیا حشر ہوتا ہے، اسی جگہ کا، اسی مقام کا، اسی قوم کا، تو وہی نتیجہ ہوا کہ پراگندگی پھیل گئی۔

عبدمناف ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں مگر کیا کریں باپ نے ان کو بنایا ہے لہٰذا کچھ نہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کر سکتے۔ حالات خراب ہو رہے ہیں۔ عبد مناف کے پھر چار بیٹے ہو گئے۔ دو تو مشہور ہیں امیہ اور ہاشم، ایک نوفل اور ایک مطلب۔ امیہ اور ہاشمؑ کا واقعہ تفصیل سے اس لئے نہیں پڑھوں گا کہ دو تین سال پہلے تفصیل سے ان واقعات کو پڑھ چکا ہوں اور مجھے منزل تک بھی پہنچنا ہے۔

تو عزیزانِ محترم! عبد مناف کے جو دو بیٹے ہیں جن کے بارے میں مشہور تاریخی روایات ہیں اگر چہ لوگوں نے اور بھی چیزیں نقل کیں ہیں مگر وہ ہمارا موضوع نہیں۔ امیہ اور ہاشمؑ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک کا ہاتھ دوسرے کے سر میں پیشانی میں گڑا ہوا ہے دوسرے کے سینہ اور منہ پہ گڑا ہوا ہے۔ اس طرح سے چسپاں ہے کہ تلوار سے ان کو الگ کر دیا گیا۔ لوگوں نے فال نکالی، پیشن گوئی کی کہ ان کے درمیان خون بہے گا تلوار چلے گی آپس میں، خون بہے گا دونوں کے درمیان۔ دونوں کی فطرتوں میں فرق ہے۔ جناب ہاشمؑ کا نام ہے عمرو۔ ہاشمؑ تو نام پڑا ہے جوانی میں جا کے، ہشم سے نکلا ہے جب مکے میں قحط پڑا ہے۔

اچھا امیہ اور ہاشمؑ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ پوری زندگی کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ پہلا جھگڑا جو تاریخوں نے نقل کیا ہے وہ حرب ابن امیہ جناب ہاشمؑ کے مقابلے پر تھا۔ جناب ہاشم قحط کے زمانے میں اونٹوں کے کاروان لے کے قیصرِ روم کے پاس گئے وہاں ان کے اچھے تعلقات ہیں۔ قیصرِ روم بہت ہی عزت واحترام سے پیش آتا ہے۔ کل میں ذکر کر چکا ہوں۔ وہاں سے کک لے کے آئے ہیں۔ روٹی کو خشک کیا، شوربہ بنایا اور پھر کئی دن تک مکہ والوں کی تواضع کی، تو روٹیاں توڑ کر کھلانے والا، پھاڑ دینے والا، ٹکڑے کر دینے والا تو اس سے لقب مشہور ہو گیا جناب عمرو کا، ہاشمؑ۔ لوگ اصل نام کو تو بھول گئے اور جو لقب ہاشمؑ تھا وہ تاریخ میں مشہور ہو گیا اور نام کی حیثیت سے ہاشمؑ زندہ رہا۔

جناب ہاشمؑ اتنے وجیہہ اور خوبصورت انسان تھے کہ ایک ہاشمؑ ہی لقب نہیں تھا کوئی کہتا تھا قمر البطحہ، یہ چاند ہے بطحہ کا، وہ وادی کہ جہاں سے مکے میں داخل ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا تھا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

البطحہ، مختلف قسم کے نام جناب ہاشمؑ کے معروف تھے اور اسی طرح کریم، مہربان اور سخی۔ سخاوت کے دھنی۔ جناب ہاشمؑ کے دور میں جو مہمان آتے وہ ایک تو قحط کی وجہ سے دوسرے بنی عبدالدار کی بدانتظامی کی وجہ سے نظرانداز ہو جاتے، اس لئے جناب ہاشمؑ نے کہا کہ تم نہیں کر سکتے تو مجھے دو۔ تو انھوں نے کہا نہیں آپ پیسے دے دیں ہم خود بنوالیں گے۔ ہوتا ہے نا؟ ارے بھئی بنوانے والا آ گیا ہے بنوالو، نہیں پیسے ہمیں دو ہم خود بنوائیں گے تو بنی عبدالدار نے کہا کہ جو دینا ہے ہمیں دے دو۔ جناب ہاشمؑ نے کہا جو تمہیں دوں گا تم اس کو بھی چوپٹ کر دو گے۔ یہ انتظام مجھے دے دو۔

یہ آج کی کہانی نہیں ہے یہ تو ہمیشہ سے چل رہی ہے بے چاری۔ پیسے دو ہم خود بنوالیں گے۔ خیر تو جناب ہاشمؑ نے کہا کہ یہ نہیں ہوگا، جو دیا جائے گا سب چوپٹ کر دو گے۔ دیکھ رہے ہیں بنی عبدالدار کی اولاد کا حال، تو جناب ہاشمؑ کھڑے ہو گئے کہ کعبے کا انتظام بنی عبدالدار سے لینا پڑے گا۔ جناب ہاشم نے اپنے خاندان کے افراد کو کھڑا کیا، دو چار قبیلے بھی حامی ہو گئے، بنی زہرہ اور بنی قسین، یہ دو چار قبیلے کھڑے ہو گئے کہ لینا چاہیے انتظام، کیوں کہ قوم کی ذلت ہو رہی ہے چند لوگوں کے انتظامات کی وجہ سے، ان کے کام کی وجہ سے سب کی رسوائی ہو رہی ہے۔ سارے عرب سے لوگ آتے ہیں نا؟ زائرین آتے ہیں۔ یہ انتظام ان کے ہاتھ سے لو، نہ یہ پانی کا انتظام صحیح کر پاتے ہیں، نہ کھانے کا انتظام صحیح کر پاتے ہیں۔ ڈبے لے کر ہر جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ نہیں چلے گا۔

یہاں تک ہوا کہ بنی عبدالدار جنگ پر تیار ہو گئے کہ ہم انتظام تو ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔ ایسے تھوڑی کوئی اقتدار ہاتھ سے جانے دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں بھی آخری وقت تک لڑوں گا۔ دیکھتا ہوں کیسے میرے ہاتھ سے چھینتے ہو؟

جناب دونوں طرف چار چار پانچ پانچ قبیلے اکھٹے ہو گئے۔ تمام تاریخوں میں یہ بات موجود ہے کہ جناب ہاشمؑ کے جو ہمراہی تھے وہ کہلائے "مطیبین"، مطیبین کیوں کہلائے؟ انھوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے عطر جو اس زمانے میں خانۂ کعبہ پہ ڈالا جاتا تھا، اس عطر میں اپنے اپنے ہاتھ ڈالے، سب قبیلوں کے بڑے بڑے سرداروں نے، جو ان کے حامی تھے اور وہاں یہ قسم کھائی، بتوں کے سامنے نہیں، وہاں پہ یہ عہد کیا کہ ہم کعبے کے انتظام کو درست کرنے کے لئے، زائرین کی خدمت کے لئے انتظام ان سے لیں گے اور آپس میں متحد رہیں گے۔

بنی عبدالدار اور ان کے ہم نواؤں نے بتوں پر حلف لیا اور وہ کہلائے احلاف، جناب ہاشمؑ اور ان کے ہمراہی لشکر مطیبین کہلائے اور دوسرے کہلائے جیش الحلاف۔ جنگ کی نوبت نہیں آئی لوگ بیچ میں آ گئے کہ دیکھو! خوں ریزی ہو گی۔ جناب ہاشمؑ بھی جنگ نہیں چاہتے تھے لیکن یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ پوری قوم ان لوگوں کے ہاتھوں رسوا ہو مگر کیا کیا جائے، ہم بھی نہیں چاہتے کہ جنگ ہو۔ نوبت یہاں تک آ گئی کہ ان کی وجہ سے سب ذلیل ہو رہے ہیں لہٰذا فیصلہ یہ ہوا کہ اچھا بھئی تقسیم کر لو۔ تو جو خرچے والے کام تھے بنی عبدالدار نے کہا کہ یہ انہی کے سر ڈال دو۔

رفادہ اور سقایہ آ گیا جناب ہاشمؑ کے پاس، پانی پلانے اور کھانا کھلانے کا انتظام ان کے پاس آ گیا۔ حجابہ یعنی کلید برداری کا کام اور لواء یعنی پرچم اٹھانے کا کام چلا گیا ان کے پاس، اور دارالندوہ میں تو سبھی اکٹھے ہوتے ہیں۔ دارالندوہ کا تو کوئی مسئلہ نہیں تھا کہ جتنے ڈنڈے چلانے ہیں وہاں بیٹھ کے چلا لو۔ اس کام کے لئے جناب قصیؑ نے ایک جگہ بنا دی تھی۔ یہ نہیں کہ ہر گلی میں ڈنڈے چل رہے ہیں آپس میں۔ یہ جگہ ہے یہاں آ کے آپس میں طے کر لو اور باہر نکل کے لوگوں کو بتا دو۔

تو جناب ہاشمؑ کے پاس رفادہ اور سقایہ آیا۔ اب آپ دیکھیئے! ایک سورۃ ہے قرآن کریم میں سورۂ قریش، لایلف قریشٍ الفھم رحلة الشّتآءِ والصّیف ہم نے امن دیا، ہم نے سکون دیا، ان مکّے والوں کو، اور ان کے سفر کے راستوں کو بھی محفوظ کر دیا اور تجارت کے راستوں کو بھی رحلة الشّتآءِ والصّیف سردی اور گرمی میں جو دو قافلے جانے شروع ہوئے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھے، یہ جناب ہاشمؑ کا کارنامہ تھا کہ دو بار تجارتی قافلوں کو بھیجتے تھے۔ایک بار سردی میں ایک بار گرمی میں،اور قیصرِ روم سے لکھوالیا تھا کہ مکّے والوں پر ٹیکس بھی معاف ہے۔

ایسا کیوں کر ہوا؟ یہ جناب ہاشمؑ کی سرداری کی وجہ سے ہوا،قیصرِ روم سے ذاتی دوستی کی وجہ سے ہوا اور جناب ہاشمؑ کی شخصیت کی وجہ سے ہوا،قیصرِ روم نے لکھ کے دے دیا تھا خط کہ مکّے والوں کے قافلوں کو امان ہے،کوئی انھیں تنگ نہیں کرے گا اور ان پر کسی قسم کی چنگی اور کسی قسم کا ٹیکس بھی لاگو نہیں ہوگا۔

اب دیکھیے ! احسان کر رہے ہیں جناب ہاشمؑ اور قرآن کہہ رہا ہے کہ ہم نے کیا۔ احسان کس کا ہے؟ جناب ہاشمؑ کا، پروردگار کہتا ہے،ہم نے کیا۔تو عزیزو! یہی تو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا ۔آپ خواہ مخواہ جناب ابو طالبؑ کے ایمان کو ثابت کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ارے بھائی! یہاں تو جناب عدنانؑ تک چلے جاؤ،سب کے سب صاحبِ ایمان ہیں، دیکھیے! جناب ابراہیمؑ کی دعا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کی جتنی دعائیں ہیں وہ سب قبول ہوئیں کہ نہیں ہوئیں؟ اور جب خانہ کعبہ کی دیواروں کو بلند کر رہے تھے،امامت مانگی۔ملی یا نہیں ملی؟ ملی۔

رَبَّنَا واجعلنا مسلمین لک...... اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو مسلمان قرار دے **ومن ذریتنا اُمۃ مسلمۃً لک** (سورہ بقرہ آیت ۱۲۸)...... اور ہماری اولاد میں مسلم امّت بنا۔

امامت آلِ یعقوبؑ میں نہیں گئی، آلِ اسمٰعیلؑ کی بات ہو رہی ہے۔

بتائیے! دعا قبول ہوئی کہ نہیں؟

اور پھر تیسری دعا جو میں نے آپ کے سامنے پرسوں تلاوت کی تھی۔سورۂ بقرہ کی ایک سو اٹھائیسویں یا ایک سو انتیسویں آیت میں آخری دعا کیا کی ہے جناب ابراہیمؑ نے؟

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم (سورہ بقرہ آیت ۱۲۹)اے پروردگار! اس امّت کو،میری ذرّیت کو صرف مسلمان نہیں بنا، بلکہ وہ رسول بھی انہی میں مبعوث ہونا چاہیے کہ جو

Presented by: Rana Jabir Abbas

رسول آئے اور آیات کی تلاوت کرے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔

جناب ابراہیمؑ نے جتنی بھی دعائیں کیں وہ سب کی سب پوری ہوئیں۔ تو اب اگر جناب اسمٰعیلؑ کے بعد وقفہ ہو، یعنی رسولؐ سے پہلے کوئی مسلمان ہی نہ تھا، تو قرآن کو ٹوک دینا چاہیے تھا۔ سمجھا تا ہوں ابھی آپ کو مثال دے کر، جیسے امامت کے مسئلے میں ٹوکا تھا۔

پروردگار نے کہا تھا قال إنّي جاعلك للناس اماما (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴) ہم تمہیں امام بنا رہے ہیں۔

جنابِ ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کے لئے بھی امامت طلب کی، قرآن نے فوراً ٹوکا۔ پوری دعا قبول نہیں کی، لاینال عهدی الظالمین (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴) ظالمین کو نہیں ملے گا، جو اہل ہوں گے انھیں ملے گا منصب امامت۔

جب یہ کہا تو جناب اسمٰعیلؑ کے بعد اگر کوئی مسلمان ہی نہیں ہونا تھا، تو قرآن کو ٹوکنا چاہیے تھا کہ ابھی نہیں دیں گے جب رسول آئے گا تب ایک امت مسلم دیں گے۔

جناب ابراہیمؑ نے کہا میری اولاد میں، اولاد کا سلسلہ جناب اسمٰعیلؑ سے شروع ہو گیا۔ تو بس دعائیں ساری قبول ہوئیں۔

یہ بھی قبول ہوئی۔ ارے کہاں ابو طالبؑ، عدنانؑ سے شجرہ لے کے چلو جہاں جہاں یہ نورِ مطہر ہے رسولؐ کا کسی کافر کے صُلب میں تو جا ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے رسولؐ کے اجداد کی مثالیں دے رہا ہوں کہ ہر ایک نے جب جب موقع ملا سنّتِ الٰہی کو زندہ کیا۔

تو سردی اور گرمی کے تجارتی سفر شروع کرتے ہیں جناب ہاشمؑ......راستوں کو محفوظ بناتے ہیں جناب ہاشمؑ ......امن سے جاؤ، کوئی خوف نہیں کرو ......کوئی لشکر حملہ نہیں کرے گا......کوئی تم سے چنگی نہیں لے گا......کوئی تم سے ٹیکس نہیں لے گا......رحلة الشتاء والصیف ......اور پروردگار کہتا ہے، ہم نے کیا......قریش کے امن سے رہنے کے لئے ......ان کے اُنس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے لئے ......ان کی الفت کے لئے ......

لایلف قریش ہ الفھم رحلة الشتاء و الصیف ہ فلیعبدوا رب ھذا البیت ہ الذی

پس اتنا بڑا احسان کیا تم پر ہم نے ......اور بات یہیں ختم نہیں کی بلکہ فرمایا...... اطعمھم من جوع و آمنھم من خوف...... تمہیں بے نیاز کر دیا رزق سے،......تمہیں بے نیاز کر دیا دشمن سے،...... یہ بھی تو دعا مانگی تھی جناب ابراہیمؑ نے......رب اجعل ھذا بلداً آمناً......اے پروردگار! اس شہر کو امن کا شہر قرار دے......یہ بھی تو دعا مانگی تھی......وارزق اھلهٗ من الثمرات (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۶) جو اس کے رہنے والے ہوں انھیں رزق دے......یہ سارا اہتمام کریں جناب ہاشم......اور پروردگار کہے کہ ہم نے یہ سب کیا تمہارے لئے......جتنی دعائیں مانگیں جناب ابراہیمؑ نے وہ سب کی سب پوری ہو رہی ہیں......تو پھر کیسے مان لیا جائے کہ ایمانی تسلسل میں وقفہ ہے......کوئی مسلمان ہی نہیں......ساری نسلوں کو رسولؐ کے اجداد زندہ کرتے چلے جائیں......پھر بھی مان لیا جائے کہ کوئی مسلمان ہی نہیں......کتنا بڑا ظلم کیا کہ ایک شخص کو کافر قرار دینے کی خاطر......رسولؐ کے اجداد کو کافر قرار دے ڈالا؟......تو آپ اس ایک شخص کی بات نہ کیا کریں کبھی،......اس پر تو بات کرنا ہی فضول ہے۔......ارے بات یہاں سے کرو، قرآن کہہ رہا ہے کہ دعا قبول کر لی ہم نے ابراہیمؑ کی،......دے دیا انھیں وہ سب کچھ جو انھوں نے مانگا تھا۔

وہ امتِ مسلمہ کہاں گئی؟

ایسی امت کا اطلاق پورے عرب پر نہیں ہوتا......امت کا اطلاق کسی ملک پر نہیں ہوتا......امت یعنی ایک گروہ دیدے......میری ذریت میں ایک گروہ ایسا ہو کہ جو مسلمان ہو......اگر وقفہ ہو جائے بیچ میں ڈھائی ہزار سال کا، تو جناب ابراہیمؑ کی دعا کہاں گئی؟

پس ایک گروہ موجود ہے جس نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔

بتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا اور جو پروردگار چاہتا تھا ان سب کاموں کو انجام دیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صرف ابوطالبؑ کی گود کو اپنی گود قرار نہیں دیا......اوپر جا کر بات کرو،...... جناب ہاشمؑ نے جو سارے کام کئے تو سورۃ قریش جناب ہاشمؑ کے فضائل میں اتری......تاریخ گواہی دیتی ہے کہ سورۂ قریش جناب ہاشمؑ کی فضیلتیں بتا رہی ہے کہ......ہاشمؑ نے یہ سب کیا تھا......قریش کے سفروں کو پُر امن بنا دیا......گرمی کے بھی سردی کے بھی......ان کو طعام یعنی کھانے پینے کی طرف سے بھی بے فکر کر دیا......ان کو دشمن کے خوف سے بھی محفوظ کر دیا......قرآن کہتا ہے یہ سب ہم نے کیا......اللہ کہتا ہے یہ سب ہم نے کیا

جناب ہاشمؑ کا کارنامہ یہ ہے، ہر چیز سے محفوظ کر دیتے ہیں ان کو اطمینان سے رہو، نہ رزق کی کمی اور نہ دشمن کا خوف تمہارے سردیوں کے قافلے بھی محفوظ، تمہارے گرمیوں کے کاروان بھی محفوظ بس فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی ہاشمؑ کے کام کو پروردگار کہہ رہا ہے کہ کعبے کے ربّ کی اور اس گھر کے ربّ کی عبادت کرو۔ وہ ربّ جس نے تمہیں طعام بھی دیا اور تمہیں بھوک سے نجات بھی دے دی اور تمہیں دشمن سے بھی محفوظ کر دیا۔ کس نے کیا؟ اللہ نے کیا، تو اللہ نے خود کبھی نہیں کیا، ہر کام اپنے بندوں کے ذریعے سے کرایا ہے۔ یا نبیؐ کے ذریعے، یا رسولؐ کے ذریعے، یا پیغمبرؐ کے ذریعے، یا امامؑ کے ذریعے یا وصی کے ذریعے۔

تو بس قرآن کا یہ سورہ بتا رہا ہے کہ جناب ہاشمؑ بھی جناب ابراہیمؑ کے وصی تھے۔ وصی نہ ہوتے تو یہ سارے کام بھی نہ کرتے۔ ان سے چھینتے نہیں کہ جو ڈاکو بن کے بیٹھے ہوئے تھے خانہ خدا میں۔ جو خانہ خدا کو غصب کر کے بیٹھے ہوئے تھے اور جو خانہ خدا کو اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے، اپنے مقاصد کے لئے، اپنے منصب کے لئے، اپنے نام و نمود کے لئے، اپنی شہرت کے لئے اور اپنے کاموں کے لئے استعمال کر رہے تھے۔

یہ فرق ہے نا! جناب ہاشمؑ اور دوسروں میں؟ جناب ہاشمؑ نے نظام اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر ان روایات کو زندہ کیا۔ سورۂ قریش نے بتایا کہ ہاشمؑ نے جو کام کیا وہ اپنی مرضی سے نہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا، اللہ یہ چاہتا تھا کہ یہ کام ہوں۔ ورنہ سورۂ قریش کب آیا اور جناب ہاشمؑ کا دور کون سا ہے؟

ابھی رسولؐ کا وجود بھی اہل دنیا سے پوشیدہ ہے۔ ابھی رسولؐ کے والد ماجد کا ہی ظاہری وجود نہیں ہے، ابھی آپؐ کے دادا جناب عبدالمطلبؑ کی بھی ولادت نہیں ہوئی۔ جناب ہاشمؑ اُس وقت یہ سارے کام انجام دے رہے ہیں۔

پورا واقعہ نہیں پڑھوں گا۔ چلے گئے جناب ہاشمؑ، میں نے عرض کیا ہے کہ پڑھ چکا ہوں یہ سارے واقعات، ورنہ ایک ایک شخصیت کے لئے ایک ایک مجلس بھی کم ہے مجھ جیسے کم علم آدمی کے لئے، اس لئے کہ ان ہستیوں کے کارناموں سے تو تاریخیں بھری ہوئی ہیں۔ بس ان کارناموں کو جمع کر کے نتیجہ نکالنے والی بات ہے اسی لئے تاریخ آپ کے سامنے پڑھ رہے ہیں۔

ہر چیز موجود ہے اور تاریخ میں موجود ہے، یہ بات ذہن میں رکھیئے گا۔ کل بھی مجھ سے ایک بھائی نے تاریخ کے حوالے مانگے کہ کوئی ایک کتاب بتا دیجئے۔ میرے بھائی! اگر کسی ایک کتاب میں ساری چیزیں ہوتیں تو دوسری کتاب کیوں لکھی جاتی۔ یہ مختلف کتابیں ہیں اگر آپ خرید سکتے ہیں تو خرید لیں۔ میں نے پہلے بھی آپ کو نام بتا دیئے تھے پہلی مجلس میں کہ ان کتابوں کو سامنے رکھ کے نتیجے نکالنے پڑتے ہیں۔ طبری میں بھی ہیں واقعات اور ابن خلدون میں بھی۔ ہمارے یہاں نقن صاحبؒ کی تاریخ مختصر ہے۔ تاریخِ اسلام مولانا بشیر صاحبؒ کی بھی ہے اور بہت سی دوسری کتابیں بھی ہیں جو لکھی گئی ہیں۔ تو ان سب کو پڑھ کے، واقعات کا تجزیہ کر کے ایک نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔

سب تاریخوں میں یہ واقعات مشترک ہیں کہ جناب ہاشمؑ نے یہ کام انجام دیئے۔ ہر تاریخ نے لکھا، ہماری ہوکسی کی ہو عمرو نام تھا، ہاشمؑ اس لئے کہلائے کہ قحط کے زمانے میں پورے مکّے کو کھلاتے رہے۔ پورے مکّے کو کھلاتے رہے کیوں؟ اس لئے کہ جناب ابراہیمؑ کے وصی ہیں لہٰذا ذمہ داری ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے ہم نے کھلایا، ہاشمؑ نے نہیں کھلایا۔ ہم نے تمہیں دشمن سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محفوظ کیا، ہاشمؑ نے نہیں۔

تو یہ بتا رہا ہے قرآن کہ یہ سب وارث ہیں کعبے کے، وارث کعبہ ہیں کیوں جناب سیّد سجادؑ کہتے ہیں کہ میں صفا و مروہ کا بیٹا ہوں۔ میں فرزند کعبہ ہوں۔ میں فرزند حجر اسود ہوں۔ میں فرزند حِل و حرم ہوں۔ وارث ہیں، خدا نے وارث بنایا ہے انھیں۔ وارث کے بغیر زمین قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ جناب ہاشمؑ اپنے اعمال سے بتا رہے ہیں کہ آج نہیں آنے والی کل آیات الٰہی اتر کر بتائیں گی کہ میں نے جو کام کیا تھا اللہ کے حکم سے کیا تھا۔

بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جناب ہاشمؑ حالتِ سفر میں انتقال فرما گئے۔ بنی عذرا کی ایک خاتون سلمٰی سے شادی ہوئی تھی۔ مدینے یعنی یثرب میں، اس وقت اس کا نام یثرب ہے۔ بیوی وہیں رہ گئیں بچے کی ولادت ہوئی۔ اس بچے کا نام بھی بتایا جاتا ہے کہ عامر رکھا گیا۔ لیکن پیشانی پر تھوڑی سی سفیدی ہے، لہٰذا اس بچے کو شیبہ کہا گیا، یا شیبۃ الحمد بھی کہا گیا اور یہاں وہ واقعہ جسے میں تفصیل سے پڑھ چکا ہوں مختصر کرتا ہوں۔ ادھر جناب عبدالمطّلبؑ کو یہ پتا چلا کہ میں تو سردارِ مکّہ کا بیٹا ہوں تو ماں سے کہا میں جاؤں گا، ماں نے کہا جاؤ چلے جاؤ۔ اطلاع بھیجی مطّلبؑ کو بھی کہ بھتیجا آ رہا ہے۔ لینے چلے گئے کہ میرے بھائی کی نشانی ہے، مطّلب سب سے نزدیک تھے جناب ہاشمؑ کے، آئے، قبیلے والوں نے کہا کہ اگر پتہ چل گیا کہ تم لینے آئے ہو تو ہمارا قبیلہ جمع ہوگا لہٰذا چپ چاپ تم اسے لے کے نکل جاؤ کیوں کہ ماں بھی راضی ہے بیٹا بھی راضی ہے کہا کہ اس کو لے کر تم چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ...... جناب مطّلبؑ لے کے چلے شیبہ کو، مکّے میں پہنچے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ گئے تو اکیلے تھے جاتے وقت یہ لڑکا ساتھ نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا ھذا عبدالمطلب، مطّلب کا غلام؟۔ کہا بھئی غلام نہیں میرا بھتیجا ہے۔ تو لقب ایسا پڑا کہ لوگوں کو نام نہیں یاد، نام نہیں معلوم، لقب معلوم ہے، عبدالمطّلبؑ۔ شاید اس میں یہ بھی حکمت ہو کہ مطّلبؑ نے جس محبت کا مظاہرہ کیا تھا اگر بھتیجے کو لے کے نہ آتے تو مطّلب کا نام بھی کوئی نہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جانتا جیسے دوسری اولادوں کے نام نہیں جانتے تو پروردگار کو یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ اس کے وصی کے لئے کوئی تھوڑی سی قربانی دے تو اس کو زندہ نہ رکھے؟

تو عبدالمطلبؑ کا تذکرہ قیامت تک یہ بتاتا رہے گا کہ مطلبؑ جناب ہاشمؑ کے وہ بھائی تھے جنھوں نے اپنے بھائی کی نشانی کو یثرب سے لیا اور مکّے لے آئے۔ تو قدرت کو تو اتنا بھی گوارا نہیں ہے کہ یہ بات فراموش ہو جائے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو پوری زندگی اپنے چچا کے گھر میں گزار دے، چچا کے سائے میں گذار دے۔ وہ چچا جو اکیاون سال تک بھتیجے کی سرپرستی کرے، اس لئے کہ جناب ابو طالبؑ کی رحلت بعثت کے گیارہویں سال میں ہوئی ہے۔ اکیاون سال تک رسولؐ کا دفاع کرتا رہے، حفاظت کرتا رہے، لیکن وہی ہے کہ دشمنی عقل پر پتھر ڈال دیتی ہے۔

عقل پر پتھر ایسے پڑے ایک جناب ابو طالبؑ کی دشمنی میں اگر یہ سمجھ میں بھی آ جائے کہ یہ سب کے سب مسلمان تھے مگر کیا کریں اس ایک کو کافر کہہ دیا ہے لہٰذا سب کو کہنا پڑے گا۔ میں ہل کے رہ گیا جب میں نے اپنی آنکھوں سے یہ روایت پڑھی۔

حدیث نقل کی گئی ہے کہ کسی نے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا رسولؐ سے، آپؐ نے فرمایا جہنم میں۔ یہ جواب سُن کے منہ لٹکا کے جانے لگا تو آپؐ نے فرمایا فکر نہیں کرو میرا باپ اور تمہارا باپ ایک ہی جگہ ہیں۔

یہ حدیث ہے، یہ کتنی عبرت کا مقام ہے؟ ایک کے لئے یہ سب حدیثیں گھڑنی پڑیں ہیں، یہ حدیث بھی ان ہی صاحب کی گھڑی ہوئی ہے جو گھڑنے میں بہت مشہور ہیں۔ انہی سے رسولؐ نے کہا۔ رسولؐ کے والد کو لپیٹ میں لے لیا تو اب ہم کیا شکایت کریں کسی سے جب رسولؐ کے والد کو معاذ اللہ، خاکم بہ دہن جہنمی بنا دیا جائے، رسولؐ کے ماں باپ کو، اور پھر نعت بھی پڑھیں جناب آمنہؑ کی شان میں، کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا مسئلہ ہے؟

نعت بھی پڑھ رہے ہو، جناب عبداللہؑ کا ذکر بھی لا رہے ہو، جناب آمنہؑ کی تعریفیں بھی کر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہے ہو؟ یہ معمہ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ صرف ایک شخص کی دشمنی میں ہے۔ تو اب جناب ابو طالبؑ کی بات چھوڑو۔ پہلے رسولؐ کے آبأ کی بات کرو۔

جناب ہاشمؑ کے بعد جناب مطلبؑ نے ایمان داری کے ساتھ اپنے بھتیجے کو انتظام دیا کہ اب تک تو میں نیابت کر رہا تھا۔ عبدالمطلبؑ سے کہا تم اب آ گئے تم حقیقی وارث ہو۔ شیبہ اب تم سردار ہو۔ رفایہ، سقایہ سب تمہارے پاس ہے۔ اب جناب عبدالمطلبؑ کا کردار دیکھیے! عبد المطلبؑ کام کریں اور آیات الٰہی تصدیق نہ کریں تو جناب عبدالمطلبؑ کا وصی ہونا کیسے ثابت ہوگا؟ اسلام نہیں آیا مگر جناب عبدالمطلبؑ کا عمل بتا دے گا کہ آج میں عمل کروں گا کل قرآن بتا دے گا کہ یہ عبدالمطلبؑ کا نہیں خدا کا حکم تھا۔ یہ عبدالمطلبؑ کا حکم نہیں تھا بلکہ یہ مرضی الٰہی تھی، منشائے الٰہی تھی۔

جناب عبدالمطلبؑ نے کتنے ہی کام کیے مگر پانچ احکام پر قرآن کی مہر تصدیق ثبت ہوگئی۔ یہ حکم زمانہ جاہلیت میں جاری کر رہے ہیں جناب عبدالمطلبؑ۔ اسلام آ کر ان احکام کو ویسا کا ویسا باقی رکھتا ہے کہ جو رسولؐ کے دادا نے کیا وہی اسلام ہے، وہی مرضی الٰہی ہے۔

تھوڑا سا پس منظر بیان کروں، پورا واقعہ نہیں بیان کروں گا۔ میں نے کئی بار عرض کیا ہے کہ کسی اور موقع پر پڑھ رہا تھا تو پورا شجرہ اور جزئی واقعات بیان کر چکا ہوں۔ اس وقت میں رسولؐ کے اجداد کا تذکرہ اس لئے کر رہا ہوں تا کہ نتیجہ نکال کر آپ کو دے سکوں۔

جناب عبدالمطلبؑ خواب دیکھتے ہیں، تاریخوں نے لکھا ہے۔ خواب دیکھا کہ زم زم دریافت کرو۔ زم زم چھپا دیا گیا ہے۔ بنی جرہم پر جب بنی خزاعہ غالب آئے تھے تو بنی جرہم کا آخری سردار بھاگا اور جتنے بھی تبرکات تھے وہ زم زم میں ڈال کر کنویں کو پاٹ دیا جس کا نشان مٹ گیا تھا۔ ذکر ضرور تھا مگر نشان نہیں تھا کہ کہاں ہے زم زم؟ تو جب قوم کو جمع کیا جناب عبدالمطلبؑ نے کہ یہ حکم ہوا ہے کہ زم زم کو دریافت کرو تو سب ہنستے ہوئے چلے گئے کہ عبدالمطلبؑ کیسی دور افتادہ باتیں کر رہے ہیں کہ زم زم کو نکالو۔ ان کو زم زم نکالنے میں فائدہ ہی نہیں نظر آیا۔ کنواں کھودنا اتنا آسان

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھوڑی ہے۔ پانی پینا بہت آسان ہے۔ لہٰذا کچھ کنواں کھودنے والے بھی ہونا ضروری ہیں کہ جو بے غرضی سے کنواں کھودیں۔ یہ سوچے بغیر کہ ہم سیراب ہو بھی سکیں گے کہ نہیں۔

جناب عبدالمطلبؑ کنواں کھودنا شروع کرتے ہیں کہ اچھا نہ دو میرا ساتھ میں کنواں کھودوں گا اور تم سب سیراب ہوگے۔ یہی میرا عمل ہے۔ یہی خدا کی بارگاہ میں میرا عمل قبول ہو جائے گا، یہی میری عبادت ہوگی، یہی میرا ثواب ہوگا، اور یہی میری حقانیت کی گواہی ہوگی کہ میں کنواں کھودتا ہوں تم سب سیراب ہو جانا۔

کنواں کھودنا شروع کیا بس ایک بیٹا حارث ساتھ ہے۔ کوئی دوسرا مدد کرنے پر تیار نہیں ہے۔ نہ قوم نہ قبیلہ، کنویں کو کھودنا اور نیا بھی نہیں گمشدہ کنویں کو دریافت کرنا کتنا مشکل کام ہے؟ تو دعا کرتے ہیں جناب عبدالمطلبؑ کہ اے پروردگار! (احساس ہوا نا اپنی کمزوری کا) ان لوگوں کے فائدے کی بات کرتا ہوں، اس کے باوجود کوئی بھی میرا ساتھ نہیں دیتا۔ تو دعا کرتے ہیں جناب عبدالمطلبؑ کہ اے پروردگار! اگر تو نے مجھے دس بیٹے دیئے تو ایک تیری راہ میں قربان کر دوں گا۔ جتنے سوالات آپ کے ذہن میں آئیں گے ان سب کا جواب ابھی تھوڑی دیر میں خود ہی میری بات پہ آجائے گا۔ سوالات رکھیئے ذہن میں، ہونے چاہیں، سوال پیدا نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سُن نہیں رہے بلکہ سُن ہیں اور یا سو رہے ہیں۔ سوال پیدا ہو رہے ہیں ذہنوں میں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جاگ رہے ہیں، فکری طور پر بیدار ہیں۔

سوال تو ذہنوں میں پیدا ہوگا یقیناً جب میں بات کروں گا۔ کیوں کہ ایک طرف میں ان کے اسلام اور ایمان کی بھی بات کر رہا ہوں۔ نذر مانی جناب عبدالمطلبؑ نے کہ پروردگار اگر میرے دس بیٹے ہوں گے تو ایک کو تیری راہ میں قربان کر دوں گا۔ چنانچہ دس بیٹے ہو گئے۔

پہلے تو کنواں نکل آیا۔ اس میں سے سونے کا ہرن، سونے کی تلواریں اور سونے کا بہت سا دوسرا سامان نکلا۔ اب ساری قوم کھڑی ہوگئی کہ قوم کا مال ہے تم کہاں لے جاؤ گے؟ تو جناب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عبدالمطلبؑ نے کہا کہ جب میں کنویں کی تلاش کے لئے بلا رہا تھا تو کوئی میرے ساتھ نہیں آ رہا تھا۔ پہلی اینٹ رکھ رہا تھا تب کسی کو خیال نہیں تھا اب جب یہ پوری عمارت بن کر کھڑی ہو گئی تو سب حصے دار بن گئے! ایسا تو آج بھی ہوتا ہے کہ جس نے کچھ نہیں کیا ہوتا وہ دوڑ دوڑ کر سب سے آگے آتا ہے۔ قوم کا مال ہے۔ پہلے زمین میں دفن تھا، کنویں میں دفن تھا، خود کنواں ناپید تھا جب تمہارے پیٹ میں درد نہیں اٹھا۔ اب تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔ اب پوری قوم جمع ہو گئی کہ لاؤ نکالو۔ قوم کا مال ہے، ہمارا حصہ دو۔ بھئی تمہارا حصہ کیسے ہو گیا؟ میں نے جستجو کی ہے۔ میں نے محنت کی ہے۔

جناب عبدالمطلبؑ بھی اڑ گئے کہ میرا ہے تمہارا نہیں ہے۔ تمہیں نہیں دوں گا۔ کہا قرعہ نکالو۔ قرعہ نکالا تو جتنے چڑھاوے تھے وہ تو آ گئے کعبے کے نام، زم زم آ گیا جناب عبدالمطلبؑ کے نام۔ جھگڑا اسی بات پر ہوا کہ بھئی یہ چڑھاوے یہ قرعہ ڈالو۔ تین چیزوں پر قرعہ ڈالا گیا، جناب عبدالمطلبؑ، بیت اللہ اور قوم۔ تو چڑھاوے جو تھے وہ نکلے بیت اللہ کے نام، جاؤ اسے بیت اللہ میں دے دو۔ زم زم نکلا جناب عبدالمطلبؑ کے نام۔ کام تو ہو گیا۔ اچھا اب جناب عبدالمطلبؑ اتنا لڑے کیوں تھے؟ کہہ دیتے کہ لے جاؤ۔ تمہارے لئے کھودا ہے لے جاؤ لیکن نہیں اگر ان کے پاس یہ میراث چلی جاتی پھر وہ ان سب چیزوں کو تباہ کر دیتے۔ کیوں کہ وہ تو اپنے لئے چاہ رہے تھے قوم کے لئے تھوڑی چاہ رہے تھے کہ بندر بانٹ میں ہمیں کچھ مل جائے۔ تھوڑا ہمیں ملے، تھوڑا اسے ملے۔ کیوں کہ وہ اپنی ذہنیت کے مطابق سمجھ رہے ہیں جناب عبدالمطلبؑ کو بھی۔ کیوں کہ خود ان کی یہ ذہنیت ہے تو عبدالمطلبؑ کو بھی اسی آئینے میں دیکھ رہے ہیں کہ اس کا بھی کوئی مفاد ہو گا۔ اسی لئے اس نے کھودا ہے کنواں۔

وہ تو یہ نہیں سوچ رہے کہ عبدالمطلبؑ کیا کریں گے، وہ تو اپنی ذہنیت کی سطح کے قیدی ہیں۔ جس کی جیسی ذہنیت ہو وہ دوسرے آدمی کو بھی ویسا ہی تو سمجھتا ہے۔

وہ اسی نظر سے دیکھ رہے ہیں کہ نہیں ہمیں بھی دو۔ انھوں نے کہا نہیں دوں گا۔ قرعہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پڑا۔زم زم جناب عبدالمطلبؑ کا ہو گیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے کہا مانتے ہو کہ کنواں میرا ہے۔تم میں سے کسی کا حق تو نہیں ہے؟ اب سب کی گردنیں جھک گئیں کہ نہیں کسی کا حق نہیں۔تو اب جناب عبدالمطلبؑ اعلان کرتے ہیں کہ آج سے یہ زم زم "سِقَایَۃَ الْحَآجِّ" ہے۔ جتنے حاجی قیامت تک آئیں گے سب کی میراث قرار دیتا ہوں، نہ میرا نہ تمہارا بلکہ یہ سب کا ہے۔

اب پہلا حکم دیا، زم زم کو پہلی دفعہ تمام دنیا کے زائرین کی میراث قرار دینے والا عبدالمطلبؑ اور قرآن آ کے کہتا ہے کہ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (سورہ توبہ آیتہ ۱۹) عبدالمطلبؑ نے جو حکم دیا تھا وہی حکم خدا ہے۔

دیکھا آپ نے اسلام کہتا ہے "سِقَایَۃَ الْحَآجِّ" تم میں سے کسی کا نہیں، کوئی حکومت آتی رہے، زم زم "سقایۃ الحاج" رہے گا۔ پہلی دفعہ "سقایۃ الحاج" قرار دینے والا کون؟ عبدالمطلبؑ، کہتے ہیں میں قرار دیتا ہوں، پروردگار کہتا ہے عبدالمطلبؑ نے قرار نہیں ہم نے قرار دیا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا رسولؐ نے کنکریاں ماری تھیں۔ قرآن نے کیا کہا تھا۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (سورہ انفال آیت ۱۷) تم نے نہیں ماری ہم نے ماری ہیں۔ رسولؐ کے ہاتھوں پہ لوگوں نے ہاتھ رکھے قرآن نے کہا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (سورہ فتح آیۃ ۱۰) یہ ہمارا ہاتھ تھا جس پر تم نے ہاتھ رکھے۔

تو جس نے خدا کے دین کو زندہ کیا، جس نے سُنّتِ الٰہی کو زندہ کیا۔ پروردگار کہتا ہے یہ سُنّتِ الٰہی ہے یہ میرا فعل ہے۔ عبدالمطلبؑ کا نہیں، یہ ہمارا فعل ہے۔ یہ ہمارا حکم ہے۔ سو سال یا پچاس سال کے بعد ساٹھ سال یا ستر سال کے بعد آیت آ کر یہ اعلان کر رہی ہے کہ سقایۃ الحاج کا میرے دادا نے جو حکم دیا تھا وہ اپنی مرضی کا حکم نہیں تھا وہ خدا کا حکم تھا۔

خدا کا حکم تھا، میرا یا کسی کا نہیں لیکن ماحول ایسا ہے کہ حکم خدا کہہ کے نہیں بتایا جا سکتا لوگوں کو، حکم خدا کہہ کر بتاؤ تو ناراض ہو جاتے ہیں کہ یہ کیا لے آئے۔ بھئی نماز پڑھو اللہ کا حکم ہے،

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سینکڑوں آیات ہیں نماز کے لئے، لوگ کہیں گے کہ نماز کو ہی لے کر بیٹھ گئے تو بھئی کس کا حکم بتاؤں آپ کو؟ کیا حکم بتاؤں آپ کو؟ اللہ کا حکم ہے، قرآن میں سینکڑوں بار آیا کہ نماز پڑھو۔ ہنس دیتے ہیں کہ ان کو نماز کی پڑی رہتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ دوستی ہی نہیں ہے قرآن سے۔

ارے قرآن کا کوئی سورہ ایسا نہیں جس میں رسولؐ تو کجا رسولؐ کے اجداد کی فضیلتیں نہ لکھی ہوئی ہوں۔ ڈھونڈو تو سہی، تلاش تو کرو۔ تمہیں جناب عدنانؑ تک کی فضیلتیں مل جائیں گی اسی قرآن میں۔ وصی ہو، خدا کے دین کی خدمت کی ہو اور اس کی فضیلت نہ ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو ہر ایک کی فضیلتیں مل جائیں گی قرآن سے دوستی تو کرو۔

قرآن سے ڈر کیسا؟ قرآن سے خوف کیسا؟ قرآن تو محمدؐ و آلِ محمدؑ اور ان کے اجداد کی شان میں لکھا ہوا قصیدہ ہے۔ یہی سمجھ کے دوستی کرو۔ ایک قصیدہ انسان لکھتا ہے۔ ایک قصیدہ اللہ نے لکھا۔ انسان اپنی طرف سے مبالغہ بھی کرے گا، کمی بھی کرے گا، زیادتی بھی کرے گا۔ ارے کلامِ الٰہی میں ایسی بشری کمزوریوں کی تو گنجائش ہی نہیں۔

جو فضیلت ہوگی، انتہا کی فضیلت ہوگی۔

ایک حکم یہ ہے کہ جناب عبدالمطلبؑ نے چاہِ زمزم کو سقایۃ الحاجؑ قرار دے دیا۔ جو مال نکلا تھا اور حصے میں آیا تھا کہا کہ اچھا، یہ جو مالِ غنیمت مجھے ملا ہے، یہ جو اضافی مال مجھے ملا ہے۔ میرے اخراجات سے زیادہ مجھے مل گیا ہے۔ پانچواں حصہ نکال دیا، پہلا آدمی، یہ تاریخ ہے۔ جناب عبدالمطلبؑ نے قرار دیا کہ جتنا زیادہ ملے اس کا پانچواں حصہ خدا کی راہ میں نکال دو۔

اسلام آیا آیت کہتی ہے جو بھی تمہیں غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے الگ کر دو۔ ارے خمس کا حکم کسی مولوی کا نہیں ہے خمس کا حکم قرآن کا حکم ہے۔ اس آیت کے آنے سے پہلے جناب عبدالمطلبؑ بتا رہے ہیں اور قرآن کہہ رہا ہے عبدالمطلب کا نہیں ہمارا حکم ہے یہ۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تیسرا حکم زمانۂ جاہلیت میں باپ مر گیا، بیویاں بیٹوں کے حصّے میں آ گئیں۔ یہ زمانۂ جاہلیت کا قاعدہ تھا۔ سوائے وہ بیوی جس کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا ہے۔ جتنی سوتیلی مائیں ہیں ان سب کو بیوی بنالو۔ بیٹے نیک کام سمجھ کر کرتے تھے۔ باپ کی بیوہ سے شادی کرنا ذمہ داری سمجھتے تھے۔ جناب عبدالمطلبؑ کے ہاتھ میں اختیارات آئے، سرداری آئی، اعلان کر دیا خبردار! آج کے بعد کوئی اپنے باپ کی بیواؤں سے شادی نہیں کرے گا۔ کہا یہ جائز نہیں ہے، یہ درست نہیں ہے۔

یہ نہیں کہا کہ اللہ کا حکم ہے۔ اس لئے کے اللہ کے حکم کو تو نہیں مانتے لوگ۔ اللہ کا حکم مانیں تو بات ہی کیا ہے۔ اللہ کے ذکر پر تو چہرے بن جاتے ہیں، شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔ اس لئے آئے تھے ہم کہ یہ ساری باتیں بتاؤ؟ ہمیں مزے مزے کی باتیں بتاؤ جسے سُن کے جی خوش ہو جائے۔ تھوڑا جنت میں جانا آسان ہو جائے ہمارا۔ گھر بیٹھے چلے جاؤ۔ جنت میں جانے کا آسان راستہ بتاؤ، شارٹ کٹ بتاؤ۔ کیوں کہ مشینی لائف ہے۔ اتنا ٹائم نہیں ہے۔ اتنے سارے عمل نہ انجام دینے پڑیں، شارٹ کٹ بتاؤ۔ تو بھائی وصیت کر جاؤ کہ ہم تمہاری جگہ قبر میں سارے جوابات دے دیں۔ فیس دے کے آپ سارے کام کراتے ہیں، فیس پہ رکھ لیں دو چار مولوی، کتنے پیسے لے گا، لے بھئی یہ پیسے لے لے اور قبر میں بھی تو آ جائیو مجھے تو کوئی جواب آتا نہیں۔ تو ہی آ کے جواب دے جائیو۔ اب یہ بھی نوبت آنے والی ہے۔

تو عزیزانِ محترم! جناب عبدالمطلبؑ نے یہ حکم رائج کیا۔ اسلام آیا تو آیت کی صورت میں حکم نازل ہوا۔ خبردار! حرام ہے نکاح اپنے باپ کی بیوہ سے۔ سوتیلی ماں سے جو تم شادیاں کرتے ہو وہ حرام ہے شرعِ اسلام میں آج حرام نہیں ہوا۔ جو خدا نے حرام کیا ہے وہ روزِ ازل سے حرام ہے۔ پس جناب عبدالمطلبؑ جانتے تھے کہ یہ حرام ہے۔ جب زمین ہموار ہو تو لوگوں کو یہ حکم بتا دو۔ اگر اللہ کا حکم کہہ کے بتاؤں گا تو کبھی بھی نہیں مانیں گے کیوں کہ سب نے اپنے دل میں دوسرے صنم رکھے ہوئے ہیں۔ دلوں میں دوسروں کو جگہ دی ہوئی ہے پھر اللہ کا حکم کہاں مانیں گے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بڑے بڑے پڑے ہوئے ہیں معاشرے میں، اِدھر کوئی اچھی بات بتائی اُدھر چوباروں پر، فٹ پاتھوں پر، چوراہوں پر، رات رات بھر اسی پر بحث کہ صحیح کہا تھا کہ غلط کہا تھا؟ تا کہ ان کے ذہنوں سے کسی طرح یہ بات کھرچ کر پھینک دی جائے جو بات مولوی نے بٹھائی ہے۔

مولویوں کو میں بھی جانتا ہوں آپ بھی جانتے ہیں۔ اصطلاحاً بات کر رہا ہوں معاشرے میں ناسور ہیں ہر قسم کے، ہر شعبے میں۔کوئی بھی شعبہ ہو؟ بھئی آپ، ہم بھی جانتے ہیں اور کون نہیں جانتا کہ دین پڑھنے مولوی کوئی آسمان سے تھوڑی اُتر کر آ رہا ہے۔تو بھائی جیسا مال بھیجو گے ویسا ہی مال باہر نکل کے آئے گا۔جیسا بیج بوؤ گے ویسا ہی پھل آئے گا، جیسی کھاد ڈالو گے ویسی ہی تو فصل ہوگی۔ ویسا ہی شجر بنے گا۔ ہے کہ نہیں؟ جیسی مشینیں لگاؤ گے پروڈکشن بھی اسی کی ملے گی، تو پھر رونا کیسا؟ تمہارے گھر میں جو سب سے بے کار تھا تم نے کہا کہ جا مولوی بن جا۔ سیدھی سی بات ہے۔کند ذہن ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا ایک مدرسے میں لایا گیا ایک نوجوان کو، پوچھا کہ کیوں پڑھانا چاہتے ہو یہاں؟ باپ نے جواب دیا تین سال سے میٹرک میں فیل ہو رہا ہے، تو ایسا شخص قوم کا کیا حشر کرے گا؟ تو مولوی کو بُرا کہنے کا حق آپ کو نہیں ہے۔

آپ اپنے ذہین ترین آدمی کو بھیجتے تو وہ خمینیؒ بت شکن بن کے نکلتا۔ وہ دین کے سانچے میں ڈھل کے نکلتا۔ وہ نبض پہ ہاتھ رکھتا، اس کے بعد مرض کو شناخت کرتا، تشخیص کرتا۔ آپ نے جیسا مال بھیجا ویسا ہی تو آئے گا سامنے۔ تو اس عمل میں کیا ہوا کہ گیہوں کہ ساتھ بے چارہ گھن بھی پس گیا۔ کیوں کہ ناسور تو موجود تھے۔ مثال بنانے کے لئے اب کہہ رہے ہیں کہ یہ دیکھو مولوی۔ ارے بھائی جو تم نے بھیجا تھا وہی آیا ہے وہاں سے کچھ اور تھوڑی بن کے آئے گا۔

کہا کہ بھئی یہ تو آدھا پاگل ہے جواب ملا چھوڑو مولوی بنے گا خوب کھائے گا۔ آدھا پاگل ہے تو مولوی بنا دو۔ آپ نے دین کو کتنی ارزش دی، کتنا اہم سمجھا؟ کہ جو سب سے اہم کام ہونا چاہیے تھا اس کو وقعت ہی نہ دی۔ دین کا معاملہ ہے۔ جو دنیا اور آخرت دونوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کوتو آپ نے اتنا بے کار کام سمجھا۔

چل بھئی تو نماز پڑھا اور بات تجھے کوئی نہیں کرنی۔ وہ بھی بے چارہ چُپ بیٹھا ہے۔ نماز پڑھا کے چلا جاتا ہے۔ کچھ بولنا نہیں ہے، ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کرنی، نماز پڑھاؤ اور سیدھے گھر جاؤ۔ رمضان میں ساری رات ان کو نماز پڑھاؤ۔ ختم ہوگئی بات اور ایسے مولوی سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں؟ وہ بے چارہ رہبری کیا کرے گا؟ وہ تو دو رکعت کا امام ہے۔

قصوروار کون ہوا؟ بھیجنے والے کہ جنھوں نے بھیجا۔ اپنی Cream کو بھیجتے تو پھر ائمہ طاہرینؑ کے مکتب کے حقیقی شاگرد سامنے آتے۔ Cream بھیجتے اپنے معاشرے کی۔ دین کا معاملہ ہے، نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا معاملہ ہے، جو ملک کی سرحدوں سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔ دنیا کے نقشے پر جغرافیائی سرحدیں بنتی رہتی ہیں اور بگڑتی رہتی ہیں۔ دین کی سرحدیں وہی رہتی ہیں۔ تو ان کی حفاظت کے لئے کیسے سپاہی درکار ہیں بھائی؟ جو نظریاتی سرحدوں کا دفاع کریں اور اس ماحول میں کہ جب باہر سے زیادہ اندر دراڑیں ڈالنے والے ہوں، ان دشمنوں سے خطرہ ہو۔

خدا کی قسم! دین کی سرحدوں کو باہر کے دشمنوں سے اتنا خطرہ نہیں ہوا کبھی، نہ آج ہے، جتنے وہ آستین کے سانپ ہماری صفوں میں گھس کر لوگوں کو بے وقوف بنا کر طرح طرح کے مسائل ان کے سامنے بڑے خوبصورت انداز میں ان کی خواہش کے مطابق پیش کر کے دین کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور ہوتے ہیں لیکن یہ پہلی بار نہیں ہو رہا آج، یہ صدیوں سے ہو رہا ہے، یہ رسولؐ کے زمانے سے ہو رہا ہے مگر نہ دین مٹا نہ دین کی حفاظت کرنے والے ختم ہو سکے۔

کیسے ہو سکتا ہے کہ دین کی سرحدوں پہ حملہ کرنے والے تو ہوں مگر دین کی حفاظت کرنے والے نہ ہوں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ پس ان نظریاتی سرحدوں کے محافظ بھی ہر دور میں موجود رہیں گے۔

جنابِ عبدالمطلبؑ نے حکم دیا، اپنی سوتیلی ماؤں سے شادی کرنا حرام ہے تم پر، طواف کہاں سے شروع کریں کہاں ختم کریں؟ کسی کو کچھ پتا نہیں ہے، جس کا کیسے جی چاہتا ہے ویسے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طواف کر رہا ہے اور جب تک جی چاہ رہا ہے کئے جا رہا ہے۔ جب تک بے ہوش نہ ہو جاؤ طواف کرتے رہو۔ ایک دفعہ کرو، دو دفعہ کرو، جب تک جی چاہے کرتے رہو۔ سو چکر کاٹ لو۔ کوئی تعداد مقرر نہیں تھی۔ شوط طواف کا ایک چکر، طواف سات چکروں کو کہتے ہیں۔ سات شوط مل کر ایک طواف مکمل ہوتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں شوط کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ اب دیکھ رہے ہیں جناب عبدالمطلبؑ کہ وقت آ گیا ہے کہ ایک سُنّتِ الٰہی، حکمِ الٰہی کو زندہ کر دیا جائے۔

جناب قصیؑ نے بنیادیں رکھیں ہیں اب آہستہ آہستہ انقلاب، سفر طے کر رہا ہے، ہر دور میں زمین ہموار کی جا رہی ہے اس رہبر اور اس رہنما کے لئے، عزیزو! زمین ہموار کی جا رہی ہے کہ جب وہ آئے تو پہلے سے کچھ زمین سازی ہو چکی ہو۔ سب کچھ وہی ہے کچھ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ کسی نبی کی تاریخ پڑھو، کسی الٰہی انقلاب کی تاریخ پر نظر ڈالو، یہی سُنّتِ الٰہی جاری ہے کہ ہر آنے والے سے پہلے کچھ لوگ ہوں گے جو زمین سازی کریں گے، زمین ہموار کریں گے کہ جب آنے والا آئے تو کچھ لبیک کہنے والے ہوں ان کے لئے ساری چیزیں نئی نہ ہوں۔ خوش خبریاں دی جا رہی ہیں ہر آنے والا کچھ خوش خبریاں دے رہا ہے لہٰذا اب جناب عبدالمطلبؑ نے ایک حکم اور زندہ کیا۔

حج سے پہلے سب کو جمع کر لیا۔ سنو! یہ ترتیب نہیں ہے طواف کی جیسے تم کرتے ہو۔ پوچھا عبدالمطلبؑ کیسے کریں؟ کہا ایسے کرو کہ معین کر لو ایک جگہ کہ یہاں سے شروع کریں گے یہاں ختم کریں گے۔ تو عبدالمطلبؑ آپ ہی معین کر دیں۔ جناب عبدالمطلبؑ نے کچھ سوچا اور کہا ایسا کرو۔ یہ حجرِ اسود ہے اس کو نشان قرار دو۔ یہاں سے طواف شروع کرو اور میں نے سُنا ہے جناب ابراہیمؑ نے سات شوط لگائے تھے ایک طواف میں۔ جناب آدمؑ نے بھی سات چکر لگائے تھے تو بس ہم بھی سات چکر کیوں نہ لگائیں؟

سب نے مان لیا۔ عبدالمطلبؑ جو آپ نے کہہ دیا وہ ہمیں قبول، ہم آج سے سات چکر لگائیں گے۔ تو اس وقت جناب عبدالمطلبؑ طے کرتے ہیں کہ طواف کے چکروں کی تعداد ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سات، اور رسول اسلامؐ پہلا حج کرنے جاتے ہیں تو مسلمان پوچھتے ہیں اے خدا کے رسولؐ طواف کے لئے کتنے چکر لگائیں؟ کہا جو میرے دادا عبدالمطلبؑ نے مقرر کر دیئے تھے وہی۔

بتادیا کہ میرے دادا نے اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ جناب عبدالمطلبؑ جانتے تھے کہ یہی خدا کا حکم ہے لیکن اگر یہ کہہ کہ بتاؤں گا کہ یہ خدا کا حکم ہے تو یہ نہیں مانیں گے۔ دیکھیے کیا زمانہ آجاتا ہے کہ انسان حکم خدا کہہ کر بتادے کہ شریعت کا یہ حکم ہے تو لوگ نہیں مانیں گے۔ ویسے انھیں کوئی راستہ دیکھادو تو فوراً عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ اپنی مرضی کا ہے، صحیح ہے، آسان ہے کرلیں گے۔ مزہ بھی آتا ہے اس میں کہ اپنی مرضی کے کام ہوں۔ ذرا سماں بھی اچھا بن جاتا ہے، کیفیت بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ ذرا ماحول بن جاتا ہے، یہ صحیح ہے باقی جو بار بار خدا کو بیچ میں لے آتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

تو جناب عبدالمطلبؑ نے ان کے مزاجوں کو مدِ نظر رکھے ہوئے ایک حکم اور جاری کیا اب تھوڑے عرصے کے بعد دس بیٹے مکمل ہو گئے۔ اولادیں دس ہو گئیں۔

سب کو جمع کرلیا، دس بیٹوں کو جمع کیا کہا کہ سنو! میں نے نذر مانی تھی کہ دس بیٹے ہوں گے تو ایک بیٹا قربان کردوں گا۔ بولو تم میں سے کون راضی ہے۔ حالانکہ ابولہب بھی موجود ہے۔ دس کے دس بیٹے موجود ہیں، ابھی اسلام کی دعوت تو شروع نہیں ہوئی کہ ابولہب اپنی جہالت کا اظہار کرے۔ دس کے دس بیٹے کہتے ہیں، بابا! ہم سب راضی ہیں آپ جس کو چاہیں قتل کردیں۔ یہ ہوتا ہے گھر کا ماحول، عبدالمطلبؑ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ صرف مکے والوں کا ہی سردار نہیں ہوں میرا اپنے بچوں پر بھی کتنا اختیار ہے۔ کیوں کہ بچے جانتے ہیں کہ ہمارا باپ جو کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے۔

پہلی چیز ہوتی ہے گھر، اپنے گھر میں تربیت کا اہتمام کرو۔ اس کے بعد اگر کوئی ابولہب نکلتا ہے تو نکل جائے۔ اہتمام تو کروتا کہ لوگ انگلی تو نہ اٹھائیں کہ اپنا گھر سنبھلتا نہیں دوسروں کی باتیں کرتا ہے آدمی۔ دس کے دس بیٹے ایسے تربیت یافتہ کہ کہتے ہیں جو آپ کی مرضی، جس کو مرضی قتل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کر دیں ہم سب راضی ہیں۔ کہا کہ نہیں پھر ایسا کرتے ہیں کہ فال نکالی جائے، قرعہ نکالا جائے۔

قرعہ نکالا گیا۔ سب سے چھوٹا بیٹا جو سب سے چہیتا ہے قرعہ اسی کے نام آ گیا۔ آپ کو پتہ ہے رسول یہ بھی کہتے تھے اپنے آپ کو "ان ابن الذبیحین"۔ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ کس طرف اشارہ کرتے تھے؟ ایک جناب اسمٰعیلؑ اور ایک جناب عبداللہ کی طرف، ان ابن الذبیحین، میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ تو دونوں قربانی کے لئے راضی ہوئے۔ ایک طرف جنابِ ابراہیمؑ اور اِدھر جناب عبدالمطلبؑ۔

چھوٹا بیٹا راضی ہو گیا قربانی کے لئے، سب بھائی جانتے ہیں کہ جناب عبدالمطلبؑ کو جناب عبداللہ سے کیسی محبت ہے؟ زبیرؑ آگے بڑھے، عباسؑ آگے بڑھے، ابوطالبؑ آگے بڑھے، قیدار آگے بڑھے ہم حاضر ہیں۔ ہمیں قتل کر دیں اس کو نہ کریں۔

جناب عبدالمطلبؑ کہتے ہیں کہ نہیں اسی کا نام قرعے میں قربانی کے لئے نکلا ہے اور وہ نوجوان حسین ترین بیٹا عبدالمطلبؑ کا کہتا ہے بابا میرا ہی نام نکلا ہے مجھے ہی ذبح کریں۔ لے آئے بچے کو پکڑ کے باہر۔ پورے مکے کو خبر ہو گئی، پورا مکہ جناب عبدالمطلبؑ کے پیچھے پیچھے ہے کہ عبدالمطلبؑ کیا کر رہے ہیں آپ؟ آپ نے اگر یہ سُنّت رکھ دی، آپ سردار ہیں ہمیشہ لوگ اپنے بچوں کو قتل کریں گے۔ کہا: نہیں میں نے نذر مانی ہے میں تو کروں گا۔ اب ذہنوں میں سوال آ رہا ہے کہ مسلمان بھی اور مومن بھی ہیں پھر یہ کیسی نذر ہے؟

یہ نذر نہیں کروں گا تو ایک حکم الٰہی زندہ نہیں ہوگا۔ میں نے نذر مانی ہے لہٰذا میں قتل کروں گا۔ بڑا شور شرابا ہو رہا ہے، لوگ روک رہے ہیں عبدالمطلبؑ کہہ رہے ہیں کہ نہیں اسی کا نام آیا ہے۔

پھر قرعہ نکالو، پھر قرعہ نکالا پھر جناب عبداللہ کا نام آتا ہے۔ پھر قرعہ نکالا پھر جناب عبداللہ کا نام آتا ہے۔ پورا مکہ جمع ہے کہ آج ہوگا کیا؟ پھر کسی نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ عبدالمطلبؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی نہیں سن رہے کاہنوں، جادوگروں، تعویز، گنڈوں اور ٹوٹکے والوں کی سن رہے ہیں سب، کاہنوں کے پاس جا رہے ہیں، اس زمانے میں بھی تھا، آج ہی نہیں ہے، ان کی نہیں سن رہے کہ عبدالمطلبؑ کیا بتا رہے ہیں۔

ایک کاہنہ بھی ہے جو بڑی جادوگر، بڑی ساحرہ اور عالمہ ہے، تعویز گنڈے کرنے والی، اس کے پاس بڑا عمل ہے وہی صحیح بتائے گی۔ خاموش ہیں جناب عبدالمطلب، کہا چلو اسی کو لے آؤ۔ وہ کاہنہ یہودیوں میں سے تھی اس سے مسئلہ پوچھا۔ ہمارا سردار بیٹے کو قتل کر رہا ہے نذر مانی ہے اس نے کہا کہ اس سے کہو کہ اپنی نذر پوری کرے مگر ایسے کرے کہ قرعہ ڈالے دس اونٹوں کے درمیان اور اپنے بیٹے کے درمیان۔ اگر دس اونٹوں پہ فال نکلتی ہے دس اونٹوں کو ذبح کر دے بیٹے کو چھوڑ دے۔ بیٹے پر نکلتی ہے تو بیس اونٹ کر دے، پھر بڑھتا جائے، یہاں تک کہ سو اونٹ۔

سو اونٹ اور بیٹا۔ اگر سو اونٹوں پر فال نکلتی ہے تو سو اونٹ ذبح کر دے، بیٹے کو چھوڑ دے لیکن اب اگر بیٹے پر نکل آئے تو بیٹے کو ذبح کر دے، سو اونٹ یا بیٹا۔

میں نے عرض کیا تھا سو اونٹ کی دیت مقرر تھی، جسے جناب عبدالمطلبؑ کے زمانے تک آتے آتے دس اونٹوں تک کم کر دیا تھا لوگوں نے ٹیکس خود ہی کم کر دیا تھا۔ اور کاموں کے لئے بہت سے پیسے ہیں مگر اس کے لئے نہیں نکل رہے اس کو دس کرو۔ دس تک آ چکی تھی بات گھٹتے گھٹتے۔

جناب عبدالمطلبؑ جانتے ہیں کہ دیت کے لئے حکم خدا کیا ہے؟ لہٰذا فراموش شدہ حکم الٰہی کو زندہ کرنا ہے۔ مشیت الٰہی ہے لہٰذا عبداللہ یا دس اونٹ، قرعہ نکلا عبداللہ پہ۔ عبداللہ یا بیس اونٹ۔ قرعہ پھر جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ عبداللہ یا تیس اونٹ۔ ہر بار جناب عبداللہ کا نام نکل رہا ہے نوے اونٹوں پہ پہنچ کر لوگوں کی سانسیں رکنے لگیں کہ اگر سو اونٹ کا قرعہ بھی رد ہو گیا اور جناب عبداللہ کا نام نکل آیا تو ایک جوان قتل ہو جائے گا بار بار عبداللہ کا نام آتا ہے اور جناب عبدالمطلبؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مطمئین ہیں۔ انھیں اصرار ہے کہ میں تو اپنی نذر پوری کروں گا۔

اب آخری قرعہ ڈالا گیا، سو اونٹ یا عبداللہؑ، لوگ ڈر رہے ہیں کہ اگر اب بھی قرعہ عبداللہؑ پہ آ گیا تو آگے تو راستہ ہی کوئی نہیں ہے۔ قتل ہو جائے گا عبداللہؑ۔ اب جو قرعہ نکالا گیا، وہ سو اونٹ پہ آ گیا۔

خیر جب اونٹوں پہ قرعہ آ گیا تو جناب عبدالمطلبؑ کہتے ہیں کہ نہیں کیا پتہ دھوکے سے آ گیا ہو، پھر دوبارہ قرعہ نکالو۔ لوگوں نے کہا بس ختم، عبداللہؑ کی جان بچ گئی لیکن مطمئین ہیں جناب عبدالمطلبؑ کہتے ہیں پھر دوبارہ کرو۔ قرعہ ڈالا پھر سو اونٹ پہ نکلا۔ جناب عبدالمطلبؑ کہتے ہیں میری تسلّی کے لئے ایک بار اور کرلو۔ کس چیز کی تسلّی کہ نذر مانی ہے بیٹے کو ذبح کرنا ہے۔ جنابِ عبدالمطلبؑ بتا رہے ہیں کہ میں فرزندِ ابراہیمؑ ہوں۔ جناب ابراہیمؑ کو اطمینان چاہیے تھا اس لئے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھی۔ جناب عبدالمطلبؑ بھی بتا رہے ہیں کہ میں بھی وارث ہوں ابراہیمؑ کا۔ ارے وہ تو پہلے ہی ہو جانی چاہیے تھی کہ ہوگئی بات پوری۔ دھوکے میں بھی ہو گیا ہوتا تو کہتے کہ اب تو قرعہ نکل آیا لہٰذا بیٹا بچا لو مگر نہیں جناب عبدالمطلبؑ کہتے ہیں میری تسلّی کے لئے ایک بار اور قرعہ ڈالو تا کہ مجھے اطمینان ہو جائے۔

پھر تیسری بار کیا پھر سو اونٹ کا قرعہ نکلا۔ عبداللہؑ بچ گئے مکّے میں شور ہو گیا اب جناب عبدالمطلبؑ اعلان کرتے ہیں بس آج سے انسانی جان کی قیمت سو اونٹ ہے۔

تو ان کے مزاج کے مطابق نہ ایسا ماحول بناتے عبدالمطلبؑ تو حکمِ خدا بھی زندہ نہ ہوتا۔ تو یہ سوال کرنا کہ وہ کیوں زمانہ جاہلیت کی رسم میں پڑے؟ یا با زمانہ جاہلیت کی رسم میں نہیں پڑے وہ تو انھیں اس سے نکالنا چاہتے تھے کہ اب اس پہ کبھی قرعہ نہ نکالنا۔

انسانی جان کی دیت سو اونٹ۔ رسولؐ آ کے تصدیق کرتے ہیں جو میرے دادا نے کیا، جو میرے جدّ اعلیٰ نے کیا وہ اپنی مرضی سے نہیں کیا یہی حکم خدا ہے۔ انسانی جان کی دیت، انسانی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جان کا خون بہا وہی سو اونٹ، وہ میرے دادا نے اپنی مرضی سے نہیں کیا تھا۔ نہ میں ان کی مرضی پہ چل رہا ہوں بلکہ اُس وقت بھی وہ حکمِ خدا تھا آج بھی وہ حکمِ خدا ہے۔

اب بات یہاں تک پہنچی کہ جناب ہاشمؑ اور جناب عبدالمطلبؑ نے وہ چار چاند لگا دیئے کہ لوگ عش عش کر گئے، تاریخ بھی اسی بات کی گواہی دیتی ہے۔ پہلے سے سینکڑوں گنا ہجوم مکّے کی طرف بڑھ گیا۔ پس حسد کا جہنم دہکا اور ابراھہ ابن اشرم یمن سے چلا۔ نجاشی بادشاہ ہے یہ اس کا سپہ سالار ہے۔ یمن کا والی ہے، یمن کا بادشاہ نہیں ہے۔ ایک سالار ہے۔ یمن کا والی ہے ابراھہ، یمن اس وقت تک نجاشی کی زیرِ سلطنت ہے۔

ایک بار جناب فہرؑ نے بیت اللہ اور مکّے کا دفاع کیا تھا کیوں کہ قوم آ گئی تھی، جناب عبدالمطلبؑ کے زمانے میں حالت یہ ہے کہ کھانے پینے کے لئے تو قوم آ جاتی ہے لڑنے کے لئے نہیں آتی، جنگ کے لئے نہیں آتی اور باتوں کے لئے آ جاتی ہے یہ آپس میں لڑنے میں بھی ماہر ہے، آپس میں بھی لڑنا ہو تو ٹھیک ہے۔ آپس میں لڑنا بھی انھیں اچھا لگتا ہے۔ اس میں خوش ہیں یہ، لیکن دشمن کے مقابلے میں لڑنا اچھا نہیں لگتا ایسی حالت میں جناب عبدالمطلبؑ لڑیں کیسے؟

یہاں تو یہ حالت ہے کہ ابھی وہ طائف تک پہنچا تھا کہ پورا مکہ خالی ہو گیا۔ سب پہاڑوں پہ جا چڑھے۔ تو آپ خواہ مخواہ کسی دوسرے پر الزام نہ لگایا کریں۔ یہ پرانی روش ہے، پہلے بھی لوگ بھاگتے تھے۔ یہ بھاگنے والے بھی پہلی بار نہیں بھاگے تھے انھوں نے بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پہ عمل کیا تھا اور جس کا باپ دادا، جس کا جدّ کعبے کے دروازے پہ کھڑا رہا۔ وہ کیسے رسولؐ کو چھوڑ کر جاتا؟

علیؑ بھی تو اسی عبدالمطلبؑ کا پوتا ہے۔ تو اپنی میراث سب سنبھالتے ہیں۔ وہ سارے دوڑ گئے اور جناب عبدالمطلبؑ حیران تھے کہ ان کو کیسے لڑانے کے لئے لاؤں یہ تو پہلے ہی دوڑ گئے؟ بیوقوفی ہے کسی ایسی قوم کو میدان میں لانا جس کے بارے میں انسان جانتا ہو کہ یہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سارے چھوڑ کے جانے والے ہیں۔

ابراھہ طائف تک پہنچ گیا، جناب عبدالمطلبؑ بھی باخبر ہیں۔ اونٹوں کا قصہ ہوا، پہنچے جناب عبدالمطلبؑ، ہیبت سے جناب عبدالمطلبؑ کی یعنی جو جناب ہاشمؑ کی ہیبت تھی وہی جناب عبدالمطلبؑ کی بھی تھی، ابراھہ اپنی جگہ بیٹھا نہیں رہا بلکہ کھڑا ہو گیا احترام میں۔ اپنے پاس لا کے بٹھاتا ہے۔ تاریخ کہتی ہے کہ اب دل میں سوچ رہا ہے کہ یہ کعبے کے بارے میں بات کریں گے تو ان کے احترام میں کچھ میں رعایت کر دوں گا۔

ابراہا نے پوچھا کہیئے کیسے آنا ہوا؟ کہا تیرے سپاہی میرے اونٹ پکڑ کے لے آئے ہیں، وہ واپس لینے آیا ہوں۔ دو سو کے قریب اونٹ ہیں جو تیرے سپاہی لائے ہیں۔ ابراہا کو غصہ آ گیا کہ اونٹوں کا معاملہ کرنے آئے ہو مجھ سے؟ اور کس کا معاملہ کرنے آیا ہوں؟ ابراہا کہتا ہے اور وہ جو میں کعبے کو ڈھانے آیا ہوں اس کی کوئی فکر نہیں؟ جناب عبدالمطلبؑ بڑے اطمینان سے کہتے ہیں۔ انا ربّ القوائر وللبیت رب میں اونٹوں کا مالک ہوں، ربّ کا لفظ استعمال کیا پالنے والے کے معنی میں، میں اونٹوں کا مالک ہوں، ان کا پالنے والا ہوں انہی کی تو بات کروں گا؟ وللبیت رب وہ میرا گھر تھوڑی ہے۔ اس کا اپنا مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کا سامان کرے گا میں کیوں اس کے لئے پریشان ہوں۔

بتا دیا جناب عبدالمطلبؑ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کرنا کہ یہ میرا اور وہ تیرا، یہ میرا گھر ہے میں نے بنایا ہے، یہ میری امام بارگاہ ہے میں نے بنائی ہے اس لئے میری ٹھکیداری ہے۔ یہ میری مسجد ہے میں نے بنائی ہے۔ جناب عبدالمطلبؑ کہتے ہیں نہیں جس کا گھر ہے وہ خود سنبھالے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ افراد تیار نہیں، افراد تیار ہوتے تو اپنے دادا فہرؑ کی طرح مقابلہ کرتے لیکن اس سب کچھ کے باوجود اپنے اعتماد کو کھونے نہیں دیا کہ دشمن کے سامنے سر جھکا کے نہیں سر اونچا کر کے بات کرو، بے شک اکیلے ہو، کوئی بات نہیں۔ تو جناب عبدالمطلبؑ نے بتا دیا اسے کہ میں تنہا ضرور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوں لیکن یہ مت سمجھنا کہ تجھ سے خوف زدہ ہوں، تیرے لشکر سے خوف زدہ ہوں ورنہ آتا ہی نہیں۔

جناب عبدالمطلبؑ، ابرہا پہ اپنے رعب و جلال کی ہیبت بٹھا کر واپس آ گئے، بعض تاریخوں نے لکھا ہے کہ ابرہا رعب میں آ گیا کہ سب تو پہاڑوں پہ بھاگ گئے یہ اکیلے بے خوف کھڑے ہیں۔عبدالمطلبؑ وہاں تو کہہ آئے لیکن مکّے آ کر پریشان ہیں۔متولی ہیں نا! آخر محافظ ہیں کعبے کے، کعبے کے پردے سے لپٹ گئے جناب عبدالمطلبؑ، پالنے والے! جیسی بھی عبادت گاہ سہی جیسی بھی قوم سہی، جیسے بھی لوگ سہی لیکن پروردگار! تیرا واحد گھر ہے زمین پر، جہاں تیری عبادت تو ہورہی ہے۔جہاں تیرے نام پہ لوگ جمع تو ہو رہے ہیں، لوگ جیسے بھی سہی، کیا کیا جائے؟

پروردگار! تو جانتا ہے میں ضعیف و ناتواں ہوں۔ میں ابراھہ کے لشکر کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

پروردگار! اپنے گھر کی تو خود حفاظت کر۔لیکن جناب عبدالمطلبؑ دعا کر کے چلے نہیں گئے۔تاریخیں کہتی ہیں کہ کعبے کے دروازے پہ کھڑے ہو گئے۔یعنی مسجدِ الحرام کی جو حدود ہیں۔ سولہ گز تک حدود تھیں۔اب بھی اصل حدود تو وہی ہیں مگر وسیع کر دیا گیا ہے۔جس میں ہم لوگ طواف کرتے ہیں اس طرح سمجھ لیجئے۔

ہمارے طواف کی کیا حد ہے؟ مقام ابراہیمؑ کے اندر، مقام اسمٰعیلؑ کے باہر سولہ ہاتھ، اوپر سے بھی نیچے سے بھی، باقی لوگ کیا کرتے ہیں، ہمیں اس سے غرض نہیں۔ ہمارے یہاں بھی ایک مسئلہ ہے کہ اگر ضعیف ہیں، بوڑھے ہیں، ناتواں ہیں تو اس مجبوری میں انھیں مقام ابراہیم کے باہر سے طواف کرایا جا سکتا ہے۔تو اتنی سی حد ہے خانہ کعبہ کی، مسجد الحرام کی، تو اس کے دروازے پہ جناب عبدالمطلب حملے کے وقت کھڑے ہو گئے۔دوسرے لوگوں نے چیخنا شروع کیا ،قوم، قبیلے کے لوگوں نے کہ عبدالمطلبؑ کیوں کھڑے ہو؟ کہا کہ میں محافظ ہوں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عزیزو! اسے کہتے ہیں علم دار، یا تو ذمہ داری نہ لو۔ اور اگر لو تو ہاشمی ہو یا ہاشمیوں سے منسوب ہو تو کربلا تو کجا، حسینؑ، علیؑ اور عباسؑ تو کجا ارے رسولؐ سے پہلے جناب عبدالمطلبؑ نے بتایا کہ علم داری کیا ہوتی ہے؟ یہ ذمہ داری مت لو اور لے لی ہے تو خون کے آخری قطرے تک اس ذمہ داری کو نبھاؤ۔

جناب عبدالمطلبؑ نے کہا نہیں میں نہیں جاؤں گا۔ تم سب جاؤ۔ مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ میں ہٹ جاؤں اور یہ کعبے کو ڈھا دیں۔ کعبے تک یہ جب ہی جائیں گے جب ان کے ہاتھی مجھے کچل دیں۔ یہی ہے نا! کہ آخری ذمہ داری کیا ہے حجّت تمام کرنے کی؟ کہ پروردگار جب تک جسم میں جان ہے۔ مولاً جب تک جسم میں جان ہے، تیرا دفاع بھی کریں گے، تیری نصرت بھی کریں گے۔ تیرے حرم کا دفاع بھی کریں گے، جب یہ جان چلی جائے گی تو مجبور ہو گئے، حجّت تمام ہوگئی۔ پھر جان مل جائے پھر تجھ پر قربان کردیں گے۔

ذمہ داری کہاں تک ہے؟ جب تک روح اور جسم کا رشتہ باقی ہے اس کے بعد اگر کعبہ ڈھاتے ہیں ڈھادیں۔ میں نے اپنی ذمہ داری پوری کردی۔ میں سرخرو ہوگیا خدا کے سامنے کہ جب تک میں زندہ تھا، کھڑا رہا۔

خیموں میں اس وقت آگ لگی جب انصار نہیں تھے، اس کے بعد اہلِ بیتِ عصمتؑ کی چادریں چھینی گئیں جب انصاران حسینؑ اپنی جانیں راہِ الٰہی میں ہدیہ کر کے سرخرو ہو چکے تھے اس کے بعد بچیوں کے کانوں سے گوہر چھینے گئے جب انصارِ گنجِ شہیداں میں سو چکے تھے۔

فضائل کی منزل میں تذکرہ آگیا کربلا والوں کے مصائب کا۔ پس عبدالمطلبؑ کھڑے ہیں۔ اکیلے کھڑے ہیں ویسے تو رسولؐ نے کہا انا ابن عبدالمطلبؑ، میں عبدالمطلبؑ کا بیٹا ہوں۔ مجھے کم مت سمجھنا یعنی اپنی شجاعت پہ فخر کر رہے ہیں تو اپنے دادا کی طرف نسبت دے کے کہ جب سب میدان سے بھاگ گئے تھے تو اکیلا میرا دادا عبدالمطلبؑ بیت اللہ کی حفاظت کے لئے کھڑا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھا۔

آپ جذبہ دیکھئے جناب عبدالمطلبؑ کا، ایمان کا عالم جناب عبدالمطلبؑ کا کہ نوبت بھی وہاں تک نہیں پہنچی۔ ابرہا نے دیکھا عبدالمطلبؑ کھڑے ہیں، سپاہیوں کو بھیجا کہ ہٹاؤ۔ کہا وہ نہیں ہٹتے۔ کہتے ہیں پہلے مجھے قتل کرو پھر کعبے میں داخل ہو جاؤ کیوں کہ میں محافظ ہوں کعبے کا، میں نہیں چھوڑ کے جاؤں گا کعبے کے دروازے کو۔

تو بس اللہ نے اپنے لشکر کو ابابیلوں کی صورت میں بھیجا اور اس کا ستیاناس کر دیا لیکن عبدالمطلبؑ تاریخ رقم کر گیا کہ میں دنیا حاصل کرنے کے لئے کعبے کا محافظ نہیں بنا تھا...... میں دکانداریاں سجانے کے لئے کعبے کا نام نہیں لیتا تھا...... میں ٹھکیداریاں بنانے کے لئے کعبے کا متولی نہیں بنا تھا...... اگر میں بنا تھا یا خدا نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی تھی تو اس...... لئے کہ میں اس کی حفاظت کی اہلیت رکھتا تھا...... میں اس قابل تھا کہ مجھے متولی بنایا جائے۔

اپنی اہلیت کو ثابت کیا جناب عبدالمطلبؑ نے، تو جب تک میں ہوں تم نہیں آ سکتے کعبے میں۔ جب میں مر جاؤں گا، تب تم گھس آنا، پروردگار جب تک میں زندہ رہا، میں نے دفاع کیا۔ اس کے بعد تو ذمہ داری نہیں ہے نا!

ہر مرحلہ پہ محمدؐ وآل محمدؐ کے آباؤ اجداد یہی بتاتے رہے......اور کربلا میں بھی انصارانِ حسینؑ یہی بتا رہے ہیں...... مجھے بعض روایات میں ملتا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ جب حسینؑ نے آخری استغاثہ بلند کیا......تو شہداء کے لاشے تڑپنے لگے...... مولاؑ کیا کریں؟ موت نے مجبور کر دیا۔ ہمیں زندگی دلوا دے......پھر اسی طرح تجھ پہ قربان ہو جائیں گے......کس طرح قربان ہو جائیں گے؟......اس طرح کہ حسینؑ کا ہر ناصر دوسرے کو یہ نصیحت کرتا ہوا جاتا تھا...... جب دم توڑتا تھا تو کہتا تھا دیکھو! خیموں کی طرف سے ہوشیار......ایسا نہ ہو حبیب! تم زندہ ہو اور کوئی تیر خیموں میں چلا جائے......اگر ایسا ہو گیا تو ہم روزِ محشر مادرِ حسینؑ کو کیا منہ دکھائیں گے؟......رسولِ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟

ایک وقت وہ آیا کہ حسینؑ یاد کر رہے ہیں اپنے انصار کو کہ میرے شیرو! کہاں سو گئے؟

میرے جاں نثارو! کہاں سو گئے؟ تم تو میری ایک آواز پہ چلے آتے تھے؟

کیسے تھے حسینؑ کے جاں نثار؟......کتنا مان تھا حسینؑ کو اور کتنا مان تھا ثانی زہراؑ کو؟

صرف اٹھارہ بھائی نہیں تھے زینبؑ کے......کربلا میں کتنے سارے بھائی تھے مگر زینبؑ نے کہا تھا کہ......میرے بھائی حبیب کو میرا سلام کہو......تم نے بڑا احسان کیا کہ اس مشکل وقت میں ہماری نصرت کے لئے آ گئے۔

حبیب ابن مظاہر نے عمامہ پھینک دیا تھا، سر پیٹ رہے تھے۔ خاک اٹھا کے سر پہ ڈالتے تھے کہ یہ وقت آ گیا آلِ رسولؐ پر کہ شہزادیاں، آقازادیاں ہم جیسے حقیر غلاموں کو سلام بھیجوا رہی ہیں۔ حبیب! تجھے کیا معلوم زینبؑ کو کتنا مان ہے کتنا ناز ہے اپنے بھائیوں پر ہائے وہ زینبؑ شام غریباں میں انتظار میں بیٹھی تھی کہ اب پرسہ دینے آئیں گے لوگ۔ میرے گھر میں اتنے جنازے بکھرے ہیں۔

اسیر انصارِ حسینی کو ہر ہر قدم پر یاد کرتے رہے، ہر ہر منزل پہ یاد کرتے رہے۔ جب تک انصارِ حسینی زندہ تھے۔ جب تک وہ موجود تھے، کس کی مجال تھی کہ خیموں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھ لیتا، کس کی مجال تھی کہ کوئی تیر خیموں تک پہنچا دیتا۔ اگر کوئی آتا بھی تھا تو کوئی نہ کوئی ناصرِ حسینؑ بڑھتا تھا اور اس تیر کو اپنے سینے پر روک لیتا تھا۔ صبح عاشور یہ منظر ملے گا آپ کو کربلا میں۔

عزادارانِ حسینؑ! آپ کہتے ہیں نا کہ اے کاش کربلا میں ہم ہوتے۔ کربلا سے لے کے آج تک انصارِ حسینی کا سا جذبہ رکھنے والا کبھی بھی کوئی پیدا ہوا، تو اس نے ثابت کیا۔

قافلہ شام پہنچا۔ حکم ہوا ابھی دمشق کے باہر روک دو قافلے کو، بازار پوری طرح سے سجایا نہیں گیا۔ نو دن سے لے کر نو گھنٹے تک کی روایات ہیں۔ ایک روایت تین دن کی بھی ہے، اتنی دیر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قافلہ دمشق سے باہر رُکا رہا۔

اس پر بحث نہیں چلو نو گھنٹے کی روایت لے لی۔نو گھنٹے صحرا میں رسول زادیاں پڑی رہیں۔بے مقنع و چادر پڑی رہیں۔اس انتظار میں کہ فاتح شہر کو سجا کر رسولؐ کے گھرانے کا استقبال کرنے والے ہیں۔اعلان کر دیا گیا کہ پورا بازار سج گیا ہے پورا شہر بازار میں آ جائے اب حکم ہوا کہ اسیروں کے قافلے کو بازار میں لایا جائے۔

عزادارانِ حسینؑ ! بازار میں قافلہ داخل ہوا۔دارالامارہ تک پہنچتے پہنچتے قافلے کو دس گھنٹے لگ گئے۔فاصلہ زیادہ سے زیادہ ایک کلومیٹر۔اب بھی موجود ہے بازارِ دمشق جہاں سے قیدیوں کا قافلہ گذرا تھا، دیکھئے آپ جا کے۔اس کے آگے دارالامارہ کے کھنڈرات بھی ہیں۔ایک میل یا ایک کلومیٹر، اتنا فاصلہ روایتیں کہتی ہیں کہ دس گھنٹے لگ گئے۔کیوں؟ اس لئے کہ لوگوں کا اتنا اژدہام تھا کہ ایک قدم قیدی آگے بڑھتے دس قدم واپس اونٹ چلے جاتے۔ہجوم کی وجہ سے ،اژدہام کی وجہ سے۔ہر طرف سے شور و غوغا کی آوازیں اور اس عالم میں سیدانیاں فریاد کر رہی ہیں۔وامحمداً، اے نانا دیکھ تیری امت ہمارے ساتھ کیا کر رہی ہے؟ اے نانا دیکھ تیری بیٹیوں کو کس طرح بازار میں لایا گیا ہے؟

میں وہ مرثیہ نہیں پڑھ سکتا جو جناب اِم کلثومؑ نے دمشق کے بازار میں پڑھا ہے جب حسینؑ کا سر ہجوم سے نمودار ہوا۔نیزے بھی اِدھر اُدھر ہو رہے ہیں۔ایک بار شہزادی نے دیکھا۔نرغۂ اعدا میں سے ایک نیزہ بلند ہوا اور بھائی کا سر سامنے آ گیا۔تڑپ اٹھیں اِم کلثومؑ۔کہتی ہیں اے میرے چاند! تو کہاں چھپ گیا، اے میرے پیارے بھائی حسینؑ تو کہاں چھپ گیا؟ میں تیرا ماتم کروں یا اپنا رونا روؤں؟ تیری لاش کی پامالی کا مرثیہ پڑھوں یا اپنی برہنہ سری کا ماتم کروں؟

عزادارانِ حسینؑ ! قافلہ آگے بڑھتا ہے۔سہل ابن سعدی صحابی رسولؐ سے نقل کی گئی ہے روایت، ضعیف انسان، کہتے ہیں میں اُن دنوں دمشق میں تھا۔حیران ہوا کیا ماجرا ہے؟ پوچھا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں نے کسی سے کہ یہ قصہ کیا ہے؟ بتایا کہ ایک باغی کو لایا گیا ہے۔ قتل کر کے ان باغیوں کے سروں کو اوران کی عورتوں کو قیدی بنا کے لایا گیا ہے۔ مجھے جستجو ہوئی کہ کون باغی؟ کہا حسینؑ ابن علیؑ، سہل کہتے ہیں مجھے اپنے پر قابو نہ رہا۔ میں نے اپنا سر پیٹ لیا کہ حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کر دیا اور کہہ رہے ہو باغی کو قتل کر دیا۔ منہ پر ہاتھ رکھ دیا سہل کے کہ آواز مت نکالنا ورنہ تمہیں بھی اس بڑھاپے میں قتل کر دیا جائے گا۔ سہل کہتے ہیں میں ڈر کے پیچھے ہٹ گیا۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کا لباس یہ بتا رہا تھا کہ وہ عیسائی ہے۔ وہ ہجوم میں شامل ہوا اس کے بچے نے بھی اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ پوچھتا ہے حیرت سے کہ آج نہ تمہاری عید ہے، نہ کوئی جشن کا دن پھر دمشق میں یہ کیسا جشن ہے؟ بتانے والے نے بتایا کہ ایک باغی اور اس کے گروہ کو قتل کیا گیا ہے۔ ان کے سروں کو اوران کے اسیروں کو لایا جا رہا ہے۔

یہ بھی کھڑا ہو گیا تماشہ دیکھنے کے لئے۔ میں بھی تماشہ دیکھوں! جب سر آنا شروع ہوئے تو حیرت سے دیکھ رہا ہے۔ ایک سر کو اس نے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے، کون باغی ہے؟ بتایا گیا کہ اس کا نام ہے حسینؑ ابن علیؑ۔ پوچھا کون ہے یہ حسینؑ ابن علیؑ؟ کہا یہ ہمارے رسولؐ کا نواسہ ہے۔ پوچھنے لگا یہ لب جو ہل رہے ہیں یہ نوکِ نیزہ پر تو کیا کہہ رہا ہے؟ سر جھکا کے کسی نے کہا کہ آیتِ الٰہی کی تلاوت کر رہا ہے، قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ روایت کہتی ہے کہ بس اتنا سننا تھا کہ راہب بے قابو ہو گیا۔ کہتا ہے وائے ہو تم پر، ارے میں داؤدؑ کی پتہ نہیں کون سی پشت میں ہوں۔ آج بھی جہاں سے میری سواری گذر جاتی ہے لوگ میرے قدموں کی خاک اٹھا کر اپنی پیشانی پر ملنا باعثِ ثواب سمجھتے ہیں۔ ارے تم کیسے مسلمان ہو؟ ابھی تمہارے رسولؐ کو گئے کتنے دن ہوئے ہیں اور تم نے اس کا گھر اجاڑ دیا، اس کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر ڈالا؟ ابھی وہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ اس کے بیٹے نے اس کا شانہ ہلایا کہ بابا اس بڑے سر کو تو چھوڑ اس چھوٹے سر کو دیکھ۔ اصغرؑ کے سر کی طرف متوجہ کرا رہا ہے۔ چند ماہ کا بچہ علی اصغرؑ، بابا اس سر کو تو دیکھ، اس ننھے بچے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے سر کو تو دیکھ! عزیزو! وہ راہب بے قابو ہو گیا۔ اس کا شور سن کر سپاہی اس کی طرف بڑھے۔ اُدھر اس نے اپنی تلوار نکالی اور جنگ شروع کی اور لڑتے لڑتے ناقوں کے قریب آیا۔ ناقوں کے قریب زنجیروں میں ایک بیمار جکڑا ہوا ہے، اس کے قریب آیا اور پوچھا۔ اے جوان اپنا تعارف مجھ سے کرا کہ تو کون ہے؟

بیمارِ کربلا سر جھکائے کہتے ہیں میں اس مقتولِ جفا حسینؑ ابن علیؑ کا بیٹا علی ہوں۔ بس یہ سننا تھا کہ وہ کہتا ہے، فرزندِ رسولؐ جلدی سے مجھے اپنے کلمے کی تعلیم دے دیں۔ کلمہ پڑھایئے مجھے۔ لڑتا جا رہا ہے کلمہ پڑھتا جا رہا ہے۔ زخموں سے چُور ہو کر گرا۔ پھر کہتا ہے فرزندِ رسولؐ ایک بار اور مجھے کلمہ پڑھایئے اور گواہ رہیے کہ میں آپؐ کے دین پر اور آپؐ کی محبت میں جان دے رہا ہوں۔ گواہ رہیے گا فرزندِ رسولؐ کہ میں آپؐ کے دین پر اور آپؐ کی محبت میں جان دے رہا ہوں۔

پھر کہتا ہے میں حیران تھا کہ مسلمانوں کا رسولؐ تین روز سے مجھے خواب میں دکھائی دیتا ہے اور آ کر مجھے جنت کی بشارت دیتا ہے۔ میں حیران تھا کہ نہ میں اس کو رسولؐ مانتا ہوں، نہ میں اس کا کلمہ پڑھتا ہوں، یہ کیوں مجھے جنت کی بشارت دیتا ہے؟ اے لوگو! گواہ رہنا کہ وہی میرا رسولؐ ہے میں اسی کے دین پر جان دے رہا ہوں اور اہلِ بیتؑ کی محبت میں اپنی جان قربان کر رہا ہوں۔ اس نے دم توڑا روایت کہتی ہے اب ثانی زہراؑ سے رہا نہ گیا مدینے کی طرف رخ کر کے کہتی ہیں اے نانا! تو نے دیکھ لیا، ارے نصرانیوں میں تو ہماری نصرت کرنے والے پیدا ہو گئے لیکن تیرا کلمہ پڑھنے والوں میں کوئی ہماری مدد کے لئے نہ اٹھا۔

الا لعنت اللّٰہ علی قوم الظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ساتویں مجلس

أعوذُباللّٰهِ مِنَ الشيطٰنِ الرجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ

الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰى أشْرَفِ الأنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا أبِي القَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ المَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى أعْدَائِهِمْ أجْمَعِينَ مِنَ الآنَ إلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ أمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ المُبِينِ وَهُوَ أصْدَقُ القَائِلِينَ وَقَوْلُهُ الحَق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ

إنَّ أوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ فِيْهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إبْرٰهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِناً ط

کچھ سوالات کے جوابات ابھی دے دوں گا، ایک دو سوال تحقیق طلب ہیں، ان کے جوابات ان شاءاللہ کل کی مجلس میں خود ہی آ جائیں گے لہٰذا ان کے لئے وقت ضائع نہیں کروں گا۔

سوال کیا گیا ہے کہ جو باتیں آپ نے جناب عبدالمطلبؑ سے متعلق کی ہیں کیا وہ قرآن سے بھی ثابت ہیں۔ وہ باتیں آپ نے کن کتابوں سے حاصل کی تھیں ان کتابوں کے بھی نام بتا دیجئے۔

حضرت آدمؑ سے متعلق جو پہلے حج کی بات کی ہے اس بارے میں بھی کتابوں کے نام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بتا دیجئے۔ یہ ہماری شدید ضرورت ہے کیوں کہ معلومات جب کسی کو بتاؤ تو وہ کتابوں کے نام ضرور پوچھتا ہے۔آپ کتابوں کے حوالے دے دیں۔

تو سرکار! میں پہلی مجلس میں بتا چکا ہوں کتابوں کے نام، پھر ایک بار کر دیتا ہوں تکرار۔اس بار بار کی تکرار سے وقت ضائع ہوتا ہے۔آپ پہلی مجلس میں آئے ہوتے تو آپ کو نہ پوچھنا پڑتا۔

جن کتابوں سے میں مدد لے رہا ہوں۔اگر آپ خرید سکتے ہیں تو آپ خرید یئے۔ طبقات ابن سعد کی پہلی جلد، تاریخ طبری کی پہلی جلد، تاریخ ابن خلدون کی پہلی جلد، علامہ مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ کی سیرت امیر المومنینؑ، سیرت علویہ، سیرت ابن ہشام، تاریخ یعقوبی اور تاریخ عاصم کوفی وغیرہ۔

کیوں کہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اگر ایک ہی کتاب میں سب کچھ ہوتا تو دوسری کتاب لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ان سب کتابوں کو جمع کر کے نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔پھر آپ کے سامنے ضرورت کے مطابق حاشیہ آرائی اور تشریح کے ساتھ جو کہ میرا اصل مقصد ہوتا ہے پیش کرتا ہوں۔

تو یہ واقعات ان تمام کتابوں میں ملیں گے۔سیرت ابن ہشام میں احکامات' حکم کے عنوان سے نہیں لکھے ہوئے لیکن یہ لکھا ہوا ہے کہ عبدالمطلبؑ نے یہ کہا، یہ کیا، یہ کیا۔نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔میں آپ کے سامنے کتابیں نہیں پڑھ رہا۔جن کتابوں سے مدد لی ہے ان کتابوں کے حوالے دیئے۔ان کتابوں سے آپ کو ساری معلومات مل جائے گی۔علاّمہ سیّد علی نقی صاحب کی بھی تاریخ اسلام ہے۔اس کو بھی آپ دیکھ سکتے ہیں وہ مختصر سی ہے اس لئے ممکن نہیں ہے کہ سب چیز اس میں مل جائیں یہ ناممکن ہے۔کیوں کہ ایک کتاب اگر اتنی جامع ہوتی اتنی مکمل ہوتی تو دوسری کتاب کے لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

جناب آمنہ بنت وھبؑ بنو زہرہ قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔وہ قبیلہ بھی توحید پرست تھا۔توحید پرست تو سارے قبیلے تھے۔سب کہتے تھے کہ ہم دین ابراہیمی پہ ہیں مگر سب نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

احکامات وعبادات کو مسخ کر دیا تھا۔ یہ تھوڑی کہتے تھے کہ ہم بُت پرست ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ بُتوں کو تو ہم وسیلہ بناتے ہیں خدا تک پہنچنے کے لئے۔ مسخ کر دیا تھا دین کو۔ ان میں سے کچھ ہی تھے جو صحیح دین پر باقی تھے۔ جیسے جناب آمنہ بنت وھبؑ جو جناب عبداللہؑ کے عقد میں آ کر بالکل ہی توحید پرستوں کے خاندان میں آ گئیں۔ ایک ایک دو دو افراد جگہ جگہ موجود تھے، جیسے جناب ابوذرؓ، طواف بھی کرتے تھے کیوں کہ صحیح مذہب کا تو پتہ ہی نہیں تھا اور بُتوں کو بُرا بھی کہتے جاتے تھے۔ ماں باپ مارتے تھے جناب ابوذر کو کہ تم اپنے خاندان کو بُرا کہتے ہو، توہین کرتے ہو؟ ان کی عقل میں ہی نہیں آتا تھا کہ یہ سب کیا ہے؟ وہ انقلابی آدمی تھے کہتے تھے یہ کس طرف تم لوگوں نے مجھے لگا دیا کہ ان بُتوں کا طواف کرو۔ تو ایسے لوگ تھے کہ عقل ان کی کام کرتی تھی لیکن ان بیچاروں کو کوئی سمجھانے والا نہیں تھا۔

ایک اور سوال ہے کہ اگر بنو ہاشم توحید پرست تھے۔ دینِ ابراہیمی پہ قائم تھے تو ان کی موجودگی میں کعبے میں بُت کیوں رکھے رہے۔ ایسا تو آج بھی ہوتا ہے بھیا۔ توحید پرستوں کی موجودگی میں سب کچھ ہوتا ہے۔ تو اس زمانے میں تو پورا معاشرہ ہی ایسا تھا، کس کا زور چلتا ہے؟ جب لوگ اپنی مرضی سے کچھ کرنا چاہیں تو کوئی روک سکتا ہے ان کو؟ اس وقت تو پورا معاشرہ ہی منحرف ہو چکا تھا۔ کرتے تھے ہر کام اپنی مرضی سے۔ جناب ہاشم متولی تھے بے چارے جب تک حکم خدا نہ ہو جائے خود عمل کرتے تھے۔ ان کی سنتا تو کوئی نہیں تھا بس، اپنا گھر عمل کرتا تھا یہ ہر دور کا دستور رہا ہے۔

اور یہ سوال تو واضح ہی نہیں ہے کہ سوال کیا کیا ہے؟

قادیانیوں کے استدلال کے مطابق آیت وما محمد الا رسول کے مطابق محمدؐ وفات پا چکے ہیں، حضرت عیسیٰؑ بھی وفات پا چکے ہیں۔ کوئی دلیل ان کے آنے کی قرآن میں نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ کیا ہے جب کہ سب زندہ ہیں؟

سب زندہ ہیں کا کیا مطلب؟ سب کی روح، جو بھی ذی روح ہے اس کی روح قبض

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوگی' خدا کا حکم ہے' ہر ذی روح کی روح کو قبض کرے گا ملک الموت حیات القلوب عقائد کی بنیادی کتابوں میں ہے ہاں زندہ رہنا اس طریقے سے کہ جیسے شہید کی روح تو قبض ہوگئی لیکن زندہ ہے کیوں کہ خدا کی راہ میں قربانی دی۔ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی معاذ اللہ اس طرح کی موت نہیں جیسی ہمارے جسم کی موت ہے لیکن روح تو ان کی بھی قبض ہوئی۔ آپ واقعات نہیں سنتے کہ عزرائیل آئے اور دروازے پر دستک دی جناب فاطمہؑ نے پوچھا کون ہے ابھی میں بیٹھی ہوں؟ رسولؐ کہتے ہیں جانتی ہو کون ہے جسے آنے کے لئے کہیں اجازت کی ضرورت نہیں مگر یہاں یہ تمہاری اجازت کے بغیر اندر نہیں آ سکتا۔ اسے اجازت دو یہ ملک الموت ہے۔ تو یہ کیا ہے؟ یعنی جو ذی روح ہے اس کی روح قبض ہوگی لیکن پیغمبرؐ کے لئے صاحبِ قرآن نے جب یہ کہہ دیا کہ وہ قتل کر دیئے جائیں مر جائیں یا وفات پا جائیں تو کیا تم پیچھے ہٹ جاؤ گے؟ نہیں۔ لیکن ان کی حیات و ممات کا مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ ہم ان کو معصوم کی حیثیت سے، پیغمبر ختمی مرتبت کی حیثیت سے حاضر بھی مانتے ہیں اور ناظر بھی مانتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ جب ایک شہید زندہ ہے اور اپنے رب سے رزق پا رہا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ ان کو مردہ مت کہو، ان کو مردہ مت سمجھو جو راہِ خدا میں قتل کئے گئے۔ تو جب ایک عام شہید جو خدا کی راہ میں قربان ہو جائے، رسولؐ کے راستے میں قربان ہو جائے تو اسے رزق بھی مل رہا ہے وہ زندہ بھی ہے تو جو خود خاتم النبیین ہے، جو پیغمبر ہے خدا کا تو اس کی موت اس انداز کی نہیں کہ وہ مر گیا، ختم ہو گیا ایسا نہیں ہے۔ یقیناً حکم خدا نافذ ہوگا لیکن وہ قیامت تک " شاهداً و نذیرا " ہیں۔

گواہ بھی ساری اُمت پہ، اور ڈرانے والا بھی' دیکھ بھی رہا ہے اور بشارت دینے والا بھی ہے۔ اور جن انبیاء کو اٹھایا بھی گیا ہے جیسے حضرتِ عیسیٰؑ، حضرتِ الیاسؑ یا جناب ادریسؑ تو ان انبیاء کی بھی جب مصلحت پروردگار ہوگی، روح ضرور قبض ہوگی۔ ملک الموت آئے گا، حکم ہے۔ حکمِ الٰہی ہے، یہ وہ عقائد کے مسلمات ہیں جن سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اس کے بعد موت کا مرحلہ ہمارا اور ہے ان کا اور ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اگر تھوڑی بہت بھی انسان عقائد کی کتابیں پڑھتا رہے، عقائد کے درس حاصل کرتا رہے یا کہتا رہے لوگوں کو کہ عقائد کے بارے میں بھی پڑھ لو، اس لئے کہ شور تو بہت ہوتا ہے عقائد عقائد کا مگر عقائد پر ہی بات نہیں ہوتی اگر چہ عقائد کا تعلق عقل سے ہے اگر اسی طرح کی معلومات سے سروکار نہ رکھا جائے تو آسان مسائل بھی پیچیدہ بن جاتے ہیں۔

یہ جو سوالات دیئے جاتے ہیں ان کے جوابات دیتے ہوئے مجھے بڑی احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے کیوں کہ میں تو پہلے بھی آپ سے کہہ چکا ہوں کہ ہماری قوم میں بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ جو یہی سوچتے رہتے ہیں کہ کون سا جملہ پکڑنا ہے۔ کون سی بات پکڑنی ہے کہ یہ کہہ دیا، وہ کہہ دیا لہٰذا مجھے بڑی احتیاط سے بات کہنی پڑتی ہے اس کہ باوجود کہیں نہ کہیں میری گردن پھنس جاتی ہے کہ مولانا صاحب نے یہ کہہ دیا، مولانا صاحب نے وہ کہہ دیا جو ہمارے مزاج سے نہیں ملتا۔ یہ نہیں کہتے کہ یہ دین نہیں ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے مزاج کے خلاف کہہ دی۔

خیر کیا کیا جائے معصوم تو نہیں ہے انسان، چاہتا ہے اچھے انداز میں کہہ دے پھر بھی ہو جاتی ہے غلطی۔

کل ہم نے بات کو یہاں تک پہنچایا تھا کہ جناب عبدالمطلبؑ نے جو بڑے بڑے احکام جاری کیئے چھوٹے کام تو پتہ نہیں کتنے جناب عبدالمطلبؑ نے انجام دیئے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ زمین ہموار ہو رہی ہے آنے والے کے لئے کہ تھوڑا سا راستہ صاف کر دیا جائے۔ کچھ زمین ہموار کر دی جائے، کچھ افراد کو تیار کیا جائے۔

جناب عبدالمطلبؑ نے اپنی اولاد کو تیار کرنا شروع کیا۔ اپنے بیٹوں کو جو فوراً ہی رسولؐ کی حمایت پر آمادہ ہو جائیں اور سب آمادہ ہو گئے سوائے ایک ابولہب کے۔ جناب عباس ابن عبدالمطلبؑ اپنا کام انجام دے رہے تھے۔ یہ مت سمجھئے گا کہ فتح مکہ کے وقت ایمان لائے تھے۔ نہیں بلکہ یہ تو رسولؐ کی اپنی حکمت و تدبیر اور اسٹریٹیجی تھی کہ انہیں وہاں رکھا ہوا تھا۔ جیسے ہی اسلامی لشکر مکے کے قریب آیا فوراً ہی جناب عباس ابن عبدالمطلب کو پیغام بھیج دیا کہ چچا آپ میرے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پاس آجایئے۔ تو سب نے ساتھ دیا۔

جنابِ حمزہؑ نے بھی ساتھ دیا۔ سب نے ساتھ دیا سوائے ایک ابولہب کے۔ اسے ایک نشانی کے طور پر رکھنا تھا۔ تربیت اپنی جگہ مگر کسی کی فطرت میں ہی بولہبی ہو تو چاہے نبی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ورنہ اماموںؑ کی اولادوں میں باغی و سرکش پیدا نہ ہوتے۔ تو اتنی الگ الگ جو آپ شاخیں دیکھتے ہیں تو یہ سب تو وجود میں نہ آتیں۔ ایسے بہت سارے افراد پیدا ہو گئے۔ نبیؐ ہو، پیغمبرؐ ہو، امامؑ ہو بولہبی کسی کی بھی اولاد میں پیدا ہو سکتی ہے تو جنابِ عبدالمطلبؑ کے بیٹوں میں ایک ابولہب نے رسول کا ساتھ نہیں دیا۔ باقی سب نے ساتھ دیا۔

اصحاب الفیل کا جو واقعہ ہوا۔ ان واقعات کی تکرار نہیں کروں گا، تفصیل بیان نہیں کروں گا کہ وہ میں یہیں امامت و ملوکیت کے سلسلے میں گزشتہ سال بیان کر چکا ہوں کیوں کہ تاریخی سلسلہ ہے لہٰذا بات کو مختصر بیان کر کے آگے لے جاؤں گا تا کہ بات تشنہ نہ رہ جائے، کوئی فرق نہیں پڑے گا کیوں کہ تفصیل تو پچھلے سال بیان کر ہی چکا ہوں۔

ابراھہ کا واقعہ، یہ وہ سال ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ ولادت بھی ایسے ہوئی کہ دو ماہ پہلے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ جنابِ عبداللہؑ کے معاملے میں بھی بھائی لوگ چوکتے نہیں تھے کہ انھیں جہنم میں بھیج دیں۔ میں نے کل روایت پڑھی تھی آپؐ کے سامنے کسی نے کہا میرا باپ کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا جہنم میں۔ پوچھنے والا پریشان ہوا آپؐ نے فرمایا فکر نہ کرو تمہارا باپ اور میرا باپ دونوں جہنم میں ہیں حدیث ہے یہ...... حدیث گھڑی گئی ہے، بیان کی گئی ہے۔

جنابِ عبداللہؑ وہ شخص ہیں کہ خود لکھا ہے سیرۃ ابن ہشام اور دوسری کتابوں میں۔ اس واقعے کو بھی نقل کیا ہے۔ خود ہی لکھ بھی رہے ہیں کہ عبداللہ وہ شخص ہے کہ جو جوانی کے عالم میں اتنا حسین، اتنا خوبصورت ہے کہ مکے کی ہر غیر شادی شدہ عورت کی یہ خواہش ہے کہ میں جناب عبداللہ سے شادی کروں اور پیشانی پہ جو نور ہے تو کاہنہ کا مشہور قصہ سب نے لکھا، ہمارے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مورخین نے بھی اور ان کے مورخین نے بھی سب تاریخوں نے لکھا کہ وہ روزانہ دیکھتی تھی اور پیش کش کرتی تھی کہ میرے ساتھ شادی کرو۔ کیوں کہ وہ دیکھ رہی ہے کہ اس پیشانی میں نور ہے جس کی وجہ سے اس کے دل میں یہ خواہش ہے کہ نور اس کے وجود میں منتقل ہو جائے۔

جناب عبدالمطلبؑ نے جناب ابو طالبؑ کو سائے کی طرح ساتھ لگا دیا، جنابِ ابو طالبؑ بڑے ہیں اور جناب عبداللہؑ چھوٹے مگر ہیں ایک ہی ماں سے۔ کہا کہ اس کے ساتھ سائے کی طرح رہو، اسے نقصان نہ پہنچے کیوں کہ یہودی اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

یہودیوں کو معلوم تھا، وہ چاہتے تھے کہ یہ کسی طرح ہم میں قرار پا جائے اس لئے کہ انھوں نے اپنی قوم کو یہ آسرا دیا تھا کہ آخری نبی ہم میں آئے گا۔ بعد میں انھیں احساس ہوا کہ نہیں یہ آنے والا تو اِدھر آئے گا بنو اسمٰعیلؑ میں آئے گا بنو یعقوبؑ میں نہیں آئے گا۔ یہودی ان نشانیوں اور علامات کو پہچانتے تھے کہ یہ علامات کہاں ہیں؟ اسی لئے تو وہ پیچھے لگے رہتے۔

جناب عبداللہ کی نشاندہی ہوگئی تھی۔ یہودیوں کی انٹیلی جنس نے بتا دیا تھا کہ یہاں وہ شخص ہے اس کو ختم کردو۔ ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اچھا جانتے بھی ہیں کہ یہاں نبوت کا نور ہے۔ یہیں پہ آئے گا۔ ارے بھائی! جب اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ یہیں پہ آئے گا لیکن وہ فطرت نمرودی، فطرتِ فرعونی کہ انھی کے کاہن بتا رہے ہیں، انھی کے نجومی بتا رہے ہیں کہ پیدا ہوگا اور تجھے ختم کرے گا۔ پھر بھی یہی کہہ رہا ہے سب کے حمل ساقط کرو، سب میاں بیوی میں جدائی ڈالو، مردوں عورتوں کو ایک دوسرے سے دور کرو۔ کہہ بھی رہے ہیں کہ ایسا بیٹا پیدا ہوگا پھر بھی فرعونیت مصروفِ عمل ہے۔ تو اب لوگ جانتے ہیں۔ آج بھی جانتے ہیں، بڑی طاقتیں جانتی ہیں کہ کچھ ہے اور اِدھر سے ہی کچھ ہوگا کیوں کہ پست بھی یہی جا رہے ہیں۔

جو پستی میں جاتا ہے انقلاب کے آثار بھی ظاہر ہے وہیں نمودار ہوتے ہیں۔ دوسری قوموں میں تو نہیں آئے گا۔ ظاہر ہے وہ بھی پوری قوت لگائیں گے کہ جتنا کرش کرنا ہے انھیں کرو۔

www.ziaraat.com jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان میں وہ جراثیم موجود ہیں......ان میں وہ صلاحیت موجود ہے......یہ قوم جب کھڑی ہوگی تو کسی سُپر طاقت کو نہیں دیکھے گی......وہ بھی پوری صلاحیتیں اسی بات پہ لگا دیتے ہیں کہ......اس قوم کو ختم کردو......اس قوم کو کرش کردو......اور اس ایک بات پر سب مل جائیں گے......ہر چند کہ نظریات الگ ہوں گے......مذاہب الگ ہوں گے......ہندو الگ، عیسائی الگ، یہودا لگ اور ملحد الگ......مگر آپ کے خلاف یہ سب کے سب ایک ہوجاتے ہیں......ارے بھائی! ہمارے ساتھ اتحاد کر کے......کبھی یہودیوں کی پٹائی کرو......کبھی یہودی ہمارے ساتھ اتحاد کر کے......عیسائیوں کے خلاف لڑیں......مثلاً کبھی ملحد ہمارے ساتھ اتحاد کر کے ہندوؤں کے خلاف لڑیں......یا ہندو ہمارے ساتھ مل جائیں کہ عیسائیوں سے بھڑیں......لیکن نہیں یہ ایک کلیہ ہے......دیکھیں کیوں ایسا ہوتا ہے؟......اسی لئے کہ یہی ہماری حقانیت کی دلیل ہے......مذہب اسلام کی بھی......اور مذہب اسلام میں بھی مذہب حقہ کی دلیل ہے......کہ جتنی دشمنیاں چاروں طرف بڑھیں گی......اسی دشمنی کو معیار بنا کے سمجھا جائے گا کہ حق کہاں پر ہے؟......اپنے دشمن کو دیکھ کر پہچانیں......آپ کو زیادہ زحمت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی......حق کو پہچاننے کے لئے......اپنے دشمن کو دیکھو وہ کس کیٹیگری اور کس کردار کا ہے؟......اگر ساری ظالم قوتیں تمہارے خلاف ایک جگہ جمع ہیں......تو سمجھ لو تم حق پر ہو......اسلام کے مقابلے میں پوری دنیا کا یہی حال ہے......کہ پورا عالم کفر ایک ہے تو پتہ چلا کہ یہ جتنے لٹیرے ڈاکو اور مجرم ہیں......وہ سب اسلام کے خلاف ایکا کئے ہوئے ہیں......دنیا کا استحصال کرنے والے......دنیا کی قوموں کو ختم کرنے والے ایک طرف ہیں......تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ......اسلام ہی دنیا میں وہ واحد مذہب ہے......جس کی تعلیمات سے ان کو خطرہ ہے......اور پھر آپ اندر آجائیں اپنے دائرے میں......تو پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کا دشمن کون ہے؟......اگر آپ کے دشمن......بدترین لوگ......بدکردار لوگ......لٹیرے، چور، ڈاکو......عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پہ ہاتھ اٹھانے والے......قتل وغارت گری کرنے والے......عبادت گاہوں کو جلانے والے ہیں......قرآن کو پارہ پارہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کر دینے والے ہیں......تو بس پھر آپ کو یقین ہو جانا چاہیے کہ ہم حق پہ ہیں کیوں کہ ہمارا دشمن کوئی شریف آدمی نہیں ہے......کوئی شریف آدمی ہمارا دشمن ہوتا تو ہم سوچتے......کہ شائد ہم میں کوئی خامی ہو......لیکن ہمیں اطمینان حاصل ہو گیا کہ......ہمارے مقابلے پہ وہی چین چال رہی ہے......ہمارا مقابلہ شرافت سے نہیں ہے......ہمارا مقابلہ بد ترین لوگوں سے ہے...... یہ کیریکٹرلیس لوگوں سے ہمارا مقابلہ ہے......نام وہ اپنا جو بھی رکھ لیں۔

تو ہم یہاں تک اپنے موضوع کے حوالے سے پہنچے کہ جناب عبدالمطلبؑ نے جناب ابو طالبؑ کو جناب عبداللہؑ کی نگہداشت کے لئے لگا دیا۔تین بار یہودیوں نے حملے کئے۔ جناب ابو طالبؑ ہر دفعہ ان کا حملہ ناکام بنانے میں کامیاب ہوتے رہے البتہ ایک بار ایسا ہوا۔ جناب آمنہؑ سے رشتے کا معاملہ بیان کر چکا ہوں لیکن میں نے عرض کیا ہے کہ جو واقعات بیان ہو چکے ہیں ان کی تکرار نہیں کروں گا اور اسی جگہ پہ مجھے احساس ہوا کہ بعض لوگوں کو مجھ سے شکایت ہوتی ہے کہ میں برق رفتاری سے واقعات کی طرف اشارے کرتا ہوا گذر جاتا ہوں مجھ سے کہا جاتا ہے کہ ذرا آہستگی کے ساتھ واقعات کی تفصیل بیان کیا کروں۔ٹھہر ٹھہر کے واقعات کو بیان کرنا ذرا دشوار عمل ہے تیز رفتاری سے واقعات بیان کرتا ہوں تو سوا گھنٹے بولتا ہوں اگر آہستہ آہستہ بولنا شروع کروں گا تو جو مواد میں دینا چاہتا ہوں وہ سوا گھنٹے میں نہیں دے سکوں گا، اور اس طرح یہ مجلس تین گھنٹے کی ہو جائے گی لہٰذا میں بات اتنی ہی کروں گا جتنی آج مجھے کرنی ہے تو ذرا آپ بھی سماعتوں کو تیز کر لیجئے۔اگر ایسا موقع آ ہی جائے اور کچھ باتیں تو اشاروں میں بھی سمجھ لیا کیجئے۔

جنابِ آمنہؑ سے رشتہ کا سبب کیا بنا؟ یہودیوں نے جناب عبداللہؑ کو ایک گھاٹی پر تنہا پا کر گھیر لیا۔ جناب عبداللہؑ بیس سال کے ہیں، مقابلہ شروع کیا۔ظاہر ہے ہاشمی جوان ہیں۔ جناب وہب خود نہیں لڑ سکتے تھے اس لئے کہ ضعیف ہیں۔ بھاگے بھاگے آئے اور آ کے بنو ہاشم کو بتایا کہ عبداللہؑ کو یہودیوں نے گھیر لیا ہے اور لڑائی ہو رہی ہے یہ سن کے سب دوڑے۔ جناب ابو طالبؑ اور دوسرے بھائی پہنچے اور انھیں بچا لیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اچھا خواہش وہب کی بھی تھی کہ جناب عبداللہؑ میرے داماد بنیں مگر سردارِ مکہ تھے۔ یہ اتنا بڑا سردار اور ہم غریب لوگ، زوجہ نے کہا بھی، جناب آمنہؑ کی والدہ نے کہ تم نے اتنا بڑا احسان کیا ہے عبداللہ کی جان بچائی ہے۔ رشتہ لے کر جاؤ، کہا کہ نہیں مجھے زیب نہیں دیتا وہ اتنا بڑا سردار اور میں غریب آدمی۔ اچھا نہیں لگتا۔

دوسری طرف جناب عبدالمطلبؑ خود جناب آمنہؑ سے اپنے بیٹے عبداللہ کا رشتہ لے کے پہنچ جاتے ہیں کہ وہب تم نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری بیٹی کو اپنی بہو بناؤں۔

شادی کے دو تین دن بعد اس راستے سے گذر ہوا تو وہ کاہنہ بھی کھڑی ہے دروازے پہ اور رشتہ طلب نہیں کر رہی تو جناب عبداللہ نے کہا کہ پہلے تو تو ہر موقع پر مجھے شادی کی دعوت دیتی تھی اب کیوں نہیں رشتہ طلب کر رہی۔ کاہنہ بولی وہ جس سبب سے میں تمہیں شادی کی دعوت دے رہی تھی وہ نور تھا جسے میں دیکھ رہی ہوں کہ اب تمہاری پیشانی میں نہیں ہے۔ وہ نور منتقل ہو گیا ہے لہٰذا مسئلہ یہ تھا کہ جاننے والے سب جانتے تھے۔ خوب پہچانتے تھے جناب عبداللہؑ کو۔

سو وہ نور جب تک جناب عبداللہؑ کی پیشانی میں موجود رہا تو جناب عبدالمطلبؑ کے کارنامے بھی لکھ رہے ہو، جناب عبداللہ کی پیشانی میں نور محمدؐ کا اقرار بھی کر رہے ہو اور اس پر طرفہ طرہ یہ کہ پھر انہی ہستیوں کے کفر کی روایات بھی گھڑ رہے ہوتا کہ ان ہستیوں کو اپنے بزرگوں کی سطح پر لے آؤ۔ اور پھر معاذ اللہ یہ کہنا کہ رسولؐ کے والدین کافر تھے۔ کتنا بڑا ظلم ہے؟

ایسا ظلم تو نہ کرو عزیزو! ہرگز ایسا ظلم نہ کرو۔ اگلوں نے جو کچھ بتایا، کیا اس کا تو، وہ جانیں آج تو دانش و آگہی کا عہد ہے۔ آج تو ایسی خرافات کو دور کر سکتے ہو۔ ایک کو ہی رہنے دو، ایک کی وجہ سے سب پر کیوں الزامات اور تہمتوں کی بارش کرتے ہو؟ سب کو کیوں کافر بناتے ہو؟

یہ نور ہے جو دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ جناب عبدالمطلبؑ تک جب آیا تو دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ ایک ہی نور سے مجھے اور علیؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خلق کیا گیا۔ اس کے دو حصے کیئے گئے۔ ایک حصے سے میں بنا اور دوسرے حصے سے علیؑ۔

یہ ایک ہی نور جناب عبدالمطلبؑ تک آیا اب رسول اکرمؐ یہ ارشاد کر رہے ہیں کہ یہاں تک آ کے یہ دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ نبوت کا نور جناب عبداللہ کی پیشانی میں اور ولایت اور امامت کا نور جناب ابو طالبؑ کی پیشانی میں گیا۔

ثبوت اس بات کا کیا ہے؟

آگے چلئے! یہ موضوع کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے بیان کیا، اب واپس کعبے کے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

ولادت کا پہلا سال۔۔۔۔۔۔ابراھہ کا حملہ

یہیں سے سال کا آغاز ہو گیا۔۔۔۔۔۔یکم عام الفیل

ابھی تک کیا چل رہا تھا؟ اگر آپ کو پچھلے سال کا عشرہ ''امامت و ملوکیت'' یاد ہو یا اُس سے پچھلے سال کا عشرہ ''امیرِ مختار'' یاد ہو جہاں میں نے سالوں کی ترتیب بتائی تھی۔ پانچ سو بیس سال ہوتے ہیں جناب لوئی کو گئے ہوئے۔ جناب لوئی کون ہیں؟ حضورؐ کے اجداد میں سے ایک ہستی۔ تو جب کوئی بہت بڑا انسان جاتا تو اس کے ساتھ ہی سال کا آغاز کر دیتے تھے۔ تو حضورؐ کے جد کے نام کا سال چل رہا تھا۔ جناب لوئی کے نام کا، جیسے ہم کہتے ہیں انیس سو بیس۔ ویسے ہی اس وقت چلتا تھا۔ ایک لوئی سال، دو لوئی سال، تو جب رسالت مآبؐ تشریف لائے اس وقت جناب لوئی کے انتقال کو پانچ سو بیس سال ہو چکے تھے۔

اب اس کے بعد عام الفیل کا حساب شروع ہوا کیوں کہ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا۔ برسوں کے شمار کا پرانا نام پس منظر میں چلا گیا اور اب عام الفیل سے برسوں کا حساب ہونے لگا۔ ایک عام الفیل، دو عام الفیل، تین عام الفیل۔ چالیس سال تک یہ چلا۔

رسول اکرمؐ نے اپنی بعثت کا اعلان کیا، بعثت کا سال شروع ہو گیا۔ بعثت کا پہلا سال، بعثت کا دوسرا سال۔ حضورِ اکرمؐ مکے میں تیرہ سال رہے۔ بعثت کے تیرہ سال۔ ہجرت کی، ہجرت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا سال شروع ہو گیا۔ تو اس طرح سے سال بنے۔ ابھی تک ہجری سال چل رہا ہے۔

۸ عام الفیل میں سیلاب کی وجہ سے کعبے کی عمارت ڈھ گئی کعبے کی جغرافیائی صورتِ حال ایسی ہے کہ اوّل تو بارش ہوتی نہیں اور اگر دس بارہ سال میں بارش ہو جائے تو مکّہ کی نوعیت پیالے کی ہے، سیلاب آجائے گا۔ آخری بار جو سیلاب میں کعبہ ڈوبا تو وہ ابھی سن چالیس کی بات ہے۔ اس کی تصویریں موجود ہیں کہ تیر تیر کر لوگ طواف کرتے تھے۔ چھ چھ فٹ پانی خود خانہ کعبہ میں کھڑا ہوا تھا۔ اب البتہ ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ کتنی ہی بارش ہو جائے پانی نہیں ٹھہرتا۔ لیکن ۱۹۴۰ء تک یہ صورتِ حال تھی۔ ہمارے پاس تصویریں موجود ہیں کہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے پورا خانہ کعبہ، تیر رہے ہیں لوگ اور کچھ دیواروں پر بیٹھے ہوئے ہیں، مقامِ ابراہیمؑ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ چھ چھ فٹ آٹھ آٹھ فٹ پانی کھڑا ہوا ہے۔

جب بارش ہوتی تھی دس بارہ سال میں زوردار، جیسے ہمارے یہاں کبھی کبھی رحمت زیادہ برستی ہے تو آپ دیکھتے ہیں کیا حال ہوتا ہے مگر یہاں تو دوسرے بھی مسائل ہیں نا! اوپر سے رحمت نے برسنا شروع کیا نیچے سے زحمت گٹروں سے باہر آنا شروع ہو گئی۔ تو نیچے سے بھی طوفان والا حساب ہوتا ہے کہ نیچے سے بھی فوراً تنور ابل جاتے ہیں۔ تنور کا ڈھکنا کھلا تھا نا! یہاں بھی سارے تنوروں کے ڈھکنے کھل جاتے ہیں۔ اوپر سے بھی پانی نیچے سے بھی پانی۔ تو طوفانِ نوح جیسی کیفیت ہو جاتی ہے کہ اوپر سے بھی پانی برس رہا ہے اور زمین نے بھی اپنے سارے دفینے اگل دیئے۔

تو مکّے میں یہ ہوتا تھا کہ کیوں کہ پہاڑ پیالے کی شکل میں چاروں طرف سے موجود ہیں، بند وغیرہ باندھنے کا تصور نہیں تھا۔ تو جب ایسی طوفانی بارش ہوتی تھی تو سارا پانی کعبے میں چلا جاتا تھا۔

پہلا بند چھٹی صدی میں جمال اصفہانی کے ذریعے باندھا گیا تھا جو سیستان یا اصفہان کا گورنر تھا۔ چھٹی صدی تک یہی حال تھا کہ جب بارش ہوتی تو پانی مکّے میں جمع ہو جاتا۔ اب کشتیاں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چلاؤ یعنی خانہ کعبہ کے اردگرد کشتی چلے گی۔

تو آٹھ عام الفیل میں جب بارش ختم ہوئی تو خانہ کعبہ دوبارہ تعمیر ہونا شروع ہوا یعنی عمارت کمزور پڑگئی تھی۔ تو اس وقت رسول کا سن مبارک آٹھ سال کا ہے جب کعبے کی عمارت کی تعمیر ہوئی تو رسولؐ مزدوری میں حصّہ لے رہے ہیں۔ مزدوری کررہے ہیں۔ پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے ہیں، تغاری اٹھا اٹھا کر لا رہے ہیں، خانۂ کعبہ کی تعمیر میں خدا کا رسولؐ حصّہ لے رہا ہے۔

قبائلی جنگیں بھی چل رہی ہیں اور ایک دوسری بات بتاؤں، غارِ حرا صرف رسولؐ کی عبادت گاہ نہیں ہے۔ رمضان کے مہینے میں جناب عبدالمطلبؑ کا یہ دستور ہے کیوں کہ اس مہینے میں لوگ عبادت کے نام پر زیادہ حرکات وسکنات انجام دیتے تھے، تو غارِ حرا میں جس نے سب سے پہلے عبادت کی اور جو شخص اعتکاف میں جا کر بیٹھ جاتا اور عبادت کرتا وہ ذات گرامی حضورؐ کے دادا جناب عبدالمطلبؑ کی تھی۔

غارِ حرا میں چلے جاتے تھے اور ایک ایک، دو دو مہینہ غارِ حرا میں بیٹھے رہتے تھے اور وہاں سے مکّے کی حالت کو دیکھا کرتے تھے۔ اب تو وہاں بلڈنگیں بن گئیں ہیں اس زمانے میں ایسا تھا کہ وہاں بیٹھو تو شہر اور کعبہ نظر آتا تھا۔

غارِ حرا جناب عبدالمطلبؑ کی پہلی عبادت گاہ ہے۔ خانہ کعبہ کو لوگوں نے عبادت کے لائق نہیں چھوڑا اتنے بُت اس میں رکھ دیئے کہ اُسے عبادت کے قابل نہیں رہنے دیا۔ ٹوک نہیں سکتے لوگوں کو کیوں کہ ٹوکنا بڑا مسئلہ ہے۔ اگر لوگوں کو ان کی غلط سلط حرکات پر ٹوک دیا تو قیامت برپا ہو جائے گی لہٰذا چلے جاتے ہیں وہاں سے کہ ہم تو اپنا دین بچائیں۔ آنے والا جب آئے گا وہ خود نبٹ لے گا۔

۸ عام الفیل میں یہ واقعہ ہوا اور جب حضورؐ پینتیس سال کے ہوئے تو ایک بار پھر کعبے کی عمارت متاثر ہوگئی۔ کسی کی غلطی کی وجہ سے خانہ کعبہ کے پردے میں آگ لگی اور دیوار بھی جھلس کر بیٹھ گئی۔ اس بار حجرِ اسود بھی مقام سے ہٹ گیا لہٰذا پھر نئے سرے سے کعبے کی تعمیر شروع ہوئی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضورؐ نے دو مواقع پر کعبہ کی تعمیر میں حصّہ لیا۔ پہلی بار تو حجرِاسود کا مسئلہ درپیش نہیں ہوا تھا مگر دوسری بار یہ مسئلہ پیش آیا۔ دیوار جب دو میٹر بلندی تک پہنچ گئی تو اب مسئلہ ہوا کہ حجرِاسود کون لگائے کیوں کہ حجرِاسود لگانا ایک بڑی سعادت کا درجہ رکھتا تھا۔ اب اس مسئلے پر تلواریں نکل آئیں۔ ہر کوئی کہتا تھا کہ میں لگاؤں گا لہٰذا اب سوال پیدا ہوا کہ کیا کیا جائے کہ کہیں اس بات پر خون بہنے کے ناتمام سلسلے کا آغاز نہ ہو جائے۔

طے پایا کہ دارالندوہ میں آجاؤ، باہر نہ لڑو، سب دارالندوہ میں جمع ہو گئے۔ جناب قصیؑ ابن کلابؑ نے جو پارلیمنٹ بنائی تھی، اسی لئے بنادی تھی کہ یہ اچھا کام ہے یہاں بیٹھ کے طے کرو۔ سڑکوں اور بازاروں میں نہ لڑو، باہر نہ لڑا کرو، اس کمرے میں سب کو بند کر دو۔ جہاں سے یہ فیصلہ کر کے ہی باہر نکلیں۔ لوگوں کے سامنے فیصلہ لے کر آئیں، چاہے جیسا بھی ہو لہٰذا جناب قصیؑ نے دارالندوہ کی لائین دی کہ یہاں سب سردار جمع ہو کر لڑو مرو، ورنہ قوم میں تلوار چل گئی تو پھر کیا ہوگا؟ گلی گلی میں خون بہے گا لہٰذا کوئی حل نکالو۔

حل یہ نکالا کہ ہم سب یہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ یہاں سے جائزہ لیتے ہیں مسجد الحرام کا، جو پہلا شخص کعبے میں داخل ہو نصف شب کے بعد تو اس کو اپنا ثالث مقرر کریں گے۔ وہ جو فیصلہ کرے گا ہمیں قبول ہوگا۔ باہر نہیں نکل کے جانا، باہر جاؤ گے تو اپنے اپنے آدمی کو دوڑاؤ گے کہ پہلے تو نکل کے پہنچ جا۔ یہاں بیٹھے رہو۔ روزن سے ہم دیکھتے رہتے ہیں جو شخص کعبے میں داخل ہوگا وہی فیصلہ کرنے کا حق دار ہوگا۔

ایک حل نکل آیا نا!؟ جب گھنٹوں تک بیٹھو گے، ایک بار بیٹھو گے، دو بار بیٹھو گے، تین بار بیٹھو گے تو آخر کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ ارے جب بیٹھو گے ہی نہیں تو حل کہاں سے نکلے گا؟

بیٹھے، کوشش کی، حل نکل آیا۔ اب یہ پروردگار کی مشیت ہے کہ نصف شب کے بعد تاریکی ہے سناٹا ہے تو خانہ کعبہ میں عبادت کرنے والا اسی وقت عبادت کرنے آئے گا کیوں کہ اسے بتوں سے کوئی لگاؤ نہیں۔ بتوں کی دکانیں تو کھلتی ہیں صبح۔ بتوں کی دکانیں تو کھلتی ہیں جب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میلے کے ایام ہوں۔ رات میں کون وہاں چڑھاوے چڑھانے آرہا ہے؟ اس وقت تو بتوں کی عبادت کرنے والے سو جاتے ہیں۔ نصف شب کی تاریکی میں عبادت کرنے جو آئے گا بے چارہ وہ تو وہی آئے گا جسے عبادت کرنی ہوگی لہٰذا نصف شب کے بعد دیکھا کہ عبداللہؑ کا یتیم داخل ہو رہا ہے۔ کہا، کہ کون داخل ہو رہا ہے؟ کہا کہ وہ داخل ہو رہا ہے جو صادق ہے، امین ہے۔ بہترین آدمی ہمیں مل گیا فیصلہ کرنے کے لئے۔

پینتیس سال کے ہیں حضورؐ، کہا مسئلے کا بہترین حل نکل آیا ہے۔ بس اسی سے فیصلہ کرائیں گے۔ چنانچہ گئے اور بلایا کہ اے امین اور اے صادق! آپ آیئے۔ آپ ثالثی کیجئے ہماری کہ حجر اسود کون رکھے گا؟ جس کو آپ کہیں گے وہی رکھے گا۔

حضورؐ نے کہا اچھا ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی آجاؤ۔ سب آگئے۔ حضورﷺ نے چادر کے بیچ میں حجر اسود کو رکھ دیا۔ ان سے کہا سب ایک ایک کونہ پکڑ لو۔ سب نے چادر کو بلند کیا یہاں تک کہ حجرِ اسود نصب ہونے کا مقام آگیا۔ پس اپنے مبارک ہاتھوں سے رسولؐ نے اٹھایا اور اس کے لئے جو مخصوص جگہ تھی وارث کعبہ نے حجر اسود کو وہاں نصب کر دیا۔ رکھ دیا پتھر کو تو سب خوش ہو گئے کہ یہ فیصلہ اچھا تھا کہ سب کا ہاتھ لگوا دیا اور اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کر دیا۔

رسولِ اکرمؐ کی موجودگی میں کعبے کی یہ دوسری بار تعمیر ہوئی۔ اس کے بعد کیا مقام آیا کہ جب رسولؐ نے دعوت دینی شروع کی، تبھی عام الفیل میں کعبے میں ایک اور واقعہ ہوا تھا۔ وہ واقعہ تفصیل سے آپ سنتے رہتے ہیں۔ میں بھی سُنا چکا ہوں مگر کعبے کی بات ہو رہی ہے۔ کعبہ، کعبہ نہیں ہوگا جب تک اس واقعے کا ذکر نہ کر دیا جائے۔

خدا کا گھر یہ ہے۔ دنیا میں فقط مسلمانوں کا نہیں سارے انسانوں کا قبلہ ہے۔ ہاں مسلمان اُدھر سجدے کرتے ہیں دوسرے نہیں کرتے لیکن بنا تو سب کے لئے ہے۔ پروردگار کا حکم تو سب کے لئے ہے کہ اِدھر منہ کرو۔ اب صرف مسلمان کرتے ہیں دوسرے نہیں کرتے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پہلے روز سے یہی ہے خدا کا گھر، یہی گھر سب سے پہلے بنا لیکن یہودیوں کا زور ہوا، عیسائیوں کا زور ہوا اور یروشلم ستر ہزار انبیاء کا مرکز بنا۔ اقتدار ان کے ہاتھ میں ہے، تو جس کا زور ہو شریعت بھی اسی کی چلتی ہے۔ جس کا زور ہو حکومت بھی اسی کی چلتی ہے۔ جس کا زور ہو مذہبی معاملات میں اس کی بات زیادہ رکھی جاتی ہے لہٰذا اس دور میں کیوں کہ عیسائی اور یہودی بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ جس حساب سے بھی نماز پڑھتے تھے لیکن بہر حال نماز پڑھتے تھے کیوں کہ نماز تو ہر دین میں تھی بعد میں تحریف ہوتی چلی گئی۔ اللہ رحم کرے ہمارے یہاں بھی اپنی مرضی کی نماز بنا رہے ہیں۔ ابھی اور ترقی ہوگی۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ اور آگے بڑھیں گے۔

تو نماز تو وہی تھی جو اللہ نے دی تھی لیکن یہودیوں اور عیسائیوں نے تحریف کرتے کرتے اپنی مرضی کی بنالی کہ یہ ہے نماز ہماری۔ بُرا نہیں مانو، ہمارے یہاں بھی شروع ہو گیا ہے سارا کام۔ ترقی ہوگئی، خوش ہوتے ہیں لوگ۔ منع کرو تو کہتے ہیں مولائی نہیں ہے یہ علیؑ کو نہیں مانتا۔

نہیں خدا کی قسم! ہم تو اسی علیؑ کو مانتے ہیں کہ جس نے خدا کے سامنے سجدہ کیا...... جس نے دنیا کو نماز پڑھ کر بتائی ...... جس نے نماز کو یہاں تک بچا کے پہنچا دیا...... ہم اس کا پتہ نہیں جانتے جس نے عبادت کی گردن پہ چھری چلائی...... ہم تو اس علیؑ کو جانتے اور مانتے ہیں جس کی روزِ خندق کی...... ایک ضربت نے کونین کی ساری عبادتوں پر سبقت و فضیلت کی سند...... رسولؐ سے پائی ...... علیؑ کی وہ ایک ضربت نہ ہوتی تو نہ اذان ہوتی...... نہ نماز ہوتی...... کچھ بھی باقی نہ رہتا...... ہم اسی علیؑ کو جانتے اور مانتے ہیں کہ جس کی ایک ضربت نے...... خندق کے دن جن و انس کی عبادتوں کو بچا لیا...... مٹایا نہیں...... خیر لوگوں کی مرضی، جو ان کی مرضی میں آئے کریں...... نئے نئے طریقے ایجاد کئے جا رہے ہیں...... مطعون کیا جا رہا ہے...... لوگوں کے جذبات سے کھیل کر شیطانی کام کیا جا رہا ہے...... کتابیں آئی ہیں بازار میں...... جو لوگوں میں مفت تقسیم کی جا رہی ہیں...... ان کے آقاؤں نے مال دیا ہے کہ چھپوا لو آفسٹ پیپر پہ...... اور ان کتابوں کو بانٹو...... یہ علیؑ کو بہت مانتے ہیں نا...... لہٰذا اسی کے نام پر انھیں بھٹکاؤ...... ان کو ناممکن

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امامؑ کے خلاف کرو......ان کو مرجعیت کے خلاف کرو......ان کی نماز میں نئی نئی باتیں شامل کرو......ان کی عبادتوں میں تحریف کراؤ......شریعت کی جڑ پہ حملہ کرو......اور کس کا نام لے کے؟......علیؑ کا نام لے کے......لوگ کہیں بھیا! بڑا مولائی ہے......اور اتنے بڑے منافق، اتنے بڑے منافق......کہ اتنی جرأت نہیں......کہ اپنے نام سے کتاب لکھ دیتے......اپنے بھائیوں کو کیوں مروار ہے ہو؟......یاد رکھیئے! جس نے بھی مرجعیت کے مقام پر حملہ کیا......چودہ سو سال میں......اس کا دفاع کرنا ہمارا کام نہیں ہے......دعویٰ کر رہا ہوں آپ کے سامنے اتنا یقین ہے مجھے امامؑ پر......کیوں کہ جو امامؑ کے نائب ہوتے ہیں......ان کا انتقام امامؑ لیا کرتے ہیں......ہم آپ نہیں......وہ اپنا حشر اس دنیا میں دیکھیں گے......جو امام زمانہؑ کی نیابت پر حملہ کرتے ہیں ......اور کس کس طرح سے حملہ کیا؟......ابھی چند سال پہلے آپ نے دیکھا کہ لوگ عمل کریں......یا نہ کریں......لیکن ان کی نظروں میں نائبین امام کا مقام ہے......مراجع کا احترام ہے......ایک بات ہے عمل نہ کرنا......ایک بات ہے منکر ہونا......دونوں باتوں میں فرق رکھو، عزادارو اور مومنو!......فرق رکھو......ایک بار ایک انسان نماز نہیں پڑھتا......گناہ گار ہے......خدا کا معاملہ ہے نا؟......ہم نہیں کہہ سکتے کچھ......ایک بار منکر ہو کسی حکم کا......دونوں میں فرق ہے......ایک بار ایک واجب کو ادا کرنا......ایک بار اس کی ضرورت کا منکر ہو جانا۔

پہلے بھی کوشش کی گئی تھی؟......مراجع کا کیوں کہ بہت احترام ہے اس لئے......سامراجی آیت اللہ پیدا کئے گئے ہمارے یہاں......یہ بھی آیت اللہ وہ بھی آیت اللہ......اتنی کثرت سے آیت اللہ کی فیکٹری چلاؤ......کہ اصل اور نقل کی کوئی پہچان ہی نہ رہے......لیکن امامؑ ہے محافظ......گاڑی نہیں چل پائی......دوڑ گئے دکانیں بڑھا گئے......کہاں گئے کچھ نہیں پتہ؟......اندر ہیں کہ باہر، کچھ نہیں پتہ ان لوگوں کے بارے میں......آئے تھے کہ اتنا سستا کر دو مقام کو کہ ہر آدمی آیت اللہ بن جائے......لیکن حفاظت کرنے والا امامؑ ہے......جب یہ حربہ ناکام ہو گیا......تو اب دوسرا حربہ لاؤ......اب مولائیت کو آڑ بناؤ کہ دیکھو ہم تو علیؑ والے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں......نماز میں یہ ہونا چاہیے، نماز میں وہ ہونا چاہیے...... یہ مرجع یوں وہ مرجع یوں......خود تو بتا کہ تو خود کتنا پڑھا ہوا ہے؟......خود تو کتنا قابل ہے؟......اتنا بڑا منافق یا اتنے بڑے منافق ہیں یہ کتابیں لکھنے والے......کہ اتنی ہمت نہیں کہ کہیں کہ یہ کتاب ہم نے لکھی ہے......ہم تو چیلنج کرتے ہیں......ہم تو کہتے ہیں ہمیں اتنا یقین ہے امامؑ پر اور اس کے نائب پر......کہ آؤ اور اس مجمع میں کھڑے ہو کر سوال کرو......نہیں جواب دے سکے تو کبھی بیٹھیں گے نہیں منبر پر......جرأت پیدا کرو لیکن تم خود بھی جانتے ہو کہ تم......کذاب ابن کذاب ہو......تم نے نام اپنے ایسے رکھے ہوئے ہیں......جن سے لوگوں کو دھوکہ ہو......تمہاری مجال ہے کہ تم مرجعیت کو نقصان پہنچاؤ؟......بنوامیہ اور بنوعباس بھی نائبینِ امامؑ کا کچھ نہ بگاڑ سکے......ان کی ٹانگوں کو چیر دیا گیا......لیکن وہ ہوتے ہیں نظریاتی سرحدوں کے محافظ......اور تم ہو اپنی خواہشات نفسانی کے پیروکار......تم اپنے نفس کے غلام......مراجع اپنے امامؑ کے غلام......چودہ سو سال میں......بنوامیہ اور بنوعباس تشیع کی سرحدوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے......تم جیسے منافقین کیا بگاڑیں گے؟......جو شیعیت کے بھیس میں شیعیت پہ حملہ کرتے ہو......تو ایسی کتابیں آئی ہیں مارکیٹ میں جن کے مضر نتائج سے......میں ان نوجوانوں کو ہوشیار کر رہا ہوں......جنھیں اپنی نظریاتی سرحدوں کا دفاع کرنا ہے......میں تو خود کہتا ہوں کہ مولوی ناسور ہیں......کوئی شعبہ، کوئی صنف ایسی نہیں......اگر کوئی مولوی بُرا ہے تو کیا تم خود بری الذمہ ہو؟......تم نے جو بھیجا تھا وہی تو آیا ہے......جو بیج بویا تھا اسی کا تو پھل آئے گا......جو کارخانے کی مشینوں میں ڈالو گے اسی کی تو پروڈکشن نکلے گی......نیم کا بیج بوؤ گے تو انگور نہیں پا سکتے......ایسے بہت سے ناسور ہیں مگر کیا ہوا اس کا مطلب......اس کا مطلب یہ ہوا کہ......ان نظریاتی سرحدوں کے سالاروں کو......سب کو بیک قلم رد کر دیا جائے؟......اس صدی میں معجزہ نہیں دیکھا تم نے؟......کہ علیؑ کا ایک غلام......جو آخر وقت تک خود علیؑ کا غلام کہتا رہا......لاؤ کوئی اس کے مقابلے میں:......وہ بھی نائب تھا امامؑ کا......وہ علیؑ کا غلام تھا......وہ اہلِ بیتؑ کا غلام تھا......پوری دنیا کے سامنے......اس نے مذہب حقہ کی کتنی شان بڑھائی......اتنا سر بلند کیا کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ساری دنیا پہچان گئی کہ...... حسینی اسلام یہ ہے...... چودہ سو سال میں معصومینؑ کے بعد کس نے سر بلند کیا؟...... قربانیاں دیں...... قربانیوں کے بغیر یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا...... لیکن پوری دنیا کو معلوم ہوگیا کہ دو راستے ہیں۔...... ایک اسلام یہ علوی اسلام، حسینی اسلام، کربلا کا اسلام ہے...... یہ خطرناک ہے ہمارے لئے...... اس اسلام کو نقصان سے دو چار کرنے کے لئے...... انھوں نے مفت خوروں اور حرام خوروں کو پالا۔...... کہ مرجعیت پر حملہ کرو...... امام علیہ السلام کے نائبین اور منصبِ نیابت پر حملہ کرو...... اس منصب پر اٹیک کرو کیوں کہ...... یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔...... تو معاشرے میں وہ ناسور پیدا ہوئے کہ...... اپنے گھروں کا ماحول دیکھو...... تو شرم سے سر جھک جائے...... نیابتِ امامؑ اور مرجعیت پر حملہ کرتے ہو تم؟...... نہیں، نہ تم سے پہلے کوئی اس کام میں کامیاب ہوسکا...... نہ قیامت تک کوئی کامیاب ہوسکتا ہے...... اور انتظار کرو تم...... ہم بھی انتظار کر رہے ہیں کہ وہ حقیقی رہبر و امامؑ آئے گا...... تو تم جیسے منافقین اور معاشرے کے وہ ناسور ملّا...... جن کی وجہ سے تمہیں یہ جرأت ہوئی...... تمہیں یہ سہارا میسر آیا کہ تم...... ان کو مثال بنا کے مرجعیت پر حملے کرو...... وہ بھی تمہارے ہی جیسے ہیں بس ایک فرق کے ساتھ...... کہ انھوں نے عالم کا لباس پہن کر...... بھیس بدل لیا...... بات تو ایک ہی رہی...... وہ بھی وہی کر رہے ہیں جو تم کر رہے ہو۔...... معاشرے کے ناسور...... تشیع کی سرحدوں پر حملے کرنے والے۔...... لیکن اتنی کمزور نہیں ہیں تشیع کی سرحدیں...... کہ تم جیسے سامراجی گماشتے...... دوسروں کے جال میں پھنس کر تشیع پہ حملہ آور ہونے والے...... اٹیک کرنے والے کامیاب ہوجائیں...... جڑوں کو ہلانے میں۔...... اتنی کمزور نہیں ہیں تشیع کی بنیادیں۔...... ان میں لاکھوں کروڑوں شہیدوں کا خون ہے۔...... کربلا سے لے کر آج تک کی داستان ہے۔...... خون سے رنگین ہے تشیع کی داستان...... اور اتنی کمزور نہیں ہے کہ تم اتنی آسانی سے تباہ کردو۔

تو بس ایک واقعہ کعبے میں اور ہونا تھا۔ ۳۰ عام الفیل کا واقعہ پروردگار کو مرجع خلائق اِدھر بنانا تھا کہ کعبہ یہ ہے۔ اس لئے اپنی ایک نشانی اور وہاں پہ بھیجی۔ اور کائنات کی سب سے بڑی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نشانی بھیجی کہ دیکھو! بیت المقدس عام مسجد ہے۔ محترم مسجد ہے۔ مسجد اقصیٰ ہے۔ ایک رکعت نماز پڑھی ستر ہزار رکعت نماز کا ثواب۔ ایک نماز پڑھی ایک لاکھ نمازوں کا ثواب۔ سب کچھ ہے لیکن ایک مسجد ہے اور مسجد ہے تو مسجد میں ولادت نہیں ہوسکتی۔ مسجد میں ولادت ہرگز نہیں ہوسکتی، جناب مریمؑ کو حکم ہوا کہ بی بی! باہر جایئے، کہیں اور جایئے۔ کہا میرا تو گھر یہی ہے کہا کہ ہوا کرے گھر۔ مسجد کے حصے میں شامل ہے۔ مسجد کے حکم میں آتا ہے لہٰذا خدا کے گھر سے باہر چلی جایئے۔

پروردگار فرق بتانا چاہ رہا تھا۔ بیت المقدس میں مسجد کا حکم ہے لہٰذا چلی جاؤ اور کعبے میں اللہ کو ایک نشانی دکھانی ہے۔ فقط ایک بار، نہ اس سے پہلے نہ اُس کے بعد۔ یہ بتانے کے لئے کہ یہ مرجع خلائق ہے، دنیا کے سارے انسانوں کے رجوع کرنے کی جگہ یہی ہے۔ تو اب وہاں پر بھیجا کسے؟ یہ نبی نہیں ہے، یہ پیغمبر نہیں ہے، یہ رسول نہیں ہے۔ اسے تو اپنی نشانی بنا کر بھیجا جا رہا ہے اور یہ کیسی نشانی ہے؟

اس کی ماں مریمؑ بھی نہیں اس کی ماں فاطمہ بنت اسدؑ ہے۔ نشانی بتانے کے لئے کہ یہ میرا گھر ہے لیکن آنے والوں کی جگہ مخصوص ہے۔ عیسیٰؑ کا مقام کچھ اور ہے علیؑ کا مقام کچھ اور بیت المقدس میں بت نہیں رکھے گئے ہیں اس وقت تک، مسجد ہے، یہاں بت کدہ ہے۔

جناب ابراہیمؑ کب آئے؟ نمرود کے دور میں...... جناب موسیٰؑ کب آئے؟ فرعون کے دور میں...... چیلنج کیا کہ ہم آرہے ہیں تم روک سکتے ہو تو روک لو...... عورتوں مردوں، میاں بیوی کے ملاپ پہ پابندی لگا دی گئی...... حمل گرد یئے گئے۔ تیرہ سال اسقاط حمل کرائے گئے...... اعلان کر کے آرہے ہیں جناب موسیٰؑ ...... روک سکتے ہو تو روک لو۔

ادھر خدا کا گھر بت کدہ بنا ہوا ہے اور سب سے بڑا بت ہبل بھی کعبے کے اندر رکھا ہوا ہے۔

دیکھئے تھوڑی سی وضاحت اور کروں اس بات کی۔ تھوڑا سا مطلب اور کھول دوں آپ کے لئے۔ جناب مریمؑ کے دور میں جناب ذکریاؑ موجود ہیں۔ بت خانہ نہیں ہے۔ نبیؑ موجود ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نبیؐ کی ماں موجود ہے۔ حکم مسجد ہے۔ مسجد کا حکم آرہا ہے وہاں پہ۔ یہ ہے بُت خانہ۔ اس میں سب کے سب بُت رکھے ہوئے ہیں عبادت کی جگہ نہیں ہے جو عبادت ہورہی ہے وہ پروردگار کی مرضی کے خلاف ہورہی ہے

جو عبادت ہورہی ہے وہ حقیقت کے خلاف ہورہی ہے...... لہٰذا بُت خانہ ہے......

اب جو آنا ہے بُت شکن کو تو چیلنج کرتے ہوئے آنا ہے...... اگر کعبے میں بُت نہ ہوتے، ہم مان سکتے ہیں...... شاید ایسا ہوتا...... لیکن ابھی تو ایسا امکان ہی نہیں...... یہیں سب سے بڑا بُت شکن بھی آئے گا۔

لہٰذا فاطمہ بنتِ اسدؑ کو حکم ہوا۔ اب اس کی اپنے گھر میں نہیں، یہاں ضرورت ہے، یہاں آئے لہٰذا آپ ادھر آ جایئے اگر حکم نہ ہوتا فاطمہ بنتِ اسدؑ گھر سے باہر نہ نکلتیں۔ کیسے؟ آپ مجھے بتایئے کہ کیا کوئی خاتون دردِ زہ میں مبتلا ہو تو اسے گھر سے نکال دیا جاتا ہے؟ کوئی گھر والا نکلنے دے گا؟

کیا جناب ابو طالبؑ نے روکا' اور کسی نے روکا؟ کسی نے بھی نہیں روکا۔ اب اس کا مطلب یہ ہے کہ سب مطمئن ہیں۔ مشیت الٰہی ہے کہ فاطمہ بنتِ اسدؑ آئیں خانہ کعبہ میں۔ خانہ کعبہ میں پہنچیں، رکنِ یمانی کے پاس، وہ مقام مستجار، جہاں ہاتھ اور شکم کو لگا کے دعائیں مانگتے ہیں لوگ۔ وہاں کھڑی ہیں فاطمہ بنتِ اسدؑ اور پھر دعا کرتی ہیں پروردگار تو جانتا ہے، مجھے بھی معلوم ہے کہ میرے رحم میں کون سا بچہ پرورش پا رہا ہے یعنی بتا رہی ہیں کہ تو ہی نہیں جانتا میں بھی جانتی ہوں۔

یہ جملے بتا رہے ہیں نا!...... تو جانتا ہے کہ میرے رحم میں ـــــ یہ کون سا جملہ کہلاتا ہے؟...... یہ جملہ خود بتا رہا ہے کہ جانتی ہیں...... جناب فاطمہ بنتِ اسدؑ بھی جانتی ہیں کہ کون ہے؟...... اجنبی نہیں ہے ان کے لئے...... بلکہ مانوس ہے۔

کہا تو جانتا ہے کہ کون سا بشر میرے رحم میں پرورش پا رہا ہے۔ اس کی ولادت مجھ پہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آسان کر دے۔تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دائیاں آتیں گھر میں، یہاں یہ ہوا کہ در بن گیا کعبے میں۔ایک اور در، اس کے مقابلے میں پیچھے، بالکل اس کی سیدھ میں۔خانہ کعبہ کے در کے مقابل در بن گیا۔

در بنا جناب فاطمہ بنتِ اسدؑ چلی گئیں اندر، وہ شگاف پھر برابر ہو گیا کسی کو کوئی پریشانی نہیں۔نہ جناب ابو طالبؑ کو نہ کسی اور گھر والے کو، کسی کو کوئی پریشانی نہیں۔

تین دن جناب فاطمہ بنتِ اسدؑ، جوفِ کعبہ میں رہیں

اب تحریف کریں تو کریں......جتنی سیرت کی کتابیں ہیں، جتنی تاریخ کی کتابیں ہیں......ہماری ہوں یا کسی اور کی، سب نے لکھا ہے......ایک ہی فرد جوفِ کعبہ میں، کعبے کے پیٹ میں......کعبے کے اندر پیدا ہوا......اور وہ ہے ابو طالبؑ کا بیٹا علیؑ......جناب فاطمہ بنتِ اسدؑ تین دن کعبے میں رہیں......پھر شگاف ہوا پھر جو فاطمہ بنت اسدؑ باہر آئیں تو گود میں......تاجدار ولایت ہے......گھبرائی ہوئی ہیں بی بی......اس واقعے کو بھی میں کئی بار پڑھ چکا ہوں......اس کے باوجود مختصر الفاظ میں نہیں پڑھوں گا......کیوں کہ اختصار سے......میری تسلی نہیں ہوگی......اسی میں سارا فلسفہ ولایت چھپا ہوا ہے نا!......اب وہاں سے مسجد الحرام میں ایک شخص داخل ہوا......ادھر سے فاطمہ بنتِ اسدؑ نکلیں......کوئی سوال جواب نہیں......آنے والے نے بس اتنا ہی کہا کہ......لایئے میرے بھائی کو مجھے دے دیجئے......تیس سال کے رسولؐ ہیں......علیؑ کی اب ولادت ہوئی ہے......علیؑ بھی خوش ہیں......ابھی رسولؐ نے اسلام کی دعوت دینی شروع نہیں کی ہے......ابھی آیات الٰہی تو نازل نہیں ہونا شروع ہوئیں......ابھی رسالت پر معبوث ہونے کا رسولؐ نے اعلان تو نہیں کیا......یعنی اعلان رسالت ابھی نہیں کیا......ابھی کچھ بھی نہیں ہوا......مگر روایت کہتی ہے رسولؐ نے علیؑ کو گود میں لیا......ماں کہتی ہے عجیب بچہ ہے......نہ آنکھیں کھولیں، نہ روتا ہے نہ غذا طلب کرتا ہے......رسولؐ نے فرمایا کہ ابھی آپ کی مشکل حل ہوتی ہے......گود میں لیا تو آنکھیں کھل گئیں......وہاں کعبے، میں تھے لات، منات اور ہبل تو علیؑ نے آنکھیں کھول

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کر بھی نہیں دیکھا......مبادا آنکھیں کھولیں اور کسی بُت پر نظر پڑ جائے......علیؑ تو اس وقت آنکھیں کھولیں گے جب اللہ کے رسولؐ کا چہرہ سامنے ہوگا......اور بتوں پر علیؑ کی نظر اُس وقت ہوگی جب انھیں توڑنے کا مرحلہ آئے گا......رسولؐ حکم دیں گے کہ علیؑ شانوں پر چڑھو......اور انھیں مسمار کر دو......انھیں گرادو......آنکھیں کھلیں تو رسال......نگاہوں کے سامنے ہے......پہلی غذا......علیؑ کی پسندیدہ غذا......لسانِ رسالت دہنِ ولایت میں گئی......غذا بھی مل گئی، آنکھیں بھی کھل گئیں......زبان نہیں کھلی، رویا نہیں، تو روئے گا کیسے؟......یہ رونے والا بچہ نہیں ہے یہ صرف محرابِ عبادت میں روتا ہے......اگر روتا تو کہتے رسولؐ بھی روئے تھے، علیؑ بھی روئے تھے۔ اب یہ نہیں سوچتے کہ بچہ تھا، رویا تھا روئے تو تھے بچے ہی سہی۔ کہا نہیں روئے گا نہیں۔ پھر کیا کرے گا آواز کیسے سنائے گا؟

ادھر غذا ملی کہا کہ کچھ سناؤ، کہا کہاں سے سناؤں؟......توریت سے، زبور سے، انجیل سے یا قرآن سے؟......اور قرآن تو ابھی نازل ہی نہیں ہوا......قرآن تو نازل ہونا شروع بھی نہیں ہوا......سنائیں کہاں سے......حضورؐ کہہ رہے ہیں کہ قرآن سے سناؤ......تو علیؑ نے قرآن کی تلاوت شروع کردی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد افلح المؤمنون ۝ الذین هم فی صلاتهم خاشعون ۝ والذین هم عن اللغو معرضون ۝ والذین هم للزکواة فاعلون ۝ والذین هم لفروجهم حافظون ۝

(سورۂ مومنون)

نہ صرف مومنین کی فلاح کا پیغام، مومنین کی نجات کا پیغام دینا شروع کیا بلکہ مومنین کی صفات بھی بیان کرنا شروع کیں۔ قیامت تک کے لئے، قرآن کی آیات کی تلاوت نے بتایا کہ قرآن اترا نہیں تھا رسولؐ پر لیکن جو معصومؑ آیا وہ اپنے مکتبِ منور پر قرآن کو لے کر آیا تھا۔

کعبے میں علیؑ کی ولادت ہوئی اور علیؑ کی ولادت کے سوا نہ اس سے پہلے کعبے میں کسی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی ولادت ہوئی نہ اس کے بعد۔ اللہ نے بھیجا ہے تو خالی ہاتھ نہیں بھیجا رسولؐ کو، ارے یہ تو موقع محل کی بات ہے اگر رسولؐ کو قرآن معلوم ہی نہیں تھا۔ تو رسولؐ کیوں کہتے تھے کہ اس آیت کو اس سورہ میں رکھو، اس آیت کو اُس سورہ میں رکھو۔

رسولؐ کو معلوم ہے کون سی آیت کس سورہ کی ہے

اور کس آیت کا کیا مقام ہے؟

یہ تو موقع محل کی بات ہے کہ جبرائیلؑ آتے ہیں اور کہتے ہیں اب اس آیت کو پڑھیے اب اس آیت کا محل ہے اور اب اس آیت کا محل۔ ورنہ آپ خود ہی بتایئے! ولادت کے چند روز بعد علیؑ کا قرآن کی آیات کی تلاوت کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

تو رسولؐ بھی اپنے قلبِ منور میں قرآن لے کر آئے تھے۔ ہر معصومؑ کے قلبِ مطہر پر قرآن نقش تھا۔ اب معصومؑ کی یہ بات سمجھئے کہ ہم لوحِ محفوظ میں قرآن کا مطالعہ کر کے آتے ہیں۔

کعبے میں علیؑ کو اتار کر بتایا کہ رسولؐ کی سپر بنے گا، دفاع کرے گا۔

یہ تیس عام الفیل کا واقعہ جس کو میں نے جان بوجھ کے تفصیل سے آپ کے سامنے بیان کیا کہ اگر تفصیل سے نہ بیان کیا تو اور الزام مجھ پر نہ لگ جائے کہ لو جی یہ فضائل کی باتوں کو یونہی نکال کر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے پڑھا اگر چہ کئی بار پہلے بھی پڑھ چکا ہوں۔

۳۰ عام الفیل کعبے میں علیؑ کی ولادت کا واقعہ ہوا۔ ۳۵ عام الفیل، تباہ شدہ کعبے کی تعمیر ہوئی دوبارہ۔ ۴۰ عام الفیل، کعبے کے وارثوں کو کعبے سے باہر نکال دو۔

آیا اس لئے ہے کہ کعبے کو بتوں سے پاک کرے مگر...... تیرہ سال میں نبوت کہاں تک پہنچی؟...... مسجد کے دروازے بند...... عبادت گاہ کے دروازے بند...... معاذ اللہ، آج کے لہجے میں بات کروں...... یہ شر پسند ہیں انھیں باہر نکالو...... انھوں نے اچھے بھلے امن کو خراب کر دیا...... ہم امن سے رہتے تھے انھوں نے فساد میں مبتلا کر دیا ہے...... انھیں باہر نکالو...... انھوں نے ہمارے درمیان جھگڑے ڈال دیئے...... انھیں باہر نکالو...... انھوں نے ایسا کر دیا...... انھیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باہر نکالو...... ہماری دکانوں کو خطرہ لاحق ہو گیا...... انھیں باہر نکالو...... ہماری ٹھیکے داریاں خطرے میں پڑ گئیں...... انھیں باہر نکالو...... ہمارے چندوں پر اثر پڑ رہا ہے...... انھیں باہر نکالو...... ان لوگوں کے منہ میں زبان آ گئی ہے...... لہٰذا انھیں باہر نکالو...... لوگ سوالات کرنے لگے ہیں...... اس لئے انھیں باہر نکالو...... تو ابتدائی قدم میں کیا ہوا؟...... کہ جو کعبے کو پاک کرنے آیا ہے اسی کو نکال دیا کہ...... جاؤ تمہارا کعبے سے کوئی تعلق نہیں، تم باہر نکلو کعبہ ہم نے بنایا ہے...... تم کون ہوتے ہو فیصلے کرنے والے؟...... ہماری مرضی ہوگی تو کوئی اندر آئے گا...... ہماری مرضی نہیں ہوگی تو کوئی اندر نہیں آئے گا...... قوم کا مال ہے تو کیا ہوا ٹھیکے دار تو ہم ہیں...... ہماری مرضی ہوگی تو کوئی آئے گا...... نہیں مرضی ہوگی تو نہیں آئے گا...... عبادت بھی ہماری مرضی سے کرے گا...... جس کو ہم چاہیں گے وہی عبادت کے لئے اندر آئے گا...... جس کو ہم نہیں چاہیں گے وہ عبادت کے لئے کعبے میں داخل نہیں ہو سکتا...... لہٰذا انقلاب کے راستے میں پہلا مزاحمتی قدم کیا ہوا؟...... انتہائی مشکل کام ـــ پیچھے ہٹنا پڑتا ہے...... کیوں کہ ٹکرا رہے ہیں فکر سے...... جب ایک فکر سے ٹکرائیں گے...... تو شروع میں تو پسپائی بھی اختیار کرنا پڑ سکتی ہے نا؟...... معاشرے پہ چھائی ہوئی فکر سے ٹکرانا'...... ان افکار سے ٹکرانا...... ان شیشوں کے بنے ہوئے مصنوعی گھروں پہ پتھر مارنا...... عزیزو! بہت بڑی بات ہے نا؟...... لہٰذا پہلے مرحلے میں کیا ہوا؟ پسپائی اختیار کرنا پڑی رسولؐ کو...... سوشل بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑا رسولؐ کو...... یہ بائیکاٹ، وہ بائیکاٹ، کھانا پینا بند...... بات چیت بند...... رسولؐ کے چند ساتھی...... چند صحابی نکو بن کے رہ گئے معاشرے میں...... جہاں سے بھی گذر ہو رہا ہے...... تو توہین، تذلیل اور نفرت کا سامنا ہے کہ...... انھوں نے یہ کر دیا' انھوں نے وہ کر دیا...... پہلے مرحلے میں تو یہی ہوگا...... باطل فکر سے ٹکرا رہے ہیں نا...... جمود سے ٹکرا رہے ہیں نا!...... تیرہ سال کی جدوجہد میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ...... اپنے ہی شہر سے نکال دیا گیا کہ جاؤ...... فقط کعبہ ہی نہیں ـــ شہر بھی چھوڑ دو ہمارا...... سب اہلِ ایمان کو تدریجی طور پر نکلنا پڑا...... سب ایک ایک دو دو کر کے نکل گئے...... وقتی طور پر سب کو ایک بار پسپا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہونا پڑ گیا......کوئی رستہ ہی نہیں ہے اس کے سوا......جانے والے تو چلے گئے لیکن چلے جانے کے باوجود......لوگوں کے دماغوں کو سوال دے کر گئے کہ چلو وہ غلط تھے......مگر خود تم کیا کر رہے ہو؟......تم نے آج تک کیا کیا۔۔۔۔یہ تو بتاؤ؟......وہ تو غلط تھے......وہ تو ہمارے آباؤ واجداد اور دین کے خلاف باتیں کرتے تھے......مگر جو تم نے کیا ہوا ہے اس کا بھی دین سے کیا تعلق ہے؟......یہ جو تم نے ٹھیکے داریاں بنائی ہوئی ہیں......ان کا دین سے کیا تعلق ہے؟......ان سے نے قوم کو کتنا فائدہ ہوا؟......یہ تم نے جو منافقت کے راستے اختیار کئے ہوئے ہیں......ہمارے ساتھ کچھ، حکومت کے ساتھ کچھ......تم نے آج تک کیا کیا ہے؟......یہ جو تم آج تک ہمارے جذبات کو بیچتے رہے ہو......ہماری محبتوں کو درباروں میں فروخت کرتے رہے ہو......اس نے ہمیں آج تک کیا دیا؟......سوال تو پیدا ہو گیا نا! لوگوں کے ذہنوں میں......تو پہلے مرحلے میں پسپائی......اور دوسرے مرحلے میں پوری قوت کے ساتھ......۸ ہجری میں انقلاب مکے میں داخل ہوتا ہے......اس طرح سے داخل ہوتا ہے کہ مکے والے پریشان ہیں کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ رات کو عدیل ابن ورقہ، حزام ابن حکیم اور ابوسفیان وغیرہ پہرہ دے رہے تھے کہ ایک بار کیا دیکھتے ہیں کہ چراغ ہی چراغ پہاڑوں پر روشن ہو گئے۔

کعبہ وارثان کعبہ کے ہاتھ میں آنے والا ہے بس اب، دیکھا چاروں طرف مشعلیں روشن ہیں۔ پریشان ہو کے پوچھا یہ سب کیا ہے؟ کہا شاید بنوخزاعہ نے حملہ کر دیا ہے۔ بنوخزاعہ کا لشکر اتنا بڑا کیسے ہو سکتا ہے؟ کہا یہ بات نہیں ہے۔ دیکھا عباس ابن عبدالمطلب سواری پہ چلے آ رہے ہیں۔ پوچھا عباس یہ کون سا لشکر ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں پہچانا تم نے؟ یہ خدا کے رسولؐ کا لشکر ہے جو پہنچتے ہی مکے پر حملہ کرے گا اور تم سب کو تہہ تیغ کر دے گا۔

پوچھا بچنے کا کوئی راستہ؟......کہا ایک راستہ ہے کہ اسلام قبول کر لو......بیٹھا سواری پہ، لائے رسولؐ کی خدمت میں......کہا نہیں اب تو مجھے گمان ہونے لگا ہے کہ خدا ایک ہی ہے......اس لئے کہ جن کو ہم مانتے ہیں......ان میں سے کوئی تو مدد کے لئے آتا......کوئی مدد کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لئے نہیں آیا......بس اب ایک ہی راستہ ہے، دوسرا کوئی چارۂ کار نہیں......ابوسفیان اس مجبوری کے عالم میں جب جان پر بن آئی......تو جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھتا ہے......تو اب عباس ابن عبدالمطلبؑ کہتے ہیں کہ جاہ طلب آدمی ہے......کوئی مقام بھی اسے دے دیں......یہ سب باتیں نہایت تفصیل سے گزشتہ برسوں میں پڑھ چکا ہوں......ابوسفیان کے گھر کو بھی جائے پناہ قرار دے دیا گیا......صبح سعد بن عبادہ کو لشکر کا علم دیا گیا کہ جائے......مکے میں داخل ہو جاؤ......اعلان کر دیا گیا کہ جو خانہ کعبہ میں آ جائے پناہ......جو اپنے گھر کے دروازوں کو بند رکھے......اس کے لئے بھی پناہ......اور جو ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے اس کو بھی پناہ......سعد بن عبادہ نے رایت لشکر لیا......اب جو پہاڑ سے نیچے اتر رہے ہیں......

تو یہ نعرہ لگاتے ہوئے الیوم یوم الملحمہ

الیوم تستحل الحرمہ

یعنی آج جنگ کا دن ہے

آج انتقام کا دن ہے

آج حرمتوں کے حلال ہونے کا دن ہے۔

رسولؐ کے کانوں میں نعروں کی آواز پہنچی فرمایا، سعد بن عبادہ کو روک دو......واپس لو علم......علیؑ آپ علم لے کر جایئے......علیؑ سے یہ نہیں کہا کہ کہنا کیا ہے؟......علیؑ سے بس اتنا کہا کہ سعد بن عبادہ سے علم لیجئے......اور آپؑ علم لے کے آگے جایئے......بس علیؑ کے لئے اتنا کہنا ہی کافی ہے......جانتے ہیں کہ رسالت مآبؐ نے کیا حکم دیا ہے......مصلحتِ رسالت کو بھی جانتے ہیں......علیؑ کے ہاتھ میں علم آیا......علیؑ اب نعرہ لگاتے ہوئے جاتے ہیں......الیـــوم یـــوم المرحمہ ---- آج رحمت کا دن ہے......آج کرم کا دن ہے......آج بخشش کا دن ہے......

حالانکہ سب سے زیادہ ظلم وستم برداشت کئے ہیں......اس سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی کس پر مظالم ہونے والے ہیں؟......علیؑ اور اولادِ علیؑ پر......لیکن مزاج رسالت کے آشنا نے جس وقت علم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیا......نعرہ بدل گیا......سعد کہہ رہے تھے انتقام کا دن ہے......علیؑ نے کہا نہیں آج رحمت کا دن ہے......آج کرم کا دن ہے......آج بخشش کا دن ہے۔

یہ لشکر چاروں طرف سے اتارا کعبے میں، رسول اکرمؐ نے کعبے کا طواف کیا کعبے کے اندر داخل ہونے کے بعد کعبے کے اندر جو تصویریں بنی ہوئی ہیں فرشتوں کی بھی، نبیوں کی بھی، بتوں کی بھی۔ پہلے ان کو صاف کرانا شروع کیا چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑا۔

سب سے بڑا بت ہبل رکھا ہوا ہے......ہبل کو دیکھا، علیؑ سے کہا میرے شانوں پر چڑھو، اس کو توڑو......علیؑ نے کہا کہ خدا کے رسولؐ مناسب نہیں لگتا......میرے قدم آپؐ کے شانے پر ہوں ......آپؐ میرے شانوں پر چڑھ جائیں......رسولؐ علیؑ کے شانوں پر سوار ہوئے......پوچھا کیسا محسوس کرتے ہو۔۔۔کہا بہت ضعف و کمزوری کا احساس کرتا ہوں۔ خیبر کو اکھاڑ کر پھینک دینے والا علیؑ کہتا ہے ضعف کا احساس کرتا ہوں۔ رسولؐ اتر آئے، علیؑ نے بتا دیا اور رسولؐ نے بھی بتا دیا کہ میری طاقت کیا ہے؟ رسولؐ نے کہیں تلوار استعمال نہیں کی۔ کہیں طاقت استعمال نہیں کی لیکن دو جگہ بتایا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔

دو جگہ رسولؐ نے اپنی طاقت دکھائی تھی......ایک غدیرِ خم کے موقع پر دکھائی تھی نا طاقت!......جب شانے سے پکڑ کے علیؑ کو بلند کر دیا تھا کہ یہ ہے رسالت کی طاقت......دوسرا موقع۔۔۔علیؑ بھی بتانا چاہتے تھے کہ یہ قوت ہے رسولؐ کی......رسولؐ شانوں پر چڑھے تو کہتے ہیں......اللہ کے رسولؐ ضعف محسوس کرتا ہوں......لہٰذا اتر آئے رسولؐ اور فرماتے ہیں......تم میرے شانوں پر بلند ہو جاؤ......تو یہ معراج بخشی تھی علیؑ کو کہ علیؑ رسولؐ کے شانوں پر سوار ہوں......

علیؑ نے رسولؐ کے شانوں پر بلند ہو کر ہبل کی گردن توڑی......ٹکڑے ٹکڑے کیا......جب شانوں سے نیچے اترے تو علیؑ مسکرا کے کہتے ہیں......خدا کے رسولؐ! اتنی بلندی سے نیچے اترا اور مجھے ذرا سی چوٹ نہ آئی!......تو رسولؐ فرماتے ہیں تمہیں چوٹ کیسے آتی؟

تمہیں بلند کرنے والا خدا کا رسولؐ......اور تمہیں اتارنے والا جبرائیل......کعبہ بتوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے پاک ہوگیا......ہبل کے ٹکڑے اٹھائے اور باب الاسلام......اور باب شیبہ الحمد جو ابھی تک ہے باب شیبہ......ان ٹکڑوں کو وہاں لے جا کر دفن کر دیا......ان بتوں کو وہاں دفن کر دیا گیا کہ اب یہ قیامت تک یہیں دفن رہیں گے......کعبے کو بتوں کی آلائش سے پاک کر دیا......طائف کے بتوں کو توڑنے گئے......طائف والوں نے اسلام قبول کرلیا......لیکن برسوں کی بتوں کی محبت دل میں بسی ہوئی ہے۔۔۔۔کہا خدا کے رسولؐ اسلام تو قبول کرتے ہیں مگر ایک سال تک ہمارے بُت خانوں کو کچھ نہیں کہیں۔اس لئے کہ اتنے عرصے سے انھیں پوجتے چلے آرہے ہیں، ان کی محبتیں ہمارے دلوں میں راسخ ہوگئی ہیں۔تو رسولؐ نے کوئی سودے بازی، کوئی بارگینگ نہیں کی۔فرمایا کہ اصنام پرستی اور خدا پرستی بیک وقت دل میں نہیں رہ سکتی۔یہ دو محبتیں ایک ساتھ نہیں چل سکتیں۔لہٰذا جہاں رسولؐ گئے، جتنے بڑے بڑے بُت تھے ان سب کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

کعبہ بتوں سے پاک ہوگیا۔۔۔۔کعبہ، کعبہ بن گیا......لیکن جن کے دلوں میں صنم آباد تھے۔......جن کے دلوں میں بُت آباد تھے......وہ آلِ مروان۔۔۔۔وہ آلِ ابوسفیان......کہ جنھوں بتوں کو اپنے سامنے......جنھوں نے اپنے خداؤں کو اپنے سامنے......پاش پاش ہوتے دیکھا تھا......وہ کیسے چین سے بیٹھی رہتی؟......اسلام تو ظاہر بہ ظاہر قبول کرلیا......لیکن اپنے خداؤں کی بے حرمتی کو فراموش نہ کرسکے......لہٰذا۔۔۔۔دلوں میں جو بتوں کے لئے احترام تھا، وہ راسخ رہا۔......وہی احترام وہی محبت دوسری شکلوں میں سامنے آئی......کیوں کہ بُت پرستی تو اب رائج نہیں ہوسکتی......ہمارا پرانا نظام تو واپس آنہیں سکتا......تو اسلام کی جڑوں کو کھود دو......وہ شہنشائیت تو واپس نہیں آسکتی......دل میں وہی بسی ہوئی ہے......دل میں اسی کی آرزو ہے......لیکن۔۔۔۔اب وہ واپس نہیں آسکتی......نہیں آسکتی تو اب کیا ہو؟......رسولؐ کے لائے ہوئے دین کو پھیلنے نہیں دو......اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے رہو......اس پر حملہ کرو......اتنا تو اسی وقت سمجھ لیا تھا......یہ تو اسی وقت جان لیا تھا۔۔۔۔آلِ مروان اور آلِ ابوسفیان نے کہ......اب بُت پرستی تو دوبارہ رائج نہیں ہوسکتی......اب کعبے میں کبھی بُت تو نہیں آسکتے......لیکن جتنا مسخ کیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جاسکتا ہے کعبے کی تاریخ کو...... جتنا مسخ کیا جاسکتا ہے اسلام کے عقائد کو...... جتنا مسخ کیا جاسکتا ہے اسلام کے تصورات کو......اتنا تو مسخ کرنے سے گریز نہ کیا جائے...... لہٰذا۔۔۔ لبادے بدل بدل کر مروانیت اور ابوسفیانیت......اسلام کے مقابلے پر آتی رہی......رخ بدل بدل کر نئے نئے بہروپ بدل کر......کعبہ بتوں سے پاک ہوگیا...... چابی اسی کو دی کلیہ ابن ابی عثمان کو بنو عبدالدار کو......چابی تمہارے پاس رہے گی......اکعب ابن سعد کو والی بنادیا کعبے کا......اور اب کوئی مشرک کعبے کا طواف نہیں کرسکتا......مدینے جانے کے بعد سورۂ برأت دے کر بھیجا......پابندی لگ گئی کہ کوئی کافر......کوئی غیر مسلم قدم نہیں رکھ سکتا......جب غیر مسلم قدم نہیں رکھ سکتا تو مسلمانوں نے غیر مسلم بنانا شروع کردیا......نام مسلمانوں جیسا اور کام غیر مسلموں کے لئے...... کوئی غیر مسلم مکے میں نہیں جاسکتا لیکن غیر مسلموں کے ایجنٹ تو جاسکتے ہیں نا؟......کوئی کافر قوت مکے میں قدم نہیں رکھ سکتی......مگر ان کے نمک خوار تو قدم رکھ سکتے ہیں نا!......تو بس یہ نمک خوار یہود و نصاریٰ کے......اور اسلام کے نمک حرام......ان سب کا غلبہ ہوا......بُت پرستی نہ رہی مگر صنم پرستی نے جدید شکل اختیار کرلی......لات، منات، عزیٰ اور ہبل تو نہ رہے......مگر یہود و نصاریٰ کی بڑی بڑی طاقتیں۔۔۔ آج کے دور کے......لات، منات اور ہبل......اب دیکھئے! ان کو توڑنے والے کون پیدا ہوتے ہیں؟ کہ جوان بتوں کو توڑیں اور کعبے کو اس وقت کے......لات، منات اور ہبل سے نجات دلائیں......تو عزیزو! تاریخ وہی ہے۔ شکلیں بدل گئیں......نام بدل گئے، زمانہ بدل گیا مگر کام وہی ہوتا رہا......بس شکلِ جدید میں...... چار مصرعے جوش کے ہیں۔

حق و باطل کا وہی معرکۂ عہد قدیم
گرم دنیا میں بہ انداز جدید آج بھی ہے
فرق یہ ہے کہ نہیں عزم حسینی ورنہ
کربلا آج بھی ہے فوج یزید آج بھی ہے

سب کچھ وہی ہے۔ دور بدل گیا ہے، دورِ جدید آگیا ہے جدید انداز میں یزیدیت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جدید انداز میں ابوسفیانیت، جدید انداز میں بولہبی ۔ یہ سب آ گئی ...... بات وہی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

فطرتیں ٹکرا رہی ہیں ...... ابوسفیانی فطرت سے ہاشمی فطرت ٹکرا رہی ہے ...... بولہبی فطرت سے مصطفویؐ فطرت ٹکرا رہی ہے ...... یزیدیت سے حسینیت ٹکرا رہی ہے ...... یہ فطرت کا نام ہے ۔۔۔ یہ فطرت ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ ...... بولہبی موجود ہو ۔۔۔ حسینیت موجود نہ ہو؟ ...... نہیں ۔۔۔ یہ اصول فطرت کے خلاف ہے ...... کیوں کہ انقلاب آنا ہے ...... تو اس انقلاب کے لئے زمین بھی ہموار ہونی ہے ...... تو جب زمین ہموار ہونی چاہیے ...... تو مطلبی وہاشمی فطرت کو اپنی اپنی ذمہ داری ادا کرتے رہنا چاہیے۔

مسئلہ آج کا نہیں ہے ۔ آج کیا ہوتا ہے، آج کیا نہیں ہوتا ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب بھی آنے والا آئے گا تو اس آنے والے کے لئے کچھ لوگوں پر تو راستہ روشن ہو ...... جو پہچان تو سکیں ۔ اتنی تاریکی نہ ہو جائے کہ پہچان ہی نہ سکیں۔

وہ وارث کعبہ آواز دے، اور لوگ حیران ہوں، اپنے مسائل میں ڈوبے ہوئے ہوں لہو ولہب میں ڈوبے ہوئے ہوں کہ ذرا یہ پروگرام ختم تو ہو جائے، ذرا یہ میچ تو ختم ہو جائے، ذرا یہ فلم تو ختم ہو جائے۔

جنگ تو ختم ہو ہی گئی ہے ۔ چلو مسئلے تو حل ہو جائیں گے ۔ اس کے بعد جائیں گے ۔ تو وہ اپنی طرف بلانے والا آواز دیتا رہ جائے گا ۔ معلوم ہوا وہی قلیل تعداد پہنچ گئی ۔ معرکہ ختم تو نہیں ہوا ۔ شکلیں بدل گئیں ۔ دور بدل گیا ہے، معرکہ تو جاری ہے ...... حسینیت بھی سامنے ہے ۔۔۔ وارثانِ کعبہ بھی سامنے ہیں ...... اور وارثانِ لات، منات وعزیٰ بھی سامنے ہیں ...... دو قوتیں ٹکرا رہی ہیں ...... فرزندِ کعبہ اسی لئے وہیں سے آئے گا ...... وارث کعبہ اس لئے وہیں سے آئے گا اور ...... اس دور کے لات، منات وہبل کو توڑتا ہوا ...... ان کے توڑنے کا اعلان کرتا ہوا ...... تو بس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عزادارانِ حسینؑ! معرکہ وہی جاری ہے...... معرکے کی جگہ بدلتی جارہی ہے...... کبھی معرکے کا میدان ---- مکہ...... کبھی معرکے کا میدان ---- مدینہ...... کبھی معرکے کا میدان ---- بدر...... کبھی معرکے کا میدان ---- احد...... کبھی معرکے کا میدان ---- خندق...... کبھی معرکے کا میدان ---- خیبر...... کبھی معرکے کا میدان ---- حنین...... کبھی معرکے کا میدان ---- طائف...... کبھی معرکے کا میدان ---- جمل...... کبھی معرکے کا میدان ---- صفین...... کبھی معرکے کا میدان ---- نہروان...... کبھی معرکے کا میدان ---- کربلا...... قوتیں تو وہی دو لڑ رہی ہیں ناں؟ قوتیں وہی دو ہیں ...... الٰہی قوت ---- وارثانِ انبیاءؑ ---- وارثانِ کعبہ...... اور دوسری طرف شیطان کے نمائندے...... معرکے کے میدان بدل رہے ہیں، معرکہ وہی جاری ہے...... اور کبھی معرکے کا میدان ---- کربلا اور کبھی کوفہ و شام...... بس مقام بدلتے چلے جارہے ہیں...... اور کبھی معرکے کا میدان ---- نجف اشرف...... اور کبھی معرکے کا میدان ---- مشہدِ مقدس۔

جگہیں بدل رہی ہیں تو اب یہ معرکے کا میدان کربلا سے منتقل ہوا شام کی طرف۔ وہی قوتیں ہیں۔ اِدھر حسینی قوت ہے، اُدھر باطل کی یزیدی قوت۔ بس پرچم بردار بدل گیا۔ کربلا میں حسینؑ کا پرچم بردار ہے عباسؑ اور شام میں امام زین العابدینؑ کی پرچم بردار ہیں ثانی زہراؑ۔ قوت وہی ہے۔ قوتوں کے تصادم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ دونوں قوتیں وہی ہیں۔ بس نام و مقام بدل رہے ہیں۔

یہاں امامؑ کی پرچم بردار ہیں ثانی زہراؑ...... وہاں امامؑ کے پرچم بردار تھے عباسؑ......

اب شام کے میدان میں معرکہ ہے...... اور اس معرکے کو سر کر رہی ہیں ثانی زہراؑ...... کربلا سے شام تک اس معرکے کو...... زینبؑ سر کرتی چلی آرہی ہیں...... ہر معرکے کو ---- لڑتی چلی آ گئیں...... یزیدیت کو شکست دیتی چلی آ گئیں...... چاہے وہ کوفے کا بازار ہو ---- چاہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دربار......اور شام کے دربار سے بھی نکل آئیں زینبؑ......زینبؑ نے شام کے بازار کو بھی فتح کرلیا......لیکن ـ ـ ـ ـ ایک مرحلہ ایسا آیا کہ ثانی زہراؑ کہتی ہیں کہ یہ مرحلہ طے کرنا زینبؑ کے اختیار میں نہیں ہے ـ وہ مرحلہ کون سا ہے کہ جب حکم ہوا کہ دربار میں اسی طرح بے مقنع و چادر سارے قیدیوں کو لے آؤ ـ دربار ـ ـ ـ کیسا دربار یزید کا؟ جس کے لئے روم و ایران سے آدمیوں کو بلایا گیا ہے کہ دربار ایسا سجاؤ کہ عقلیں دنگ رہ جائیں ـ

یہاں چار سو سے غیر مسلم مہمانوں کو بھی بلایا گیا ہے کہ ہم نے اپنی حکومت کے باغی کو قتل کردیا ہے ـ آؤ اس کی عورتیں اسیر بنا کے لائی جارہی ہیں ـ ان مقتول باغیوں کے سروں کو لایا جارہا ہے ـ چار سو نصاریٰ و یہودی بھی دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں ـ بظاہر تو روایت نے یہ کہا کہ دربار کی سجاوٹ کا کچھ ایسا عالم تھا، دربار کا ایسا منظر تھا کہ ثانی زہراؑ نے دربار میں جانے سے انکار کردیا کہ میں دربار میں نہیں جاؤں گی ـ یزید کے سامنے اس دربار میں نہیں جاؤں گی لیکن میرا دل کہتا ہے شاید ایک سبب اور بھی رہا ہو ـ دربار میں نہ جانے کا، ثانی زہراؑ، حسینؑ کی بہن ہے آخری وقت تک ان مسلمانوں کی آبرو رکھنا چاہتی ہے کہ تم نے اگر رسول کی آلؑ کے ساتھ یہ کچھ کرہی دیا تو یہود و نصاریٰ کے سامنے تو اپنے رسول کی آل کو تماشہ نہ بناؤ کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو اس کی بیٹیوں کو درباریوں کے سامنے اس طرح لے کر جاؤ ـ

الالعنت اللہ علی قوم الظالمین

ثانی زہراؑ نے انکار کردیا کہ نہیں، زینبؑ اس دربار میں نہیں جائے گی ـ

حکم شدید ہے کہ نہیں اسی عالم میں جانا پڑے گا اور زینبؑ کہتی ہے کہ نہیں علیؑ کی بیٹی اس دربار میں اس طرح نہیں جائے گی ـ

سیدِ سجادؑ کے پاس شمر پہنچا، کہو اپنی پھوپھی سے کہ اسی عالم میں دربار میں جانا ہے ـ سیدِ سجادؑ پھوپھی کے ناقے کے پاس آئے اور کہا پھوپھی اماں! اسی عالم میں دربار میں چلنا ہے ـ ذرا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سیّدِ سجادؑ سے تو پوچھیئے آپ، اس بیمارِ کربلا کے دل کا تو عالم پوچھیئے آپ کیا اس کے پاس قوت نہیں ہے؟ کیا اس کے پاس طاقت نہیں ہے؟ کیا وہ شام کی سرزمین کو پلٹ نہیں سکتا؟ کیا وہ شام کے تخت کو پلٹنے کی قوت نہیں رکھتا؟ لیکن یہ ایسا امتحان ہے سیدسجادؑ کا، جیسے علی اکبر حسینؑ سے پانی کا سوال کر رہے ہوں اور حسینؑ نہ دے سکیں۔ حسینؑ کہیں کہ بیٹا پانی کا بندوبست تو نہیں ہو سکتا۔ بس اس منزل پر سیدِ سجادؑ کہتے ہیں پھوپھی اماں! اسی عالم میں دربار میں چلنا ہے اسی شان سے دربار میں جانا ہے۔ پھوپھی نے اپنے بھتیجے کو حسرت سے دیکھا اور کہا کہ بیٹا تو وقت کا امامؑ ہے لیکن ابھی نفرین کرنے کا حق تو پروردگار نے مجھ سے نہیں چھینا؟

بس اب میں اس قوم جفا کار کے لئے بددعا کرتی ہوں۔

اے امِ ربابؑ، اے امِ لیلیٰؑ، اے امِ کلثومؑ، اے رقیہؑ، اے سکینہؑ میں بددعا کرتی ہوں تم سب آمین کہنا۔

روایت کہتی ہے زینبؑ نے بددعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، ارے انصاف کرو جو ہاتھ پس پشت بندھے ہوں گے وہ زینبؑ کیسے اٹھائے گی بددعا کے لئے۔ سامنے نوکِ نیزہ پر بھائی کے سر پر نگاہ ٹھہر گئی۔ بھائی کے سر پر نگاہ ٹھہری، تڑپ اٹھی زینبؑ۔

جو روایت کے الفاظ ہیں وہ یہ ہیں کہ زینبؑ نے دیکھا کہ اس عالم میں بھی بھائی کی آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ تڑپ اٹھی زینبؑ۔ اے ماں جائے! یہ بعد از شہادت تجھ پہ کون سی مصیبت ٹوٹ پڑی کہ تیری آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔

سرِ حسینؑ گویا ہوا اے بہن زینبؑ! ساری محنت اکارت ہوئی جا رہی ہے۔ کتنا بڑا امتحان ہے حسینؑ کا؟ کتنا بڑا امتحان ہے زینبؑ کا؟ کتنا بڑا امتحان ہے زہراؑ کی بیٹی کا؟ زینبؑ ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ زینبؑ اسی حالت میں دربار میں جانا ہوگا اگر میرے مشن کی بقاء چاہتی ہو تو زینبؑ اسی طرح بے مقنع و چادر یزید کے دربار میں جانا ہوگا۔

الالعنت اللہ علی قوم الظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آٹھویں مجلس

أعوذُ باللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمْ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ
الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلیٰ أشْرَفِ
الأنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا ابی القَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ المَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُاللّٰهِ عَلیٰ أعْدَائِهِمْ
أجْمَعِينَ مِنَ الآنَ اِلیٰ قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ أمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ فِي
كِتَابِهِ المُبِينِ وَهُوَ أصْدَقُ القَائِلِينَ وَقَوْلَهُ الحَقُ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمْ
اِنَّ اَوَّلَ بَيتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلعٰلَمِيْنَ ٥
فِيْهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا

یہ میرے لئے سوال کم اور آپ کے لئے زیادہ ہے۔ تبرک کے حوالے سے کسی نے بڑی محنت سے لکھا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ اس کو نہ پڑھوں، لہٰذا پڑھ ہی دیتا ہوں۔

سوال ہے، مومنین عام طور پر نیاز کے سلسلے میں مختلف پکوان سینٹرز سے رجوع کرتے ہیں، چاہے وہ بریانی ہو یا سالن یا حلیم مگر اس کے معیار کا خیال نہیں رکھ پاتے (کس کس چیز کا خیال رکھا کریں؟) اکثر پکوان سینٹرز پہ چربی اور غیر معیاری گوشت کا استعمال لازماً ہوتا ہے۔ اسی طرح شیر مال بھی کافی چکنا ہوتا ہے۔ جب کہ شربت کی سبیلوں پر کیمیکلز استعمال ہوتے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بیکری آئیٹمز کے متعلق تو آپ خود مشاہدہ کرتے ہوں گے؟ اس جانب بھی شعور کو اجاگر کیجئے۔

نذر و نیاز میں رقم دینا مقصود نہیں بلکہ اس کا ثواب مقصود ہے مگر اس کا اُلٹا اثر ہوتا ہے۔ مومنین کی صحت متاثر ہو جاتی ہے۔ اس سب کا خیال رکھیئے۔ جذبات یا عقیدے کی بات نہیں یہ حقیقت کی بات ہے اگر مومنین سادہ روٹی پر چنے کی دال رکھ دیں تو مقبولیت کا ذمہ آپ بھی لے سکتے ہیں (میں نہیں لے سکتا) اگر سبیلوں پر سادہ پانی بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ آبادی کی اکثریت کی طرح مومنین بھی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلاء ہیں اگر پھل تقسیم کیے جائیں تو اس کے ثمرات سب پر عیاں ہوں گے اور سستا بھی رہے گا۔ کھانے میں سبزی کا استعمال ہو سکتا ہے۔

بہر حال اس سوال میں میڈیکل کے حساب سے سب باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ خیال کرنا چاہیے خود ہی سارے مومنین کو لیکن تبرک کے معاملے میں ایک دفعہ کہا تھا تو مجھے بہت دنوں تک باتیں سننا پڑی تھیں، آپ کی جو مرضی میں آئے کیجئے۔ آپ اپنی صحت کے خود ذمہ دار ہیں۔

جہاں تک تبرک بانٹنے یا نہ بانٹنے کا تعلق ہے تو سیدھی بات ہے تبرّک جتنا سادہ ہوا تنا اچھا ہے۔ تبرّک بانٹنے کا ایک فلسفہ یہ ہے سرکار! چاہے قیمتی بانٹیں یا سستا بانٹیں۔ اس طرف توجہ ہونا ضروری ہے۔ پرانے زمانے میں تبرک کا مصرف یہ ہوتا تھا کہ جو نیاز مند ہیں اس کے، غریب ہیں ان کی عزتِ نفس محفوظ رہتی ہے اس بہانے سے ان کی مدد کر دی جاتی تھی۔ غریب غرباء کی ویسے تو عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے۔ ایک امیر شخص نے یہ کیا کہ سارے غریبوں کو بلایا اور اسی بہانے کہ بھائی تبرک ہے، سب کو کھلا دیا۔ سب کا پیٹ بھر گیا۔ گھر بھی لے گئے لیکن ہمارے یہاں تو غریبوں کے لئے ڈنڈے لے کر چار آدمی کھڑے ہوتے ہیں کہ یہ نہیں آئیں گے اور پیٹ بھروں کو خوب کھلایا جاتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ جس کی جتنی حیثیت ہے مہنگا بانٹے یا سستا بانٹے بحث اس سے نہیں ہے۔

بحث یہ ہے کہ تبرک تقسیم کرنے کا مقصدِ حصول ثواب ہے تو وہ اس وقت ملے گا جب تبرک کا صحیح مصرف ہو۔ تبرک کو اس طرح بانٹیں اگر ثواب چاہتے ہیں۔ جو چھین اور جھپٹ کر لینا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چاہ رہا ہے وہ ضرورت مند ہے۔ پیٹ بھرا تو نہیں لیتا اس طرح چھین جھپٹ کے، اس کو تو آپ عزت سے ڈرائنگ روم میں بیٹھا کر کھلاتے ہیں، وہ تبصرے بھی کر کے جاتا ہے۔ تعریفیں بھی کرتا ہے جا کے جگہ جگہ کہ تبرک ایسا تھا ویسا تھا، مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ وہ جو آرہے ہیں غریب غرباء، عورتیں بچوں کو گودیوں میں لے کر جو آرہی ہیں انہی کے لئے ہے بھائی یہ تبرک۔

انہی کو بانٹو، یہ پیٹ بھرے رہ بھی جائیں گے تو گھر میں جا کر کھالیں گے ان کے یہاں کوئی کمی نہیں ہے۔ ان غریبوں کا خیال رکھو، اصل مقصد یہی ہے کہ ان غریب غرباء، فقراء کو تبرک کے نام سے آپ نے مدد کر دی دو مہینے آٹھ دن ان کے گھر میں کھانا نہیں پکے گا۔ وہ کتنے خوش رہیں گے کہ ان کا خرچہ نہیں ہوگا۔

دو مہینے آٹھ دن ان کو امام حسینؑ کی نذر ملتی رہے گی۔ یہ تو ہے ثواب۔ اللہ بھی خوش، رسولؐ بھی خوش، امامؑ بھی خوش اور آپ کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔ باقی جو جس کی مرضی ہو کرے مجھے اس سے کوئی بحث نہیں ہے۔

مناف، نوف سے نکلا ہے۔ نوف ارتفاع و بلندی کی طرف جانے کو کہتے ہیں۔ مناف جسے بلند کیا گیا ہو۔ یہ کنیتیں! اس زمانے میں ہوتی تھیں ابوفلاں، عبد مناف وغیرہ وغیرہ۔ مناف جس کو بلند درجہ دیا گیا ہو۔

میرا آپ سے صرف اتنا سوال ہے ان سے بھی جو مجھ سے سوال کر رہے ہیں کہ ہم جو اپنی اذان میں مولا علیؑ کی ولایت کا اعلان کرتے ہیں تو اپنی نماز کے تشہد میں مولا علیؑ کی ولایت کا اعلان کیوں نہیں کرتے، بطور مستحب؟

میرے بھائی! یہ جو بات پہلے دن سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں، ہمارے یہاں قیاس نہیں ہے کہ اگر فلاں جگہ ایسا ہوتا ہے تو یہاں بھی ہوگا۔ یہ ہے قیاس اور ہمارے یہاں قیاس نہیں ہے۔ ہمارے یہاں کمی یا بیشی اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے۔ مثلاً جو لوگ کتابیں لکھ رہے ہیں، اور بدبختی پھیلا رہے ہیں تشیع میں، یہ بدبخت لوگ ہیں، یہ منافق لوگ ہیں۔ تمہیں یہ اختیار کہاں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے کہ تم نماز کو گھٹاؤ یا بڑھاؤ، یہ خدا اور اس کے رسولؐ کا اختیار ہے؟

کون سی ایسی نص صریح ہے کہ رسولؐ نے ایسی نماز پڑھی۔ یا علیؑ نے ایسی نماز پڑھی؟ خدا کو اختیار ہے یا ہمیں اختیار ہے کہ ہم نماز کو گھٹائیں یا بڑھائیں؟ ان کے آباؤ اجداد کیسے نماز پڑھتے تھے جواب کہتے ہیں کہ جو یہ شہادت نہیں دے تو وہ منافق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے باپ دادا سب منافق تھے؟ جو ویسے نماز پڑھتے تھے۔ یہ تمہیں ابھی پتہ چلا ہے کہ ایسے نماز پڑھنا صحیح ہے۔ اس کے علاوہ وہ اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں میں وہ الفاظ نہیں کہنا چاہتا اس میں تو حلالی حرامی کا بھی مسئلہ آتا ہے تو پہلے اپنے باپ دادا کے بارے میں تو بتاؤ کہ وہ کیا تھے؟

وہ جن کا ہر جگہ تم ذکر کرتے ہو کہ ہمارے باپ دادا، ہمارے باپ دادا، تو وہ جو نمازیں پڑھتے رہے ہیں، وہ جو کرتے رہے پہلے ان کے بارے میں فیصلہ کرو کہ وہ کیا تھے؟ اس کے بعد دوسروں پر یہ قیاسات اور گمان لگاؤ۔

تو بھیا! جس نے مجھے یہ سوال دیا ہے میرا نوجوان دوست، میں اس کو نہیں کہہ رہا، میں تو انھیں سنا رہا ہوں جو شر ایجاد کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ میرے بھائی یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم نماز میں ترمیم یا تنسیخ کریں اور پھر ایک علیؑ کی بات نہیں آپ مجھے بتایئے کہ آپ پورے چودہ معصومینؑ کی گواہی دیتے ہیں نماز میں یا نہیں دیتے؟ یہ درود کیا ہے، اتنی عقل نہیں ہے، اتنی سمجھ نہیں ہے؟ پروردگار نے سب کو شامل کر دیا کہ درود کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوگی تو جب درود ہو گیا تو چودہ کے چودہ آ گئے۔ تو جب چودہ کے چودہ آ گئے تو پھر اپنی مرضی چلانا کیا معنی رکھتا ہے؟

تو عزیزو! یہ نفاق والی باتیں پھیلانا، قوم میں انتشار پیدا کرنا، بجائے اس کے کہ دوسروں کے سامنے کھڑے ہوں، دوسروں سے بات کریں کہ انھوں نے یہ حالات پیدا کر دیئے کہ ہم آپس میں دست و گریباں رہیں۔ بڑے بڑے قابل لوگوں کے عقیدے منتشر کر رہے ہیں لیکن مسئلہ نہیں ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ پہلی بار نہیں ہوا۔ ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔

ایسے لوگ اپنا کام کرتے ہیں اور دین کے وارث، نظریاتی سرحدوں کے محافظ اپنا کام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے ہیں۔ خدا انہی کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں۔

ہماری مرضی یا ہماری خواہش کا نام دین نہیں ہے، یہ بات یاد رکھیئے گا۔ ہم نے علیؑ کو علیؑ اس لئے مانا ہے کہ ان پر قرآنی ہے اگر نص قرآنی نہ ہوتی تو ہم بھی نہ مانتے۔ قرآن نے کہہ دیا کہ تمہارا ولی ہے تو ہم نے بھی مان لیا کہ ہمارا ولی ہے اور جس کو قرآن نے رد کر دیا ہم نے بھی اسے رد کر دیا۔

قرآن کی نص صریح آ گئی چنانچہ ہم نے تو علیؑ کو بھی اگر مانا ہے تو خدا کی اطاعت میں کہ اگر ہم نے نہ مانا تو ہم قرآن کے دائرے سے خارج ہو جائیں گے، یہ خدا کی اطاعت کا تقاضا ہے کہ جب تک علیؑ کی ولایت کو تسلیم نہ کرلیں تو خدا کی بندگی مکمل نہیں ہوتی۔ تو وہیں تک جہاں تک خدا اور رسولؐ کا حکم ہے، خود علیؑ کا حکم ہے، علیؑ کو مانو

تو اب علیؑ سے آگے بڑھنا چاہتے ہو؟...... علیؑ سے زیادہ دین کو سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہو؟...... علیؑ سے بڑھ کر مولائی ہو گئے تم؟...... کیا ہو گئے؟...... اب یہ اپنا فیصلہ تم خود کرلو۔

تو دین میں ایسا نہیں کہ انسان اپنی مرضی سے گھٹا دے، بڑھا دے، چھوٹا کر دے یا بڑا کر دے، تو ایسا تھوڑی ہوتا ہے۔ نص صریح موجود ہے، ہم اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے، تجاوز نہیں کر سکتے۔

بڑے فخر سے لوگ نصیریوں کی بات کرتے ہیں تو نصیری کون ہیں علیؑ کی نظر میں؟...... کون ہیں نصیری؟...... صرف اپنا دامن بچانے کے لئے...... اپنے اور اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے...... ڈھال بنا لیا کس کو جو محافظِ دین ہے؟...... جو محافظِ توحید ہے...... جو محافظِ رسالت ہے...... جو محافظِ عبادت ہے۔

ارے علیؑ کا نام کیوں استعمال کرتے ہو؟ دوسرے بہت سے پڑے ہیں ان کا نام استعمال کرلو۔ معصومینؑ کے نام کیوں استعمال کرتے ہو، دین میں تحریف کے لئے؟ تو نص صریح جہاں پر آ جائے تو ہماری مرضی کی بات نہیں ارے مستحب اسے کہتے ہیں جسے رسولؐ نے مستحب قرار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیا ہو۔ میں اپنی طرف سے مستحب اس میں ڈال دوں کہ بطور مستحب کہہ دیا کریں۔ کیوں کہہ دیا کریں؟

جب چودہ معصومینؑ کی گواہی درود کی صورت میں پہلے مرحلہ پہ دے رہا ہوں نماز میں، دے رہا ہوں کہ نہیں دے رہا؟ درود کے بغیر نماز مکمل ہو جائے گی؟ تو پورے کے پورے چودہ معصومینؑ تو اللہ نے شامل کر دیئے اب اس میں آپ اپنی ترامیم کریں کہ یوں نہیں یوں پڑھو، تو بھائی تم پڑھتے رہو۔ خود ہی حساب بھی دینا۔

اور کتنی بار میں آپ کے سامنے مثال دے چکا ہوں کہ کربلا کو آپ سامنے رکھیئے، اطاعت کے معاملے میں، اگر اطاعت سمجھنا چاہتے ہیں امامؑ کی، مولاؑ کی اطاعت سمجھنا چاہتے ہیں تو کربلا کی مثال ہے۔

غیر معصومینؑ میں عالمہ غیر معلمہ، عقیلہ بنی ہاشم، ثانی زہراءؑ بھتیجا ہے، گود میں پالا ہے لیکن کوئی مسئلہ پیش آ جائے تو فرماتی ہیں تم بتاؤ بھتیجے، جل کے مر جاؤں یا باہر نکل جاؤں؟ جنابِ زینبؑ رہتی دنیا تک لوگوں کو درس دے کر جا رہی ہیں کہ یہاں اپنی مرضی نہیں چلے گی۔ زینبؑ کے لئے خیمے میں جل کے مر جانا آسان ہے، مگر بے پردہ باہر نکل جانا بڑا مشکل تھا اس لئے پوچھ رہی ہیں کہ اب تم وقت کے امامؑ ہو تم بتاؤ میں کیا کروں؟

یہی جنابِ عباسؑ کا معاملہ ہے مردوں میں کہ میری مرضی تو یہ ہے کہ میں نہر کو کھینچ کر لے آؤں اور اپنے امامؑ کے قدموں میں لا کر ڈال دوں، میری مرضی تو یہ ہے کہ میں دشمن کہ لشکر کو تہس نہس کر دوں لیکن میرے مولاؑ کی یہ مرضی نہیں ہے اور جب میرے مولاؑ کی مرضی نہیں ہے، میرے امامؑ کی مرضی نہیں ہے تو بس اب اپنی مرضی نہیں چلتی امامؑ کے سامنے۔

تو عزیزو! یہی معاملہ ہے عبادت کا، تو یہ بھٹکانے والے طرح طرح کی شکلوں میں نکل آتے ہیں ناں، یہ آتے رہتے ہیں۔ ان کا خوف نہیں ہے ہمیں، ان کا ڈر نہیں ہے ہمیں کیوں کہ خدا نے اپنے دین کے وارثوں کو بھی زبان دی ہے۔ ان کے پاس بڑی مکاری کا قلم ہے، بڑی عیاری

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی زبان ہے تو یاد رکھیئے حق کا لہجہ اس سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔حق کی زبان اس سے زیادہ پُر اثر ہوتی ہے۔حق کی زبان میں باطل سے زیادہ اثر ہوا کرتا ہے۔تو یہ تو ہو گیا آپ کے سوالات کا سلسلہ اب ہم آتے ہیں اپنی گفتگو کے اصل موضوع کی طرف۔

عزیزو! ۸ ہجری میں کعبہ، کعبہ بن گیا۔صاف ہو گیا بتوں سے کعبہ بلکہ پورے مکّے پر اسلام کا علم لہرا رہا ہے، طواف بھی ہو رہا ہے حج بھی ہو رہا ہے اور عمرے بھی ہو رہے ہیں، کتنے عرصے تک کعبہ اپنی اصل حالت پہ رہا؟ فقط پچاس سال کا عرصہ۔

کعبے کی تاریخ بڑی مظلومیت کی تاریخ ہے۔انبیاءؑ کی تاریخ کے ساتھ، ائمہؑ کی تاریخ کے ساتھ کعبے کی تاریخ چلتی ہے۔پچاس سال کعبہ، کعبہ رہا اس کے بعد کعبے کی مظلومیت پھر سامنے آنی شروع ہو گئی لیکن دو تین باتیں پھر واضح کرتا جاؤں جن کی طرف میں نے پہلی اور دوسری مجلس میں اشارہ کیا تھا۔

رسولؐ جب مکّے میں داخل ہوئے تو مطاف کی حد مقرر کی یعنی طواف کی حد، مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ۔یہ جو ہم جہاں، جس حصّے میں طواف کرتے ہیں حجرِ اسود سے سولہ گز، یعنی سولہ ہاتھ کا فاصلہ، اس سے باہر نہیں جانا اس کے اندر طواف کرنا ہے یعنی مقامِ ابراہیمؑ کے اندر اور مقامِ اسمٰعیلؑ کے باہر۔

وہ جو حطیم، وہ جو قوس آپ تصویروں میں دیکھتے ہیں۔وہ جو حج کر کے آئے ہیں انھوں نے خود دیکھ لی، جو ابھی حج کی سعادت حاصل نہیں کر سکے انھوں نے تصویروں میں دیکھی ہوگی۔کمان بنی ہوئی ہے۔رکن شامی اور رکن یمانی کے پاس ایک حطیم بنا ہوا ہے اس کو کہتے ہیں حطیم، کمان۔اس کو کہتے ہیں مقامِ اسمٰعیلؑ۔

ارکانِ حج میں ہے کہ مقامِ اسمٰعیلؑ سے چھ ہاتھ دور نہیں جانا کیوں کہ حطیم اور کعبے کی دیوار کا فاصلہ دس ہاتھ ہے لہٰذا ساڑھے چھ، سات ہاتھ کے اندر رہنا ہے۔ادھر مقامِ ابراہیمؑ کا ساڑھے سولہ ہاتھ کا فاصلہ ہے۔مقامِ ابراہیمؑ پہلے خانہ کعبہ سے قریب تھا۔جو تعمیر کے وقت اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پتھر کو اٹھا کر وہاں لے گئے تو یہ حد رسولؐ نے بنائی مطاف کی کہ حرم کے طواف کی حد یہ ہے۔

مسجدِ الحرام یہی تھی اصل، بعد میں اس کی توسیع ہونا شروع ہوئی ضرورت کے لحاظ سے۔ آج واقعی یہ ضرورت پڑی تو ہمارے یہاں بھی مجتہدین نے یہ اجازت دی کہ جو بوڑھے ہیں، جو ضعیف ہیں یا بیمار ہیں یا ضعیف خواتین ہیں وہ مقام ابراہیمؑ کے باہر سے بھی طواف کو انجام دے سکتے ہیں کیوں کہ کثیر مجمع ہوتا ہے حج کے دنوں میں۔ حج کا جو طواف ہوتا ہے وہاں سے بھی بیمار اور ضعیف خواتین طواف کر سکتی ہیں لیکن جوانوں کے لئے طواف کی حدو ہی معین ہے کہ اس کے اندر اندر طواف کرنا ہے کیوں کہ طواف کی حدو ہی ہے جو جنابِ ابراہیمؑ نے جو جنابِ آدمؑ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معین کی تھی۔

زم زم پہلے منڈیر کی صورت میں تھا بعد میں جنابِ عبدالمطلبؑ نے اس کو کنویں کی صورت میں تشکیل دیا۔ اب آج اس میں موٹریں لگی ہوئی ہیں۔ واحد پانی کا چشمہ ہے کہ جس کا پانی میٹھا ہے۔ اسی مکے میں۔ پوری سرزمین کھارے پانی کی ہے مگر یہ زم زم میٹھے پانی کا ہے۔ ایک ہی چشمہ ہے جو میٹھے پانی کا ہے۔ پوری دنیا بھی چلی جائے تو اس ایک چشمہ سے سیراب ہو جائے گی اور سب جانتے ہیں صدیوں سے سیراب ہو رہی ہے۔ زم زم میں کوئی کمی آنے والی نہیں ہے۔

یہ زم زم مقامِ ابرہیمؑ سے تھوڑے سے فاصلے پر موجود ہے اب اس کو نئی شکل دے دی گئی ہے وہ ایک الگ فاصلہ ہے مگر وہ کنواں جو تھا اس کا مقام وہی ہے۔

حجر اسود کے ساتھ، اس طرف یہ جو کونا کہلاتا ہے وہ رکنِ یمانی ہے یہ رکنِ یمانی وہی جگہ ہے جہاں سے دیوار شگافتہ ہوئی جس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں ایک عجیب سی بات عرض کروں کہ گیارہ بار تو بالکل نئے سرے سے کعبہ تعمیر ہوا ہے یعنی پہلی بار سے اور نوے سے زیادہ بار اس کی مرمت ہوئی ہے اور ہوتی رہتی ہے مستقل، ہر دس سال بعد، بیس سال کے بعد، پچاس سال کے بعد مرمت ہوتی ہے۔ پرانے ہو جاتے ہیں پتھر تو نئے پتھر لگائے جاتے ہیں لیکن جو لوگ حج کر کے آئے ہیں اور میں نے بھی دوران طواف ہاتھ پکڑا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پکڑا کے لوگوں کو وہ مقام دکھایا ہے کیوں کہ دور سے تو معلوم نہیں ہوتا شگاف مگر جب قریب سے گذریں تو نظر آ جائے گا۔

دو چیزیں نظر آئیں گی، دونشانیاں نظر آئیں گی۔ یہ دونشانیاں مولائے کائنات کی نہیں ہیں یاد رکھیئے گا۔ میں کبھی بھی ان دونوں نشانیوں کو مولائے کائنات کا معجزہ نہیں کہتا بلکہ یہ دونوں نشانیاں مادرِ بوتراب، فاطمہ بنتِ اسدؑ کی ہیں۔ جنابِ فاطمہ بنتِ اسدؑ کے معجزے ہیں۔ ان کے لئے دیوارِ کعبہ شق ہوئی ہے۔

ابوتراب کے معجزے تو بے شمار ہیں، ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا یہ بات یاد رکھیئے گا۔ یہ شگاف بنا ہے فاطمہ بنتِ اسدؑ کی خاطر، تو کعبے کا جو دروازہ ہے اس کے بالکل عقب میں یعنی پیچھے کی طرف رکنِ یمانی کے اس طرف آپ کو نظر آئیں گے یہ معجزے۔ دور سے آپ دیکھیں گے تو بلاک دروازے کی صورت میں۔ لکیریں آگے بالکل ٹیڑھی ہو جائیں گی اور ایک دروازے کی صورت بن جائے گی جس کو مستجار کہا جاتا ہے۔

خیر وہ جو رکن یمانی کا کونہ ہے۔ اس میں جب آپ طواف کرتے کرتے قریب پہنچیں گے شاذروان کے پاس۔ شاذروان کیا چیز ہے؟ کعبے کی دیوار کے ساتھ چبوترا جیسا بنا دیا گیا ہے، چھوٹا سا تین یا چار فٹ اونچا تا کہ لوگ پسیں نہیں اور گریں تو ہاتھ ٹیک لیں۔ شاذروان کے ساتھ جب آئیں گے دیوار کے ساتھ ہاتھ لگاتے لگاتے تو رکنِ یمانی کے پاس جب آپ پہنچیں گے تو آپ کو نظر آئے گا کہ آپ کے قد کے برابر، ایک انسان کے قد کے برابر سے لے کر نیچے تک پوری دیوار میں بلاک ہیں، بالکل برابر کے بلاک جو لگائے جاتے ہیں۔ اس جگہ پر آ کر بلاک ٹوٹ گئے، بلاک ٹوٹ جاتے ہیں، وہ لکیریں ختم ہو جاتی ہیں سمینٹ کی، اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیسہ، پتھر، سیمنٹ اور کیلیں ٹھونک کر اس دیوار کو روکا گیا ہے۔

اس کنارے کا یہ پہلو ۳۰ عام الفیل سے لے کر آج ۱۴۲۱ ہجری قمری تک برقرار ہے۔ یعنی تقریباً ساڑھے چودہ سو سال کا وقت گذر چکا ہے اور کعبے کی دیوار میں شگاف کی نشاندہی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

برقرار ہے۔ کتنی ہی بار اس کو تعمیر کر لیں، رکن یمانی پہ آ کے انھیں وہی سیمنٹ وہی سیسہ وہی میخیں ٹھونکنی پڑتی ہیں اس دیوار کو روکنے کے لئے۔ بلاک کا سسٹم ختم ہو جاتا ہے سیمنٹ سیسے اور کیلوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے ٹوٹا ہے اور یہاں پر کچھ بھرا گیا ہے کچھ مصالحہ بھرا گیا ہے۔ یہ بات میں اس لئے کر رہا ہوں کہ ہزاروں مومنین آ گئے انھیں پتا ہی نہیں، دیکھ کے نہیں آئے اور کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو شگاف دیکھا ہی نہیں۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں۔ بتا تا رہتا ہوں کہ اگر آپ جائیں اور خدا آپ کو توفیق دے آپ ضرور جائیں۔

سب سے بڑی، سب سے مہنگی، بامشقت عبادت ہے حج۔ اسی لئے زندگی میں ایک بار اسے واجب قرار دیا گیا ہے کیوں؟ اس لئے کہ یہ ایک بار کرنا ہی بھاری پڑ جاتا ہے۔ عرفات اور منیٰ کا جو قیام ہے نا، شیطان کو پتھر مارنے سے پہلے شیطان اپنا پورا بدلہ لے چکا ہوتا ہے۔ وہ جو رات گذارتے ہیں نا، میں پتھر ڈھونڈتے ہوئے اور صبح جب لڑتے بھڑتے حاجی منیٰ پہنچتے ہیں تو شیطان خوش ہو رہا ہوتا ہے کہ اب جتنے پتھر مارنے ہیں مجھے مارو۔ تمہارا حج تو میں نے نکال ہی دیا۔

تو وہ اپنا بدلہ پہلے ہی لے چکا ہوتا ہے، تو یہ حالت ہوش کی ہوتی ہے حاجیوں کی عرفات کے قیام اور منیٰ تک پہنچتے پہنچتے کہ جناب حالت احرام میں وہاں ماشاءاللہ مقابلے ہو رہے ہوتے ہیں حاجیوں کے آپس میں ریسلنگ اور کشتی کے مقابلے ہو رہے ہوتے ہیں اور زبان درازی کی تو آپ پوچھیئے مت۔

اس لئے صرف یہ چاہتے ہیں بابا جلدی سے جان چھٹے اور بھاگیں یہاں سے۔ اسی لئے ایک بار واجب قرار دیا گیا ہے۔ اتنا مشکل ہے حج۔ ایک مہینے تک کلاس لو حاجیوں کی اور پھر بتاتے رہو کہ دیکھو بھائی صبر کرنا ہے، صبر کرنا ہے لیکن ساری کی ساری دھری رہ جاتی ہیں کلاسیں جب منیٰ کا ہنگامہ سامنے آتا ہے۔

وہ بات جو سب نے سن رکھی ہے کہ روزِ حشر کوئی کسی کا نہیں ہوگا۔ بالکل روزِ حشر کا نقشہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتا ہے۔ نہ دوست دوست کا ہوگا، نہ بھائی بھائی کا ہوگا۔ سب اپنا اپنا نامہ اعمال لئے بھاگے چلے جا رہے ہوں گے وہی منظر ہوتا ہے حج میں کہ میں جلدی سے پتھر ماروں اور احرام سے جان چھڑاؤں اور یقین کریں عبرت کا منظر ہوتا ہے اور بتا اس لئے رہا ہوں کہ خدا نا معلوم کتنوں کو آئندہ برسوں میں حج کی توفیق دے گا۔

بہر حال اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ منظر میں نے خود دیکھا ہے کہ شام کو احرام کی کیا حالت ہوتی ہے کہ جس کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ اس کو حفاظت سے لاؤ پاک کر کے رکھ لو اور اپنے کفن کی چادر قرار دو۔ وہی احرام کیچڑ میں، نجس حالت میں، خون میں اور او جھڑیوں میں پڑا ہوتا ہے۔

حمام میں گئے اور احرام کو پھینک دیا باہر اٹھا کے جیسے کوئی بوجھ تھا، جسے اتارنا جلد سے جلد ضروری ہو اور واقعی اللہ بھی ایسے بے صبروں سے یہی چاہتا ہوگا کہ یہ احرام کو ایسے ہی پھینک کے جائیں۔ نظر آئے دنیا کو کہ یہ ان کے احرام کی حالت تھی جسے انھوں نے باندھا تھا۔ ٹائلٹ کے ساتھ پڑا ہوا ہے۔ پھینک دیا احرام اور اپنی شلوار قمیض پہن کر باہر نکل آئے کہ ہاں بھئی حج ہوگیا۔ مبارک باد لی اور بال منڈوا دیئے، گنجے ہوگئے۔ احرام کی حالت ہی بتا دیتی ہے کہ حاجیوں کا حج کیا ہوا؟ وہ احرام کے دو کپڑے ان کے لئے عذاب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ جب آپ جائیں تو ان باتوں کا ضرور خیال رکھیں اور بڑے صبر و تحمل کے ساتھ حج کریں۔ کھانے پر جھگڑا، پانی پر جھگڑا، چپل پہننے پر جھگڑا، اچھے پڑھے لکھے لوگ لیکن اٹھنے اور بیٹھنے پر جھگڑا، لیٹنے کی جگہ پر جھگڑا، سونے کی جگہ پر جھگڑا۔ اسی لئے زندگی میں فقط ایک بار واجب قرار دیا گیا ہے۔ اتنی سخت عبادت ہے حج۔ اتنے سخت ہیں مناسکِ حج اور جو ان عبادات کو اپنے لئے سخت نہیں سمجھتا اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ حج کر رہا ہوں۔ اس میں تو پریشانیاں ہیں ہی۔

ہم کہہ رہے ہیں ایک لاکھ خرچ کیا ہے پریشانی کیوں اٹھائیں؟ پھر وہ وی آئی پی حج بھی ہوتا ہے وہاں اس میں ایئر کنڈیشن خیمے، فائیو اسٹار ایئر کنڈیشنڈ ہوٹلز میں آ کر بیٹھتے ہیں مزے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے، عام حاجیوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں، بڑے مزے سے کھیل تماشے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ حاجیوں کا وی آئی پی حج کر کے وہاں سے چلے آتے ہیں۔

تو ایسا حج کر لیجئے آپ لیکن اللہ کی بارگاہ میں اس حج کا کیا مقام ہوگا؟ قبول ہوگا یا رد ہو گا، جو بھی ہو نام آپ کا حاجی ہو جائے گا کہ خانہ کعبہ کا طواف کر آئے۔ نام تو آپ کا حاجیوں میں آ ہی جائے گا۔ قبول اور عدم قبول وہ ایک الگ قصہ ہے۔ تو اتنے سخت ہیں حج کے مناسک۔

کعبے کا ذکر ہے نا اس لئے میں یہ باتیں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ جب آپ حج پر جائیں یا کسی کو بھیجیں یا خود کسی کی نیابت کریں تو ذہنی طور پر تیار رہیں کہ بڑی سے بڑی مشکل پڑے گی۔ حج ہے ہی مشکلات کا نام۔ حج آسانیوں کا نام تو نہیں ہے۔

تو شیطان حاجیوں سے اپنے بدلے لے لیتا ہے۔ ان حاجیوں کے منیٰ میں خوب جھگڑے کراتا ہے، خوب مار پٹائی کراتا ہے۔ حاجی زبان سے بھی ماشاللہ بڑے اچھے کلمات ادا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو خوب بُرا بھلا کہتے ہیں تو شیطان خوش ہوتا ہے کہ اب مارو مجھے جتنے پتھر مارنے ہیں میں نے تمہارے دل میں فساد پیدا کر کے پہلے ہی تمھارا حساب برابر کر دیا ہے۔ تمھارا حج ضائع کرا دیا ہے۔

تم مجھے پتھر مارنے آئے ہو لو میں نے تم سے پہلے ہی اپنا بدلہ چکا لیا۔ ان کا احرام خراب کرا دو۔ پھر اس کے بعد یہ جو چاہیں کریں، یہ جیسے چاہیں کریں۔

تو کعبہ، کعبے سے لے کر عرفات، منیٰ مزدلفہ کتنے ہی مناسک ہیں۔ اسی لئے بس ایک دفعہ واجب کیا ہے، زیادہ بار نہیں۔ بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ایک ہی بار کر لو تو بڑی بات ہے۔

عزیزو! ایک واجب کام ہے۔ آپ سال بھر میں کتنے واجب کام کرتے ہیں کبھی آپ نے سوچا؟ جس کو اللہ نے توفیق دی ہے۔ استطاعت شرط ہے جس کے پاس نہیں ہے خرچہ، چلا جائے بال بچوں کے پاس خرچہ نہ ہو اس پر واجب نہیں ہے اسی لئے ایسے لوگ تو ہیں ناں کہ جو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گرمیوں کی چھٹیوں پر ایک لاکھ خرچ کر آتے ہیں، بچوں کو ساتھ لے جا کر گھمانے پھرانے پر، اِدھر چلے گئے اُدھر چلے گئے۔ یورپ تک چلے جاتے ہیں چھٹیوں میں لیکن حج واجب ہے۔ زندگی میں ایک بار حج ضرور ادا کرو۔

اس نیت سے ادا کرو کہ دیکھو خدا کا گھر تو ہے ہی۔ خانہ کعبہ کی زیارت عبادت تو ہے ہی لیکن اپنی آنکھوں سے جا کر وہ معجزے تو دیکھ کے آئیں جو ساڑھے چودہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی آج اعلان کر رہے ہیں علیؑ کی حقانیت کا اور مادرِ علیؑ کی حقانیت کا کہ یہ کوئی عام لوگ نہیں ہیں جن کے لئے پروردگار نے اپنے گھر میں دیوار شق کر کے دروازہ بنا دیا۔ دروازہ نہیں کھولا بلکہ دیوار کو شگافتہ کر دیا، دروازہ کھلتا تو آج فقط کتابوں میں لکھا ہوتا مگر دیوار میں شگاف کو کتنی ہی بار مرمتوں اور نئی تعمیرات کے باوجود برقرار رکھ کر منکر ترین شخص کے لئے عینی شہادت کا ثبوت بھی برقرار رکھا۔ دروازہ کھلتا ہے، یہاں تو دیوار کو شق کر دیا کہ دیکھو یہ کوئی عام لوگ نہیں ہیں بلکہ یہی وارثِ کعبہ ہیں، یہی کعبے کے محافظ ہیں۔ ان کا اوّل بھی یہاں آیا اور ان کا آخری بھی یہیں سے اپنے ظہور کا اعلان کرے گا۔ چیلنج ہے یہ۔ یہیں مقامِ ابراہیمؑ اور رکن کے درمیان کھڑے ہو کے وہ فرزندِ بوترابؑ ساری دنیا کے سامنے اپنی آمد کا اعلان کرے گا۔ زمین اپنی طنابیں کھینچے گی اور پہلے مرحلے میں اس کے تین سو تیرہ سالار اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اس غلط فہمی میں نہ رہیے گا کہ اس کے سپاہی کل تین سو تیرہ ہوں گے۔ نہیں بلکہ سالار تین سو تیرہ ہوں گے۔ سپاہی تو اس کے بھی لاکھوں ہوں گے۔ لشکر تو اس کا بھی لاکھوں نفوس پہ مشتمل ہوگا۔

سقائی کرنے والے بھی ہوں گے، مشکیزے اٹھانے والے، سامان اٹھانے والے بھی ہوں گے۔ ہم انھیں میں شامل ہو گئے تو بڑی بات ہے۔ خدمت کرنے والوں میں بھی شمار کر لئے گئے تو ہمارے لئے یہ بھی بڑی بات ہے۔ آدمی کو مایوس نہیں ہونا چاہیے کہ ہم کہاں اور وہ کہاں؟ نہیں اپنے جذبے جوان رکھو، اپنی محبت کو زندہ رکھو امامؑ کے ساتھ۔

اگر حقیقی محبت ہے، خالص محبت ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہر قسم کی درجہ بندی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوگی۔ کسی نہ کسی منصب کے تو قابل ہوں گے؟ کسی نہ کسی اہلیت کے تو حامل ہوں گے، نہ ہوئے تو سامان اٹھانے والے بھی تو ہوتے ہیں فوج میں، سپاہیوں کی خدمت کرنے والے بھی تو ہوتے ہیں فوج میں۔ امامؑ کے لشکر کے سپاہیوں کے خدمت گذاروں میں بھی نام آ گیا تو امامؑ کے خادموں میں قرار پا گئے کہ نہیں؟ امامؑ کی فوج کے خادم ہو گئے یا نہیں؟

لاکھوں پر مشتمل لشکر ہوگا مگر اعلانِ ظہور وہیں کعبے سے ہوگا۔ ایک ہی مرکز ہے۔ پہلا آدمؑ بھی یہیں آیا۔ نوحؑ نے تجدید کی، شیثؑ نے تجدید کی، ابراہیمؑ نے تجدید کی، پیغمبرؐ نے تجدید کی، علیؑ وہیں آئے تو آخر بھی وہیں سے آئے گا۔ حقانیت کا اعلان کرنے کے لئے کہ دیکھو! جو وارث ہے وہ یہیں پہ آ کے اعلان کرے گا اور اس کی شبیہ ڈھونڈنے کے لئے آپ کو نقشے نہیں بنانے پڑیں گے کہ جیسے چاند میں کسی کو کچھ نظر آ رہا ہے تو کسی کو حجرِ اسود میں کچھ نظر آ رہا ہے۔

ارے بھائی! اس دیوار کے سامنے اگربتی جلاؤ تو اس کے دھوئیں سے بھی کچھ بنا ہوا نظر آنے لگے گا۔ ایسے نہیں آئے گا وہ آنے والا۔ اس طرح تھوڑی آئے گا۔ جو مشکوک ہو، جسے شناخت کرنا پڑے کہ ہے کہ نہیں ہے؟ یا لکھا ہے کہ نہیں؟ نہیں بھائی وہ تو اپنے آنے کا اعلان کرے گا اور کعبے سے اپنی آمد کا اعلان کرے گا کہ میں ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث اور اعلان بھی ایسا اعلان، چاہے اس کو آپ سائنٹیفک نظر سے دیکھئے، چاہے اس کو آپ عقیدتی نظر سے دیکھئے۔ دونوں طرح سے کہ کائنات کا ہر ذی روح اس کی آواز کو سُنے گا۔ تو جب ہر آدمی سنے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آواز بچی ہے۔ اب وہ چاہے اپنی ولایت تکوینی سے اس کو استعمال کرے اور چاہے آپ اس کی اس استعداد کو سائنٹیفک نظر سے دیکھئے۔ اتنا کنٹرول کر چکا ہوگا وہ اس سارے مواصلاتی نظام پر، جیسے آج کر لیتے ہیں کنٹرول۔ جب عام انسان کنٹرول کر سکتا ہے کہ آپ کی نشریات کو روک کر اپنی نشریات جاری کر دے تو وہ جو پروردگار کی دی ہوئی طاقت سے کائنات پر حقِ تصرف رکھتا ہے، اس کے لئے کون سی بڑی بات ہے؟

بتائیے آج بھی ایسا ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا کہ دوسروں کی نشریات روکیں اپنی نشریات

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جاری کر دیں۔ یا جام کر دیں نشریات۔ ابھی حال حاضر کی بات ہے عراق اور اتحادیوں کی نام نہاد جنگ میں آپ نے دیکھا۔ ان کی نشریات، وائرلیس اور دوسرا تمام مواصلاتی سلسلہ سب جام کر دیا گیا تھا۔ تو جب ان کے پاس اتنی قوت ہے تو جس کے اشارے پر چاند اور سورج کی گردش ہو، جو حقِ تصرف رکھتا ہو، ولایت تکوینی رکھتا ہو۔ اس کے لئے ایسا کرنا کون سی بڑی بات ہے؟

سارے مواصلاتی نظام کو روکا تو دنیا کا ہر ریڈیو، ہر ٹی وی، تمام میڈیا اسی کا اعلان کر رہا ہوگا کہ وہ آ گیا ہے لیکن عزیزو! خالی نام کا عقیدہ نہیں کہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پڑھ کر چلے جاؤ۔ نہیں، بنی اسرائیل کو ساڑھے چار سو سال انتظار کرنا پڑا جناب موسیٰ کا کیوں؟ اس کے باوجود کہ سب کو پتا تھا کہ آنے والا آئے گا لیکن بس چل رہی تھی گاڑی۔ ایسے ہی نیم دلی سے پکارتے تھے جیسے ہم آپ مگر جب مظالم انتہا کو پہنچ گئے قبطیوں کے، فرعونیوں کے تو اب تڑپ تڑپ کے پکار رہے ہیں کہ کب آئے گا؟ کب آئے گا آنے والا؟ جب تڑپ کے پکارا تو نجات دہندہ آ گیا۔

جناب موسیٰ آ گئے تو ایک رکاوٹ یہ بھی تو ہے نا؟ کوئی دن تاریخ تو نہیں بتائی جا سکتی کہ کب آئے گا؟ یہ بھی ہے کہ تڑپ کر پکارو جب تڑپ کر پکاریں گے تو کیسے نہیں آئے گا مدد کے لئے؟ بالکل آئے گا۔ پہلے اپنے دل میں جھانک کر دیکھے انسان کہ اپنے امامؑ سے محبت و مودّت ہے کہ نہیں ہے؟

بہت ہی معذرت کے ساتھ کہ آپ نیمہ شعبان میں امامؑ کی خدمت میں اپنی حاجات لے کر تو جاتے ہیں حالانکہ ہماری سب سے بڑی حاجت کیا ہونی چاہیے کہ مولا آپ خود آ جایئے کچھ نہیں چاہیے۔ ذرا بس یہ تصور کیجئے معذرت کے ساتھ۔ توجہ دلا رہا ہوں اس طرف آپ کی۔ ہم عریضے ڈالتے ہیں بالکل ڈالنے چاہئیں کیوں نہیں مانگیں اپنے امامؑ کے توسط سے نہیں مانگیں تو کس کے توسط سے مانگیں؟ لیکن عزیزو! جو مانگتے ہو وہی مل جاتا ہے۔ تم نے اسے کب مانگا؟ وہ تو فقط مجلس میں زیارت کا آخری جملہ ہوتا ہے روایتی طور پر کہ "تعجیل فرمایئے" تشریف لے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آ جائیے۔

تو جتنی تڑپ کے ساتھ اپنی حاجات کے لئے اس سے سوال کرتے ہو اگر ایک ہی حاجت ہو جاتی سب کی مولا کچھ نہیں چاہتے بس تو آ جا۔

تو بس جب وہ آ جائے تو اور کیا چاہیئے ہمیں؟ تو بس تمنا یہ ہو کہ تیرے قدموں پہ اب جان قربان کر دیں گے۔ تیرے ساتھ ہمیں سب کچھ مل گیا جس کو امامؑ خود مل جائے اس کو دنیا کی کوئی اور چیز درکار ہے؟ کچھ درکار نہیں ہے۔

تو وہ تڑپ ہونی چاہیئے۔ ایک آپ کو اشارہ دے رہا ہوں ویسے آپ آزاد ہیں جو چاہیں کریں لیکن جتنا تڑپ تڑپ کے، گڑ گڑا کے اس سے ہم اپنی حاجات مانگتے ہیں۔ مولا نوکری دیدے، مولا یہ دیدے، مولا وہ دیدے۔ ٹھیک ہے مانگو، وہی دیں گے اور کون دے گا؟

یہ پوری کائنات انہی کا صدقہ ہے لیکن اگر اتنی تڑپ کے ساتھ امامؑ کو پکاریں کہ مولا کچھ نہیں چاہیئے بس آپؑ آ جائیے۔ آپؑ کے بغیر دل تنگ ہو گئے ہیں ہم۔ تو تڑپ اور محبت، اور محبت کے بھی تو معیار ہیں۔ مودّت کے بھی معیار ہیں۔ دل میں جس کی محبت ہوتی ہے۔ جس چیز کی بھی تڑپ زیادہ ہوتی ہے وہ دنیا میں سامنے آ جاتی ہے۔ عزیزو! اگر آپ کے دل میں امامؑ کی محبت ہے تو اس کا اظہار بھی ہونا چاہیئے۔ وہ محبت نظر بھی آنی چاہیئے۔ تو جب ایک بار عریضے جائیں گے امامؑ کی خدمت میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں کہ میرے چاہنے والوں کو مجھ سے کوئی حاجت نہیں سوائے اس کے کہ صرف مجھے چاہتے ہیں۔

جب امامؑ عریضے کھولتے ہوں گے۔ یہ چاہیئے، وہ چاہیئے اچھا کسی نے مجھے نہیں بلایا؟ کسی نے نہیں کہا کہ مولا فقط آپؑ کی ضرورت ہے۔ دے دیتے ہوں گے کہ اچھا جس کی جو ضرورت ہے۔ بعض کو مطلوبہ چیز نہیں ملتی تو وہ بھی اس کی مصلحت میں اسی کے فائدے میں۔ کیوں کہ ہم تو مانگ لیتے ہیں۔ ہمیں کیا پتا کہ ہماری مانگی ہوئی چیز ہمیں مل بھی گئی تو اس میں ہمارا سراسر نقصان ہو۔ تو بعض اوقات دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو یہ مت سمجھئے گا کہ سنوائی نہیں ہوئی بلکہ اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں بھی ہماری بھلائی ہوتی ہے اگر قبول نہیں ہو رہی ہے دعا۔ تو اس میں بھی ہمارا ہی فائدہ چھپا ہوا ہے۔ وہ بھی تو عریضے دیکھتے ہوں گے۔ اگر ہم ان کی آمد کی عریضے میں خواہش کریں کہ خوش تو ہوں امامؑ کہ میرے چاہنے والے نے مجھے بلایا ہے۔

انھوں نے مجھے بلایا، مجھے آواز دی اور کچھ نہیں مانگا۔ دیکھتے ہوں گے کہ مجھے تو نہیں بلا رہے اور ہی سب کچھ مانگ رہے ہیں۔ مجھے کسی نے نہیں بلایا۔ ایک عریضے میں بھی نہیں لکھا کہ مولاؑ آپ آجایئے ہمیں آپ کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ تو پھر یہ سوچنے کی بات ہے کہ نہیں؟

محبت کے معیار کو بھی ایک قدم آگے بڑھانا ہوگا۔ تربیت کے دوسرے مرحلے میں قدم رکھنا ہوگا کہ اتنا عرصہ گزار دیا۔ اب حالات کہتے ہیں کہ نہیں اب اور آگے بڑھو۔ اب شعور اور آگہی کے راستے پر قدم بڑھاؤ کہ محبت کے کچھ اور بھی تقاضے ہیں۔ مودّت کے کچھ اور بھی تو تقاضے ہیں۔

تو کعبہ ان کی میراث۔ پہلا وہیں، وسط بھی وہیں اور آخری بھی وہیں۔ اسی مقام سے آ کے اعلان کرے گا کہ دیکھو میں ہی کعبے کا وارث ہوں میں ہی کعبے کا محافظ ہوں۔

جس طرح میرے جدّ علیؑ نے کعبے کو بتوں سے پاک کیا تھا اسی طرح میں بھی ان جدید بتوں سے کعبے کو پاک کروں گا۔ شکل بدل گئی نا، بت جدید شکل میں آگئے۔ وہی ہو رہا ہے۔

۶۰ ہجری میں امیر شام مر گیا۔ اپنے حقیقی ٹھکانے پر پہنچ گیا۔ بیعت کا سوال آگیا۔ اب یہاں سے کعبے کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ بیعت کا سوال آیا۔ فرزندِ بوترابؑ کربلا کی طرف چلے گئے اور عبداللہ ابن زبیر بھی۔ کیوں کہ زبیر کا بیٹا ہے۔ اثر و رسوخ ہے معاشرے میں لہٰذا مکے پہ جا کے اقتدار قائم کر لیا۔ سن ساٹھ ہجری سے عبداللہ ابن زبیر کا حکم چلتا ہے مکے پہ، دمشق میں کوئی بھی حاکم بیٹھے عبداللہ ابن زبیر مکے پر قابض ہے۔ یاد رکھیئے گا۔ ابن زبیر سن ۷۲ ہجری یعنی اپنے قتل تک بارہ سال مکے پر حاکم رہا ہے۔ دو حکومتیں چلتی رہیں یعنی ایک تو دمشق کی حکومت دوسری طرف جنابِ مختارؒ کا بھی مسئلہ ہوا ۶۷۔۶۶ میں مگر یہ کہ مکہ عبداللہ ابن زبیر کے ہاتھ میں ہے۔

عبداللہ ابن زبیر نے مکے میں پناہ لے لی۔ پہنچ گیا مکے، اپنا اثر و رسوخ قائم کیا۔ واقعہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کربلا ختم ہوا۔ کئی بار کوشش کی یزید نے مگر عبداللہ ابن زبیر قابو میں نہیں آیا۔ ۶۴ ہجری میں یزید نے مسلم ابن عقبہ کو لشکر دے کر بھیجا مکہ اور مدینے کی تاراجی کے لئے۔ یہ واقعات بھی میں امامت اور ملوکیت کے ذیل میں پچھلے سال تفصیل سے پڑھ چکا ہوں۔ اس لئے ان واقعات کو نہیں دھراؤں گا۔

آگے بڑھا مسلم ابن عقبہ مدینے کو تاراج کر چکا اب مکے کی طرف بڑھا راستے میں مر گیا۔ کیوں کہ کعبے کی بے حرمتی کی تھی۔ مدینۃ النبیؐ کی بے حرمتی کی تھی۔ صحابہ کرامؓ کی بے حرمتی کی تھی۔ مدینے کی گلیوں میں سڑکوں پہ لہٰذا اس کے ہاتھ پیر شل ہوئے کوڑھ کا مریض ہوا اور راستے میں ہی مر گیا۔ مسلم نے مرنے سے پہلے حصین ابن نمیر کو سالار بنایا کہ تو مکے میں جا کر عبداللہ ابن زبیر کا خاتمہ کر۔

حصین ابن نمیر نے ۶۴ ہجری میں، تمام تاریخیں متفق ہیں، حوالے دینے کی مجھے ضرورت نہیں اس واقعے کے لئے کہ کون سی تاریخ میں ہے آنکھ بند کر کے یزید کے دور حکومت کی کوئی سی بھی تاریخ اٹھا کر پڑھ لیجئے گا۔

۶۴ ہجری میں واقعہ حرا مدینے میں ہو گیا۔ حصین ابن نمیر نے مکے کا محاصرہ کیا، عبداللہ ابن زبیر محصور ہو گیا مگر مقابلہ کرتا رہا۔ منجنیقوں سے پہلی بار آگ برسائی گئی۔ آپ کہیں گے کہ کیوں ایسا ہوا؟ ابرھا کے حملے کے موقع پر ابابیلوں کا لشکر بھیج کر اللہ نے کعبے کی حفاظت کی اور حصین ابن نمیر منجنیقوں سے آگ برسا رہا ہے، کعبے میں آگ لگ گئی، کعبے کی عمارت ڈھ گئی لیکن کوئی ابابیلوں کا لشکر نہیں آیا؟

تو کیوں آئے گا؟ اُس وقت اس لئے ابابیلوں کا لشکر آیا تھا کہ جناب عبدالمطلبؑ تنہا تھے کعبے کے محافظ، کوئی مسلمان نہیں تھا جو کعبے کے تحفظ کے لئے بڑھتا۔ سوائے عبدالمطلبؑ کے، جناب عبدالمطلبؑ تنہا تھے لیکن اس کے باوجود کھڑے تھے کعبے کے دروازے پر کہ میں کعبے کا محافظ ہوں، میں کعبے کو تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، میرے اوپر سے ہاتھی گذر جائیں پھر کعبے کو ڈھا دیں۔ تو وہ ایک اکیلا تھا تو پروردگار نے اس کی نصرت کی اپنا لشکر بھیج کے کہ اکیلا ہے ہم مدد کریں گے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہاں تو معاملہ ہی دوسرا ہے۔ اندر والے بھی مسلمان، حملہ کرنے والے بھی مسلمان۔ باہر والے بھی مسلمان، یہاں والے بھی مسلمان۔ یہاں عبداللہ ابن زبیر وہاں حصین ابن نمیر۔ ان کے لئے اگر ابابیلوں کا لشکر آجاتا تو ایک ظالم کی تائید اور دوسرے ظالم کی تردید و مخالفت ہوجاتی۔ سمجھے آپ بات کو؟ کیوں کہ یہاں کون سا شریف آدمی بیٹھا تھا اندر، تو اب کعبے کو بچانے کے لئے ابابیلوں کا لشکر آجاتا تو عبداللہ ابن زبیر اپنی تائید میں لیتا کہ دیکھو! اللہ نے میری تائید کی، مدد کی۔ تو مشیت الٰہی نے یہ تو گوارا کیا کہ کعبے کی حرمت پامال ہوجائے، کعبہ ڈھ جائے مگر یہ گوارا نہیں کیا کہ کسی ظالم کی تائید ہوجائے۔

سرکار! وہاں وہ ایک تھا مگر عبدالمطلبؑ تھا۔ مشیت تائید کیوں نہ کرتی کہ یہ وصی ہے، حجت خدا ہے؟ یہ میری حجت ہے زمین پر۔ اس کی تائید ہوگی، اس کی مدد ہوگی۔ قیامت تک لوگ کہیں گے کہ ابابیلوں کا لشکر آیا عبدالمطلبؑ کی نصرت کے لئے۔ کیوں کہ تنہا تھا مگر حق پر تھا۔ تو پروردگار کو حق کی تائید کرنا تھی۔ یہاں کیسے تائید ہوتی؟

اُدھر حصین ابن نمیر، وہ بھی ظالم کا نمائندہ، اور اِدھر کعبے میں جو ہے، وہ بھی اپنے اقتدار کے لئے جنگ لڑ رہا ہے۔ اس نے بھی معصومینؑ کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ بھی جمل میں علیؑ کے مقابلے پر آیا تھا۔

اب ابابیلوں کا لشکر کیوں آئے؟ ابابیلوں کا لشکر آئے گا تو تائید ہوجائے گی، اس کی جو علیؑ کے مقابلے پر آیا تھا۔ تصدیق ہوجائے گی اس کی جو علیؑ کے مقابلے پر آیا تھا لہٰذا تائید نہیں ہوگی اللہ کی طرف سے، کعبہ ڈھتا ہے تو ڈھ جائے۔ اللہ کی طرف سے ظالم کی تائید نہیں ہوگی۔

گھبرائیے گا مت آپ! بہت روایات ہیں۔ پیغمبرؐ سے بھی روایت ہے کہ کعبے کی حرمت سے زیادہ مومن کی حرمت ہے۔ اگر ایک طرف مومن کی حرمت کا سوال ہو اور دوسری طرف کعبے کی حرمت کا سوال، تو مومن کی حرمت بچالو، کعبے کی حرمت چھوڑ دو۔ یہ ہے انسانیت، یہ ہے مومن کا مرتبہ، یہ ہے مومن کی حرمت تو یہاں تو مسئلہ عام مومن کا نہیں ہے امیرالمومنینؑ کا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہاں فقط مومن کی بات نہیں اس لئے کہ اگر عبداللہ ابن زبیر کے لئے غیبی مدد آجائے تو لوگ کہیں گے یہی امیر المومنین ہے۔ خدا نے اس کی تائید کی ہے، خدا نے اس کی مدد کی ہے۔ منجنیقوں سے آگ برسائی گئی۔ کوہ ابوقبیس، کوہ حجو، ان تمام پہاڑوں سے کوہ قیعقاں پہ منجنیقیں نصب کی گئیں۔ حکم ہوا کعبے پہ آگ برسادو نتیجتاً کعبے کو آگ لگ گئی۔

۶۴ ہجری کی تاریخ، یزید مرگیا، جہنم واصل ہوا۔ نتیجے میں مکے سے محاصرہ اٹھانا پڑا اور حصین ابن نمیر کو بھاگنا پڑا۔ فتح شکست میں بدل گئی۔ عبداللہ ابن زبیر کی شکست ہونے والی تھی۔ یزید کی موت کی وجہ سے حصین کو بھاگنا پڑا۔ اس کے بعد عبداللہ ابن زبیر نے کعبے کو نئے سرے سے تعمیر کیا۔

یہ ۶۴ ہجری میں کعبے کے ساتھ یہ ہوا کہ کعبے کو آگ لگی اور کعبے کے انہدام کے نتیجے میں کعبے کو دوبارہ تعمیر کیا گیا اور اس کے بعد اب ۷۲ ہجری آئی۔ پھر کعبے پر ظلم ہوا اب عبدالملک بن مروان بیٹھا ہے دمشق میں۔ یزید کے بعد مروان، مروان کے بعد اس کا بیٹا، عبدالملک ابن مروان اور اس کو گورنر کون؟ حجاج ابن یوسف ثقفی ہیرو اسلام کی تاریخ کا۔ اس کو ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے نا؟ ہیرو ہے یہ اسلام کا۔ خدا کا شکر ہے ہمارے پاس ایسا کوئی ہیرو نہیں ہے۔ آپ ہی کے پاس ہیں یہ جتنے بھی ہیرو ہیں۔ اس کو ہیرو بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ اس پر ٹیلی ویژن سے ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں کہ جو کردار ہے اس کا اس پر پردے ڈالیں جائیں۔

حجاج کے بڑے بڑے معجزے ہیں۔ جو لوگ سرے سے معجزے ہی کے قائل نہیں ہیں وہ بھی حجاج کے معجزوں کے قائل ہیں۔ آپ تاریخ کی ستم ظریفی تو دیکھئے! کہ جو نبیؐ کے لئے معجزے کے قائل نہیں ہیں امامؑ کو تو چھوڑ دیئے آپ! جو یہ کہتے ہیں کہ نبیؐ بھی ہمارے جیسا تھا۔

جو نبیؐ کے معجزے کے قائل نہیں ہیں وہ لوگ حجاج بن یوسف کے معجزات کے قائل ہیں کہ ایک عورت نے حجاج کو سندھ کے دریا سے آواز دی اور حجاج نے ہزاروں میل فاصلے پر ہونے کے باوجود وہ آواز سن لی اور وہیں سے کہا کہ میں تیری مدد کو آرہا ہوں۔ کتابوں میں بھی پڑھایا جاتا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے، بچوں کو یہ سبق اور کس لئے آیا تھا حجاج، سادات کی نسل کشی کے لئے۔

مدد تو ان سندھ کے لوگوں نے سادات کی کی تھی۔ جنھوں نے سادات کو پناہ دی تھی۔ یہ قاتلوں کے قاتل ڈھونڈتے ہوئے پہنچے تھے سادات کو اور جس کو بھیجا تھا، جو انصاف کی بات ہے میں وہی کہتا ہوں۔ اتنا ضرور ہوا کہ محمد بن قاسم آیا تو سادات کی نسل کشی کرنے آیا تھا لیکن یہاں آ کر سادات کے کیریکٹر کو دیکھا اپنی آنکھوں سے، سادات کے کردار کا مشاہدہ کیا تو اس نے اپنی سپاہ کو منع کر دیا تھا کہ سادات کو قتل مت کرنا۔ شروع میں اس نے سادات پہ ہاتھ اٹھایا ہے اور پھر اس کی سزا بھی اسے بھگتنی پڑی۔

ایک یہ ہیرو حجاج ہے اور دوسرا ہیرو کون ہے محمد بن قاسم، ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے بس ایک سوال کرتے ہیں آپ سے کہ جو ہیرو ہے اس کا انجام بتا دیجئے کہ وہ مرا کیسے تھا؟ کس نے مارا تھا؟ ختم بات۔

محمد بن قاسم ہیرو ہے نا؟ ہم نے بھی مانا کہ ہیرو ہے۔ ہم نے اس کی جو اچھائی تھی وہ بھی بیان کر دی کہ اس نے جب یہاں آ کے حالات دیکھے تو اپنی سپاہ کو منع کر دیا کہ سادات کی نسل کشی مت کرنا۔ منع کر دیا سادات کو قتل کرنے سے۔ لیکن ہم تو آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں ہمیں صرف یہ بتا دیجئے کہ مسلمانوں کی تاریخ کے عظیم الشان ہیرو محمد بن قاسم کا انجام کیا ہوا؟ کون اس کو زنجیروں میں جکڑ کر لے گیا واپس دمشق؟ کس نے محمد بن قاسم کو زندان میں رکھا اور بدترین موت سے دوچار کیا؟ یہ بھی یاد رکھیں پورا واقعہ سنایا کیجئے۔

ہم تو ولادت سے شہادت تک پوری بات کرتے ہیں۔ ہم بیچ میں واقعات کو نہیں چھوڑتے۔ کسی کی بھی ہسٹری ہو پوری تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اپنا ہو یا غیر، انصاف کا تقاضہ ہی یہ ہے کہ بیچ میں سے واقعات گم نہ کرو، واقعات کی تفصیل بیان کرنے میں ڈنڈی مارنے سے گریز کیا جائے اور بیچ میں کوئی اچھا واقعہ نکل آئے تو اس کو بھی بیان کرو، ہم اس کے بھی بیان سے نہیں چوکتے کیوں کہ ہمارے نزدیک برائی اور اچھائی کا معیار ہے اہلِ بیتؑ کی محبت۔ ہمیں ذاتی دشمنی کسی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے نہیں ہے۔ ہمارا خاندانی جھگڑا کسی سے نہیں ہے۔ اگر دشمنوں کے خاندانوں میں سے بھی کوئی محبِ اہلِ بیتؑ نکلا ہے تو وہ ہمارے سر کا تاج ہے۔ اہلِ بیتؑ کے دشمن خاندانوں میں بھی، یہاں تک کہ آلِ مروان میں بھی اگر کوئی محبِ اہلِ بیتؑ نکلا تو ہم نے اسے گلے لگالیا۔

کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے سامنے معیار خاندان اور شخصیت نہیں ہے۔ ہم نے معیار بنالیا ہے اہلِ بیتؑ کی محبت کو۔ جو معیار ہمیں دیا ہے رسولِ اسلامؐ نے، ہمارے مولاؑ نے۔

تو جناب بڑے بڑے معجزے ہیں حجاج کے لیکن ایک معجزہ جو زبانِ زدعام ہے کہ کسی نے وہاں سے کہا کہ مدد کو آؤ۔ اس نے ہزاروں میل کے فاصلے سے جواب دیا کہ میں آرہا ہوں۔ پہنچ گیا اور خود اس نے زندان میں ایک لاکھ تیس ہزار مظلوم مرد عورتیں کہ جن کے لئے کھانے کو نہیں، جن کے تن پہ لباس نہیں۔ ان کی فریاد نہیں سُنی اور دور کی فریاد اُس نے سن لی۔

تو یہ اتنا بڑا جناب معجز نما تھا کہ جو لوگ نبیؐ کے معجزے کے قائل نہیں ہیں، وہ حجاج کے معجزے کے قائل ہیں۔ یقین نہ آئے تو کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ کتابوں میں تلاش دشوار ہو تو کسی سے پوچھ لیجئے۔ خود کرتے ہیں اس کا پروپیگنڈا بھی اور اس کے معجزے کے بھی قائل ہیں۔

اللہ کا شکر ہے حجاج کے معجزے کے قائل تو ہوئے۔ رسولؐ اور اہلِ بیتؑ کے معجزے کے قائل نہیں تو کیا ہوا۔ اُدھر کے معجزے کے قائل ہو بھی نہیں سکتے تھے وہاں کے معجزے کا قائل ہونا بھی نہیں چاہیے تھا۔ ہمیں بھی اطمینان ہو گیا کہ جیسی روح ویسے ہی فرشتے۔ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

معذرت کے ساتھ۔ کوئی مناظرہ نہیں پڑھ رہا ہوں۔ یاد رکھیے گا حجاج کے بارے میں کسی مکتب کا مسئلہ نہیں ہے۔ جتنے بھی انصاف پسند یا منصف مزاج مورخین ہیں چاہے وہ ہمارے مورخین ہوں یا دوسرے مکاتبِ فکر کے، یہاں مکاتب کی بات نہیں ہے، سب نے حجاج کو ظالم ہی لکھا ہے۔ سب نے حجاج کو ظالم ترین لوگوں میں قرار دیا ہے۔ یہ تو ابھی ایک شیطانی ٹولہ پیدا ہوا ہے کہ بدمعاشوں کو مسلمانوں کا ہیرو بنا بنا کر پیش کر رہا ہے۔ بناؤ ہیرو، یہ تمہارے ہی رہیں گے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہمارے نہیں اور نہ منصف مزاج اور انصاف پسند مورخین اور علماء کے۔ آج ہی کے نہیں، ہر زمانے کے اور ہر مکتبِ فکر کے دانش مندوں نے یہ قرار دیا ہے کہ حجاج ظالم تھا، ملعون تھا۔

تو یہاں میں کسی خاص مکتب فکر یا فرقے کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں تو ایک تاریخی حقیقت بیان کر رہا ہوں کہ کس طرح سے اس ظالم کو مظلوم اور ہیرو بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

خود حجاج کا ہی انجام دیکھ لو کہ کس طرح سے وہ مرا تھا؟ خود ہی دیکھ لو کہ وہ عام انسان کی موت نہیں مرا تھا۔ اس کے منہ سے حیوان کی آواز نکلتی تھی۔ اس حیوان کا نام میں منبر سے نہیں لینا چاہتا۔ اس طرح سے اس کے منہ سے آواز نکلتی تھی کہ لوگ کہتے تھے یہ بھونک رہا ہے۔

کیوں؟ اس لئے کہ فقط بے گناہوں کے خون سے ہی اس کے ہاتھ رنگین نہیں تھے بلکہ وہ سر سے پیر تک بے گناہوں کے خون میں ڈوبا ہوا تھا۔ کتنے ہی شہداء جن کے نام تک تاریخوں میں موجود ہیں کہ ان کا نام لے لے کر وہ روتا تھا، چیخ چیخ کے کہ وہ آتے ہیں خوابوں میں اور میرا گلہ گھونٹتے ہیں۔ آج تک اس کا گلہ گھٹ رہا ہوگا لیکن کچھ لوگوں کا وہ ہیرو ہے کہتے ہیں کہ حجاج ہمارا ہیرو ہے۔

۷۲ ہجری میں حجاج کو لشکر دے کر پھر بھیجا مدینے اور مکے کی طرف۔ حنظلہؓ صحابی ہیں غسیل ملائکہ کے نام سے معروف ہیں، جانتے ہیں نا آپ؟ تو جنگ احد میں شہید ہوئے اور رسولؐ نے بشارت دی کہ ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے کیوں کہ صبح بالکل علی الصبح حکم ہوا جہاد کا تو حنظلہؓ بغیر غسل کے گھر سے نکل پڑے اور جہاد کے دوران شہید ہوئے۔ تو پانی کے قطرے ان کے جسم پر نمودار تھے۔ رسولؐ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ حنظلہؓ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ اسی لئے حنظلہؓ کا لقب غسیل الملائکہ معروف ہو گیا۔ تو انہی کے بیٹے عبداللہ ۶۴ ہجری میں مدینے کی بغاوت کے سربراہ تھے۔ عبداللہ کا قول تاریخوں میں موجود ہے کہ جب ہمیں یہ یقین ہو گیا کہ اگر ہم اب بھی یزید کے خلاف کھڑے نہیں ہوئے تو آسمان سے پروردگار آگ برسائے گا، عذاب کی صورت میں پتھر برسائے گا۔ تب ہم نے طے کیا کہ یزید کے خلاف قیام کریں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۴ ہجری میں حنظلہؓ غسیل الملائکہ کے بیٹے عبداللہ نے یزید کے خلاف بغاوت کی اور ۷۲ ہجری میں پھر بھیجا گیا حجاج کو۔ مدینے میں عبداللہ ابن زبیر کی حمایت میں پھر بے چینی شروع ہورہی ہے۔ بغاوت شروع ہورہی ہے۔ والی کو نکال دیا گیا ہے۔

حجاج آیا اس نے مسلم ابن عقبہ سے زیادہ مدینے کو تاراج کیا۔ ان واقعات کی بھی میں تفصیل بیان کر چکا ہوں لہٰذا تمام واقعات کی میں تکرار نہیں کروں گا۔ حجاج مدینے کو تاراج کر کے مکے کی طرف بڑھا۔ ۷۲ ہجری میں حجاج نے پھر محاصرہ کیا مکے کا۔ اور پھر وہی عمل دُھرایا۔ تاریخ کہتی ہے اس نے منجنیقوں سے کعبے پر پتھر برسائے اور آگ برسانی شروع کی اور اتنی زبردست گولہ باری کی منجنیقوں سے کہ کعبہ زمین سے یکساں ہوگیا، کعبہ ڈھ گیا۔

عبداللہ ابن زبیر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اب بھی کوئی غیبی مدد نہیں آئے گی۔ کیوں؟ اس لئے کہ اگر غیبی مدد آجائے تو ظالم کی تائید ہو جائے گی۔ کہا کہ نہیں ادھر بھی ظالم اُدھر بھی ظالم۔ جب دونوں طرف ظالم ہوں، بنی جرہم اور بنی خزاعہ کی لڑائی ہوئی، کوئی غیبی مدد نہیں آئی کیوں کہ اقتدار کے لئے جنگ تھی، دونوں کی کہ کعبے پر کس کا قبضہ ہوگا؟ تو بنی جرہم اور بنی خزاعہ کی جنگ میں کسی کے لئے بھی مدد نہیں آئی لیکن جب جناب فہرؑ مقابلے پر نکلے یمنیوں کے، جناب فہرؑ ابن مالک، جن کے واقعات تیسری یا چوتھی مجلس میں میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں کہ جب جناب فہرؑ ابن مالک جنگ کے لئے نکلے تو غیبی مدد آئی اور فتح ہوئی جناب فہرؑ کی۔

کیوں؟ اس لئے کہ یہاں پروردگار کو یہ بتانا مقصود ہے کہ فہر کے جو مقابلے میں آیا ہے وہ ظالم ہے کیوں کہ فہرؑ حجتِ خدا ہے۔ فہرؑ کی مدد ہوگی غیب سے، فرشتے آئیں گے کیوں کہ یہ زمین پہ ہمارا خلیفہ ہے۔ رسولؐ کا نور فہرؑ کے صلب میں موجود ہے۔

تو جناب فہرؑ کی مدد ہوئی۔ بنی جرہم یا بنی خزاعہ کی مدد نہیں ہوئی۔ جناب عبدالمطلبؑ کی مدد ہوئی۔ عبداللہ ابن زبیر یا حصین ابن نمیر کی مدد نہیں ہوئی اور اب یہی ایک طرف حجاج اور دوسری طرف عبداللہ ابن زبیر تو دونوں طرف اقتدار کی لڑائی ہے۔ تو جب اقتدار کی جنگ ہے تو کوئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابابیلوں کا لشکر نہیں آئے گا۔ فرشتے مدد کے لئے نہیں آئیں گے اور اگر آ جائیں تو ایک ظالم کی تائید ہوتی ہے اور مشیت کو یہ گوارہ نہیں کہ ظالم کی تائید ہو۔

جنگ ہوئی اور عبداللہ ابن زبیر اپنے انجام کو پہنچا۔ اب تاریخ لکھتی ہے دو تین جملے۔ سیرت عبدالملک ابن مروان۔ سارے کارنامے بیان کرنے کے بعد ابن خلدون سیرت لکھتا ہے۔ کارنامے لکھتا ہے۔ سیرت اور کارنامے۔ خلیفۂ وقت، خلیفہ ارض، خلیفہ رسول عبدالملک ابن مروان نے کعبے کی توسیع کی، بڑا کیا صحن کو۔ اچھا یہ کارنامہ تھا؟ اچھا بھائی یہ بتاؤ کعبے کو گرایا کس نے تھا؟ کہا نہیں یہ بات گول۔ یہ بات نہ پوچھو ہم سے۔ آدھی بات پوچھو ہم آدھی بات بتائیں گے، یہ بتائیں گے کہ بنایا تھا، بگاڑا کس نے تھا؟ یہ بات چھوڑ دو۔ یہ خود ڈھونڈو کہ گرایا کس نے تھا؟ تو پھر ہم نے ڈھونڈ کے نکال لیا۔ تم نے خود ہی اپنی تاریخ میں تو لکھا ہے کہ عبدالملک ابن مروان کے حکم پر حجاج بن یوسف نے محاصرہ کیا۔ ڈھادیا کعبہ، زمین کے برابر کر دیا۔ تو ۷۲ ہجری میں ایک بار پھر کعبے پر ظلم ہوا۔ کعبے کو ڈھایا گیا اور ایک کارنامہ ہو گیا عبدالملک ابن مروان کا کہ کعبے کو اس نے نئے سرے تعمیر کر دیا۔ دوبارہ کعبے کو بنایا۔ نئے سرے سے پھر غلاف چڑھایا گیا۔ حجرِ اسود کو رکھا گیا اور ایک آپ دیکھئے معجزہ! یہ چیزیں تاریخوں نے نہیں لکھیں لیکن جب آپ ائمہ طاہرینؑ کی سیرت پڑھیں گے تو یہ چیزیں آپ کو ملیں گی کہ جتنی بار حجرِ اسود رکھنے کی باری آئی حق داروں نے اس حق کو ادا کیا اس بار بھی مکے کا والی عمر ابن عبدالعزیز ہے کہ جس کے دل میں محبتِ اہلِ بیتؑ ہے۔ اس نے بلایا ہے سیدِ سجادؑ کو، امام زین العابدین علیہ السلام کو کہ فرزندِ رسولؐ آپؑ اپنے ہاتھوں سے حجرِ اسود کو نصب کیجئے۔ تو کئی بار ایسا موقع آیا لیکن حجرِ اسود کو جب نصب کرنے کی بات آئی تو امامؑ کے ہی ہاتھوں سے نصب ہوا، تاریخ نے یہ واقعہ نہیں لکھا مگر تاریخ نے یہ بھی نہیں لکھا کہ کس نے رکھا؟ کیوں لکھیں کیسے لکھیں کہ کس نے رکھا، یہ کہنا تو مشکل تھا لہٰذا نام چھپا گئے۔ واقعہ ہی گول کر دیا اور ویسے بھی تاریخوں میں آپ کو ائمہ طاہرینؑ کی بہت ہی کم تاریخ ملے گی۔

وہ تو الگ ہی ایک تاریخ ہے جو بالکل الگ چلی جا رہی ہے مظالم کی تاریخ سے بالکل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الگ اور نئی تاریخ ہے۔ تاریخ لکھنے والے مورخین خود بھی ملوک و سلاطین کی تاریخ کو اسلام کی تاریخ نہیں کہتے۔ یہ بات یاد رکھیے گا۔ کبھی نہیں کہا کہ یہ اسلامی تاریخ ہے۔

کسی نے اپنی تاریخ کا نام رکھا ہے تاریخ امم والملوک، امتوں اور بادشاہوں کی تاریخ، کسی نے اپنی تاریخ کا نام رکھا ہے تاریخ السلاطین، کسی نے کچھ کسی نے کچھ۔ یہ تو ترجمہ کرنے والے بے چارے لکھ دیتے ہیں تاریخ اسلام۔ اصل مورخین کو خود ندامت ہوئی کہ کیسے لکھیں اس تاریخ کو اسلام کی تاریخ؟ کیسے اس تاریخ کو کہیں تاریخ اسلام، جس میں اسلام ہی تو نہیں باقی سب کچھ تو ہے۔

کعبہ یہاں تک پہنچا ۳۱۷ ہجری تک، یہ ظلم ہوتے رہے۔ سن ۳۱۷ ہجری کے بعد فاطمین ایک بار اٹھا کر لے گئے حجر اسود کو، بیس سال تک حجر اسود کعبے میں نہیں تھا۔ فاطمین مصر کی جب حکومت قائم ہوئی۔ یہ واقعہ میں ان شاءاللہ آپ کے سامنے بیان کردوں گا۔

تو عزیزانِ محترم! بس وارثانِ کعبہ اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں ہر دور میں، اور یہ بتا رہے ہیں کہ اگر غیبی مدد آتی ہے تو جہاں پروردگار کو حق کی تائید کرنا ہوتی ہے۔ اگر ظالم اپنے اقتدار کے لئے ٹکرا رہے ہوں تو کعبہ کتنی بار ڈھا گیا کبھی غیبی مدد نہیں آئی۔ آخری بار ۱۹۸۰ء کے عشرے میں بھی غیبی مدد نہیں آئی کیوں کہ مدد کے لئے جو امریکی سولجر۔ امریکی بحریہ موجود ہے تو پھر اللہ کے فرشتوں کی مدد کی کیا ضرورت ہے؟

تو کوئی بعید نہیں......دیکھیے! آپ کو ہوشیار کر رہا ہوں،......آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں......کوئی بعید نہیں......آپ کے عقیدے میں ذرا بھی لرزش نہیں آنی چاہیے......اگر کبھی آپ دیکھ لیں کہ یہود و نصاریٰ کی سپاہ مکے میں داخل ہوگئیں......کوئی بعید نہیں جو حالات ہیں وہ اسی بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں......جو حالات ہیں وہ یہی بتا رہے ہیں......کچھ پیشن گوئیاں ائمہ طاہرینؑ سے بھی منقول ہیں......اگر چہ میں ان سے استفادے کے بارے میں کچھ عرض نہیں کرسکتا......میری نظر سے گذریں ہیں یہ پیش گوئیاں کہ یہود و نصاریٰ کے قبضے میں آجائے گا مکہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور مدینہ...... تو یہ بات دو طرح سے ہوسکتی ہے...... اس کی عملی صورت دو طرح سے ہوسکتی ہے...... ایک صورت تو آج ہمارے سامنے ہے کہ...... عملی طور پر سارا نظام یہود و نصاریٰ کے قبضے میں ہی ہے...... پورا نظام انہی کے قبضے میں ہے...... یہ بیچارے کچھ نہیں کر سکتے جو کاٹھ کے اُلو بنے بیٹھے ہیں...... تو عزیزو! عملی طور پر یہی صورت نظر آتی ہے...... خود ہم نے مشاہدہ بھی کیا ہے...... اس بات کا...... جا کے دیکھ لیا کہ ہاں ایسا ہی ہے...... مکے اور مدینے میں حج کے دوران تو حاجیوں کو اتنی فرصت نہیں ہوتی...... لیکن جب اور شہروں میں جائیں تو اندازہ ہو جاتا ہے کھیل کیا ہو رہا ہے؟...... اصل آرڈر کہاں سے جاری ہوتے ہیں کہ کیا ہونا ہے؟...... حکم کون دے رہا ہے؟...... اور کن کن کمپنیوں میں کون کون افراد آ کر بیٹھے ہوئے ہیں؟...... ان کی مرضی کے بغیر کوئی ہل نہیں سکتا...... جہاز نہیں اڑ سکتا ان کی مرضی کے بغیر...... ایک تو قبضے کے حوالے سے یہ عملی صورت بن سکتی ہے...... کہ جو نظر آ رہی ہے کہ ہاں ان کا قبضہ ہو گیا...... اور دوسری صورت کے لئے بھی ہمیں تیار رہنا چاہیے...... آپ کہیں سوچیں کہ اللہ کی مدد کیوں نہیں آئی؟...... ابابیل کا لشکر تو میں آپ کو بتا چکا ہوں...... اگر وارثِ کعبہ موجود ہوگا تو مدد آئے گی نا؟

جب دونوں طرف ظالم ہوں تو پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے کچھ بھی بعید نہیں...... رسولؐ سے پہلے بھی ایسا ہوا کہ کعبہ مشرکین کے قبضے میں تھا...... اور آئندہ کے لئے بھی انسان کو تیار رہنا چاہیے...... کہ اگر ایک بار غیرت آ ہی گئی مسلمانوں کو...... پندرہ بیس لاکھ لڑنے کے لئے کھڑے ہو ہی گئے...... اور ان کے لئے کوئی راستہ نہ رہا تو کوئی بعید نہیں...... تب وہ اپنے ٹروپس وہیں پہ اتار دیں کہ اب ہمارا براہ راست قبضہ ہوگا...... پس اگر وہ کعبے میں اتر بھی گئے تب بھی گھبرانے کی کوئی بات نہیں...... دس بیس سال کا ایک عرصہ ہوگا نا تو وارثِ کعبہ بھی یہیں آئے گا...... جب ہبل آیا کعبے میں تو علیؑ بھی آ گئے...... تو اب یہ وقت کے ہبل آئیں گے اور فرزند علیؑ بھی آئیں گے...... ہمیں کوئی خوف نہیں، کوئی خطرہ نہیں...... لات، منات، عزیٰ اور ہبل آئیں گے اپنے جاہ حشم کے ساتھ...... فرعون و نمرود دوبارہ نمودار ہوں گے...... تو پھر کیسے ہوگا کہ نمرود آئے، ابراہیمؑ نہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آئے؟......فرعون آئے موسیٰؑ نہ آئے؟......ہبل، لات، منات، عزیٰ ہوں اور محمدؐ اور علیؑ کعبے میں نہ آئیں؟......ایسا نہیں ہو سکتا تو جب نوبت یہاں تک پہنچنے والی ہے......نظر آرہا ہے......جب یہ ہیں تو ان کے لیئے ذوالفقار بھی موجود ہے۔

بس عزیزانِ محترم! میں نے یہاں آپ کی زحمتوں کو تمام کردیا۔ اپنی منزل کی طرف آتا ہوں۔ کیسے ہوگا کہ یزید ہو حسینؑ نہ ہو؟ یزیدیت ہو حسینیتؑ نہ ہو؟ ارے مظلومیت تو ہماری پہچان ہے۔ یہ نقصانات، یہ مصائب، یہ مصیبتیں مسئلہ نہیں ہیں۔

عزیزو! یہ میں آپ کو تسلی دینے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ میرا مزاج ہی نہیں ہے کہ میں جھوٹی تسلیاں آپ کو دوں، جھوٹے نعرے لگواؤں یہ میری عادت ہی نہیں ہے اس کو میں خیانت سمجھتا ہوں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری مظلومیت نے ہی تلوار کی دھار کو موڑا ہے۔

ہمیشہ ہماری مظلومیت کے خون سے ان کی تلواروں کی دھاریں مڑی ہیں۔ ہم اپنے مظلومیت کے چہرے پر ظلم کی سیاہی نہیں لگنے دیں گے کیوں کہ ہمیں یقین ہے کہ ہم آج ایک ایسے امتحان سے گذر رہے ہیں، ہمارا امامؑ ہمارا امتحان لے رہا ہے کہ ان میں سے کتنے ہیں جو آخری معرکے میں میرا ساتھ دیں گے؟ کتنے ہیں جو تھوڑا ساتھ دیں گے؟ کتنے ہیں کہ جنھیں اپنے ساتھ لے کے نہیں جانا چھوڑ کے جانا ہے۔

ایک ہی دستور ہے انبیاءؑ کا، ایک ہی دستور ہے ائمہ طاہرینؑ کا، سب کا ایک ہی طریقہ وراستہ ہے کہ اگر طالوت مقابلے کے لئے لشکر لے کے چلا تو اس نے بھی یہی راستہ اختیار کیا جالوت کے مقابلے میں کہ امتحان لئے راستے میں دو تین جگہ، سورۂ بقرہ میں تفصیل سے واقعہ موجود ہے۔ امتحان لئے کہ تم میں کون ہے، دیکھنا کہ نہیں یہ کہنا سننے والے نہیں ہیں۔ یہ پانی پینے والے لوگ ہیں۔ یہ کھانے پینے والے لوگ ہیں پانی سامنے دیکھ لیا منع کیا تھا سالار نے کہ پانی مت پینا، پانی دیکھا، عقلوں نے کام شروع کر دیا ان کی، اطاعتِ سالار کے جذبے نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ کوئی بات ہوئی، پیاس لگ رہی ہے، پانی سامنے ہے، عقل کہتی ہے نا پانی پیو بھئی، سب پیو اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خوب پیو۔ جنابِ طالوت نے پوچھا کہ پی لیا پانی؟ جس نے پی لیا وہ یہیں رہ جائے جس نے نہیں پیا وہی چلے گا آگے میرے ساتھ۔ تم یہیں رہ جاؤ۔ تم نے پانی پی لیا، تم یہیں رہو، ایک امتحان کی منزل ہے۔

تو طالوت نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا، رسولؐ نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا اور فرزندِ رسولؐ حسینؑ نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا۔ جب حسینؑ مکے سے چلے تو غیر ضروری لوگوں کی چھٹائی کرتے جاتے ہیں۔ جو امتحان کی منزل سے سرخروئی کا حوصلہ نہیں رکھتا وہ ساتھ نہیں جا سکتا۔ کچھ لوگ ڈر کے چلے گئے۔ کچھ لوگ سہم کے چلے گئے، بہت سے ان آتے جاتے ہوؤں کو دیکھ کر چلے گئے کہ یہ تو کچھ مسئلہ ہی اور ہے۔ ہم تو آئے تھے کہ جنگ ہوگی، جیتیں گے تو ہمیں بھی کچھ ملے گا۔

امامؑ نے کہا کہ میں تو قتل گاہ کی طرف جا رہا ہوں، میں تو وعدہ گاہ کی طرف جا رہا ہوں، میں تو شہادت گاہ کی طرف جا رہا ہوں۔ جو بھی میرے ساتھ آئے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ سوچ لو اپنے بیوی بچوں اور گھر بار کے متعلق خوب سوچ لو بعد میں نہیں کہنا کہ بچے یتیم ہو جائیں گے، بیوی بیوہ ہو جائے گی، گھر بار کا کیا ہوگا؟ ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا کون بنے گا؟

پہلے سوچ لو اگر میرے ساتھ جاؤ گے تو تمہارے بچے بھی یتیم ہوں گے، تمہارے ماں باپ بھی بے سہارا ہوں گے، تمہارے اہل و عیال بھی لاوارث ہوں گے، گھر بار بھی اجڑ جائے گا میں تو وہاں پر جا رہا ہوں جہاں ہر کوئی شہید ہوگا۔

امتحان کی گھڑی میں امتحان لینے کا حسینؑ کا یہی دستور ہے
حسینؑ کا فرزند بھی یہی کہہ رہا ہے
کہ اگر میرے ساتھ چلنا ہے تو اپنے آپ کو تیار کر لو۔

مجھے ایسوں کی ضرورت نہیں جو نعرے لگاتے ہوئے تو دس لاکھ ہوں اور میدانِ عمل میں، عمل کی گھڑی میں دس کھڑے ہوں۔ یہ کیا ہوا اتنا بڑا لشکر کہاں جا تا رہا؟ اتنا بڑا جلوس تھا کہاں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گیا؟ سب چلے گئے، دوڑ گئے سب۔ مثال کے طور پر یہ کہہ رہا ہوں، ایسا ہوا کبھی نہیں۔ ایسا ہوگا کبھی نہیں۔

امامؑ امتحان لے رہے ہیں کہ پکے ہو جاؤ...... حسینؑ نے بھی یہی راستہ رکھا کہ ۷۲ ہوں کوئی مسئلہ نہیں...... لیکن تاریخ یہ ہے کہ حسینؑ کے لشکر میں کوئی ایسا بھی نہیں تھا...... جو جنگ کے دن حسینؑ کو چھوڑ کر چلا گیا ہو۔

حسینؑ کے مصائب سننا آسان ہے اور انھیں سن کر رونا بھی بہت آسان ہے...... حسینؑ کے فضائل پڑھنا بہت آسان ہے...... اور انھیں سن کر واہ واہ کرنا اور بھی آسان ہے۔

لیکن عزیزو! کربلا...... کربلا ہے۔

اگر کربلا کا مرحلہ اتنا ہی آسان ہوتا

تو وہ اٹھارہ ہزار اظہارِ محبت کرنے والے اہلِ کوفہ بھی کربلا پہنچ جاتے۔

میں نے کہا ہے نا پڑھنا، سننا، واہ واہ کرنا یا گریہ کناں ہونا بہت آسان ہے

مگر کربلا کے میدان میں تیروں کی بارش ہو رہی ہو...... تب وہاں پر اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر حسینؑ کا دفاع کرنا...... یہ بہت مشکل کام ہے۔

میں نے واقعہ سنا استادِ محترم سے اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے شاید کہیں پڑھا بھی ہے استاد مظاہری یا استاد مطہری کی کتاب میں لیکن قم کے اپنی تعلیم کے دور میں میں نے کسی مجلس میں سنا اس واقعے کو۔

ایک شخص، بلکہ ایک شخص کیا عالم کہیے، ذاکر کہیے جو کہ اہلِ منبر میں سے تھا بہت تڑپ تڑپ کے دعا کیا کرتا امامؑ کی بارگاہ میں، فریاد کیا کرتا تھا امامؑ کی بارگاہ میں، کرنی چاہیے اس کا مطلب یہ نہیں کہ آج سے آپ دعا کرنا ہی چھوڑ دیں مگر بات ہے حقیقت کی۔

وہ شخص دعا کرتا تھا کہ کاش میں کربلا میں ہوتا تو میں ایسا ہوتا۔ کاش میں کربلا میں ہوتا تو ویسا ہوتا کاش...... کاش! میں امامؑ کا سپاہی ہوتا۔ لوگوں نے دیکھا کہ اچانک اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے دعا کرنا ہی چھوڑ دی بڑی پریشانی ہوئی کہ اب یہ دعا ہی نہیں کرتا۔ یہ تو بڑی تڑپ کے ساتھ دعا کیا کرتا تھا۔ کئی دن جب گذر گئے تو اس سے کسی نے پوچھا کہ تو دعا نہیں کرتا۔ اس نے ہاتھ جوڑ لئے، رونے لگا۔ اس نے کہا مجھ سے کبھی اس دعا کے لئے مت کہنا۔ میں یہ دعا نہیں کروں گا۔

پوچھا کیوں کیا ہوا؟ کہا جس رات میں نے بڑے تڑپ تڑپ کے دعا کی تھی۔ اس رات میں گھر گیا، سو گیا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ میں کربلا کہ میدان میں کھڑا ہوں اور گنج شہیدان میں شہداء کے لاشے بکھرے ہوئے ہیں اور چاروں طرف سے تیر سنسناتے ہوئے آرہے ہیں۔ میں لرز کر رہ گیا، خوف زدہ ہو گیا، اپنے آپ کو تیروں سے بچانے لگا کہ اتنے میں میں نے دیکھا کہ امامؑ میرے نزدیک آئے اور آنے کے بعد مجھ سے کہا کہ تو بہت دعا کیا کرتا تھا کہ کاش میں کربلا میں ہوتا۔

میں نے اسی طرح لرزتے ہوئے خوف کے عالم میں کہا کہ ہاں مولاؑ۔ کہا اچھا میرے سامنے کھڑا ہو جا میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ میں ڈرتے سہمتے ہوئے، خوف کے ساتھ امامؑ کے سامنے کھڑا ہو گیا ایسے عالم میں کہ میں خوف سے تھر تھر تھر کانپ رہا تھا۔ امامؑ پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ امامؑ نے کہا دیکھ میرے سامنے سے ہٹنا مت۔ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ اتنے میں ایک بہت ہی سنگین اور بھاری آہنی تیر سنسناتا ہوا میری طرف آیا۔ جوں ہی میرے سینے کے قریب تیر آیا، میں ڈر کے الگ ہو گیا اور اِدھر میں سامنے سے ہٹا، تیر امامؑ کے سینے میں پیوست ہو گیا۔

ذاکر کہتا ہے کہ امامؑ نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھ لیا، اور فرمایا تو نے مجھے تیر لگوا دیا، تو میرے سامنے سے ہٹ گیا اور پھر تو یہ کہتا ہے کہ تو میرے انصار کے برابر ہوتا۔ تجھے معلوم ہے کہ کربلا میں میرے انصار ایسے تھے کہ جب میں نماز پڑھ رہا تھا ظہر کے وقت میرے سامنے اس وقت تک کھڑے رہے جب تک میں نے سلام نہ پڑھ لیا اور جب میں نے سلام ختم کیا تو وہ تیروں سے "سہ" بن چکے تھے۔ سہ وہ جانور ہوتا ہے جانتے ہیں نا آپ جو اپنے کانٹے کھڑے کر لیتا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں۔

مولاؑ نے فرمایا اتنے تیر میرے انصار کے جسموں پر لگ چکے تھے کہ لگتا تھا کہ وہ حیوان سہ بن چکے ہوں کہ چاروں طرف سے تیروں میں چھپ چکے تھے۔

ذاکر کہتا ہے میری آنکھ کھُل گئی۔ میں نے عہد کرلیا، میں روتا ہوں توبہ کرتا ہوں، مگر وہ دعا نہیں کرتا جب کہ میں جانتا ہوں کہ میں وہ کام نہیں کرسکتا جو حسینؑ کے ناصر کر رہے تھے۔

عزادارانِ حسینؑ! بس ایسا نہیں کہ کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ مگر عزیزو! یہ واقعہ اسی لئے بیان کیا کہ انسان اپنا محاسبہ کرلے کہ میں کس منزل پر ہوں؟ آیا اس منزل پہ ہوں کہ جس منزل پر کربلا میں حسینؑ کے ناصر تھے؟

کیسے تھے حسینؑ کے جاں نثار؟ اسی لئے حسینؑ بتا رہے ہیں کہ نہ مجھ سے پہلے نہ میرے بعد کسی کو ایسے دوست ملے، کوفہ اور شام کے بازاروں سے جب یہ قافلہ گذر رہا تھا تو روایت میں ملتا ہے کہ ایک سر ایک گھوڑے کی گردن میں لٹک رہا تھا، آگے بڑھ کر لوگوں نے سوال کیا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟......سب کے سر تو نیزوں پہ بلند کئے ہوئے ہیں مگر یہ ایک سر حیوان کی گردن میں لٹکا ہوا ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے نہیں اس سر کو حیوان کی گردن میں ڈالا۔ جب چاہتے ہیں کہ اس سر کو نیزے پہ بلند کریں یہ گر جاتا ہے۔

پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے؟ کہا کہ یہ حسینؑ کے بھائی عباسؑ کا سر ہے۔ جو نوکِ نیزہ پر نہیں ٹکتا۔ روایتوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عباسؑ کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ چلتے چلتے میرا سر حسینؑ کے سر سے بلند ہو جائے۔ وہ نیزہ بلند ہو جائے لیکن عزادارو! عباسؑ کو ایک خیال اور بھی رہا ہوگا کہ عباسؑ نے زندگی بھر کبھی آنکھیں اٹھا کر شہزادیوں کو نہیں دیکھا تھا۔ عباسؑ کو یہ خوف ہوگا کہ کہیں میرا سر نیزے پر ہو اور میری نگاہیں کسی وقتِ زینبؑ، ام کلثومؑ کے سر پر نہ جائیں۔

الا لعنت اللہ علی قوم الظالمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نویں مجلس

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الْمَعْصُومِينَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى أَعْدَائِهِمْ
أَجْمَعِينَ مِنَ الْآنَ اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّينِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ فِى
كِتَابِهِ الْمُبِينِ وَهُوَ أَصْدَقُ الْقَائِلِينَ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِى بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِينَ ٥
فِيهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ط

یہ چند سوالات ہیں جلدی جلدی پہلے ان کے جوابات دوں گا اگر چہ چند سوالات کے جوابات سابقہ گفتگو کے دوران آچکے تھے اگر میرے بھائی تھوڑا سا غور سے سنتے تو ان کے جوابات گزشتہ مجالس میں انہیں مل جاتے۔

سوال کیا گیا ہے کہ آپ نے تیسری مجلس میں حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کا ذکر کیا تھا ہابیل اور قابیل دونوں کی شادیوں کے بارے میں بتایا تھا کہ ان دونوں کے لئے آسمان سے حوریں اُتریں تھیں۔ پوچھتا یہ ہے کہ جب ہابیل اور قابیل کے لئے حوریں اُتر سکتی ہیں تو حضرتِ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آدمؑ کے لئے اماں حوا کو کیوں پیدا کیا گیا۔ان کے لئے کیا حوریں نہیں آسکتی تھیں جب کہ وہ معصوم بھی تھے اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ حوریں کس عنصر سے بنی ہوئی ہیں؟

میرے بھائی پہلی مجلس میں میں نے عرض کیا تھا کہ جناب آدمؑ کے جتنے بھی واقعات ہیں ان میں ہمیں قبلِ تاریخ کی روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے کیونکہ اس عہد میں تاریخ ضبط تحریر میں نہیں آرہی تھی لہذا ان روایات کے علاوہ کچھ آیات کا سہارا لیا جو جناب آدمؑ کے بارے میں ہیں اور کچھ آیات ہابیل اور قابیل کے بارے میں ہیں جو آپ کو بتا دیں۔

جہاں نص صریح آجائے وہاں ہم اپنی طرف سے عقلی موشگافیاں نہیں کر سکتے، قیاس نہیں کر سکتے۔جب معصومینؑ کی مشترکہ اور متفقہ روایات موجود ہیں تو جنابِ آدمؑ کے لئے حور کیوں نہیں بنائی گئی، اس کا جواب قیامت کے دن پروردگار سے لیں وہ خود آپ کو بتا دے گا۔

ہابیل اور قابیل کے لئے نص صریح موجود ہے لہذا ہم اس کی موجودگی میں اپنے قیاس یا اپنی عقل سے کچھ طے نہیں کر سکتے۔میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ جہاں معصوم کی نص صریح آجائے وہاں ہمیں فیصلے کا حق نہیں اور وہ بھی ایسی متفقہ نص صریح جہاں تمام معصومینؑ نے ایک ہی بات کہی ہو، تمام اماموںؑ نے ایک ہی بات کہی ہو تو ایسی صورت میں ہمارے پاس بحث کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہاں تو سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نص صریح موجود ہے۔

جناب آدمؑ کے لئے یہ سوال کہ جنابِ حوا کو ان کی پسلی سے کیوں نکالا؟ بھائی! پروردگار ہی اپنی مصلحت کو جانتا ہے بلکہ ہم تو یہاں تک سوال کر لیتے ہیں کہ بنایا ہی کیوں تھا۔آخر کیا ضرورت تھی؟ ویسے ہی جنہیں دوزخ میں جانا تھا انھیں دوزخ میں اور جنھیں جنت میں جانا تھا انھیں جنت میں بھیج دیتا۔پروردگار نے ابلیس کو اتنے بڑے امتحان میں ڈالا کہ اس نے جو سجدہ نہیں کیا وہ ہمیں اب بھگتنا پڑ رہا ہے؟ آج ابلیس بھی پچھتاتا ہوگا کہ ایک سجدہ کر ہی لیتا تو میری جان چھوٹ جاتی۔حج کا جو منظر میں نے پیش کیا ہے کہ شیطان پتھر کھاتا ہے اور عجیب عجیب طرح کے لوگ اسے پتھر مارتے ہیں، جو اس سے بھی بڑے نافرمان ہیں تو وہ سوچتا تو ہوگا کہ اگر ان کے بھی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پتھر مجھے ہی کھانے تھے تو اس سے تو اچھا تھا کہ میں خود ہی سجدہ کر لیتا۔ مجھے اگر پتہ ہوتا کہ ایسے لوگ بھی مجھے پتھر ماریں گے تو میں سجدہ ہی کر لیتا۔

میں نے واضح کر دیا ہے کہ نص صریح جہاں پہ آ گئی ہم وہاں اپنی عقل اور قیاس کو فیصلے کا حق نہیں دیتے۔ رہا یہ سوال کہ حوریں کس عنصر سے بنیں ہیں؟ اس سوال کا ہمارے پاس جواب نہیں ہے، ہم کیا جواب دے سکتے ہیں کہ حوریں کس عنصر سے بنیں ہیں۔ جنوں کے لئے البتہ موجود ہے کہ آگ سے بنے ہیں۔ انسانوں کے لئے بھی موجود ہے کہ مٹی سے بنے ہیں۔ اب حوروں کے لئے میں آپ کو کیسے بتاؤں کہ کس عنصر سے بنیں ہیں اور کس عنصر سے نہیں بنیں۔ پروردگار نے اپنی مشیت سے خلق کر دیا ہوگا۔ جہاں تک عنصر کی بات ہے تو یہ بات میرے علم میں تو نہیں ہے آپ کے علم میں آ جائے تو مجھے بھی بتا دیجئے گا۔

ایک اور سوال یہ کیا گیا ہے کہ آپ نے جو کعبے کو دو دفعہ ڈھانے کی بات کی ہے کیا اس میں جو مادرِ علیؑ، فاطمہ بنتِ اسدؑ کے لئے شگاف پڑا ہے۔ اس شگاف کو مٹانے کی بھی کوشش کی گئی ہے؟ اگر کی گئی ہے تو کس دور میں اور شگاف مٹانے والے کا نام بھی بتا دیں؟ کیوں کہ اس سوال سے ملتا جلتا ایک سوال اور بھی ہے وہ بھی پڑھ دیتا ہوں تا کہ دونوں سوالوں کا جواب ایک ساتھ ہی آپ کی خدمت میں عرض کر دوں۔

کل کی مجلس میں آپ نے فرمایا تھا کہ ۷۲ ہجری میں خانہ کعبہ مکمل طور پر ڈھایا گیا تھا تو جنابِ عالی وہ شگاف جو جنابِ فاطمہ بنتِ اسدؑ کی وجہ سے دیوار میں پڑا تھا وہ باقی رہا یا نہیں رہا؟ اس کی وضاحت بھی فرما دیں۔ خداوند تعالیٰ کا معجزہ دیوار کی دوبارہ تعمیر کے بعد بھی برقرار رہا اور وہ شگاف دوبارہ نمودار ہوا یا نہیں؟

اس کا بھی جواب اگر آپ غور سے سنتے تو کل ہی کی مجلس میں موجود تھا۔ فقط دو بار ہی نہیں بلکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ کُل گیارہ بار کعبہ بنیادوں سے تعمیر ہوا ہے جب کہ بعد از اسلام تین یا چار بار از سرِ نو تعمیر ہو چکا ہے اور نو بار کعبہ کی مرمت ہو چکی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ارے بابا! یہی تو معجزہ ہے اس شگاف کا کہ جب بھی نئے سرے سے تعمیر کرتے ہیں اور یہی تو کل میں نے بتایا تھا آپ کو کہ جب وہاں تک سیمنٹ کے بلاک پہنچتے ہیں یا تراشے ہوئے پتھر جو پہاڑوں سے کاٹ کر لائے جاتے ہیں تو ان کا توازن وہاں آ کر ختم ہو جاتا ہے، نپائی ختم ہو جاتی ہے وہاں پہ آ کے اور وہ شکستہ ہو جاتے ہیں تو وہاں پھر ان کو سیمنٹ، سیسے اور میخوں سے جوڑنا پڑتا ہے۔ یہ بات تو میں کل ہی بتا چکا ہوں کہ جب بھی کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کیا وہاں وہ نشان باقی رہا۔ معجزہ کی نشاندہی باقی رہی۔ وہ نظر آجائے گا آپ کو کہ وہاں سیمنٹ سیسہ اور پتہ نہیں کیا کیا کچھ بھر کے اس کو کارنر کی شکل دی گئی ہے۔ بلاک آ کر وہاں ٹوٹ جاتے ہیں یہی تو معجزہ ہے۔

انسان کے قد کے برابر، جب آپ دیکھیں گے تو وہاں معمول کی دیوار کی بجائے سیمنٹ اور پتھر کی بھرائی ملے گی، بلاک ٹیڑھے ہو جاتے ہیں، ٹوٹ جاتے ہیں۔ میں نے کل ہی عرض کر دیا تھا۔

ایک سوال اور بھی ہے کہ سوئم، دسواں، بیسواں، اور چہلم کا سلسلہ کہاں سے شروع ہو گیا۔ کیا یہ فقط ایک روایت ہے یا کسی امامؑ کا حکم؟ اور اگر اس کا مقصد مرنے والے کو ثواب ہی پہنچانا ہے تو ایسا تو کسی دن بھی ہو سکتا ہے اس کے لئے دن مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ محرم بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے تو ہمیں امام حسینؑ شہیدِ کربلا کا سوئم اور چہلم بالکل نہیں منانا چاہیے۔ یہ سوال کے الفاظ ہیں میرے نہیں، میں نہیں کہہ رہا کیونکہ وہ شہید ہوئے اور شہید ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ بریکٹ میں قرآن کی آیت کا حوالہ بھی ہے۔ جب کہ ہم سوئم امام حسینؑ اور چہلم امام حسینؑ لکھتے ہیں۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت کر دیں؟ سوال ختم ہوا۔

میرے بھائی سیدھی سیدھی سی بات ہے کہ مرنے والے کا اربعین یعنی چہلم آج بھی تمام عالم عرب میں، جو وہابیت سے مربوط نہیں ہے، مناتے ہیں کہیں فقط اربعین مناتے ہیں اور کہیں ہفتم اور اربعین منایا جاتا ہے کہیں سوئم اور اربعین منایا جاتا ہے، کہیں دسواں اور بیسواں بھی ہماری طرح منایا جاتا ہے۔ بے شک اس کا تعلق ایصالِ ثواب سے بھی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کچھ اپنے ثقافتی حساب سے بھی۔

ہمارے یہاں سوئم اور یوپی کے بعض علاقوں میں پنجم بھی منایا جاتا ہے۔اس طرح مرنے والے کو ایصالِ ثواب کا اور پس ماندگان کے لئے ڈھارس کا سامان ہوجاتا ہے۔کچھ تھوڑی سی سوگ بڑھانے کی علامتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں اور چہلم تو ہر جگہ یعنی اربعین تو ہر جگہ منایا جاتا ہے۔ چاہے عالمِ عرب ہو چاہے ایران ہو،اربعین تو ہر جگہ منایا جاتا ہے۔میں نے عرض کردیا کہ وہابی عقائد کے لوگوں کے علاوہ اربعین ہر جگہ منایا جاتا ہے۔

قرآن کی آیت سے اس چیز کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کا تعلق ہے ایصالِ ثواب سے اور یہ بھی صحیح ہے کہ کسی بھی دن کر سکتے ہیں۔کیا آپ نہیں کرتے ایصال ثواب کی مجالس اور قرآن خوانی؟اگر کوئی بڑی شخصیت ختم ہوجائے تو کیا صرف سوئم اور چہلم ہوتا ہے؟نہیں بلکہ جس کی جب مرضی ہو جیسا موقع ہو ایصالِ ثواب کے لئے مجلس ترحیم کرتا ہے۔

اور رہا سوال یہ کہ شہداء کے لئے سوئم اور چہلم بالکل نہیں منانا چاہیئے قرآن کہتا ہے کہ یہ بالکل غیر حقیقی اور غیر منطقی بات ہے۔مرنے والا محض شہید نہیں ہوا،اصل میں جو یاد منائی جاتی ہے وہ اس پر پڑنے والے مصائب کی یاد منائی جاتی ہے۔جن مصیبتوں سے شہید گزرا ہے ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔اور آپ جانتے ہیں کہ اس سنّت کی ابتداء، دیکھئے!اب یہ سنّتِ رسولؐ بھی ہے۔ میں جنابِ ابوطالبؑ اور جنابِ خدیجہؑ کا حوالہ نہیں دے رہا کہ آپؐ نے ان دونوں ہستیوں کی جدائی پر اس سال کو''عام الحزن'' قرار دے کر پورا سال حزن و ملال کے ساتھ گزارا۔غم کا سال منایا۔نہیں، بلکہ سیّد الشہداء جناب حمزہؑ یعنی اپنے چچا جناب حمزہ کا غم منانے کا حکم دیا،سیّد الشہداء ان کا لقب ہے۔جنگِ احد میں کس طرح سے ان کو شہید کیا گیا تھا آپ کو معلوم ہے؟یہی سبب تھا جب سب اپنے اپنے شہیدوں کا اپنے اپنے گھروں میں غم منا رہے تھے تو رسولؐ نے منع نہیں کیا کسی کو غم منانے سے بلکہ یہ کہا کہ کاش میرے چچا کا بھی کوئی غم منانے والا ہوتا۔یعنی ایک طرح سے حکم دیا تو سارے مسلمان اپنے شہیدوں کے غم کو چھوڑ کے جنابِ حمزہؑ کے گھر میں جمع ہوئے اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تین دن تک جنابِ حمزہ کا غم منایا گیا۔

جناب حمزہؓ پہ گریہ وبکاء اور ماتم برپا کیا گیا تو یہ سنّتِ رسولؐ بھی ہے۔ شہداء زندہ ہیں یہ بات الگ اپنی جگہ ہے۔ شہید زندہ ہے اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پا رہا ہے۔ دراصل ہم ذکر کرتے ہیں ان مصائب وآلام کا جوان پر توڑے گئے۔ جو مصیبت شہید پر نازل کی گئی، جن مصیبتوں کو اس نے سہا۔ شہید ہونے کی صورت میں قرآن نے اس کی یاد منانے سے کب منع کیا ہے۔؟ اگر قرآن شہید کی یاد منانے سے منع کرتا تو رسولؐ کیوں حکم دیتے کہ میرے چچا حمزہ ابن عبدالمطلبؑ کی یاد مناؤ اور ان پر گریہ کرو!

میں نے بتایا کہ سب تاریخوں نے لکھا ہے کہ جنابِ حمزہؓ کا غم رسولؐ نے منایا، مدینے کی عورتیں جمع ہوئیں اور تین دن تک سوگ مناتی رہیں، روتی رہیں اور پھر کربلا کے باب میں آپ ایسی بات کررہے ہیں؟ ذرا میرے بھائی اتنا تو سوچئے کہ کربلا میں کیا صرف شہادت ہے؟ اصل مصیبتیں جو کربلا کے بعد پڑیں کیا وہ رونے کے قابل نہیں ہیں؟ یاد منانے کے قابل نہیں ہیں؟ اب بہ فرضِ محال، یعنی اگر فرض ہی کرلیا جائے تو یہاں صرف مجلس میں کیا صرف شہادت کا ذکر ہوتا ہے۔ اصل مصائب تو دو مہینے آٹھ دن آپ سیدانیوں کے پڑھتے ہیں، جنابِ سیدِ سجادؑ بیمارِ کربلا کی مصیبتوں کا حال پڑھتے ہیں۔

تو یہ تو بالکل معمولی اور بودا سوال ہے دنیا بھی یہی اعتراض کرتی ہے آپ نے بھی وہی اعتراض کردیا کہ شہید کا غم مناتے ہو؟ ارے بھائی! اوّل تو شہیدؑ کا غم رسولؐ نے منایا ہے اور دوسرے اس ذکر میں فقط شہداء کا ہی تذکرہ نہیں ہے وہاں تین دن کی پیاس ہے وہاں علی اصغرؑ کی پیاس ہے وہاں عونؑ ومحمدؑ جیسے نونہال ہیں وہاں مصائب سے بھری شبِ عاشور ہے وہاں شامِ غریباں کی داستان ہے اور اس کے بعد کوفہ وشام اور یہ سارا سلسلہ ہے۔

اگر ہم منانا شروع کریں کربلا کے پورے سلسلے کا غم تو وہ ایک سال اور دو مہینے پر مشتمل ہے۔ دس محرم سے لے کر آئندہ ۸ ربیع الاوّل تک۔ ایک سال تو قیدی زندان میں بھی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہے۔زندان کے واقعات، بازاروں کے واقعات۔تو عزیزو! یہ فطرتِ انسانی ہے۔ یہ کشمیر میں کیا شہید نہیں ہو رہے؟ لیکن وہی لوگ جو کہتے ہیں کہ شہید کا غم نہیں مناؤ۔آپ روزانہ لوگوں کو ٹیلی ویژن پر روتے، ماتم کرتے اور سر و سینہ پیٹتے ہوئے دیکھتے ہیں۔اس لئے کہ جب کسی کا کوئی مرتا ہے تو اس کے غم کو وہی جانتا ہے۔

غم منانے سے نہ قرآن نے روکا ہے نہ حدیث نے اور نہ ہی رسولؐ نے اور جنابِ یعقوبؑ تو زندہ کا غم مناتے رہے۔

نہیں منایا زندہ کا غم یعقوب پیغمبرؑ نے؟

اللہ کا پیغمبرؑ زندہ کا غم مناتا رہا ساری زندگی...... معلوم ہے کہ میرا بیٹا یوسفؑ زندہ ہے...... یہ بھی نبی وہ بھی نبی...... یہ بھی معلوم ہے کہ جدائی عارضی ہے بیٹا مل جائے گا...... لیکن قرآن نے کہیں جنابِ یعقوبؑ کی اس گریہ وزاری کی مذمت نہیں کی۔ بیٹا تو زندہ سلامت تھا، اس زندہ بیٹے کو روتے رہے، جنابِ یعقوبؑ اس وقت تک جب تک بیٹا نہیں مل گیا اتنا روئے اتنا روئے کہ بینائی جاتی رہی۔

بات واضح ہوگئی؟ اتنے کم وقت میں اس سے زیادہ بات واضح نہیں کر سکتا اس لئے کہ مجھے اپنے موضوع کو بھی مکمل کرنا ہے۔

ایک اور سوال ہے کہ آپ سے صرف دو مسئلے پوچھنا ہیں۔کیا امام حسینؑ نے روزِ عاشور ظہر، عصر کی نماز الگ الگ پڑھی تھی؟ پہلے تو یہ بات کہ پڑھی بھی تھی کہ نہیں؟ پہلے تو یہ تصدیق کر لیں کہ پڑھی بھی تھی کہ نہیں؟ آپ نے یہ لکھ دیا کہ پڑھی تھی۔آپ نے یہ کب پوچھا کہ الگ الگ پڑھی تھی یا ملا کے پڑھی تھیں۔

ظہر کے وقت ہی امام نے دونوں نمازیں پڑھ لی تھیں۔ وہ عصر کا وقت ضرور ہے جس وقت امامؑ سجدۂ شکر یا سجدۂ آخر بجالا رہے تھے یہ بات ذہن میں رکھیے گا۔

سوال میں مزید پوچھا گیا ہے جب کہ اس وقت مشکل گھڑی میں امامؑ نے علیحدہ علیحدہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نماز پڑھی تو لوگ عام زندگی میں دونوں نمازیں اکھٹی کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی ذرا وضاحت کریں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے پہلی مجلس میں کہا تھا کہ حضرت آدمؑ کو دس ہزار سال ہوئے ہیں۔

دیکھئے آپ نے میری بات ہی بدل دی، سب کو یاد ہوگا کہ میں نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا تھا کہ کم سے کم دس ہزار سال اور زیادہ سے زیادہ بیس ہزار سال۔ میں اپنے کہے ہوئے جملے یاد رکھتا ہوں۔ Calculation جو ہے بیس ہزار سال تک جاتا ہے خیر! آپ نے لکھ دیا دس ہزار سال، پیغمبر ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے۔

تو بھائی! ہر سال ایک پیغمبر تھوڑی آتا تھا کہ آپ ایک لاکھ چوبیس ہزار سال گن رہے ہیں۔ ایک ایک وقت میں ستر ستر نبی اور دو دو سو نبی بھی ہوئے ہیں اور ایک ایک وقت میں بنی اسرائیل نے ستر ستر نبیوں کو قتل بھی کیا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ایک کے بعد ایک نبی آتا رہا ہو۔

الوالعزم پیغمبروں کے درمیان وقفے ضرور ہیں لیکن ایک ایک وقت میں کئی کئی سو نبی بھی گزرے ہیں۔ الگ الگ ملکوں اور الگ الگ علاقوں میں ہی سہی مگر ہیں اور ایسا ماحول جس کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ تبلیغ کی بھی اجازت نہیں بس یہ ہے کہ اپنا کام کئے جاؤ، اپنے کردار سے روشناس کراتے رہو، اپنے کردار سے تبلیغ کئے جاؤ، لوگ تمہیں دیکھ کر یہ کہتے رہیں کہ یہ ایمان دار آدمی ہے، مومن ہے، توحید پرست ہے، خدا کا نیک بندہ ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ایک سال کے بعد یا دس دس سال کے وقفے سے نبی آتے تھے، ایسا نہیں ہے۔

نماز کے بارے میں، میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیا کہ روزِ عاشور ظہر کے وقت امامؑ نے نماز ادا کر دی ہے۔ وہ وقتِ عصر ہے جب امامؑ سجدۂ معبود کے لئے ذوالجناح سے نیچے تشریف لائے ہیں تو اسی لئے وہ سجدہ، یادگار سجدہ بن گیا کہ جس کو کچھ لوگوں نے کہا کہ امامؑ نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عصر کی نماز پڑھی۔

نہیں وہ عصر کی نماز نہیں تھی۔

سجدۂ شکر میں ہے حسینؑ ...... معبود کے سجدے میں ہے حسینؑ ...... مناجات تک محفوظ ہیں ...... جو سجدے میں کی گئی ہیں ...... اگر نماز پڑھ رہے ہوتے تو نماز کا ذکر ہوتا ...... سجدے میں مناجات نہیں ہوتیں ...... سجدے میں ذکر ہوتا ہے ...... اگر ہے تو کوئی مختصر سی دعا ہے مگر وہ تو پوری مناجات ہے ...... جو محفوظ ہے کتابوں میں کہ جناب سید الشہداء ...... سجدے کے وقت کیا گفتگو کر رہے ہیں۔

آج وقت نہیں کبھی وقت ملا تو ان شاء اللہ وہ مناجات بیان کر دیں گے۔

بہر حال ایک یہ اطمینان بخش بات تو ہوئی کہ سوال ہوئے، سوال ہونے کا مطلب یہی ہے کہ میرے دوستوں اور نو جوانوں کی توجہ رہی لیکن آج کی مجلس کی اور بھی کچھ ضروریات ہیں ایک دو منٹ ان کے لئے بھی لوں گا کیونکہ بعد میں پھر موقع نہیں ہوتا۔

میں اپنا فریضہ سمجھتا ہوں کہ آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کروں، میں آپ تمام حضرات کا شکر گزار ہوں، ممنون ہوں۔ اس امید پہ آپ میرا خشک بیان سنتے رہے کہ شاید اب کچھ تری پیدا ہو، شاید اب کچھ تری پیدا ہو۔ تو بڑے حوصلے سے آپ نے میرا یہ بیان سنا، آٹھ دن تک اور آج تو نواں دن ہے۔ میں آپ تمام سامعین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری حوصلہ افزائی کی اگر چہ میں اپنی کم علمی سے اور جہالت سے اچھی طرح آگاہ ہوں لیکن اس کے باوجود آپ نے میری حوصلہ افزائی کی، میرے اس خشک بیان کو دل جمعی اور حوصلے کے ساتھ سنتے رہے۔ میں اپنے اسکاؤٹس برادران کا بھی شکر گزار ہوں جو یہاں پر ڈیوٹی دے رہے ہیں، میں اور آپ ہم سب ان کے ممنون ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے جو وردیاں پہن کر خدمات انجام دیتے ہیں۔ ایک مجلس یونہی مکمل نہیں ہوتی، ایک مجلس کسی ایک آدمی سے مکمل نہیں ہوتی، پڑھنے والے کا اس میں جتنا حصہ ہوتا ہے، اتنا ہی سننے والوں کا بھی حصہ ہوتا ہے، اتنا ہی چپلیں سیدھی کرنے والے کا بھی حصہ ہوتا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے، اتنا ہی دوسری ڈیوٹیاں دینے والوں کا، پانی پلانے والوں کا، ویڈیو بنانے والوں کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ غرض تمام امور کی انجام دہی کے بغیر ایک مجلس مکمل نہیں ہوتی۔ یہ سب خدمات انجام دی جاتی ہیں یہ لوگ وقت فراہم کرتے ہیں، موقع فراہم کرتے ہیں کہ آپ لوگ آئیں اور فرشِ عزاء پہ بیٹھیں اور میں یہاں منبر پر بیٹھوں بس فرق اتنا ہے۔ حصہ سب کا برابر ہے۔ پروردگار کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ

بارِالہٰا! ان تمام کی عبادات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما...... انھیں ہر قسم کی ارضی و سماوی آفات اور مشکلات سے دور کردے...... اے پالنے والے! ہمیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو ہم سے راضی نہ ہو جائے...... اور جب تک اہلِ بیت علیہم السلام ہم سے راضی نہ ہو جائیں...... ہمیں توفیق دے کہ ہم مذہب حقہ کو سمجھیں...... اور جیسے عمل کرنے کا حق ہے...... ویسے ہی عمل کرتے ہوئے ہم اس دنیا سے جائیں۔

اب اگر کسی کا شکریہ رہ گیا ہو تو میرے بھیا میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں آپ سب کا شکریہ بعد میں یہ شکایت مت کرنا کہ یہ رہ گیا وہ رہ گیا۔ میں نے سب کا شکریہ ادا کر دیا ہے جو جو میرے ذہن میں آتے گئے جس نے انتظام کیا بانی عزاء وغیرہ سب شامل ہیں۔

تو عزیزانِ محترم! کل ہم نے ۲۷ ہجری تک کا احوال بیان کیا تھا کہ تاریخ کی صدیوں میں خانہ کعبہ پر کیا گزری؟ بنوامیہ ۱۳۲ ہجری میں اپنی پوری بساط لپیٹ کر عالم عرب سے رخصت ہو گئے۔ مروان الحمار اُن کا آخری خلیفہ تھا جو قتل کر دیا گیا۔ عبدالرحمٰن الداخل بچا جو جان بچا کر اسپین بھاگ گیا۔ وہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔

اب بنوعباس کا دور شروع ہو گیا، بنوعباس کے دور میں ہارون الرشید کے زمانے میں ایک تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک کا آغاز کہاں سے شروع ہوا؟ جناب امام جعفرِ صادق علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے جناب اسمٰعیل ہیں، یاد رکھیے گا۔ بڑے صاحبزادے کی وفات امام کی موجودگی میں ہو گئی تھی۔ امامؑ نے ان کی تدفین کے وقت بتا دیا کہ دیکھو اسمٰعیل مر گیا اور اب یہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واپس نہیں آئے گا۔ جنابِ اسمٰعیل کو دفن کر دیا گیا۔ جنابِ اسمٰعیل سے چھوٹے ہیں موسیٰ ابنِ جعفرؑ یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔

امامت پہنچی ساتویں امامؑ تک، جنابِ اسمٰعیل کے ایک بیٹے ہیں جنابِ محمد، ان کا لقب ہے محمد المکتوم، مکتوم یعنی چھپا ہوا، یا امام المکتوم۔ جنابِ اسمٰعیل نے اپنی پوری زندگی میں کبھی امامت کا دعویٰ نہیں کیا تھا یہ بات یاد رکھیے گا۔

جنابِ اسمٰعیل کے بیٹے کے روابط ہارون الرشید سے پیدا ہو گئے۔ تاریخیں اشارہ کرتی ہیں کہ یہ دربار سے وابستہ ہوا اور واپس آیا اور رختِ سفر باندھا کہ میں مدینے سے نکل رہا ہوں تو ساتویں امامؑ نے اُسے بلایا اور بلانے کے بعد کہا دیکھو تو جا تو رہا ہے ہارون کے پاس لیکن خبردار! اپنی زبان کو خاندان کے رازوں کے بارے میں بند رکھنا۔ نصیحت بھی کی اس کو کیونکہ جانتے بھی تھے کہ کچھ گڑ بڑ ضرور ہو گی۔

محمد مکتوم یا امام المکتوم نکل گیا۔ اس کی خفیہ دعوت کا آغاز ہوا محمد المکتوم کی امامت کے حوالے سے، محمد المکتوم کی امامت کا ایک طبقہ دعویدار ہوا جس نے خفیہ بیعت لینی شروع کی۔ یہ خفیہ تحریک چل رہی ہے ابھی۔ یہ خفیہ تحریک تقریباً ایک صدی تک چلتی رہی۔ اس کے شجرے میں ایک شخص اور پیدا ہوا۔ محمد المکتوم جو تاریخ میں مشہور ہے الحبیب کے نام سے یا حبیب کے نام سے اس کا نام ہے محمد ابن احمد الحبیب، اس حبیب میں بڑی صلاحیتیں تھیں۔

حبیب کے دور میں صحیح معنی میں فاطمی دعوت کا آغاز ہوا۔ اس نے اپنے داعی یعنی دعوت دینے والے بھیجے۔ اس نے اپنے ان داعیوں کو ''یمن، یمامہ، مصر عرض جتنے اطراف کے ممالک تھے الجزائر اور مراکش سمیت، بھیجنا شروع کیا۔ اس کے داعیوں میں چار افراد ہیں جنہوں نے کامیابیاں حاصل کیں۔ الجزائر میں حلوانی اور سفیانی دو آدمی پہنچے۔ تاریخ میں یہ دو آدمی ہیں، دو داعی، حلوانی اور سفیانی۔ الجزائر کے قبیلے بنی کذامہ پر سب سے زیادہ ان دونوں کا اثر و رسوخ ہوا۔ یاد رکھیئے گا اور جہاں پر ان کا اثر و رسوخ ہوا وہ الجزائر ہے۔ ایک تیسرا داعی تھا جس کا نام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابوالحسین فرح ابنِ محمد، یہ داعی پہنچا یمن اور یمن میں اس نے اتنی طاقت پکڑی کہ خروج بھی کیا اور ثناء کے علاقے پر قابض ہونے کے بعد آدھے سے زیادہ یمن بھی اس کے کنٹرول میں آ گیا۔ اس لئے کہ عباسیوں کی آپس کی خانہ جنگیاں شروع ہو چکی تھی۔

چوتھا داعی جو ان میں سب سے زیادہ کامیاب رہا اور جس نے فاطمی خلافت کی بنیاد رکھی اور اتنی بڑی سلطنت کی بنیاد رکھوانے میں کامیاب ہوا کہ جس سلطنت کا ایک سرا بحرِ ظلمات، دوسرا شام، تیسرا بحرِ روم، اور چوتھا صحرائے اعظم یعنی افریقہ کے صحرائے اعظم تک تھا۔ پورا شمالی افریقہ، کچھ بحرِ روم کا حصہ، شامات کا پورا علاقہ اور مصران فاطمیوں کے قبضے میں آیا۔ ان میں سب سے زیادہ کامیاب کون رہا؟ جیسے عباسیوں کی دعوت میں ابومسلم خراسانی عباسیوں کی خلافت کا باعث بنا۔ ویسے ہی ابوعبداللہ الشیعی۔ الشیعی اس کا لقب تھا۔

فاطمین کا سب سے بڑا داعی ابوعبداللہ۔ جس کا پورا نام ابوعبداللہ الشیعی محمد الذکریا۔ یہ ان کا داعی ہے جو سب سے کامیاب رہا۔ جس نے اس دعوت کو سب سے بڑھ کر منظم کیا اور الجزائر اور مراکش پر قبضہ کر لیا۔

۲۷۶ ہجری میں صنعاء پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا کہ حبیب یعنی محمد ابنِ احمد کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کا جو وارث بنا۔ وہ بنا عبیداللہ ابنِ محمد یعنی حبیب کا بیٹا۔ عبیداللہ، یہ اس کا وارث بنا۔ اس نے تمام علاقوں میں خفیہ طور پر بیعت لے لی کہ یہ مہدی ہے۔ اس نے پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا تھا کہ مہدی کا ظہور ہونے والا ہے اور عبیداللہ کے لئے بیعت لینا شروع کی۔

۲۹۷ ہجری میں یمن سمیت پورے شمالی افریقہ پر اس کا کنٹرول ہوا یہ پہلا فاطمی خلیفہ ہے۔ اگر چہ یہ میرا موضوع نہیں ہے اور تاریخ میں یہ ایک طویل قصہ ہے اس لئے اجمالاً بیان کر دوں کہ عبیداللہ بھی گرفتار رہا۔ ابوعبداللہ کا بھائی سفاح بھی گرفتار ہوا لیکن خیر اس نے ان سب کو آزاد کرایا اور عبیداللہ المہدی کے لقب کے ساتھ پہلا فاطمی خلیفہ صفحہ تاریخ پر وجود میں آیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۹۷ ہجری میں پہلے فاطمی خلیفہ کے ساتھ فاطمین کی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ پہلے خلیفہ کا لقب عبیداللہ المہدی تھا۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جس سے سلطنت کا آغاز ہوا۔ اب آپ تاریخ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ مقتدر باللہ ایک عباسی خلیفہ ہے جب مورخین نے اس کے کارہائے نمایاں لکھنا شروع کئے تو اب دیکھئے کارہائے نمایاں کیا ہیں؟ کارہائے نمایاں کیا لکھتے ہیں؟ سیوطی صاحب، تاریخ الخلفاء کے مصنف لکھتے ہیں بڑا دانش مند تھا، بڑا دانش ور تھا، بڑا صاحب الرائے تھا بس تھوڑا سا شرابی تھا اور تھوڑا سا شہوت پسند بھی تھا۔ زیادہ نہیں سینکڑوں کی تعداد میں اس کے حرم میں یمنی، سوڈانی، مصر اور پتہ نہیں کہاں کہاں کی کنیزیں تھیں اور اس پر طرفہ طرۃ یہ کہ تھوڑا سا شہوت پرست بھی تھا۔ میری مجبوری ہے کہ الفاظ بھی نقل نہیں کر سکتا، ڈرتا ہوں اگر سارے کے سارے کارہائے نمایاں ان محترم خلیفہ کے بیان کروں تو حیا مانع آتی ہے لہٰذا سب کچھ تو بیان ہی نہیں کر سکتا جو کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ کبھی موقع ملا کرے تو پڑھا کریں آپ کو تسلی ہو جائے گی، آپ کو اطمینان ہو جائے گا اور عجیب بات یہ ہے کہ عباسیوں کے آخری سلسلے کے جتنے خلیفہ تھے۔ چاہے وہ مقتدر ہو، چاہے وہ مختصد ہو، چاہے وہ راضی باللہ ہو، جہاں والدہ کا نام آیا وہیں لکھا ہوگا کہ اس کی والدہ فلاں خلیفہ کی داشتہ تھی یعنی بیوی بھی نہیں تھی۔ تو ایسے لوگوں سے آپ کیا توقع کریں گے بھائی! کیا کچھ نہیں کریں گے ایسے ''پاکیزہ لوگ''؟ ان کے تو کارہائے نمایاں میں یہ احتیاط اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ خلیفہ تھا۔ خلیفہ فی الارض تھا۔

اب دیکھئے ان مورخین کی روش کہ جہاں آگئی بات اہلِ بیتؑ کے چاہنے والوں کی تو جن کا اہلِ بیتؑ سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے ان کے لئے لکھیں گے کہ فلاں شیعہ نے خروج کیا۔ فلاں سَن میں فلاں رافضی نے خروج کیا۔ یہ سب اس لئے بتا رہا ہوں کہ

اتنے تاریخی ظلم وستم ہونے کے باوجود...... تشیع آج بھی سربلند ہے...... تشیع آج بھی زندہ ہے...... تاریخ میں اتنے ظلم وستم کے باوجود کہ مورخین میں کسی کا قلم حمایت کرنے کو تیار نہیں تھا...... مگر اس کے باوجود تشیع زندہ ہے...... سربلند ہے کیوں؟...... اس لئے کہ یہ تشیع کی اپنی قوت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے...... تشیع حق کی طاقت ہے...... جس نے شیعیت اور تشیع کو پوری تاریخ میں زندہ رکھا۔

اب جو واقعہ میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ الزام دیا جاتا ہے کہ رافضی تھے، شیعہ تھے۔ رافضیوں یعنی بے دینوں کے فرقوں میں لکھا جاتا ہے شیعوں کو کہ رافضیوں کا ایک فرقہ اثنا عشری ہے۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لئے ہی تو ایسا کیا جاتا ہے۔

بھائی! تم یہ حرکتیں کر کے یہی کر سکتے ہو کہ اپنے لوگوں کو گمراہ کر دو اور بڑی حد تک تم اس میں کامیاب بھی ہو مگر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہمارے لوگوں کے لئے اتنی تاریخ کافی ہے جتنی ہمارے یہاں بیان کی جاتی ہے۔

یہ پس منظر آپ اپنے ذہن میں رکھیئے کہ یہاں سے فاطمیوں کا سلسلہ جُڑا، کعبہ سے۔ اس کا کیا تعلق ہے؟ اب میں بات کو اُس طرف لے جاتا ہوں۔ انہی فاطمیوں کا ایک داعی جس کا نام تھا عبداللہ ابن میمون۔ عبداللہ ابن میمون نامی داعی شام کی طرف گیا۔ ایک بات اور یاد رکھیئے کہ یہ دعوت تو دیتے تھے اہلِ بیتؑ کے حقوق کی، بالکل عباسیوں کی طرح، کام ان فاطمی داعیوں کا بھی یہی تھا کہ اہلِ بیتؑ کے حقوق کی بات کرتے تھے اور ان سب کی تان جا کے ٹوٹتی تھی حبیب کے اوپر کہ یہی مہدی ہے، یہی امام ہے، اسی کو مان لو۔ حبیب کی طرف سب کو موڑ کر لے جاتے تھے۔

بہت معذرت کے ساتھ کیوں کہ تاریخ پڑھ رہا ہوں، اگر ان کے ماننے والوں میں سے کچھ لوگ یہاں بھی تشریف رکھتے ہیں تو میری عذر خواہی کو پہلے ہی قبول کر لیں کہ میں تاریخ کے حقائق کو بیان کر رہا ہوں۔ تو یہ عبداللہ ابن میمون شام بحرین، العشاء۔ العشاء کا علاقہ جغرافیائی لحاظ سے جو میری سمجھ میں آیا یہ کویت کی پوری پٹی ہے۔ ایک چھوٹے سے علاقے کو اس زمانے میں العشاء کہا جاتا تھا۔ تو بحرین سے لے کر شام تک اس کا اثر و رسوخ ہوا وہاں سے اس نے قرامطہ کے قبیلے پر اپنا اثر و رسوخ قائم کیا۔ اس قبیلے کا سردار ہمدان قرمطی بظاہر تو وہ اسمٰعیلی ہو گیا لیکن کچھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عرصے تک تو اسمٰعیلیت اس پر غالب رہی اس کے بعد اس نے اسمٰعیلیت کے عقائد کو بھی چھوڑ دیا۔

قرامطہ بس ایک لوٹ مار کرنے والا گروہ بن گیا جس سے خود اسمٰعیلیت نے بھی برائت کا اعلان کر دیا۔ مستقل دارالحجر کے نام سے قرامطہ نے پایہ تخت بحرین میں بنایا اور ان کا کام یہ تھا کہ یہ صرف قزاقی کیا کرتے تھے۔ قرامطہ سمندر میں بھی لوٹتے تھے اور صحرا میں بھی اور یہ اتنے بڑے قزاق تھے کہ انھوں نے عباسی سلطنت کی جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ قرامطہ شہروں پر حملہ کرتے کرتے بغداد تک پہنچ گئے تھے۔ ایک لوٹ مار کرنے والا گروہ۔ ان لوگوں کا اڈا بحرین میں تھا، جغرافیائی لحاظ سے انھیں یہاں بہت تحفظ حاصل تھا۔ نہریں تھیں چاروں طرف، سمندر تھا، بچاؤ کے لئے انھوں نے چھوٹے چھوٹے قلعے بنائے ہوئے تھے اس کا نام رکھ دیا تھا دارالحجر۔ قرامطہ کا یہیں سے ورود ہوتا ہے۔ ملوکیت کی جو بھی تاریخ لکھی گئی اس میں قرامطہ کا آپ جہاں بھی تذکرہ دیکھیں گے تو یہی واقعات ملیں گے۔

ہمدان قرمطی ان کا پہلا سربراہ بنا۔ قرامطہ کا کام میں نے آپ کو پہلے بتا دیا کہ ان کا کام لوٹ مار کرنا تھا۔ مقتدی کا دور ہے۔ ۳۱۷ یا ۳۱۸ ہجری میں مقتدی باللہ عباسی حاکم ہے۔ ابومنصور دیلمی کو اس نے امیر حج بنا کے بھیجا ہے۔ اس زمانے میں سب کے لئے ایک ہی امیر حج بنا کے بھیجا جاتا تھا۔ مختلف امیر نہیں ہوتے تھا ایک ہی امیرِ حج بنتا تھا۔ اس میں فائدہ یہ ہوتا تھا کہ سب اس کے جھنڈے تلے حج کرتے تھے۔ منصور دیلمی مکے پہنچ گیا، قرامطہ مکے میں پہلے ہی قتل و غارت گری کر چکے ہیں۔ قرامطہ کا ایک سردار ابوطاہر قرمطی لُوٹ مار کا ایک لشکر لے کر وہاں پہنچا۔ ۳۱۸ ہجری میں ابوطاہر نے مکے پر حملہ کر دیا۔ حجاجِ کرام کا قتلِ عام شروع کیا یہاں تک کہ منصور دیلمی کو بھی قتل کر دیا گیا۔

ابوطاہر قرمطی نے آہنی گرز سے حجرِ اسود پر حملہ کیا، جس کی وجہ سے حجرِ اسود دیوار سے باہر نکل آیا۔ گیارہ دن تک وہاں پڑا رہا۔ گیارہ دن بعد جب یہ لشکر لوٹ مار کر چکا تو حجرِ اسود کو بھی اپنے ساتھ اٹھا کر بحرین لے گیا۔ بیس سال تک حجرِ اسود خانہ کعبہ میں نہیں رہا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ ۳۱۸ ہجری کا واقعہ ہے۔ تاریخ ابن خلدون میں دیکھیں گے کہ تو عباسیوں کے باب میں آپ کو مل جائے گا۔ تاریخِ ابن خلدون میں زیادہ تفصیل سے ہے جب کہ تاریخ طبری میں دیکھیں گے تو وہاں مختصری تفصیل ملے گے۔ تاریخِ الخلفاء میں بھی اجمالاً اس واقعے کی تفصیل موجود ہے۔

غرض جتنی تاریخیں ہیں جو بنوعباس کے اختتام تک جارہی ہیں ان سب میں کم یا زیادہ اس واقعے کا ذکر ضرور موجود ہے البتہ طبری میں میں نے دیکھا اس نے آخر میں اشاروں میں بات کر کے ختم کر دیا ہے، اپنی آخری جلد میں لیکن ابن خلدون نے پوری تفصیل دی، تاریخ الخلفاء نے پوری تفصیل دی اور جتنی بھی تاریخیں عباسیوں کے حالات تفصیل سے بیان کرتیں ہیں یا فاطمین مصر کی تو اس میں آپ کو مل جائے گا کہ بیس سال تک حجرِ اسود کعبے میں نہیں تھا اور کعبے کا طواف ہو رہا تھا۔ قرامطہ نے جرمانہ بھی طلب کیا، پچاس ہزار سے لے کر بیس لاکھ تک کا کہ اتنے دے دو تو حجرِ اسود لے جاؤ۔

تو کہاں سے دیا جائے، جو خلیفہ خود رات کو چھ لاکھ اشرفیاں اور بیوی بچے لے کر بھاگ جائے؟ مقتدر باللہ کے باب میں موجود ہے کہ ۳۱۷ یا ۳۱۸ ہجری میں جب اس کی اپنے وزراء سے لڑائی ہوئی تو اس کا بھائی جو قاہر باللہ کے لقب سے معروف تھا، نام تو کچھ اور تھا لقب البتہ قاہر باللہ تھا تو اس کو قاہر کے لقب سے خلیفہ بنا کے لے آئے تھے اس طرح اس کو خلیفہ بنایا کہ اس کے اس عہد کی ایجنسیوں کے مقتدرین اس کو کاندھے پر اٹھا کر لے آئے پوری فوج نے حملہ کر دیا کہ اب تُو خلیفہ ہے۔ وہ کانپ بھی رہا ہے تھر تھر اور حکم بھی مان رہا ہے کہ اچھا تم کہتے ہو تو میں خلیفہ ہوں۔

تلوار گردن پر رکھ دی کہ تُو خلیفہ ہے اس نے کہا کہ اچھا میں خلیفہ ہوں اور مقتدر نے رات کو بھاگتے بھاگتے کیا کیا؟ چھ لاکھ اشرفیاں خزانے کی، بیت المال کی لیں اور بیوی بچوں کو ساتھ لیا اور بھاگ گیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تو میرے بھائی! یہ آج کی بات نہیں ہے کہ ہمارے حکمران قوم کا مال و متاع لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہ وہی طریقہ ہے کہ جب تک بیٹھے رہو تم سے بڑا قوم کا دردمند کوئی بھی نہیں ہے۔ مرے جارہے ہیں بے چارے غریبوں کے درد میں، رات رات بھر نیند نہیں آتی کہ قوم کا کیا ہوگا؟ اور جب بھاگتے ہیں تو قوم کا مال بھی ساتھ لے کر بھاگتے ہیں اور یا پہلے ہی سے پہنچا دیتے ہیں کہ لے کے کیسے بھاگیں گے۔ لہٰذا مال و دولت پہلے ہی سے باہر پہنچا دو کہ جب بھاگنا پڑے تو وہاں پہنچ جائیں گے، لیکن اس قوم کو بھی کیا کہا جائے بھائی جیسی قوم ویسے ہی تو حاکم مسلط ہوتے ہیں نا کہ جو دھوکے پہ دھوکہ کھاتی چلی جاتی ہے اور پھر انہی آزمائے ہوئے لوگوں کے لئے زندہ باد، مردہ باد میں لگی رہتی ہے، انھیں چوروں، لٹیروں اور ڈاکوؤں سے دھوکا کھانے کے لئے تیار رہتی ہے تو یہ طریقہ ابھی کا نہیں، یہ طریقہ پرانا ہے۔ خلیفہ نے چھ لاکھ اشرفیاں لیں، مال سمیٹا اور بھاگا وہاں سے کہ جہاں جاؤ وہاں زندگی تو اچھی گزارو۔

برسرِ اقتدار لانے والوں کا قاہر باللہ سے بھی جھگڑا ہو گیا۔ اسے بھی رسیّوں سے باندھ دیا۔ پھر مقتدر کو لے آئے کہ جو پہلے تُو لے گیا تھا وہ بھی تیرا، آ اور لوٹ مار کر، اب نئے سرے سے لوٹ ایک بار لوٹ چکا، دوبارہ ہمیں لٹنے کی تمنا ہے۔ یہ بھی سندباد کے سوالوں میں ہونا چاہیے تھا کہ وہ قوم کون سی ہے جو بار بار لُٹتی ہے اور کہتی ہے کہ ہمیں ایک بار اور لُٹنے کی تمنا ہے؟

تو عزیزانِ محترم! یہ اُدھر کا طریقہ ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ایک خلیفہ، ایک حاکم اور ایک سربراہ اور بھی آپ کو دکھاؤں ایک اور امیر کا منظر بھی آپ کو دکھا دوں کہ منبر پر پہلا خطبہ دے رہا ہے اور کہتا ہے میں تمہارے شہر میں تمہارا امیر بن کر آیا ہوں، دیکھ لو میرے پاس کیا کچھ ہے؟ جب میں تمہارے شہر سے جاؤں تو اگر اس سے زیادہ میرے پاس ہو تو سمجھ لینا کہ میں نے تمہاری حق تلفی کی ہے۔

ایک یہ امیر ہے کہ جو مسلمانوں کی امارت کا معیار بتا رہا ہے کہ یہی کچھ ہو میرے پاس تو سمجھ لینا میں نے تم پر امارت کا حق ادا کیا ہے اور اُسی کے جانشین نے اپنے وصیت نامے میں یہی کیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوراس جانشین کے بیٹے نے اپنے باپ کے گوشواروں کو دنیا کے سامنے لاکر رکھ دیا کہ میرے باپ نے یہ قانون مقرر کیا تھا کہ کوئی بھی حاکم ہو آتے اور جاتے اس کے گوشواروں کو دیکھو، اس کی پراپرٹی کو دیکھواوراس کی ملکیت کو دیکھو کہ اس نے قوم کے مال پر ڈاکے تو نہیں ڈالے۔ اس نے قوم کو لوٹا تو نہیں، تو وہ بیٹا اپنے باپ کی ساری ملکیت کو سامنے لے آیا اور یہ اعلان کر دیا کہ اس کے علاوہ کسی کو کچھ معلوم ہو تو بتا دو۔

یہ ایک گھر ہے میرے باپ کا، جو وہ اپنی زندگی میں بنیادِ شہید کو دے گیا ہے۔ شہداء کے حوالے کر گیا۔ ایک یہ میرا گھر ہے ۱۱۱ میٹر کا جس میں میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہوں، جو مجھے ملا ہے۔ یہ میرا بینک اکاؤنٹ ہے جس میں ڈھائی ہزار تومان پڑے ہیں اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے اگر کوئی دعوے دار ہو تو بتا دے۔

تو عزیزو! یہ دو راستے ہیں جو چل رہے ہیں......ارے حکومت ملے یا نہیں ملے......حکومت رہے یا جائے اس راستے کو مت چھوڑو......اس راستے کو ڈھنڈلا مت ہونے دو جو علیؑ نے اپنے ماننے والوں کو دکھایا ہے...... جب منصب ہو، جب امارت ہو، جب قوم کی باگ ڈور ہاتھ میں ہو تو......حساب کتاب بھی سخت ہوتا ہے...... ہر انسان کو حق حاصل ہے کہ وہ حساب کتاب مانگے...... ہر انسان کو حق حاصل ہے کہ وہ صاحبانِ اختیار واقتدار کے گریبانوں پہ ہاتھ ڈالے...... اسی قوم نے وسائل فراہم کئے ہیں......ان ہی لوگوں کے خون سے تو یہ ساری بلڈنگیں اور ساری چیزیں تعمیر ہوئی ہیں......کیا ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ یہ گریبانوں پر ہاتھ ڈالیں اور پوچھیں؟

کیوں نہیں ہے یہ حق؟......لوگوں کو یہ حق حاصل ہے اور اگر کوئی خوف نہیں ہے تو مرد بن کر حساب دو......جس کو خوف ہوتا ہے وہی عمرو بن العاص کے راستے پر چلتا ہے......اور عمرو بن العاص کی سیاست پر......عمرو بن العاص اس لئے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیرِ شام بڑا سیاست دان تھا......نہیں بلکہ عمرو بن العاص، امیرِ شام کا بھی استاد تھا...... جہاں پہ امیرِ شام چوک جایا کرتا تھا وہاں یہ اسے بھی سکھایا کرتا تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عزیزانِ محترم! تو اب پھر ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں بیس سال حجرِ اسود خانۂ کعبہ کے بغیر رہا۔ جب پھر معتضد کا دور آیا، مقتدر کا بیٹا معتضد باللہ یہ باپ کے فوراً بعد نہیں آیا، بیچ میں بھی چھ سات خلیفہ ہیں، ایک ایک سال والے، پانچ پانچ، چھ چھ دن اور دو دو دن والے، اس لئے کہ جب قوموں پر زوال آتا ہے تو لباسوں کی طرح صدر اور وزیرِاعظم بدل جایا کرتے ہیں۔ یہ اس قوم کی ہمیشہ کی عادت ہے اسی لئے تو میں تاریخ پڑھتا ہوں کہ یہ تاریخ آئینہ ہے کہ جس میں قومیں اپنے ماضی کا گوشوارہ دیکھ سکتی ہیں۔

اے صاحبانِ بصیرت عبرت حاصل کرو جس فطرت پر خلق کردیا وہ فطرت نہیں بدلے گی...... صرف زمانہ بدلتا ہے، لباس بدلتا ہے، رہن سہن کا معیار بدل جاتا ہے...... فطرتِ انسانی وہی ہے...... فرعون نے روپ بدل لیا مگر کردار نہیں بدلا، کردار وہی ہے، فطرت وہی ہے، عمل وہی ہے۔

یہ جتنے بھی ماضی کے کردار تھے وہ شکلیں بدلتے چلے جارہے ہیں...... نام بدل رہے ہیں مگر قوموں کے ساتھ سلوک وہی ہورہا ہے جو پہلے ہوتا تھا...... پہلے بھی یہی اصول تھا کہ جس قوم کے پاس علم ہے...... اُسی کو دنیا پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے...... جس قوم کی نسلیں تربیت یافتہ ہیں تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ ہیں...... پوری دنیا کی مشکلات اور فوجیں بھی مل کر اس قوم کے آگے بڑھنے کا راستہ بھی نہیں روک سکتیں۔

یہ جو میں نے آپ کو معجزہ بتایا اتنے شدائد اور مصائب کی آندھیوں کے باوجود تشیع آج بھی سُرخرو ہے...... سربلند ہے تو ایسا کیوں ہے؟...... اس لئے کہ ساری مصیبتیں اُٹھائیں...... لیکن علم کی میراث کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا...... تھوڑے سے تھے، اِدھر سے نکالے گئے، اُدھر سے نکالے گئے...... یہاں سے بھگائے گئے، وہاں سے لوٹے گئے، وہاں سے مارے گئے...... لیکن جہاں بھی گئے اہلِ بیتؑ کی میراثِ علم و کردار کو اپنے ساتھ لے کر گئے۔

شیعیت کا ایک بھی بطلِ جلیل جہاں پہنچا اس نے ایک عالم کو اپنا حلقہ بگوش بنالیا ورنہ جس مقدار میں ہمارا قتلِ عام ہوا تھا اور آج بھی ہو رہا ہے تو صدیوں پہلے ہماری نسلیں ختم ہوگئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتیں، نام ونشان مٹ چکا ہوتا لیکن کوئی ایک بھی جہاں گیا تو کیوں کہ علم وآ گہی کے کردار وعمل کے ہتھیاروں سے مسلح تھا، تیروں تلواروں سے نہیں لہٰذا کوئی ایک بھی جہاں گیا اپنی درس بچھائی، اپنی بساطِ علم بچھائی اور ایک نیا عالم تشیع ایجاد کردیا۔

یہ آپ کی اور ہماری برصغیر کی سرزمین، ذرا اسی کی تاریخ کا مطالعہ کر لیجئے، ذرا اسی کی تاریخ پڑھ لیجئے۔ جرنیلوں اور بادشاہوں نے زمینیں فتح کیں اور اہلِ بیت کے چاہنے والوں نے دِلوں کو مسخر کیا، قلوب پر حکومت کی۔

سب کے سب سادات تو نہیں تھے لیکن اس سرزمین کی طرف سرحد پار کرنے کے بعد اب کچھ مقدار بڑھ گئی ہے تو یہ دوسری بات ہے لیکن ہندوستان کی سرزمین پہ کیا ہوا کہ جہاں بھی کہیں ایک فرزند گیا اس نے مکتبِ اہلِ بیتؑ کی تعلیمات کو عام کردیا۔ دو تین علماء کی ہی آپ تاریخ پڑھ لیجئے۔ حیدرآباد دکن میں جو علماء گئے یا یوپی کی سرزمین میں جو علماء گئے۔

پہلا جمعہ قائم ہوئے آج کتنا عرصہ گزرا ہے آپ کو معلوم ہے؟ دو سو سال سے زیادہ نہیں ہوئے۔ دو سو اڑھائی سو سال پہلے مکتبِ تشیع کا، اتنے بڑے ہندوستان میں پہلا جمعہ قائم ہوا۔ یہ لکھنؤ کی بات ہے، میراث ہے ہماری، ہم تو بھلا بیٹھے ہیں نا؟ ہمیں بھی معلوم نہیں، اور نئے لوگوں کو تو کچھ بھی نہیں معلوم۔ جھٹ سے زبان کھول دیتے ہیں کہ ماضی میں علماء نے کیا ہی کیا ہے؟ انھوں نے کیا کیا؟ تمہیں کیا پتہ کیا کیا، تم پڑھو تو تمہیں پتہ چلے کہ اس کفر والحاد کی سرزمین میں کس نے تشیع کے سر کو بلند کیا؟

پہلا جمعہ لکھنؤ میں قائم ہوتا ہے۔ آصفی امام بارگاہ میں قائم ہوتا ہے۔ غفران مآب سید دلدار علی نقوی جسے بشارت ہوتی ہے، وہ نصیرآباد کے قصبے سے چلتا ہے اور وہ نصیرآباد جسے اسی کے جدّ نے آباد کیا ہے، اسی کے جدّ نصیرالدین کے نام پر ہے۔ بشارت ہوئی کہ جاؤ اور علمِ دین حاصل کرو۔ اس زمانے میں وہ برسوں کا سفر طے کر کے پہنچا نجف، اور نجف سے جب پڑھ کر آیا تو پھر اس نے شہنشاہوں کی شرابوں کے پیالوں کو تڑوادیا۔ توبہ کروادی ان سے۔ ان نوابوں سے توبہ کروا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دی کہ جن کے سامنے کوئی بات تک نہیں کر سکتا تھا، بول تک نہیں سکتا تھا۔

وہاں سے ہندوستان میں تشیع کا بیج پھلا پھولا، آبیاری ہوئی اور ایک وقت ایسا آیا کہ پورے ہندوستان میں تشیع ایک سرسبز وشاداب باغ کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ کس نے خدمت کی؟ یہ علماء نے خدمت کی کہ جو جانتے تھے کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

انہوں نے لوگوں کو ایسے راستے نہیں دکھائے جنت والے جیسے آج دکھائے جاتے ہیں۔ انھوں نے اس زمانے کے حکمرانوں کے ہاتھوں سے شراب کے پیالے لے کر پھینک دیئے کہ اگر تو یہ کرے گا تو میں بھی شرع کا محافظ ہوں۔

آپ انصاف سے بتایئے ......آج آخری مجلس ہے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں ......آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں؟......آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟......میں جو یہ لباس (عمامہ اور عباء وقباء) پہن کر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں......آپ کی توقعات مجھ سے کیا ہیں؟......کیا میں دین کا سودا کروں؟......کیا میں شریعت کا سودا کروں؟......چند لوگوں کی خواہش واطاعت کی خاطر......چند لوگوں کے مزاج کی خاطر میں شرع میں تبدیلی کروں؟

تو آپ خود بتایئے......کہ وہ شخص یا وہ اشخاص......جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکتب کا اپنے آپ کو نمک خوار کہتے ہوں......جنھوں نے وہ نمک کھایا ہو......کیا ایسا کرنا، اس چوکھٹ سے نمک حرامی نہیں ہوگی؟......کیا لوگوں کی خواہشات کی خاطر......لوگوں کو خوش کرنے کی خاطر......میں شرع محمدیؐ میں ان کی آسانی کے راستے نکالوں؟......یا یوں کہوں کہ شرع محمدیؐ میں تبدیلی کروں؟......کیوں کہ لوگوں کو یہ پسند نہیں کہ آپ منبر سے ایسی باتیں کریں......ارے! لوگوں کو پسند ہوں یا نہ پسند ہوں......اگر ہاشمی ہے، اور میں تو ہر جگہ یہ بات کہتا ہوں......اگر اپنی خطابت پہ اس کو گھمنڈ ہے......خطابت پہ اس کو ناز ہے......تو سن لو کہ ہاشمیوں کی خطابت کا انداز کچھ اور ہوتا ہے......ہاشمی کو اگر پہچاننا ہو......ہاشمی خطیبوں کی اگر جھلک دیکھنی ہو......تو یہ دیکھو کہ کس مجمع میں کیسی بات کر رہا ہے......اگر مجمع کے مزاج کے خلاف بات کر رہا ہے......تو سمجھ لو کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس میں ہاشمی لہو کی تاثیر باقی ہے......اس میں ہاشمی لہو دوڑ رہا ہے......اگر مجمع کے مزاج کے خلاف چل رہا ہے......تو ہاشمی خطابت کا وارث ہے......اور اگر مجمع کے مزاج کے مطابق چل رہا ہے کہ......لوگوں کی طلب اور ڈیمانڈ کیا ہے؟......تو جان لو کہ پھر ایسا خطیب ہاشمی خطابت کا وارث نہیں ہے۔

جنابِ ہاشمؑ سے لے کر کسی سلسلے تک چلے جاؤ، ہاشمی خطابت کا جوہر اپنی بات سمجھنے والے مجمع کے سامنے نہیں کھلا کرتا۔ ہاشمیوں کی خطابت کا جوہر اس وقت کھلتا ہے جب پورا مجمع دوسرے مزاج کا ہو اور پھر ایک ہاشمی کھڑا ہو اور پورے مجمع کے مزاج کو چاہے تھوڑی دیر کے لئے سہی بدل کر رکھ دے...... مجھے ضرورت نہیں کہ تاریخ کے ان گوشوں سے پردہ ہٹاؤں جہاں ہاشمیوں نے بتایا ہے کہ خطابت کا جوہر کسے کہتے ہیں؟...... کتنے ہی مقامات ہیں جہاں میری اس بات سے آپ کے ذہن پہنچ گئے ہوں گے۔اس بات پر آپ کا وقت لینا نہیں چاہتا۔تو عزیزو! وہ ہے ہاشمی خطابت کا وارث جو تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی...... یہ مت دیکھے کہ مجمع کا مزاج کیا ہے؟...... یہ نصیحت نہیں کرو کہ مجمع کی طلب اور ڈیمانڈ کیا ہے؟...... یہ دیکھو کہ ضمیر انسانی کیا کہتا ہے؟...... یہ دیکھو کہ شرع محمدیؐ کا تقاضا کیا ہے؟......انحرافات کے اس سیلاب بلا خیز کے سامنے بند باندھا جائے...... یا لوگوں کو بے مہار چھوڑ دیا جائے کہ جہاں جی چاہے چلے جائیں؟......اگر خطیب بند باندھنے کی باتیں کرتا ہے......تو یقیناً اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہے......تمام خطباء کے لئے میرا یہی پیغام ہے......تمام ذاکرین سید الشہداءؑ کے لئے میرا یہی پیغام ہے...... یہ کیا جوہر ہوا کہ لوگوں نے جو چاہا وہی ان کو میں نے سُنا دیا...... یہ تو کوئی جوہر نہ ہوا......لوگ بھی خوش ہو گئے میں بھی خوش ہو گیا......ہاشمی خطابت کا جوہر تو وہاں کھلتا ہے...... کہ لوگ نہ بھی چاہتے ہوں مگر سننے پر مجبور ہوں...... کہ ہاں یہ حق کی طاقت ہے، یہ حق کی قوت ہے......مگر یہ حق کی طاقت اور قوت جبھی ادا ہوتی ہے...... جب انسان اپنے اماموں کے ساتھ اپنے عہد میں پکا ہو......وہ خدا کے ساتھ کئے ہوئے اپنے عہد پر قائم ہو...... دین کے ساتھ کئے

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئے اپنے عہد پر قائم ہو......اس کی پروا نہ کرے کہ......لوگ مانیں گے کہ نہیں مانیں گے......نہیں مانیں گے لوگ......لوگوں سے منوانا میری ذمہ داری نہیں ہے......کسی کی ذمہ داری نہیں ہے......لیکن لوگوں تک پیغام کو پہنچانا یہ ذمہ داری ضرور ہے۔

بس عزیزانِ محترم! بیس سال کے بعد معتضد باللہ کے زمانے میں ہاتھ پیر جوڑ کے حجرِ اسود واپس لایا گیا، ہرجانے اور جرمانے ادا کرنے کے بعد واپس لایا گیا۔ قرامطہ سے واپس لے کر بیس سال بعد حجرِ اسود پھر اپنے ٹھکانے پر رکھا گیا۔ اس کے بعد کی دردناک داستان کعبہ کی آج تک جاری ہے۔

جب کسی حق کے متلاشی نے قیام کیا، بس ایک الزام اسے سہنا پڑا، بس ایک ہی الزام آج تک کافی ہے۔ وہ الزام کیا تھا، بغاوت ہو رہی ہے ان کے، خاندان والا لڑ رہا ہے، دو الزاموں میں سے ایک الزام اس پر لگایا جاتا ہے۔ اگر اجتماعی بغاوت ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ رافضی تھے، شیعہ تھے خانہ کعبہ پر قبضہ کرنا چاہ رہے تھے۔ ارے خانہ کعبہ پر قبضہ تو اب بھی ہمارا ہی ہے اور دیکھنا ہو تو حج کے ایام کی راتوں میں دیکھ لو جاکے۔

آپ میں سے جو ابھی تک فریضہ حج کے لئے نہیں جاسکے اللہ انہیں آئندہ برسوں میں توفیق عنایت فرمائے کہ آپ اس واجب فریضہ کو ادا کر سکیں۔ اللہ آپ کو یہ سعادت نصیب کرے۔ جب بھی حج پر گیا ہوں میں نے یہ بات دیکھی ہے کہ رات کو جب کعبہ آباد ہوتا ہے تو مومنین کے وجود ہی سے آباد ہوتا ہے کیوں کہ خانہ کعبہ چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے نا۔

رات کو خانہ کعبہ بیچ میں شمع کی طرح ہوتا ہے اور چاروں طرف دنیا بھر کے مومنین، نوے فیصد اہلِ بیتؑ کے چاہنے والے رات بھر کعبے میں ہوتے ہیں، اور وہ بھی جلے دل کے ساتھ دیکھتے رہتے ہیں، کڑھتے رہتے ہیں لیکن کیا کریں وہ بھی دیکھتے ہیں کہ ان کے لوگ نہیں آئے۔

رات بھر جو کعبہ آباد رہتا ہے کس کے وجود سے؟ آپ کے وجود سے، کیوں؟ اس لئے کہ جانتے ہیں کہ رات کی عبادت کی کچھ بات ہی اور ہے۔ ائمہ طاہرینؑ کی سنّت ہے کہ اپنی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راتوں کو عبادتوں سے آباد رکھو۔ عبادتوں سے منور کرو۔ سجدوں سے آباد رکھو، تو کعبہ کے چاروں طرف اہلِ بیت کے پروانے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ شمعِ رسالت کے دیوانے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور درمیان میں کعبہ ہدایت کی روشنی بکھیر رہا ہوتا ہے۔

دنیا بھر کے مومنین، میں نے وہاں پہ جاکے دیکھا کہ جو یہاں سست تھے وہاں پہ جاکے ان کو بھی دیکھا۔ مسجدِ نبویؐ بند ہو جاتی ہے رات کو گیارہ بجے لیکن بارہ بجے کے بعد شمعِ رسالتؐ کے یہ پروانے جانا شروع کر دیتے ہیں اور دروازے کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں، دروازہ کھلنے کے انتظار میں۔ تین بجے دروازہ کھلے گا۔ تین بجے تک مناجات اپنے پروردگار سے کر رہے ہیں، دعائے کمیل ہو رہی ہے، دعائے مشلول ہو رہی ہے، نمازِ جعفرِ طیارؑ ہو رہی ہے۔

رات بھر کعبہ میں حج کے دنوں میں یہی منظر ملے گا۔ تو بس وہاں کی شان یہ بتا دیتی ہے کہ کعبہ اور مسجدِ نبویؐ جو مراکزِ عبادت ہیں ان پر اصل قبضہ کس کا ہے؟

یہ واقعات تو ہمارے دیکھے ہوئے ہیں، تو کہیں نا کہیں اثر تو ہوتا ہے نا؟ اور ایک پر بھی ہو گیا، تو ہم جیت گئے یہ تو سیدھی سی بات ہے یہ اس پر بھی جلتے ہیں کہ یہ ایک پر کیسے جیت گئے۔ ہم اس لئے ایک پر جیت گئے کہ حُر آ گیا ہم جیت گئے۔ ایک آیا ہم جیت گئے۔ حُر آ گیا نا حسینؑ والوں میں؟ تم ہمارا ایک لے جا کر دکھاؤ، یہ ناممکن کام ہے کہ ہمارا ایک لے جا کر دکھاؤ۔ ہم ایک بھی لے گئے تو ہم جیت گئے۔ ہمارا ایک بڑھ گیا، اور ایک بھی جب آتا ہے تو کیسا آتا ہے کہ ہمیں سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے کہ بھیا اتنا تیز مت جا، تھوڑا آہستہ آہستہ چل۔

تو بس عزیزانِ محترم! اس کے بعد خروج پہ خروج کی داستان، قیاموں کی داستان ہے۔ گیارہویں صدی میں پھر سلطان مراد نے، اگرچہ اس عرصے میں خانہ کعبہ کی توسیع کا عمل بھی جاری رہا مگر ہمیں اس سے بحث نہیں ہر چند کہ تاریخ میں اسی کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے کہ اس نے بلڈنگ اتنی بڑی بنوائی، اُس نے اتنی بڑی بنوائی۔ اس سے بحث نہیں لیکن تعمیرات کی داستان بھی آگے چلتی رہی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے بعد بڑا معرکہ کب ہوا؟ نام کے ہی سہی لیکن ہاشمی خاندان بیٹھا تھا عثمانیوں کی سلطنت میں، جو مکّے کا گورنر تھا وہ بہر حال ایک ہاشمی خاندان سے تھا۔ شاہ فیصل، آلِ سعود سے نہیں۔ اس زمانے کا شاہ فیصل جس کو نکالا گیا اور پھر در بدر کیا گیا اسی کی شاخ پھر یہ اردن میں شاہ حسین ہاشمی کی صورت میں ہے کہ جسے ہاشمی کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے لیکن بہر حال ہے ہاشمی کیا کریں۔ ابولہب بھی تو ہاشمی تھا۔ تو اتنے مت گھبرایا کریں اور بعض لوگ خوش بھی بہت ہوتے ہیں کہ ہاشمیوں کی حکومت ہے، تو خدا کے بندو! ہاشمیوں کی حکومت کا کیا مطلب ہے؟

جنابِ نوحؑ کا بیٹا ہے کنعان! وہ جناب نوحؑ کا بیٹا ہے اس لئے کچھ نہ کہو؟ یہ کوئی کلیہ تھوڑی ہے۔ ابولہب بھی ہاشمی ہے مگر ہمیں تو کردار کو دیکھنا ہے۔ دشمنیٔ اہلِ بیتؑ میں جو نکل جائے ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے بھائی۔ وہ کوئی بھی ہوا کرے۔ سیّد یہاں پہ پتہ نہیں کتنے ہیں، ہیں کہ نہیں ہیں اور دشمنیٔ اہلِ بیتؑ میں بھی یکتا ہیں تو کیا کیا جائے کہ اولادِ رسولؐ ہیں کچھ نہ کہو۔ نہیں، بلکہ معیار ہے محبتِ رسولؐ۔ محبتِ رسولؐ کہیں بھی ہو وہ معیار ہے۔ ۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیانی عشرے میں ایک بار پھر کعبہ جنگ و جدال کی آماجگاہ بنا۔ جب اسلام کے بڑے بڑے مجاہدین داخل ہوئے کعبے میں۔ اور یہ بھی تو بڑی ستم ظریفی ہے کہ اسلام کے اتنے بڑے ٹھیکے دار ہیں یہ مگر آج تک ان کی تلوار یا بندوق کی گولی سے کوئی غیر مسلم نہیں مرا۔ چیلنج ہے میرا۔ ان کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اتنے بڑے فاتح، اتنے بڑے چیمپئن اسلام کے، ان کی پوری تاریخ پڑھ لیجئے۔

جب ان کے ہاتھ میں تلوار تھی تو مسلمان پر چلی، بندوق آئی تو مسلمانوں پر چلی۔ ان سے غیر مسلم مرا ہی نہیں۔ غیر مسلموں سے یہ بہت ڈرتے ہیں۔ ان کو نہیں مارتے انھوں نے ہی تو حکومت ان کو دلائی ہے۔ جو ایجنٹ تھا لارنس آف عریبیا اس کو جانتے ہیں آپ؟ وہ ان کی کتابوں میں ان کا ہیرو ہے۔ اس کو کہتے ہیں یہ ہمارا ہیرو ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ اس نے حکومت دلائی ہے۔

کرنل لارنس نے ہمیں حکومت دلوائی ہے۔ ہمارا ہیرو ہے، ہمارا مددگار ہے، تو یہ داخل ہوئے وادیِ نجد کے بے کار پتھر، اور انھوں نے کیا کیا؟ پھر کعبہ کی ایک بار بے حرمتی کی۔ اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زمانے میں شریفِ مکّہ کہلاتا تھا کعبے کا والی۔اس کو بے دخل کیا اور مکّے میں پھر قتل و غارت گری کی اور ایسی قتل و غارت گری کی جس کی دھاک آج تک بیٹھی ہوئی ہے۔آج تک کوئی سر نہیں اٹھا سکتا۔بات کرے سر قلم کر دو۔ڈھیر لگا دیئے انھوں نے سروں کو قلم کر کر کے۔

اتنی بڑی سرزمین جو لاکھوں مربع میل پر مشتمل ہے۔پچیس لاکھ مربع میل سے زائد اس کا ایریا ہے۔ہمارے پاکستان سے کہیں زیادہ رقبہ ہے۔آبادی کتنی ہے محض سوا کروڑ،ایک یہ بھی پالیسی تھی کہ یہاں آبادی بڑھنے ہی نہ دی جائے۔اتنا مارا گیا کہ سب بھاگ گئے۔دور نکل جاؤ سارے،کیوں کہ کم آبادی ہوگی تو کنٹرول کرنا آسان رہے گا۔ان پر حکومت کرنا آسان رہے گا۔قبائلی سسٹم ہے لیکن خیر۔کوئی سسٹم ستر اسّی سال سے اوپر تو جاتا نہیں۔

اب وہاں بھی دراڑیں پڑنا شروع ہوگئیں ہیں۔جس کی طرف میں نے اشارے کیے۔اب نہ معلوم آگے کیا صورتِ حال بنے گی! ویسے تو بڑی خطرناک تصویر نظر آتی ہے تاریخ کے آئینے میں کہ کیا ہونے والا ہے لیکن خیر۔خدا خیر کرے۔وہ نوبت نہ پہنچے کہ جو حالات سے نظر آرہی ہے کہ کیا ہونے والا ہے ان کا حشر۔

۱۹۲۰ میں پھر کعبے کی بے حرمتی ہوئی۔پھر یہاں قتل و غارت گری،پھر خون خرابہ۔پھر ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۰ء کے درمیان مقامی بغاوت۔کیا الزام لگایا گیا کہ صاحب مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا اس نے،حالانکہ رابطے کاٹ دیئے گئے دنیا سے،کہا کہ مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا گیا۔اٹھا کے ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی گردنیں انھوں نے بھٹّہ سی اڑا دیں۔کعبے میں ڈیڑھ ہزار انسان قتل کیئے گئے۔خود نہیں لڑ سکتے تھے،خود بھاگ گئے،جہاں موقع ملے خود بھاگ جاتے ہیں۔

پھر بلایا اپنے ابا داداؤں کو جن کی عادت ہی یہ ہے کہ ہر جگہ گولیاں برساتے ہیں، چاہے کعبہ ہو چاہے مسجد ہو۔ان کی تو نوکری ایسی ہے،انھیں تو گولی چلانی ہے۔تو پھر وہی فوج مختلف ممالک کی داخل ہوئی جو جنگِ عظیم کے دوران بھی کعبے پر گولیاں برسا چکی تھی۔اسی رجمنٹ کو بلایا گیا یا اس جیسے اوروں کو بلایا گیا بلکہ بعد میں تو غیر ملکی کمانڈوز بھی گھسا دیئے گئے کعبے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں۔ کعبے کے اندر لڑائی ہوئی۔ خون ریزی اور قتل و غارت گری کی گئی تو اس زمانے سے لے کر اب تک یہ سارے واقعات تازہ ہیں، اور اس کے بعد کا واقعہ تو آپ سن ہی چکے ہیں کہ مکّے والوں کو بھی نہیں پتہ کہ مکّہ پر کون قبضہ کرنے آ رہا ہے۔ وہ معاہدہ کا علاقہ جو تین کلومیٹر دور تھا وہاں بے گناہوں کے خون کی ہولی کھیلی گئی چار سو ساڑھے چار سو حاجیوں کو قتل کیا گیا حرم کی زمین کو جہاں جدال حرام کیا گیا ہے خصوصاً حج کے ایام میں

کعبہ آج تک آواز دے رہا ہے اپنے وارثوں کو...... کعبہ انہی طاقتوں کے آج تک چنگل میں ہے...... پرانے بُت تو کعبے میں نہیں ہیں لیکن دوسری طرح کے بُت ہمارے سامنے ہیں...... اس زمانے میں جو بڑی بڑی طاقتیں تھیں وہ کون سے بُت تھے؟...... لات، منات، عزیٰ، ہبل، اصاف اور نائلہ وغیرہ...... یہ سارے بُت تھے...... اب انھوں نے اور قسم کے بُت کھڑے کر دیئے ہیں ہمارے سامنے...... یہود و نصاریٰ کے بُت...... اسرائیل کے بُت...... اب ان کے نام لینا شروع کریں گے تو آپ کہیں گے کہ سیاست شروع کر دی...... تو عزیزو! میں آٹھ دن سے کیا پڑھ رہا تھا؟...... چھوڑیئے ملکوں کے ناموں کو...... بہرحال یہ بڑی اور شیطانی طاقتوں کے بُت ہمارے سامنے کھڑے کر دیئے گئے...... تو عزیزو! بات ان مٹی کے بتوں کی نہیں ہے...... بُت تو انسان کے دل میں ہوتا ہے...... انسان بُت کو دل میں جگہ دیتا ہے...... صنم پرستی دل میں کرتا ہے...... اس وقت بھی بُت تھے لیکن جو بتوں کے سامنے سر جھکانا نہیں چاہتے تھے...... کوئی ان کی پیشانی کو بتوں کے سامنے نہیں جھکا سکتا تھا...... اس کلیے کو اپنے ذہن میں رکھ لو آج ہمیں یہ سبق دیا جا رہا ہے...... ہمیں یہ پڑھایا جا رہا ہے کہ بھوکے مر جاؤ گے...... قحط سے مر جاؤ گے...... یہ قرضوں میں جکڑی ہوئی قوم اور کیا مرے گی؟...... اب ان سے کیا چاہتے ہو کہ جسمانی طور پر مرے ہوئے لوگ کہ...... جن کا تھوڑا سا ضمیر زندہ ہے...... ان کا بچا کچا ضمیر بھی مر جائے؟...... یہ بے ضمیر ہو جائیں؟...... یہ اپنے آپ کو ان کفار کے حوالے کر دیں؟...... یہ خود کو عالمی شیطانوں کے سپرد کر دیں؟...... خود کو سامراجی قوتوں کے حوالے کر دیں؟...... خود کو استعمار کے سپرد کر دیں؟...... تم اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نوبت تک لے جانا چاہتے ہو ہمیں؟......ایک غیرت مند اور شجاع قوم کو کہاں لے جانا چاہتے ہو؟......یہ تمام عالم اسلام کے لئے باتیں کر رہا ہوں......کاش! ہمارے حکمرانوں نے یعنی عالمِ اسلام کے حکمرانوں نے......ان عالمی شیطانوں پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنی قوم پر بھروسہ کرلیا ہوتا......اپنے عوام پر بھروسہ کرلیا ہوتا......ان کو اعتماد دے دیا ہوتا......جتنی عالمی شیطانوں کی تم نے خدمت کی چاپلوسیاں کیں......کاش اتنی خدمت اپنی قوم کی کر دی ہوتی تو یہ قومیں اپنے سر کٹوا دیتیں......لیکن کبھی تمہیں استعماری طاقتوں کا غلام نہ بننے دیتیں۔

ہم اب تک اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم آزاد ہیں۔ ہمیں سب پتہ ہے کہ ہم کیسے آزاد ہیں؟ کس کے خلاف بات نہیں کرنی اور کس کے خلاف بات کرنی ہے؟ کس کے خلاف بات کرے تو اٹھالو بے شک ہمیں بُرا کہتا ہے تو کہنے دو مگر ہمارے ابّا امریکہ اور اسرائیل کو بُرا مت کہنا۔

وہ جن سے ہم پیسہ لیتے ہیں ادھار، انھیں بُرا نہیں کہنا۔ ہمیں جتنی گالیاں دینی ہیں دے لو۔ ان کو نہیں دینا۔ ہمارے گھر پر چاہو تو آ کے احتجاج کرلو مگر خبردار اُدھر مت جانا۔ اگلے مہینے کا بجٹ کیسے چلائیں گے ہم؟

ہمارا قرضہ تو قرضہ، وہ جو مزید قرض لے کر سود ادا کرتے ہیں......اس کی بھی قسط نہیں ملے گی......بارہ ارب ڈالر کا قرضہ لیا......تینتیس سال میں......اٹھارہ ارب کا قرضہ لیا......ہم نے بیس سال میں۔ تیس ارب ڈالر بلکہ......اب تو بتیس ارب ڈالر سے اوپر چلا گیا ہے ہمارا قرض......بتیس ارب ڈالر سے زیادہ کے مقروض ہیں آپ۔ زیادہ بولیں گے تو وہ ایک ایک آدمی کو پکڑ لیں گے کہ لگاؤ ایک ایک آدمی پہ کتنے کتنے ہزار ڈالر نکلتے ہیں۔ تمہارے بچے بھی ہمارے مقروض ہیں اتنے اتنے ہزار ڈالر کے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ جو میں نے عباسی خلیفہ کی مثال دی تھی نا کہ چھ لاکھ اشرفیاں لے کر بھاگ گیا۔ تو یہاں بھی یہی ہوا۔ آخر میں یہ جملے ضرور کہوں گا ورنہ حق ادا نہیں ہوگا کہ یہ فرسودہ، نیم سرمایہ دارانہ اور نیم جاگیردارانہ نظام کہ جس کی جڑیں اتنی گہری ہیں اس ملک میں کہ یہ کسی کو پنپنے نہیں دیتا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہم حکومتوں کے خلاف لگے رہتے ہیں یہ زندہ باد اور وہ مردہ باد۔ ہم جب تک اس سسٹم کو جڑ سے اکھاڑ کر نہیں پھینکتے، یہ خبیث جو ہمارا خون چوس رہے ہیں، اس سسٹم کے ٹھیکے دار، اس سسٹم کو مضبوط رکھنے والے لوگ کہ جنھیں اپنی جاگیریں اور اپنا سرمایہ عزیز ہے۔ یہ مظلوم لوگ ظلم کی چکی میں پستے ہیں، پسیں۔ مہنگائی کے بوجھ تلے دبتے ہیں، دبیں۔ انھیں تو مفت کا پٹرول، مفت کی گاڑیاں اور ہر چیز مفت کی ملی ہوئی ہے۔

خریدنا تو ہر چیز کا عوام کے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ عوام کے لئے ٹماٹر مہنگا ہو گیا ہو تو کیا، ان کے لئے تو ٹرک بھر بھر کے گھروں میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کو نمک کے مہنگا ہونے سے کیا غرض؟ کہتے ہیں عوام کو قربانی دینی پڑے گی۔ ڈرو اس وقت سے جب یہ عوام تمہیں قربان کر دیں گے۔ تم اور کیا قربانی چاہتے ہو ان لوگوں سے؟ کب تک ان غریب عوام کا استحصال جاری رہے گا؟ اس کے خلاف کوئی کھڑا نہیں ہوتا۔ اس لئے کوئی کھڑا نہیں ہوتا کہ یہ سیاست دان، یہ مذہبی ملاّ، یہ مذہبی جماعتیں، یہ سب ان استحصالیوں اور ان کے آقاؤں کے ایجنٹ ہیں۔

یہ سیاست دان ہوں یا بدبودار ملاّئیت ہو......ان کو پالنے والے یہ سرمایہ دار ہیں......ان کی سرپرستی کرنے والے یہ جاگیردار ہیں......یہ لوگ اگر اپنے آقاؤں کے خلاف آواز اٹھائیں گے......تو ان کے مدرسے بند ہو جائیں......ان کی سیاسی جماعتوں کے سیکریٹریٹ بند ہو جائیں گے......ان کا کھانا پینا بند ہو جائے گا......ان کی تنخواہیں بند ہو جائیں گی......اور یہ خود بھی بند ہو جائیں گے۔ یہ بھی پھر باہر نہ نکل سکیں گے......یہ فرسودہ سسٹم ہے جو ہمیں تباہ کر رہا ہے۔ جو ہمیں خراب کر رہا ہے......لہٰذا حکمرانوں کی تبدیلی کی بجائے نظام کی تبدیلی پر توجہ دیں......کسی کے منہ میں زبان نہیں ہے؟......کوئی اس کے خلاف آواز بلند کرنے والا نہیں ہے؟......بڑی باتیں کرتے ہیں لوگ انقلاب کی......بڑی باتیں کرتے ہیں نظام بدلنے کی......اور اس کی جڑ پہ حملہ کوئی نہیں کرتا کہ خرابی کہاں ہے؟......پتوں اور پھولوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہو؟......بوتلیں بدل رہے ہو؟......ہرے رنگ کی بوتل......لال رنگ کی بوتل......پیلے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رنگ کی بوتل......اور جو اس کے اندر ہے، اس سے مسلسل استفادہ کیئے جا رہے ہو......تمہیں نشے پہ نشہ دیا جا رہا ہے......انجکشن پہ انجکشن لگایا جا رہا ہے......اور پوری قوم ہے کہ سو رہی ہے......یہ حکمران اچھا نہیں ہاں یہ واقعی بُرا ہے......تو اُس کے لئے مردہ باد کے نعرے لگاؤ......سب کے سب چور اور سب کے سب استعماریوں اور استحصالیوں کے ایجنٹ ہیں......یہ ہوں یا وہ ہوں سب کفر کے آلہ کار اور صرف چوروں کی بارات ہے......ان سب کی ڈوریاں ان کے آقاؤں کے یہاں سے ہلائی جاتی ہیں......ان میں کسی کی مجال نہیں ہے کہ اُس شیطانی طاقت کے خلاف بات کرے۔ کیوں؟......اس لئے کہ اِسے بات کرتے ہوئے بھی یہ ڈر کھائے جاتا ہے کہ......آئندہ میرے حکومت میں آنے کا راستہ بند ہو جائے گا......ختم کیا میں نے اس بات کو......یہ مجلس ہے، مت سمجھنا کچھ اور ہے......اگر اس میں پیغام نہ ہو حسینیت کا تو وہ مجلس نہیں ہے......اگر مجلس میں ظلم و جبر کے خلاف پیغام ہے......تو حسینؑ کی مجلس ہے، ورنہ نہیں ہے مجلس......اگر جابران وقت اور ظالمانِ وقت کے خلاف آواز ہے......تو حسینؑ کی مجلس ہے ورنہ نہیں ہے مجلس......یاد رکھنا! مجھے کبھی خوف نہیں ہوا، یہ بات کرتے ہوئے......کسی بھی جگہ بات کروں، میں یہی بات کرتا ہوں......تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ وقت کی ضرورت کیا ہے؟......وقت کی ضرورت یہ ہے کہ کربلا کے پیغام کو زندہ کردو......عاشور کے پیغام کو زندہ کردو......ایک بار پھر وہی نعرہ مستانہ......جو حُرؑ نے لگایا تھا......جو حبیبؑ نے لگایا تھا......جو مسلم بن عوسجہؑ نے لگایا تھا......جو مسلم بن عقیلؑ نے کوفے میں لگایا تھا......تنہا نہیں تھا مسلم بن عقیلؑ......اس وقت دنیا نے سمجھا کہ مسلمؑ تنہا ہے......اس وقت تنہا تھا اگر مسلم بن عقیلؑ اس وقت کوفے میں تنہا نہ ہوتا......تو آج اس کا لہجہ بھی ختم ہو جاتا......مسلم بن عقیلؑ نے تنہا رہ کر قیامت تک کے لئے بندوبست کر دیا کہ

اب ہر بستی میں......ہر جگہ میری راہ پر چلنے والے پیدا ہوں گے......مسلمؑ پیدا ہوں گے......حبیب ابنِ مظاہرؑ پیدا ہوں گے......حُرؑ پیدا ہوں گے......یہ حسینیت کی معراج ہے......اس لئے سرخرو ہے تشیع......اسی لئے سربلند ہے کہ ہر زمانے کی سازشوں کو بے نقاب کرتا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہا ہے تشیع...... ہر زمانے کے ظالموں کے چہرے سے نقاب اُتارتا رہا تشیع...... ہر زمانے کے جابر حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا رہا تشیع...... یہ کربلا ہے...... یہ مجلس ہے...... اگر ''یہ'' نہیں ہے مجلس میں تو پھر مجلس '' مجلس حسینؑ '' نہیں ہے...... انٹرٹینمنٹ یا وقت گزاری کہا جا سکتا ہے اُس کو...... مجلس برپا کر رہے ہو...... مجلس پڑھ رہے ہو...... مجلس سُن رہے ہو...... تو پیغام عاشورہ لوگوں تک تو پہنچاؤ کہ وہ کیا ہے؟...... پیغامِ حسینی تو لوگوں تک پہنچاؤ کہ وہ کیا ہے؟...... کچھ تو ادا کرو حق اس نمک کا جو تم درِ حسینؑ سے کھا رہے ہو...... کچھ تو نمک حلالی ہونی چاہیے کہ...... اے حسینؑ! ہم نے تیرے پیغام کو جیسا پہنچانے کا حق تھا...... ویسا تو نہ پہنچا سکے...... مگر جتنی سکت تھی...... مگر جتنی ہمت تھی اتنا پہنچا دیا...... کیسی سیاست اور کیسی غیر سیاست؟...... بحث اس کی نہیں ہے...... بحث یہ ہے کہ حسینؑ وقت کے جابر کے خلاف کھڑا ہوا یا نہیں؟...... یہ حسینیت ہے...... اپنے بچوں کو لے کے آ گیا کربلا میں...... اپنی بیبیوں کو کے کہ آ گیا کربلا میں...... تم نہیں دو گے میرا ساتھ۔۔۔ نہ دو...... جن پر میرا اختیار ہے...... میں ان کو لے کر میدان میں آ جاؤں گا...... تم نہیں آؤ گے میرے ساتھ؟...... نہ آؤ...... میری بہن میرے ساتھ آئے گی...... میری ازواج میرے ساتھ آئیں گی...... میرے بچے میرے ساتھ آئیں گے...... میرے بھائی میرے ساتھ آئیں گے...... میرے جاں نثار میرے ساتھ آئیں گے...... نہ آؤ تم، میں تنہا بھی لڑ سکتا ہوں...... اُس ظلم و جبر کے خلاف، حسینؑ نے اعلان کر دیا...... کہا دیکھو! میں اس طرح سے لڑوں گا کہ...... شاید بڑے بڑے لشکر بھی ہوتے تو نہ لڑ پاتے...... جس طرح سے میں نے اکیلے جنگ کو جیت لیا...... اپنے مختصر لشکر کے ساتھ...... بیبیوں کو بھی لایا ہے حسینؑ...... اور دھوکے سے نہیں لایا...... بھولے سے نہیں لایا...... اتفاق سے نہیں لایا...... لاعلمی کی بناء پر نہیں لایا...... جس جس کی ضرورت تھی کربلا کے لئے...... ہر اُس کردار کو لے کے آ گیا تھا حسینؑ...... علی اصغرؑ کو لایا ہے...... اس لئے کہ علی اصغرؑ کی ضرورت تھی کربلا میں...... ازواج کو لے کر آیا ہے...... اس لئے کہ ان کی ضرورت تھی کربلا میں...... زینبؑ و ام کلثومؑ کو لایا ہے...... اس لئے کہ ان کی ضرورت تھی کربلا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں ...عون ؑو محمدؑ کو لایا ہے...... قاسمؑ کو لایا ہے...... علی اکبرؑ کو لایا ہے...... عباسؑ کو لایا ہے...... کیوں؟ اس لئے کہ ان سب کی ضرورت ہے کربلا میں...... کربلا نامکمل رہ جائے گی اس لئے سکینہؑ کو لایا ہے...... کربلا ادھوری رہ جائے گی...... کربلا نامکمل رہ جائے گی...... شام کون فتح کرے گا؟ ...کربلا تو اصغرؑ نے فتح کر لی...... شام کون فتح کرے گا؟...... شام کو فتح کرنے کے لئے ضرورت ہے سکینہؑ کی۔

اسی لئے کربلا فتح کی شام کے دربار میں سکینہؑ نے...... ارے بچہ بچہ مقصدِ حسینؑ کو جانتا ہے کہ...... میرے بابا نے کس لئے جان دی ہے؟ میرے بابا کا سرنوکِ نیزہ پر کس لئے بلند ہے؟...... شکست کھا جائے سکینہؑ؟ ناممکن۔

الالعنت اللّٰہ علی قوم الظالمین

مآخذ

۱۔ قرآن مجید
۲۔ تفسیر نمونہ
۳۔ تفسیر مجمع البیان
۴۔ تاریخ اسلام (سیّد العلماء علامہ سید علی نقی النقوی اعلیٰ اللہ تعالیٰ)
۵۔ فروغ ابدیت (آیت اللہ جعفر سبحانی)
۶۔ تاریخ اسلام (آیت اللہ ابراہیم امینی)
۷۔ سیرت امیر المومنین (علامہ مفتی جعفر حسین)
۸۔ تاریخ ابن خلدون
۹۔ تاریخ طبری
۱۰۔ طبقات ابن سعد
۱۱۔ تاریخ الخلفاء (جلال الدین ابوبکر سیوطی)
۱۲۔ تاریخ مسعودی
۱۳۔ سیرت ابن ہشام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas